

اپریل 2015

بچی اور دکنی کہانیوں کا مجموعہ

جوابِ عرض

اپریل 2015 خواتین اور مردوں کی دکنی کہانیاں شائع کرنے والا پاکستان کا پہلا ماہنامہ جوابِ عرض بنی شہزادہ عالمگیر 220

PDFBOOKSFREE.PK

عذابِ محبت نمبر

RS:90

www.pdfbooksfree.pk

CPL No.220

ماہنامہ
جواب عرض
لاہور

بانی۔ شہزادہ عالمگیر
نگران اعلیٰ۔ شہباز عالمگیر
چیرمین۔ شہزادہ امتش
چیف ایگزیکٹو۔ شہزادہ فیصل

مفسر فیچر۔

ریاض احمد

سرکولیشن مینیجر۔

جمال الدین

مارکیٹنگ۔ کرن۔ مایا نور۔

فاطمہ۔ رابعہ۔ سارا۔ زارا

جلد نمبر 40۔ شمارہ نمبر 11

ماہ اپریل 2015

قیمت۔ 90 روپے

عذاب محبت نمبر



پوسٹ بکس نمبر 3202 غالب مارکیٹ گلبرگ III لاہور

ماہنامہ جواب عرض اپریل 2015 کے شمارے عذاب محبت نمبر کی جھلکیاں

ممتاروٹھ جائے تو

عافیہ گوندل

46

جلد نمبر 40

شمارہ نمبر 11

ایسا بھی؟ ووتا ہے

خرم شہزاد مغل

15

میرے خواب ریزہ ریزہ

ایم عمر دراز آکاش

66

گل دستہ

عذاب محبت

دین محمد بلوچ

6

محبت ہی محبت

ذیشان حیدر۔

74

اندھا عشق

سیدہ امامہ کہوٹہ

20

عذاب محبت نمبر

محبت کا میاں نہ ہو سکی

صبیحہ فیصل آباد

86

پسندیدہ اشعار

بے جان ہے زندگی

ریاض حسین شامد

24

محبت قربانی مانگتی ہے

حق نواز لسبیلہ

90

چاند اور چاندنی

شاہد رفیق سہو

40

کہانیوں کی صداقت ہر شک و شبہ سے بالاتر ہوتی ہیں اس کی تمام کہانیوں کے تمام نام واقعات قطعی طور پر حتمی کر دیے جاتے ہیں جن سے حالات میں تبدیلی پیدا ہونے کا امکان ہو جس کا ایلیٹر۔ رائٹر۔ ادارہ۔ یا پبلشر۔ ذمہ دار نہ ہوگا۔ (پبلشر۔ ریشترادہ عالمگیر۔ پرنٹر۔ زاہد بشیر۔ ریجی۔ کن۔ روڈ۔ لاہور)

پیارا کرا سب قسط نمبر ۳
فلک زاہد لاہور

102

مجھے یاد رکھنا
رینا محمود قریشی

94

سکھنا مال بھیاں دے
مسرت شاہین

124

وہ شخص قیامت تھا
اشرف زخمی دل

تنہائیاں

امداد علی عباس

پھر منزل مل گئی
اللہ دتہ چوہان

غزلیں نظمیں

اجڑ گیا بنتا بستا گھر
شوکت علی انجم

172

زخم دل چھپا کے روئے
حکیم ایم جاوید سیم

اپریل 2015

بکھری زندگی عزت کی تیرانی
ناصر اقبال خٹک۔ کرک

143

سچا انسان
محمد رمضان بگٹی

120

پھر بے وفا کی
عارف شہزاد

100

-----جماد ظفر ہادی۔ منڈی بہاؤ الدین۔

شہزادہ عالمگیر ہسپتال

شہزادہ عالمگیر صاحب کی دیرینہ خواہش کی تکمیل پوری ہونے جا رہی ہے

قارئین کرام آپ حضرات کے تعاون سے ہم عالمگیر ہسپتال کا سنگ بنیاد رکھنا چاہتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ شہزادہ عالمگیر صاحب کے خوابوں کو پورا کیا جائے۔ یہ فیصلہ ہم نے بہت سوچ سمجھ کر کیا ہے امید ہے کہ آپ قارئین ہمارے اس فیصلہ کو ویکم کہیں گے اور اپنے تعاون سے نوازیں گے اس ہسپتال کی تعمیر کے لیے ہمیں لاکھوں نہیں بلکہ کروڑوں روپوں کی ضرورت ہے آپ کے تعاون سے ہم اس ہسپتال کی بنیاد میں انشاء اللہ کامیاب ہو جائیں گے۔ آپ سے جو بھی ہو ملتا ہے اس ہسپتال کی تعمیر میں ہماری مالی مدد کریں آپ کی مدد سے ہی ہم اس کام کو سرانجام دے سکتے ہیں۔ آپ کا ایک ایک روپیہ اس ہسپتال کی تعمیر کے لیے ہمارے لیے بہت اہم ہوگا۔ بہت جلد ہم اس کا سنگ بنیاد رکھنا چاہتے ہیں آپ حضرات سے مالی تعاون کی پرزور اپیل کرتے ہیں امید ہے کہ آپ اس نیک مقصد کو پورا کرنے میں ہمارا بھرپور ساتھ دیں گے۔ چاہے سو روپے ہی کسی آپ ہمارے اس اکاؤنٹ میں ڈال سکتے ہیں۔ آپ کے ایک ایک روپے کی حفاظت کی جائے گی اس ہسپتال میں نہ صرف غریبوں کا فری علاج کیا جائے گا بلکہ ان کے لیے کھانے کا بھی بندوبست کیا جائیگا۔ یہ ہسپتال آپ کا ہسپتال ہوگا۔ آپ کے تعاون سے بننے والے اس ہسپتال کا کام جلد شروع کر دیا جائے گا۔ تمام قارئین کرام اپنی رقم اس اکاؤنٹ میں جمع کروائیں شکریہ کا موقع دیں اور دعا کریں کہ ہم اس نیک کام میں جلد کامیاب ہو جائیں۔

شہزادہ امتش عالمگیر

اکاؤنٹ 01957900347001 حبیب بینک کمرشل ایریا کیولری گراؤنڈ لاہور

جواب عرض 5

عذاب محبت

- تحریر - دین محمد بلوچ - بلوچستان

شہزادہ بھائی - السلام وعلیکم - امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔
قارئین جو نام اور عزت مجھے جواب عرض نے دی ہے اور میں اس کا بے حد مشکور ہوں مجھے بے حد خوشی
ہوتی ہے ایک بار پھر میں اپنی دوسری کہانی جس کا نام میں نے عذاب محبت رکھا ہے امید ہے کہ آپ
جناب اسے جواب عرض میں شائع کر کے مجھے شکریہ کا ایک بار پھر موقع دیں گے۔ جو دوست میری کہانی
کو پسند کرتے ہیں ان کا مشکور ہوں اور جو دوست مجھے اپنے دلوں میں یاد رکھتے ہیں ان کو میرا پیارا بھرا سلام
اور محبتیں چاہتیں اور دل کی گہرائیوں سے ہزاروں دعاؤں کے ساتھ سلام قبول ہو میں ادارہ جواب عرض کی
جتنی بھی تعریف کروں کم ہے۔

ادارہ جواب عرض کی پالیسی کو مدنظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام نراوڑوں مقامات کے نام
تبدیل کر دیئے ہیں تاکہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کا ادارہ یا اسٹوڈیو دار نہیں
ہوگا۔ اس کہانی میں کیا کچھ ہے یہ تو آپ کو پڑھنے کے بعد ہی پتہ چلے گا۔

کانونوں پر بھی برستے ہیں جہاں پر بھی جی کیا جاسکتا
ہے یہی محبت سے کافی لوگوں نے محبت کی منزل
حاصل کر لی اور بعض لوگ تو آدھے راستے پہ ہی بہت
وحوصلہ مار بیٹھتے ہیں کیا یہاں ان سطروں پہ لہا جاسکتا
ہے جو لوگ اپنی منزل پر پہنچنے ان میں بہت وحوصلہ اور
قربانیاں دینے کا شوق و ولولہ انوث تھے اور جو منزل
تک رسائی حاصل نہ کر سکے تو وہ شاید کمزور و کم حوصلہ
ان کو کہا جاسکتا ہے۔ اس موقع پر مجھے ایک شعر یاد آیا
ہے جو قارئین کرام کے زیر نگاہ کر رہا ہوں۔

بھئی لفظ بھول جاؤں بھی بات بھول جاؤں
تجھے اس قدر چاہوں گے اپنی ذات بھول جاؤں
انھ کے تیرے پاس سے جو میں چل دوں
جاتے ہوئے خود کو تیرے پاس بھول جاؤں
جو کہانی آپ قارئین کرام کے اشاعت نظر کر
رہا ہوں۔۔۔۔۔ اس کے نام و علاقے شہر
عارضی و مقطعی ہیں۔

احساسات و جذبات کی کشتی میں محبت
سے زیادہ حسین و دلکش مضطرب و
پوٹ اور کوئی نہیں یہ جادو اسم سے جو حصد یوں کے رنگ
آلود فضا میں بھول دیتا ہے یوں سے کم لیکن آنکھوں
سے زیادہ ادا ہوتا ہے جب بیاں و عیاں ہوتا ہے
چاروں اور پھول ملتے ہیں تارے جگمگانے لگتے ہیں
نجانے کیوں اس احساس سے شناسائی و آشنائی ہر شخص
کو ایک منفرد تجربہ معلوم ہوتا ہے۔
حالانکہ حقیقت صرف اتنی ہی ہے کہ سیف

صرف انداز بیان بدل دیتا ہے ورنہ دنیا میں کوئی بات
نئی نہیں جب کوئی آپ کو دکھ دیتا ہے لیکن آپ صریح
اس خیال سے اس پر پیس چلتے کہ نہیں وہ دھمی نہ ہو
جائے یہ محبت جب کوئی کسی سے محبت کرتا ہے تو اسے
ایک سنے نام سے پکارا جاتا ہے۔

اگر آپ بے حد تھکے ہوں لیکن کسی کو دیکھ کر مسکرا
دیں تو یہ یقیناً یہی محبت ہے شہنم کو دیکھ پھولوں پر بھی



ساتھ چلتے ہوئے تانیہ شاید سے کہنے لگی۔

آپ کی تعلیم کتنی ہے

شاید بننے لگا برائری تک تعلیم سے۔

آگے تعلیم حاصل نہیں کی تانیہ نے کہا کیوں۔

شاید نے کہا کہ ماں باپ نے کہا ماں کا باپ کا

ایک ہی بیٹا ہوں کھیتوں بھٹیڑ بھٹیڑ کی دیکھ بھال اور

کام کاج کون کرتا اس لیے ہماری ذمہ داری میرے

اوپر ہی ہے۔

تانیہ کہنے لگی اچھا پھر تانیہ کہنے لگی کبھی کسی سے

محبت کی ہے

شاید کہنے لگا نہیں تو ہم گاؤں کے سارے لوگ

بھلا محبت سے کیا جانیں

اسنے میں دونوں کھیتوں میں پہنچے اور شاید اپنے

کھیت میں کام کرنے لگا تانیہ پھر بھی اس سے باتیں

کرنے لگی ادھر ادھر کی باتیں آخر کار باتوں باتوں کا

مچوڑ آن کر محبت کے اظہار تک پہنچی تانیہ نے اظہار

محبت کیا شاید نے اقرار کیا دودن تک مہمان شاید کے

ہاں رہے پھر اپنے کھر چلے گئے۔

شاید ادھر بے چین تانیہ ادھر بے چین بننے دو

بہتے بعد تانیہ اکیلی شاید کے ہاں آئی اس وقت شاید

کھیتوں میں کام کر رہا تھا شاید کی امی نے تانیہ سے کہہ

دیا کہ شاید کھیتوں میں کام کر رہا ہے تانیہ شاید دے

بننے کھیتوں کی جانب روانہ ہوئی اور چاکھیتوں میں

قیق آتے ساتے تانیہ شاید کے گھٹے سے لپٹ

نی شاید بننے لگا۔

لوگ دیکھنے لے

چھ تائم کھیتوں میں آئے۔ نے بعد وہ گھر

روانہ ہوئے شاید تانیہ کو لے لے اپنے کمرے میں داخل

ہوا دو پہر کا کھانا کھانے کے بعد وہ آپس میں پیار

محبت کی باتیں کرنے لگے آئے روز ان کی محبت

پروان چڑھتی گئی۔ ایک دن تانیہ نے شاید کی امی اور

ابو کو کہا۔

شام کو پھر پرندے اپنے آشیاں کی طرف ایک

ٹولہ بنائے ہوئے رواں دواں ہو رہے تھے غروب

آفتاب سرخی مائل لی کر کچھ ہی لمحوں میں رات کی چادر

اوزھ کر چاند ستاروں کو جیسے دعوت دے رہا ہوا تنے

میں فون کی گھنٹی بجی رسیو کرنے پر میرا گہرا دوست

صابر کہنے لگا۔

میں آپ سے ملنے آ رہا ہوں

کچھ دیر میں صابر میرے ہاں آگیا رات کا کھانا

اس نے میرے ساتھ ہی کھانا پھر تقریباً بارہ ایک بجے

تک میرے ساتھ اس نے باتیں کی اس نے اپنے

دوست کی کہانی سنانی اور کہا۔

اسے جواب عرض میں شائع کروادینا

میں نے حاکم بھری اور کہانی کچھ اس طرح سے

ہے کہ۔ ایک لڑکا جس کا نام شاید ایک چھوٹے سے

گاؤں میں رہنے والا اپنی حسین زندگی اسی گاؤں کے

واسط میں اپنی بیٹھ بکریوں کو لیے گھاس پھوس گھریلو

کام کاج کرنے میں مصروف اپنے ماں باپ کا

فرمانبردار اور ذمے دار شخصیت۔ یوں کہا جاسکتا ہے

کہ گاؤں کے لوگ سیدھے سادھے شاید بھی انہی میں

سے ایک خوبصورت و حسین نوجوان لڑکا کیوں کہ

گاؤں کا صاف ستھرا ماحول میں دودھ مکھن لسی کا چرکا

۔ واہ بھئی واہ۔

منہ میں بالی جھڑا ہو جیسے ایک دن ان کے ہاں

دور سے رستے دار مہمان بن کر آئے۔ من نے اسے

ایک خوبصورت لڑکی بھی بھی جس کا نام تانیہ تھارت :-

کھانا کھانے کے بعد وہ کھلے ماندھے ہونے کی وجہ

سے رات کو جلدی ہی سو گئے تھے اور دوسرے دن صبح

چائے ناشتہ وغیرہ کرنے کے بعد شاید اپنے روزمرہ

کھیتوں کی طرف کام کرنے کے لیے روانہ ہوا تانیہ

بھی اس کے ساتھ روانہ ہو گئی یہ کہہ کر کہ مجھے گاؤں کا

ماحول بہت پیارا لگتا ہے شاید اور تانیہ ایک دوسرے

کے ساتھ باتیں کرتے ہوئے آہستہ آہستہ قدم بقدم

بے لوث و فائیں کوئی ہم سے سیکھے
جیسے ٹوٹ کے چابا اسے خبر بھی نہیں ہے
ادھر شاید اپنے ماں باپ کی دیکھ بھال اور پیسے
روپے بڑی رقم ارسال کرتا رہتا تھا جہاں پر شاید نے
فیکٹری بنائی اسی شہر میں ایک پلاٹ خرید کر کونسل بنوایا
ایک وعالیشان گھر کا مالک بن گیا۔

ایک دن گاؤں جا کر اپنے ماں باپ کو بھی اپنے
ساتھ شہر لے آیا شاید کے ماں باپ کی آنکھوں میں
خوشی کے آنسو اُگلے۔ تانیہ کو ڈھیر ساری دعائیں
دیے لگے اسی طرف شاید کو دن رات اپنی محنت کو نشان
رہنے ہوئے۔

ایک دن باہل چھٹی کی وہ اس لیے کہ اسے تانیہ
نے کہہ دیا بڑے آدمی بن گئے تو ہم سے ملاقات اور
دو پیار بھری بات کر کے لیے آپ کے پاس ناٹم
ہی نہیں ہے اسی لیے اس نے ایک دن چھٹی کیا ورفون
کر کے تانیہ کو اپنے گھر میں بلا لیا۔ جیسے ہی تانیہ گھر
آئی شاید کے ماں باپ تانیہ کو گلے لگا کر دعائیں
دینے لگے یہ کہہ کر آج شاید اگر عروہوں اور ختی پر
گامزن ہے تو آپ کی وجہ سے آج اگر بڑے لوگوں
میں شمار ہے تو آپ کی وجہ سے اس کا اگر نام ہے تو
تانیہ تیری وجہ سے ہے اور ہم تیرا یہ احسان نہیں اتار
سکتے تانیہ کہنے لگی یہ سب اوپر والے کا کرم ہے میں
نے تو صرف اسے شہر آئے کو کہا باقی سب محنت و لگن
اس نے خود کی ہے تانیہ شاید سے ملنے لگی۔

اب شادی کر لو بچے ہوں ابو ابو کہیں تو آپ کو
آپ کی امی اور ابو کو بہت خوش ہوگی یہ بات تانیہ مکمل
کر کے چپ ہو گئی تو شاید کی امی اور ابو نے جلدی سے
کہا تانیہ بھی اگر تم شاید سے شادی کر لو تو اس کی زندگی
اور ہمارے گھر میں خوشیاں راج کریں گی یہ سب سن
کر تانیہ مسکرائی اور اپنے پلو میں منہ دے کر لمبے
میں داخل ہو گئی پیچھے ہی شاید بھی کمرے میں داخل ہوا
تانیہ کے قریب جا کر تانیہ کے چہرے سے پلو بنایا

میں شاید کو اپنے شہر لے کر جا رہی ہوں جہاں
تعلیم بھی حاصل کرے گا اور کاروبار بھی اس گاؤں
کے ماحول کے علاوہ بھی ایک الگ دنیا ہے جہاں
شاید چل کر کامیاب ہو سکتا ہے ایک بڑا اور امیر شخص
بن سکتا ہے۔

ماں باپ نے انکار کر دیا ادھر بہت کوششیں کی
کہ شاید شہر نہ جائے لیکن تانیہ بھی شاید کے ماں باپ
کے پیروں میں بڑ کر منت سماجت کر کے بھی منا نہیں
طرح تانیہ شاید کو شہر لے گئی۔

عشق کرو تو یہ بھی سوچو عرض سوال سے پہلے
بھری پوری رات آتی ہے صبح وصال سے پہلے
دل کا کیا ہے دل نے کتنے منظر دیکھے لیکن
آنکھیں پاکل ہو جاتی ہیں اک خیال سے پہلے
کس نے ریت اڑائی شب میں آنکھیں کھول کے
رہیں

کوئی ایک مثل تو دو ناں اس کی مثال سے پہلے
کہتے ہیں ناں مرد کی زندگی کو بنائے والی اور
انکارنے والی اگر کوئی ہے تو عورت ہے اسی طرح اب
آگے چل کر دیکھتے ہیں تانیہ شاید کی زندگی کس طرح
سنوارتی ہے۔

پھر تانیہ کا بوکے کاروباری شخصیت تھا تانیہ نے
شاید کو اپنے ابو کے ساتھ بچ کر لیا جس میں شاید کو یہ
فائدہ ہوا کہ کاروبار تیز چاڑھ بڑے بڑے لوگوں سے
راہیں مل گئیں اور ناٹم تانیہ بھی اس کی تعلیم میں مدد
کرتی کہنے کا مقصد یہ ہے کہ آئے روز وقت نے شاید
کا ساتھ دیا منزل کی سیڑھی پہ سیڑھی چڑھتے ہوئے
ایک چھوٹے سے کاروبار سے بیکروہ ایک فیکٹری کا
مالک بن گیا امیر لوگوں میں شاید کا نام اس شہر میں سر
فہرست میں شمار ہو گیا تانیہ شاید کی محبت عروج حاصل
کر چکی تھی۔

یہ اس لیے کہ بی جاؤں آنکھیں اس کی
نسیب آیا کہ میسر زہر بھی نہیں

کہنے لگا۔

آئے سانسے مینہ کر محبت سے شوخ شرارتیں اور من کی کھٹی دل بہلانے والی باتیں کرنے لگے تانیہ کہنے لگی کہ یہی ہماری محبت ہے محبت کی جوڑی قسمت والوں کی ہوتی ہے ہم خوش نصیب ہیں آج ہم دونوں ایک ہو گئے ہیں شاید کہنے لگا۔

واقعی محبت تو انمول چیز ہے جس کی کوئی مول نہیں محبت کی جتنی بھی تعریف بیان کی جائے کم ہے کیوں کہ میری محبت میرے سانسے میرے ساتھ ہے محبت ذات سے ذات کی تکمیل ہے کوئی جنگل میں جا تھہرے کسی بستی میں بس جائے محبت ساتھ ہوتی ہے محبت خوشبوؤں موسموں کی دھن آبیاریوں کے نکھرنے پانیوں کا سن جنگلوں میں رقص کرنی موتور کی تن محبت چلیا تے گرم صحراؤں میں ٹھنڈی چھاؤں کی مانند برف پڑی سردیوں میں دھوپ ہوتی ہے محبت دل و جان روح کا دھم سے جنت شام ہوتی ہے محبت رات ہوتی ہے جھلملائی آنکھوں میں برسات نیند کی رات میں سین خواب کے راستے پر محبت محبت ہوتی ہے محبت ذات ہوتی ہے محبت سرفروشی کو ہمیشہ مان لیتی ہے محبت اول آخر ہے ایک ایسا جذبہ جو ظہور اپنے میں اپنے زمانے میں اداسیاں باقی سے دل سے نفرت کو بھاٹ دیتی ہے محبت قسم سے پھولوں میں کھلتا ہے بھی تنہا کے ہنسنکھوں میں ملتا ہے محبت سانس لیتی ہے محبت دکھ لیتی ہے محبت ساتھ چلتی ہے پر رنگانی کے نموں کو زچ لیتی ہے محبت گنبد ہے جینے کا فریضہ ہے نہیں جو ڈوبنے پاتا ہ غنیمت ہے یہی انسان کے جذبوں میں عطا سب سے مقدس ہے اب بھی اگر تانیہ مجھ دے پوچھتی ہو تو کیا کہوں مئی محبت ادا کرتا ہوں۔

ایک پاگل سی لڑکی پوچھا کرتی ہے یہ محبت سے کیوں اتنی محبت کرتے ہو تم اس کو کیسے سمجھاؤں میں آنکھیں جھیل سمندر ہوں تو

کیا خیال ہے تو تانیہ شاید کے سینے سے بچ ہونے لگی ایسا تھجو بات سے چنگاڑی بھڑک اٹھی دونوں گھٹل کر محبت کی وادیوں میں کھو گئے مسلسل دس منٹ تک وہ گرم سم سے ایک الگ دنیا میں داخل ہو گئے عہد و پیاں ساتھ نبھانے کے تعلقات دکھ سکھ میں ساتھ رہنے کے دعوے بہت ساری باتیں آخر شاید کے ماں باپ تانیہ کے ماں باپ کے پاس گئے تانیہ کا رشتہ لینے انہوں نے بھی ہاں کر لی اور اسی طرح تانیہ اور شام کی شادی بڑی دھوم دھماکے ہو گئی بڑے بڑے لوگوں نے شمولیت حاصل کی کہنے کا مقصد جا کر یہی ٹھہرتا ہے طعام کلام ہونے کے بعد سہاگ رات پھر اپنی زندگی کے لمحات شروع گئے شاید اور تانیہ میں محبت اونٹنی عرو جوں پر وان چڑھنے لگی تھی پہلے بھی کبھی ملتے تھے اور اب تو ہمیشہ روبرو ہی رہنے لگے دو لیے اور دلہن کا بیج خوشبوؤں کا پھل خوبصورت ننھے ننھے سجاوٹ میں کوئی کمی نہ تھی دلہا شاید صاحب حج حج کے اندر داخل ہوا تانیہ کمرے میں دلہن بنی بیٹھی ایسے کے جانے کی مثال پھول گلاب کی تازگی دن کی طرح روشن یہ دل ہی بہت گھونٹ اٹھاتے ہوئے کہنے لگا کیوں کہ پیار کے تہجی اپنی اپنی بیٹھی سی دھن میں لگے کیوں گا میں تنہا میں موت کے پھولوں پر چلی ناز کیوں نہ کریں میں تو اپنی طرف کی ہنسی چھاؤں میں وصل کی شاہیں بھول گیا ہوں ایک حسین خوب صورت کرپانے کے لیے بجائے کیا کیا کرتے رہتے نرم بستر پر گھونٹ اٹھاتے ہوئے آپس میں گھٹل کر موتیاں گلابوں کی چادر اور کمرے کے چاروں طرف خوشبو ہی خوشبو سے معطر نرم بستر پر بیٹھ گئے

یہاں پر کہنا ضروری ہے کہ پردہ گردتا ہے دوسری صبح جب سورج نے دن کے آغاز کے لیے دستک دی دونوں کمرے سے نکل کر نہانے لگے نئے کپڑے پہن کر بالکل فریض ہو کر ناشتے کے ٹیبل پر حاضر ہو گئے

دی اور وجہ پوچھی تو لڑکے نے کہا۔

صاحب میں نوکری کی تلاش میں ہوں آپ کے ہاں مزدوری مل جائے تو میں کام کروں گا شاہد نے خیل دل میں کر کے اس لڑکے کو لڑی میں بٹھا کر تانیہ کے پیچھے اس لڑکے کو لگا دوں گا ساری معلومات مجھے دے گا اس طرح مجھے پتہ چلے گا کہ وہ شخص جس نے تانیہ کے بارے میں بتائی تھی وہ جج ہے یا جھوٹ ہے پہلے لڑکے کا نام چھانڈ کے نے عمران بتایا گاڑی اشارت کی کہا ہاں تو عمران میرا ایک آسان سا کام ہے نہیں پیسا معاوضہ ملے گا میرا کام کرو گے۔

جی آپ کام بتائیں میں وہ کام کروں گا

اتنے میں شاہد نے جیب میں ہاتھ ڈالا ہوا نکال کر اس میں سے تانیہ کی تصوی دیکر کہنے لگا تم صرف اس کا پیچھا کرو گے ویہ عورت کہاں کہاں جانی ہے اور کس کس سے ملتی ہے اس کی پوری رپورٹ چاہئے جہاں ریکارڈنگ کی ضرورت پڑے وہاں ریکارڈنگ کرو جہاں تصویر کی ضرورت پڑے وہاں گھسور نکال لو بلکہ مجھے اس عورت کی ساری معلومات یہ بتانے پاد رہے بھی نہ پوچھنا کہ یہ عورت کون ہے جاب کا اس سے کیا رشتہ ہے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ باصرف کام سے نہ مر جو۔

پو جی صاحب شاہد نے اپنے گھر سے کافی دور گاڑی کھڑی کر کے عمران کو بتا دیا یہ عورت سامنے والے گھر میں رہتی ہے ٹھیک سے صاحب جی عمران نے کہا۔

شاہد نے گاڑی کو آگے لے جا کر بازار کی طرف روانہ ہو گیا اور شوروم سے ایک بی بی موبل سائیکل عمران کے لیے کر دی کچھ روپے بھی دیئے جو معلومات کے ملے اس کا رڈ کے پتے پر آ کر مجھے دینا عمران تانیہ کا پیچھا کرتے ہوئے بہت ساری معلومات اکٹھے کرتے ہوئے ایک دن جا کر آفس میں شاہد صاحب

کو دے آیا تھا جس میں تانیہ اور ایک شخص دونوں کی تصویریں اکٹھے تھیں ان دونوں میں پیار بھری باتیں ریکارڈ کی گئی شاید یہ سب جان کر حیران و پریشان ہو گیا ہے جین بیقرار ہو گیا جیسے اس کی دنیا ہی ابرو گئی ہوتا ہوئی ہوتا ہی کے دن آگئے ہوں۔

جن راہوں پہ ایک عمر ساتھ رہاں ہوں کچھ روز سے وہ راستے سنسان بہت ہیں مل جاؤ کبھی لوٹ کے پھر آؤ ناں شاید کمزور ہوں میں راہ میں طوفان بہت ہیر اک تم ہی نہیں میری جدائی میں پریشان ہم بھی تیری چاہ میں ویران بہت ہیں اک ترک وفا کھینچ میں اسے بھلا دوں مجھ پہ بھی اس شخص کے احسان بہت ہیں بھر آئیں نہ آئیں تو میں اک بات بتاؤں اب تجھ دے پیچھا جانے کے امکان بہت ہیں ایسے سمجھو کہ شاہد کا جینا اب مشکل ہو گیا تھا کافی دن گھر سے دور تنہائی میں ساری ساری رات سسکیاں بھر بھر کے اپنی بی بی یاروں کو بی اپنا درد سناتا رہا پر آنے والے راستے اور وقت پر بھر کر درد دہر دہر ہونے لگا بہت مرتبہ اس نے کو دکشی کا سوچا ملکہ اس کو یہ دنیا سنسان ہی لگنے لگی۔

کیا ہے عشق تو شکوہ نہ کر زمانے کا بیاں بولا تو گیا حسن اس زمانے کا سزا ملے طور پہ ہم کو ملا فقس غالب بہت تھا شوق ہمیں آشیاں بنانے کا یہ سوچ کر خاموش ہو گیا تانیہ کے ساتھ یہ قصہ نہیں کرنا۔

تم میرے علاوہ کسی اور سے بھی محبت کرتی ہو کچھ دن شاہد یہ درد و غم سہتے ہوئے صبر کرنے لگا بی تھا اس کو آمنہ نے اپنے برتھ ڈے پر انوائٹ کیا آمنہ شاہد کے آفس میں کا در کر چیک کر تھی اسی طرح وہ آمنہ کے برتھ ڈے پر گلٹ و پھولوں کا کلدستہ لے کر

گیا جہاں آمنہ کی برتھ ڈے پروگرام تھا برتھ ڈے کا پروگرام اختتام پر پہنچتے ہی اجازت طلب کی تو آمنہ نے کہا۔

آپ آج یہاں پر سو جائیں کل کو یہاں سے اٹھ کر فیکٹری پر نکل جائیں گے

شاید نے حامی بھری آمنہ اور شاید ایک بڑے ہوٹل میں چلے گئے رات کا کھانا وہی ہوٹل میں کھایا آمنہ کے ناز و انداز سے شاید کچھ سمجھ رہا تھا اور نہ سمجھ رہا تھا لیکن شاید کا بھی جی چاہ رہا تھا کہ میں آمنہ سے محبت کر کے شادی کے لیے بات کروں اس وقت کچھ بھی ایسا نہ ہوا۔

دوسری صبح شاید سو پرے ہی فیکٹری چلے گئے کچھ ہی دیر میں آمنہ بھی کچھ اور ورکر چیک بک شاید کے سامنے ہیل پر رکھ کر چلی گئی اور شاید ورکر بک کو دیکھنے لگا کچھ دیر پہنچے ہی تھے کہ ایک خط اس میں سے ملا جو کچھ یوں تھا۔

ڈیر سر۔۔ میں آپ سے محبت کرنا چاہتی ہوں کیا آپ اس بات پر رضامند ہیں۔۔۔ آمنہ شاید نے بھئی بھائی جب سمجھی گئی تو آمنہ حاضر ہوئی تو شاید نے کہا آمنہ یہ کیا حرکت ہے تم جانتی ہو میں شادی شدہ ہوں۔

آمنہ۔۔۔ سس۔۔۔ سس۔۔۔ شاید یہ سس نہ رہی ہے یہ مجھ سے شادی کرو گئی آمنہ مسرور ہوئی

یہ بات یہاں تک ہوئی تمام ہوتے ہی شاید اپنے گھر سے تانیہ پر نگاہ پڑی پھر وہ غموں کی دنیا میں چلے گئے شاید اپنے آپ سے کہنے لگیوں لگتا ہے کہ یہ دنیا ہی چھوڑ جاؤں گا وہ جو سفر میں راہ فرما رہے گئے اب بہار بھی چلائے لگتی ہے برف بھی دھوپ جیسی آگ کی طرح لگتی ہے لگتا ہے کہ ہوا خزاں کی

طرح راج کرنے لگا ہر لطف نفرت کی سوئی چھو چھو کر تنہائی کا تکلف دیتا ہے من کی ہستی تڑپتی صحرا کی ریت جیسی عکس خزاں رسیدہ ہوؤں میں درازیں بناتی تیری جنت جیسی نگاہ اب جنم دکھا گئیں آسمان سے ٹپکتے ہوئے شبنم کی طرح میرے اوپر پتھر برستے ہیں پھولوں کی بھری پیتاں راہ پر پڑے اب مجھے خار تھی ہیں ہر منزل شعلوں کی طرح لگتی ہے اس پر ہر قدم عذاب کی طرح لگتی ہے ہر گزری تڑپ تڑپ کر اور دکھوں میں گزرتی ہے ہسٹر پر سو کر خود کو ایسا محسوس کرتا ہوں کہ میں مرا ہوا ہوں تو لگا ہیں پھیر کر آسمان کی متوجہ ہوتی ہے اور زمین پر رسنے والا بھی خود کو قبر میں پڑا ہوا محسوس کرتا ہوں آخر کیونکر کیا میری منزل میرے منہ کے بغیر ہی کٹ چکی ہے خود کو تو ایسا محسوس ہوتا ہے

تم روٹھ جاؤ مجھ سے ایسا بھی نہ کرنا میں اک نظر کو سر میں ایسا بھی نہ کرنا میں پوچھ پوچھ باروں میں پوچھ کر رہا ہوں تم پتھ جوان نہ دو ایسا بن نہ کرنا مجھ سے مل کے بننا مجھ سے مل کے رونا مجھ سے پتھر کے جی لو ایسا بھی نہ کرنا تم چاند بن کے رہنا میں درختا رہوں گا تم سنی روز نہ لگو ایسا بھی نہ کرنا تم چلے جاؤ جب بھی دیکھوں راستہ تمہارا تم لوٹ کر نہ آؤ ایسا بھی نہ کرنا اتنے میں تانیہ وہ دھکا گاس لے کر شاید کے ہاں کمرے میں آئی تین کو سرتاج شاید وہ وہ پینے لگا تانیہ کہنے لگی۔

شاید کوئی بات ہے جو کافی دنوں سے تم بالکل بے حال سے لگے ہوئے ہو پوچھو تو بتاؤ ہاں تانیہ میں کل کو اپنے گاؤں جاؤں گا پرانی یادیں تازہ کرنا چاہتا ہوں۔۔۔ آج جاؤں گا شام کو لوٹ کر آ جاؤں گا

میوہل بورڈ انڈے تو نہیں دیتا تھا۔

☆..... پروفیسر ڈاکٹر واجد گلیٹوی۔ کراچی

سلوک

ایک دفعہ ملا اچھن پھرتے پھرتے اٹلیا کے صوبے یو پی مشہور تاریخی ضلع بجنور کی تحصیل نجیب آباد کے موضع حسین پور کے محلے پنڈاریاں میں جا پہنچے۔ بھوک سے برا حال تھا انہوں نے گاؤں کے پنڈاریوں سے کہا جلدی سے میرے لئے کھانے کا بندوبست کرو ورنہ میں آپ کے ساتھ وہی سلوک کروں گا جو دوسرے گاؤں والوں کے ساتھ کیا ہے۔ گاؤں حسین پور کے پنڈاری ملا اچھن کی یہ بات سن کر خوفزدہ ہو گئے اور انہوں نے اچھے اچھے کھانے تیار کر کے ملا اچھن کے سامنے رکھ دیے۔ جب ملا اچھن کھانا کھا چکے تو لوگوں اور پنڈاریوں نے پوچھا۔ حضرت آپ نے دوسرے گاؤں والوں جیون سرائے کے ساتھ کیا سلوک کیا تھا؟ ملا اچھن نے بڑی بے باکی سے جواب دیا۔ میں نے گاؤں جیون سرائے جیون سرائے والوں سے کھانا مانگا تو انہوں نے انکار کر دیا میں وہاں آپ کے پاس گاؤں حسین پور آ گیا اگر آپ بھی انکار کریں گے تو میں اگلے گاؤں سمن بھیزہ چلا جاتا۔

☆..... پروفیسر ڈاکٹر واجد گلیٹوی۔ کراچی

✽ ہمیشہ سچ بولو اور جھوٹ سے بچو۔

✽ کسی مسلمان کے لئے یہ بات مناسب نہیں کہ وہ کسی

دوسرے مسلمان سے تین دن سے زیادہ روٹھا رہے۔

✽ طاقتور نہیں جو کسی کو گرا لے بلکہ طاقتور وہ ہے جو غصے کے

دقت اپنے آپ پر قابو پالے۔

✽ کسی سے خدمت کرو کیونکہ خدمت کیوں کو اس طرح ختم کرتا ہے جیسے لکڑی کو آگ ختم کر دیتی ہے۔

✽ اللہ اس پر رحم کرتا ہے جو لوگوں پر رحم کرتا ہے جو چوہوں سے محبت نہیں کرتا بڑوں کا ادب نہیں کرتا اس کا مسلمانوں سے کوئی تعلق نہیں۔

✽ وعدہ کرو پورا کرو، مہمانوں کی خدمت کرو۔

✽ جو اپنے آپ کو بڑا کہے اور انکو کر چلے تو خدا اس سے ناراض ہو جاتا ہے۔

اسی طرح دوسرے دن وہ اپنے گاؤں کی طرف روانہ ہو گیا گاؤں پہنچ کر اور وہاں جانے لگا جہاں پر وہ کھیتوں میں کام کرتا تھا آنکھوں میں آنسو رواں ہو کر فصلوں کے گھاس پھوس والے حصے میں ایک سانپ نکل آیا آ کر شاید کوڑس لیا سانپ کے ڈستے ہی اس نے ایک روز دار چنچ ماری آس پاس کے کھیتوں میں کام کرنے والے لوگ شاید کے قریب جمع ہو گئے دیکھنے پر معلوم ہوا کہ اس کو سانپ نے ڈس لیا ہے سب نے مل کر اس کو اٹھایا اور شہر کو روانہ ہوئے لیکن شاید کی زندگی نے راستے میں ہی الوداع کیا یہ خبر جا کر شاید کے امی، ابو، بیٹی، آمنہ، تانیہ، بلکہ دوست عزیز و اقارب رشتے دار سب تک اس کے اپنی موت کی خبر پہنچی تو کہرام مچ گیا اس غم میں اس کے سب چاہنے والوں نے حصہ لیا۔ رشتہ دار تمام قارئین گرام سے ایک کام کے تحت ہزارت چاہوں گا اس امید پر کہ رات خبر پیش کریں۔

جملانے سے جو نہ جھلے... کبلی چیمڑ جاؤں گا زمانے میں تیری آنکھوں میں آنسو چیمڑ جاؤں گا بڑی دیر تک لوگ... دیوار سے پٹ مرویں گے۔ میں سوک میں... ان جونی چیمڑ جاؤں گا

انڈے

انڈیا کے صوبے یو پی کے مشہور تاریخی ضلع بجنور کی تحصیل گلیٹ کے محلے بارہ درمی میں پوسٹ ماسٹر سید زاہد حسین نقوی صاحب کے صاحبزادے سید واجد حسین نقوی نے یہ حسن مہدی نقوی نے پوچھا۔ ارے بھئی آپ کیوں رورہے ہیں؟ سید واجد حسین نقوی نے جواب دیا۔ میری مرغی مر گئی ہے۔ سید حسن مہدی رضوی نے حیرت کا اظہار کیا۔ کمال ہے میرا ایک دوست سید محمد اقبال سلطان زیدی مر گیا لیکن میں نہیں رو رہا اور آپ مرغی کو رو رہے ہیں۔ سید واجد حسین نقوی۔ میری مرغی تو اٹھ سے دینی تھی آپ کا دوست سید محمد اقبال سلطان زیدی سید محمد سلطان زیدی ایم اے ایل ایل بی علیگ چیمڑ تین گیند

ایسا بھی ہوتا ہے

۔۔۔ تحریر۔۔۔ خرم شہزاد مغل۔۔۔ بھمبر۔ آزاد کشمیر

شہزادہ بھائی۔ السلام علیکم۔ امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔ میری کہانیاں آپ کے جواب عرض کی زینت بناتے ہیں جس کے لیے میں آپ کا دل کی اتھاہ گہرائیوں سے ممنون و مشکور ہوں اور مودب قارئین کا بھی شکر گزار ہوں جنہوں نے مجھے اتنے کم عرصے میں اتنی پزیرائی اور عزت بخشی ہے۔ اپنے دل کی گہرائیوں میں سالہا زیر نظر کہانی سب سے الگ سب سے جدا ہے قارئین شاید نہ سمجھی آپ نے ایسی کہانی پڑھی ہوگی اور نہ ہی سمجھی ایسی کہانی آپ کی نظر سے گزری ہوگی اور حتیٰ کے میں کوشش اس بات کی کرتا ہوں کہ میری تحریر کے اندر آپ سب کے لیے ایک سبق موجود ہو اور جو امت مسلم کے لیے اصلاح احوال کا باعث بنے۔

ادارہ جواب عرض کی پابسی کو مد نظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے نام تبدیل کر دیئے ہیں تاکہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کا ادارہ یا رائٹر ذمہ دار نہیں ہوگا۔ اس کہانی میں کیا کچھ ہے یہ تو آپ کو پڑھنے کے بعد ہی پتہ چلے گا۔

دیتا ہے یا اعتماد بھی نہیں جیت سکتا اس شخص کا۔ مختصر سچا انسان ملنا بہت مشکل ہے۔

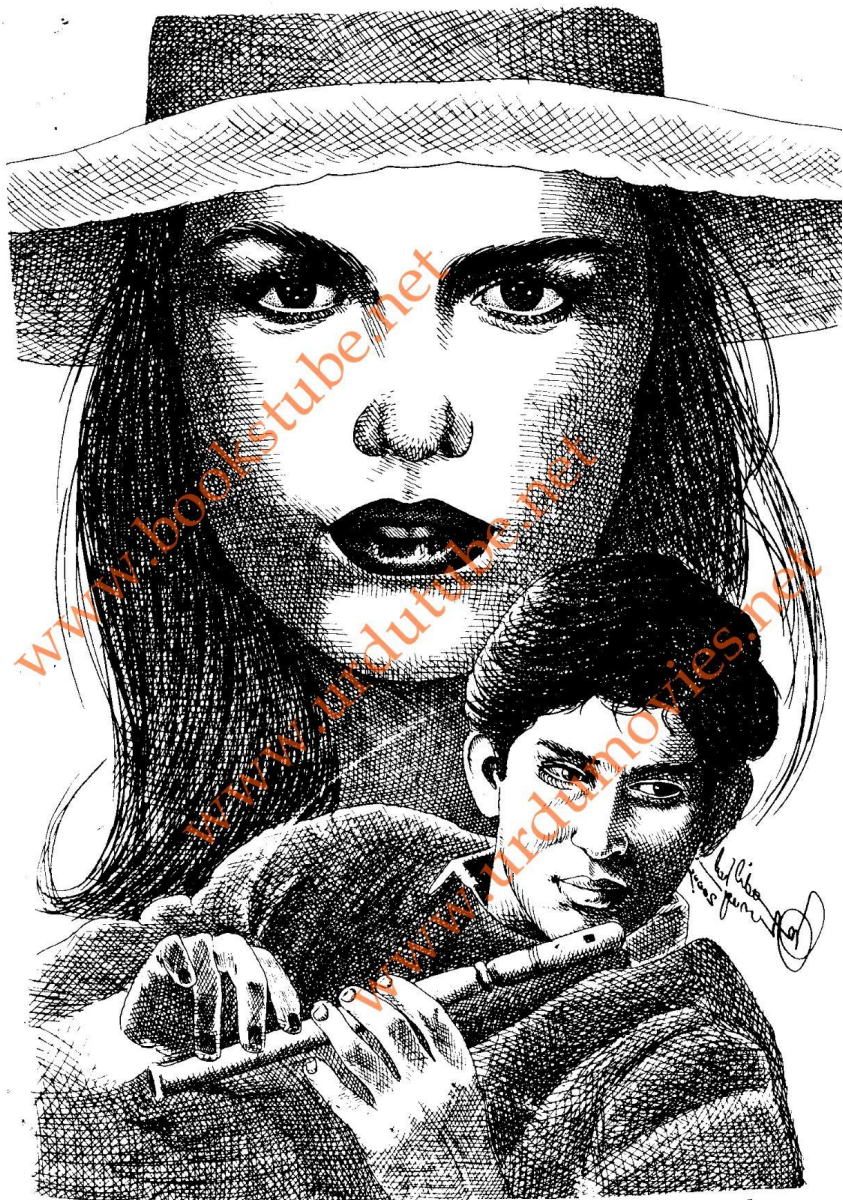
قارئین آج سے پہلے آپ نے عشق و معشوق اور محبت کی بہت داستانیں غم بہت پڑھے ہوں گی لیکن میرا یہ دعویٰ ہے کہ اس طرح کی دلچسپ اور سبق آموز کہانی سے شاید ہی جیسی آپ کا واسطہ پڑا ہو۔ میری زندگی اتنی مصروف ترین ہے کہ سر کھجانے کا بھی ٹائم نہیں ملتا۔

ایک دن میرے سیل پر ایک نمبر نظر آ رہا تھا میرا سیل فون سائیلنٹ پر تھا مصروفیت کی وجہ سے اکثر قارئین کی شکایت ہوتی ہے کہ آپ کل پل نہیں کرتے لیکن میں ہمیشہ ہی ان سے معذرت کے سوا کچھ نہ کر سکا یہی خیال ابھی بھی مجھے ذہن کی وادیوں میں گھوم رہا تھا تو میں نے فوراً کال پک کی آگے سے ایک نسوالی سی آواز میرے کانوں کے پردوں سے ٹکرانی اور الفاظ کی تہا سیرا طرح تھے۔

میری مشکلوں کو نہ آسان کر سکا کوئی خرم جس بھی کام آیا میرا پروگرام ہی کام آیا

جواب عرض کی دنیا میں قدم رکھنے کے بعد جس کیلئے میں ان کا تہہ دل سے شکر گزار ہوں مجھے ڈھیروں کا لڑ اور ایس ایم ایس وصول ہوئے جن میں بہت سے محترم قارئین نے گزارش کی کہ خرم مغل بھائی آپ اپنی زندگی کے بارے میں بھی کوئی سنووری تحریر فرمائیں۔

یوں قارئین کی بھرپور استدعا پر آج آپ کے سامنے ایک ایسی کہانی لے کر حاضر ہوا ہوں کہ جس کو میں آج بھی یاد کرتا ہوں تو مجھے انتہائی دکھ اور افسوس ہوتا ہے۔ کہ زندگی میں سچے اور مخلص انسان بہت کم ملتے ہیں اکثر اوقات کسی مخلص انسان کے سچے پن کو پہچاننا مشکل ہے بلکہ ہو جاتا ہے اور کسی وقت انسان اپنی غلط فہمی کی وجہ سے ایسے انسان کو ہمیشہ کے لیے کھو



شکایت کر چکی ہیں اس لیے میں نے یہ سب لکھنے پر مجبور ہوں۔

میری اپنی پیاری بہنوں سے گزارش ہے کہ اگر آپ رائے دینے بغیر نہیں رہ سکتی تو پلیز اس نمبر سے کال یا ایس ایم ایس کیا کریں جو آپ نے بعد میں آف کر دینا ہو یا پھر اپنے کسی بھائی کے یا ابو کے نمبر سے رائے دے دیا کریں تاکہ آپ کو بعد میں کسی سرمندگی کا سامنا نہ کرنا پڑے راسخوں سے بھی دوستی کے بجائے اپنی عزت کی حفاظت کریں تاکہ آپ کو بعد میں پیچھے تھانا پڑے میں یہ سب اس لیے عرض کر رہا ہوں کہ مجھے خود بھی لڑکیوں نے ایسا کہا ہے۔

میں تو یہ سوچتا ہوں کہ لوگ بغیر دیکھے سوچے سمجھے بغیر کسی کو جانے اتنی جلدی پیاری راہوں پر کیسے دوڑنا شروع کر دیتے ہیں لیکن پھر آخر دل و دماغ خود اس بات کا جواب کچھ اس طرح سے دیتا ہے کہ یہی وہ لوگ ہیں جو نامہ پاس کرنے کے لیے محبت جیسے پاک رشتے کو بدنام کر رہے ہیں اور خود اس رشتے پر ایک سیاہ دھبہ بن کر چمٹ گئے ہیں سوری قارئین آئیے کہانی کی طرف چلتے ہیں۔

حافظ عائشہ کی کال کے بعد میں نئی مصروفیات میں مگن ہو گیا کافی دیر بعد سیل کی طرف دوڑا لی تو کافی کالز ایس ایم ایس آئے ہوئے تھے ان باکس اوپن کیا اور باری باری ایس ایم ایس پڑھنے لگا ان باکس میں حافظ عائشہ کے دو ٹیکسٹ بھی تھے۔

جن میں لکھا تھا کہ خرم بھائی مجھے آپ سے بات کر کے بہت اچھا لگا آپ ایک بہت اچھے انسان ہیں کیا آپ میرے بھائی بنیں گے۔ جب میں نے یہ ٹیکسٹ پڑھا تو قارئین یقین کریں مجھے انتہائی خوشی ہوئی کہ چلیں یہ لڑکی سب سے مختلف ہے مجھے۔ بہن اور بھائی کے رشتے پر جتنا پیار اور خلوص نظر آتا ہے وہ شاید ہی کسی اور رشتے میں موجود ہو پس یہ ہی حاکم ہے کہ میں کسی پر اتنی جلدی اعتبار نہیں کرتا میں عاشق و

اسلام علیکم۔ خرم شہزاد بھائی آپ کی کہانی چار دنوں کا پیار پڑھی میرے دل کی گہرائیوں میں اتر گئی ہے آج سے پہلے میں نے بھی ایسی کہانی نہیں پڑھی بلکہ آپ پہلے لڑکے ہیں کہ جس سے میں زندگی میں پہلی بار بات کر رہی ہوں میرا نام حافظ عائشہ ہے اور لاہور کی رہنے والی ہوں بھائی آپ بہت اچھا لکھتے ہیں ہمیشہ آپ کی کہانی سب سے پہلے پڑھتی ہوں ادھر میں خاموش متماشانی بننا سب کچھ سن رہا تھا کیونکہ مجھے جو الفاظ عائشہ کہہ رہی تھی وہ تمام لڑکیاں ایسے ہی کہتی تھیں اس لیے میں نے اپنی روشنی کے الفاظ ٹھینکس کر آپ نے اپنی قیمتی وقت میں سے تھوڑا سا وقت نکال کر مجھے اپنی ٹیکسٹس اور انتہائی قیمتی آراء سے نوازا اور مجھے اتنی عزت دی کہ اس کے ساتھ ہی میں نے بات ختم کر دی اور اجازت طلب کر کے کال بند کر کے سیل ایک طرف ٹیبل پر رکھ دیا۔

پیارے قارئین چونکہ مجھے تمام لڑکوں کی طرح لڑکیوں سے گپ شپ لگانا ان سے سارا سارا دن باتیں کرتے رہنے میں ذرا بھی دلچسپی نہیں یہ سب کچھ مجھے خود ہی پتہ کہ کیوں کہ مجھے زہر لگتا ہے محبت نام سے تو میں بہت دور بھاگتا ہوں کیونکہ میرا نظریہ اور خیال ہے کہ پہلے انسان کو اپنے مستقبل کی فکر کے لیے ہی سو گرم رہنا چاہیے اور محبت کے لیے عمر بہت بڑی ہوئی ہے تاکہ آگے کی زندگی بندہ مکون سے مسرت اور خوشی سے گزار سکے۔

جب بھی کسی لڑکی نے کال کی تو اکثر کے الفاظ یہی ہوتے ہیں کہ آپ مجھ سے دوستی کریں گے کچھ تو بہت ہی تنگ کرنا شروع کر دیتی ہیں لیکن کچھ حافظہ عائشہ جیسی لڑکیاں بہت ہی شریف خاندان کی ہوتی ہیں جن کو اپنی اور دوسروں کی عزت کا خیال ہوتا ہے معذرت کے ساتھ کچھ راسخ حضرات بھی اسی بات کے منظر ہوتے ہیں کہ کسی طرح کوئی لڑکی ان کے حال میں پھنس جائے مجھے بہت اسی لڑکیاں اس بات کی

جواب دیا۔

نگاہ سے دیکھ لیتا چونکہ میں یہ سمجھتا تھا کہ میں کسی کے لیے اتنا ناگم کیوں بر باد کروں یہ لڑکی بھی چارون بہن بن کر بات کرے گی اور پھر ناجانے کس دنیا میں چل جائے گی اتنا سب کچھ کرنے کے باوجود عائشہ نے صرف ایک دفعہ شکوہ کیا تھا۔

میری پیاری بہنا میرے پاس اتنا ناگم کہاں جو میں آپ کو جواب دے سکوں میں آپ کو اتنا ناگم نہیں دے پاؤں گا اور میری بات یہ کہ پتہ نہیں کیوں کسی نا محرم سے بات کر کے مجھے سکون نہیں ملتا لیکن عائشہ خند کرنے لگی۔

بھائی آپ نے اپنے بارے میں کچھ نہیں بتایا اور آپ ٹھیک سے بات بھی نہیں کر رہے ہیں صرف اسے اتنا ہی کہہ سکا کہ میں اتنا فارغ نہیں ہوتا کہ آپ سے بات کر سکوں کسی دن فارغ ہو کر آپ سے تفصیل سے بات ہوگی۔

میں صرف آپ کو ہی بھائی بناؤں گی۔
میں اس کے بعد اسے کوئی جواب نہ دیا کیونکہ مجھے لڑکیوں سے بات کرنا ذرا بھی اچھا نہیں لگتا وہ بہن بن کر کیوں نہ کریں۔

عائشہ دن رات مجھے ٹیکسٹ کرتی رہتی لیکن میں اسے کوئی جواب نہ دیتا اور ٹیکسٹ بغیر پڑھے ہی ڈلیٹ کر دیتا کیونکہ مجھے ابھی بھی اس پر یقین نہیں تھا وہ مجھے کافی دفعہ بتا چکی تھی کہ بھائی میں بیمار رہتی ہوں دعا کرنا کہ مجھے تکلیف سے چھٹکارا ل جائے لیکن میں نے جواب نہ دیا کہ صرف اچھائیں۔ عائشہ ایک دن کہنے لگی کہ خرم بھائی مجھے اکثر سر میں درد رہتا ہے اور میں آج انکل کے ساتھ چیک اپ کروانے جا رہی ہوں اس ایس ایم ایس کا جواب بھی میں نہ دے سکا وہ واپسی پر اس نے مجھے کچھ نہ بتایا کہ ڈاکٹر نے کیا کہا کہ اسی طرح ہی کچھ دن گزر گئے مجھے ذرہ بھی دلچسپی پیدا نہ ہوئی کہ میں عائشہ سے ٹھیک طرح سے بات کروں۔ ایک دن میں بہت زیادہ مصروف تھا کہ اچانک اس کی کال آگئی میں مصروف ہونے کی وجہ سے پک نہ کی وہ بار بار کا کرنے لگی تو تھوڑا سا ناگم نکال کر اسے ٹیکسٹ کیا کہ شادیوں میں مصروف ہوں تو پھر عائشہ کہنے لگی۔

قارئین آپ اس بات کو مغرور پن سمجھیں یا ایک اچھی عادت اب فیصلہ آپ پر ہے عائشہ کے اس کے بعد ڈھیروں ایس ایم ایس لکھنے میں نے ایک کا جواب نہ دیا ان تمام میسجز میں اس نے اپنے بارے میں کچھ بھی نہیں بتایا تھا خرم بھائی میرے والدین فوت ہو چکے ہیں میں اکیلی ہوں اور میرا ولی بھی بھائی نہیں ہے میں اب اپنی آٹمی کے پاس رہتی ہوں میں نے قرآن حفظ کیا ہے اور زندگی میں بہت دکھ دیکھے ہیں اور پریشانیوں دیکھی ہیں اور میں اسی وجہ سے اکثر بیمار رہتی ہوں مجھے ایک بھائی کی ضرورت ہے پلیز آپ میرے بھائی بن جائیں۔
میں نے یہ باتیں ہی تو میرا دل بوج گیا میرے دل میں خیال آنے لگے کہ کیوں نہ اس سے تھوڑی دیر بات کروں لیکن پھر بھی نہ جانے دل کو کیا تھا بات کرنے پر راضی ہی نہ ہوا لیکن میں نے عائشہ کا دل رکھنے کے لیے اوکے کہہ دیا اس کے بعد اتنا کیا کہ عائشہ کے ٹیکسٹ کا جواب اچھا۔

بھائی مجھے آپ سے ایک ضروری بات کرنی ہے آپ جب فارغ ہوں تو مجھے بتانا میں نے صرف اوکے کہا جب فارغ ہوا تو مجھے یاد ہی نہ رہا کہ عائشہ نے مجھے کہا تھا شام کو عائشہ نے خود ہی ایس ایم ایس کر دیا۔

ہاں ٹھیک ہے میں دے دیتا جو کہ میرے پاس ناگم نہ ہوتا تھا کہ ٹھیک طرح سے اس سے بات کروں اور اس کے ہاتھ نہ تکتے کرنے کے بعد اچھا لکھ کر بھیج دیا۔ رات اور دو تین بجے لے لے ٹیکسٹ تھی جو میں بہت دیر سے بغیر ہنسنے کر دیتا اور کچھ کمر سر سی

خرم بھائی آپ ابھی تک فری نہیں ہوئے۔
میں نے سوری کرتے ہوئے جی مائی ڈیر سسر
بتائیے آپ کو کیا کہنا ہے مجھے

اس نے کہنا شروع کر دیا کہ بھائی میں نے
آپ سے ایک بات چھپائی تھی آج وہ بتانا چاہتی
ہوں کہ مجھے پرین ٹیمو ہے میں اس لیے آپ کو نہیں
نہیں بتا رہی تھی کہ شاید آپ پتہ نہیں کیا سمجھیں گے
برائی نہ کی آپ اب مجھ سے بات کرنا تو نہیں چھوڑ
دیں گے۔

میں نے پیار سے کہا نہیں یگی ایسی کوئی بات
نہیں ہے میں کیوں آپ سے بات کرنا چھوڑوں گا
میں سوچتا رہتا ہوں کہ عائشہ مجھ سے ایک ایک بات
شیر کرتی ہے وہ مجھ سے پوچھتے بغیر ہی کھانا بھی نہیں
کھاتی تھی وہ اکثر مجھے کہتی تھی کہ خرم بھائی مجھے آپ
نے بات کر کے اتنی خوش ہوئی ہے کہ بتائیں سکتی ہیں
کتنی خوش نصیب ہوں کہ میرا بھی کوئی بھائی ہے میں

لے آپ کو اس لیے کال کی ہے کہ دو دن بعد میرا
آپریشن ہے اور میں صبح ہاسپٹل میں جا رہی ہوں پلیر
بھائی آپ دعا کرنا کہ میں جلدی ٹھیک ہو جاؤں اور
پھر سب نئے پہلے آکر اپنے بھائی سے بات کروں گی
اس کی بات کو اتنا میری نہ لیا اور اسے کچھ اس طرح
سے جواب دیا کہ اوکے میری دعا میں آپ کے ساتھ
ہوں اس کے بعد صبح جاتے ہوئے عائشہ نے مجھے
ٹیکسٹ کیا کہ بھائی آپ نماز پڑھتے ہیں مجھے آپ
کے اندر یہ سب اچھی عادت لگی ہے آپ نماز بھی نہ
چھوڑنا ہمیشہ پانچ وقت کی نماز ادا کرتے رہنا اور
میرے لیے دعا بھی کرنا آپ کے سارے دکھ ختم ہو
جائیں گے اپنا خیال رکھنا بھائی میں واپس آکر آپ کو
ایس ایم ایس کروں گی۔

اس کے اس ٹیکسٹ کو پڑھ کر بھی میں نے اسے
کوئی جواب نہ دیا اور اپنی نجی مصروفیات میں مگن ہو گیا
مجھے شاید ہی کہیں یاد نہ ہو کہ عائشہ نام کی لڑکی بھی مجھ

سے بات کیا کرتی تھی اس طرح دو دن گزر گئے تھے
تیسرے دن اس کا ایس ایم ایس آیا آج پہلی بار میں
اس کے ایس ایم ایس کے لیے اتنا تاب تاب ہوا کہ
چلیں آج وہ صحت یاب ہو گئی ہے اس سے سوری نہ
اچھی طرح سے بات کرلوں اور آج اسے اپنے بارے
میں کچھ بتاتا ہوں ایس ایم ایس اوپن کیا تو وہ کچھ اس
طرح تھا۔

حافظ عائشہ کی دیکھ ہو گئی چکی ہے اس کے تمام
دوکانوں سے گزارش ہے کہ اس کی مغفرت کے لیے
دعا کریں یہ ایس ایم ایس پڑھا تھا کہ میں کچھ وقت
کے لیے سٹے میں آ گیا اور ایک لمبی سانس لینے کے
بعد سر پکڑ کر بیٹھ گیا اور میرے منہ سے بے اختیار نکلا۔

انا للہ وانا علیہ راجعون۔
مجھے یقین نہیں آ رہا تھا اپنی آنکھوں پر سے کہ یہ
سب اچانک کیا ہو گیا ہے کاش میں ایک دفع ہی
عائشہ بہن سے اچھی طرح بات ریتا تو اسے تم اسے
میری طرف سے تو کوئی خوش مل جاتی نہیں سوائے
افسوس اور دکھ کے آج میں کچھ بھی نہ کر پایا تھا میرے
ذہن میں جب بھی یہ کہانی آتی ہے تو مجھے اتنا ہی دکھ
اور افسوس ہوتا ہے۔

قارئین مجھے امید ہے کہ اس جیسی کہانی آپ
نے کبھی نہیں پڑھی ہوگی اور آپ کو ضرور اچھی لگی ہوگی
اور اگر اس کو اس قابل سمجھیں تو سب سے مختلف ہے تو
ضرور پھر کال یا ایس ایم ایس کریں اور اپنے رائے کا
اظہار کریں آپ کی رائے کا منظر خرم شہزاد مغل۔

(۱) اجڑ گئے نہ سر سے پاؤں تک اسے دل
کرو اور کرو بے پرواہ لوگوں سے محبت
(۲) تیری وفا کے تقاضے بدلے اب دوست
وکر نہ مجھ کو آج بھی تم سے عزیز کوئی نہیں
خرم شہزاد مغل

ندھا عشق

۔۔ تحریر ۔۔ سیدہ امامہ علی ۔ کہوڑہ راولپنڈی

شہزادہ بھائی ۔ السلام علیکم ۔ امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔
قارئین میں آپ کی حوصلہ افزائی سے ایک دفعہ پھر اپنی کاوش لے کر حاضر ہوں۔ دو امید ہے کہ آپ نے
کی طرح میرا حوصلہ بڑھائیں گے اور مجھے مزید لکھنے کا موقع ملے گا میری کاوش کا نام ہے ۔ اندھا عشق
۔ امید ہے کہ سب کو پسند آئے گی یہ ایک ایسے نوجوان کی کہانی ہے جو عشق میں اتنا بے ہوش ہو گیا تھا کہ اس
نے اپنے ہی ہاتھوں سے اپنی زندگی ختم کر ڈالی امید واثق ہے کہ بہت سے نوجوانوں کو میری اس کہانی سے
سبق ملے گا اور وہ مجھے اپنی قیمتی سے رائے سے ضرور نوازیں گے
ادارہ جواب عرض کی پالیسی کو مد نظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں بہانات کے نام
تبدیل کر دیئے ہیں تاکہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کا ادارہ پاراگراف وار نہیں
ہوگا۔ اس کہانی میں کیا کچھ ہے یہ تو آپ کو پڑھنے کے بعد ہی پتہ چلے گا۔

تھے کہ گھنٹی کی آواز آئی اور مجبوراً دونوں کو اپنے پیر
اینڈ کرنے کے لیے کلاس روم کا رخ کرنا پڑا علی اور
رائہ پہلے ہی چار سال سے ایک ہی یونیورسٹی میں
پڑھ رہے تھے علی بی ایس سی کر رہا تھا جبکہ رائہ بی کام
کر رہی تھی اور دونوں ہی اپنے انجکولیشن کو الوداع
کہنے والے تھے جوں جوں پچھڑنے کی گھڑیاں قریب
آ رہی تھیں اتنی ہی شدت سے لمن کی طلب بڑھ رہی تھی
اس کے علاوہ میں خدا سے مانگوں اور کس چیز کا طلب
گار وہ بھی نہیں تھا میں بھی نہیں۔

رائہ چاہتی تھی کہ علی جلد سے جلد اپنے
گھر والوں کو رشتے کے لیے بھیجے کیوں کہ وہ چاہتی تھی
کہ علی کانیت میں سیدہ اور وہ راجہ ہیں اور سیدہ برادری
نہ دوسری ذات میں بنی دیتے ہیں اور نہ ہی لیتے ہیں
بس یہی خدشہ ہر وقت رائہ کو ڈھڑکائے رکھتا تھا جس
کے پیش نظر جب بھی علی سے ملتی اسے یہی بات کرنی
کہ اپنے والدین سے بات کرو۔ جبکہ علی ہر بار اس

بس اک خواہش ہے
کہ تجھے خود سے زیادہ چاہوں
میں رہوں نہ رہوں
تجھے میری دفا یاد ہے
اتنا یاد کرتے ہو مجھ سے۔
علی کیوں کوئی شک ہے کیا۔

اگر ہے تو بتا دو میں ابھی تک دور کر دوں گا
علی نے چاہت سے دیکھتے ہوئے اپنی محبوبہ رائہ سے
کہا۔ مجھے اپنی سانسوں پہ تو شک ہو گیا ہے مگر تمہاری
محبت نہیں مجھے۔
علی ہمارے ایگزام ہونے والے ہیں تم نے
اپنے گھر میں میرے بارے میں بات کی۔ نہیں کی تو
نہیں ہے لیکن تم فکر کیوں کرتے ہو جوں ہی میں بی
ایس سی سے فارغ ہو جاؤں گا سب سے پہلے میں اس
بارے میں بات کروں گا۔
علی اور رائہ دونوں ہی چاہت کی دنیا میں گم

میں سوچ ہی رہ تھا کہ رائے کا مسیح آ گیا۔
علی تم نے بات کی اور تمہارے گھر والوں نے کیا
کہا کچھ بتایا بھی نہیں۔

ہاں یا بات کی ہے مگر مت پوچھو ہمارے
گھر میں ایک بھو نچال آ گیا ہے میں نے بھی رپلائی
کر دیا جس کے فوراً بعد ہی رائے کی کال آ گئی۔
بیلو علی گھر میں سب بہت ناراض ہیں

ہاں یا مگر۔ اب تو نہ پوچھو انکا غصہ آسمان کو چھو
رہا ہے دیکھا میں نے کہا تھا کہ تم مجھ سے بچ کر جاؤ گے
سب مل کر تمہیں مجھ سے چھین میں گے۔ رائے کہتے
ہوئے اندہ ہوئی۔

رائے خدا لے لیے ایسا مت کہو تمہیں مجھ سے
کوئی جدا نہیں کر سکتا علی کی آواز سے اس کی تڑپ
بجھتی سمجھ سکتی تھی رائے تم پر اتنا مت ہو میں سب کو منا
لوں گا سو۔ کل مجھ سے کوئی تم سے بچے ہوکل میں بچتی
جانا میں تمہارا انتظار کروں گا۔ پناہ پال رکھنا۔ اوکے
خدا حافظ۔ رائے کو تو تسلی دی مگر میں خود کانٹوں
کی سیخوں پر سچ رہا تھا۔

رائے سے جدا ہونے کا تصور ہی میرے لیے
جان لیوا تھا۔

اب محبت کسے کہتے ہیں مجھے معلوم ہی نہیں
جب اگلے دن رائے مجھ سے ملی تو اداسی اس کے
چہرے سے چھلک رہی تھی علی کیا ہماری محبت بس اتنی
ہی تھی ہمیشہ کی طرح یہ زمانہ پھر دو چاہنے والوں کے
درمیان دیوار بن کر کھڑا ہو گیا ہے۔

نہیں رائے میں نے تم سے کہا تھا کہ تمہیں مجھ
سے سوائے موت کے کوئی جدا نہیں کر سکتا۔

علی نے اپنی آنکھوں میں ڈھیر سارا پیار سموتے
ہوئے رائے کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں تھام لیا مجھے کسی
سے کوئی بھی غرض نہیں مجھے کام اپنے کام سے ہے۔

تیرے ذکر سے تیری فکر سے
تیری یاد سے تیرے نام سے

کے خدشے کو جھٹک دیتا تھا رائے تمہارے اور میرے
درمیان صرف ایک ہی چیز آ سکتی ہے کہ وہ ہے موت
اسکے علاوہ مجھے تم سے کوئی جدا نہیں کر سکتا بس اپنی
محبت اعلیٰ پہ بھروسہ دکھو اور وہ دونوں تو جیسے مدتوں
میں اسی ولا سے پر جیسی آ رہی تھی فوراٰ انہال ہو جاتی
اگر رائے کے ختم ہوتے ہی علی نے گھر میں رائے کی بات
چھیڑ دی تو جیسے طوفان آ گیا وہ جانتا تھا کہ گھر میں سب
سے سخت طبیعت اس کے ابو کا ہے وہ تو جیسے سنتے ہی
اسے لعن طعن کرنے لگے تھے کہ کیا اس دن کے لیے
تمہیں اعلیٰ تعلیم دلوار ہے تھے کہ تم پڑھ لکھ کر بھی جاہل
رہو ہم تمہاری قربانی تو دے سکتے ہیں مگر دوسری ذات
کی لڑکی لا کر اپنی سل خراب بھی نہیں کر سکتے سمجھے جاؤ
اور دفعہ میری نظروں کے سامنے سے اور آئندہ کبھی
اس لڑکی کا نام زبان پر لانے سے پہلے ہزار بار سوچ
لینا سمجھ گئے۔

مجھے میں بیہوش ہوئے گھر سے باہر نکل گئے
جکہ اچھے اور دونوں بھائی مجھے حیرانی سے دیکھ رہے تھے
آئی میری بارائیں بیلے اور امی بھی خاموش سے باہر نکل
گئیں جیسے انہوں نے بھی ناراضگی کا سندھیہ سے دیا
ہو جبکہ بھائی مل کر مجھے سمجھانے لگے چھوٹا ہونے کی
وجہ سے سب کا لاڈلہ تھا اور دونوں بھائی مجھ سے بہت
پیار کرتے تھے پیار تو امی ابو بھی مجھ سے کرتے تھے مگر
ابو اصول کے بہت سخت تھے اپنی بات اور اپنی زبان
سے پیچھے ہٹنا کتنا سخت تھے۔

بھائی ایک بات آپ سن لیں رائے میری
دھڑکن ہے اور دھڑکن سبھی دل سے جدا نہیں ہوتی اور
ہوتی ہے تو دل دھڑکن بند ہو جاتا ہے میں دنیا چھوڑ سکتا
ہوں مگر رائے کو نہیں سمجھا آپ سب۔

میں اپنی بات کہہ کر واپس کمرے میں آ گیا اور
دروازہ لاگ کر دیا۔

میں جانتا تھا کہ امی اور بھائیوں کو منانا زیادہ
مشکل نہیں ہے مگر ابو کی راضی کرنا سخت ٹھانڈی تھی

سبھی پاگل لڑکی رائے صرف علی کے لیے بنی ہے اور صرف علی ہی کے لیے

علی اپنی زندگی تو چھوڑ سکتا ہے مگر زندگی کا وجہ سے علی پلیز اسی باتیں مت کیا کرو۔ اتنی محبت مت کرو مجھ سے بہت خوش نصیب ہیں وہ لوگ جنہیں محبوب کا پیار ملتا ہے وہ شاید دنیا میں شاید نہیں جو خوش نصیب لوگوں میں سے ہوں۔

شاید نہیں واقعی میں بہت جلد گھر والوں کو راضی کر لوں گا بس تم میرے اور اپنے بارے میں سوچو جو باتیں ساری فکریں جھٹا دو میں ہوں ناں یہ سب دیکھنے کے لیے۔

اچھا علی مجھے اب چلنا چاہیے کافی ٹائم ہو گیا ہے لیکن پلیز تم مل پل کی خبر مجھے دیتے رہنا۔ اوکے ٹھیک ہے بابا جو علم سیکھا کوئی اور حکم ہو تو بتا دیں علی نے شونی سے رائے کا گال تپکھاتے ہوئے کہا۔

کچھ نہیں بس اپنا خیال رکھنا میرے لیے اور دونوں چاہت کی ڈھیروں امنگوں لیے ایک دفعہ چڑھ رخصت ہو گئے۔ دوبارہ ملنے کے لیے یا شاید کبھی نہ ملنے کے لیے

محبت اور تقدیر کا ازل سے ضد و کارشتہ ہے جہاں محبت ہوئی ہے تقدیر روٹھ جاتی ہے علی نے فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ کچھ بھی ہو جائے سب کو مننا کر ہی دے گا مگر تقدیر وہ کھڑی سکرار ہی تھی مذاق اڑا رہی تھی۔ کہ جا انسان کرے جو کچھ کرنا سے میں بھی دیکھتی ہوں مجھ سے بغاوت کیسے کرتا ہے تو گھر پہنچتے ہی اس نے دیکھا اسی شام کے کھانے کی تیاری کر رہی تھی تل میں ہاتھ دھو لینے کے بعد سیدھا امی کے پاس ہی بیٹھ گیا۔ امی ابو کدھر ہیں۔

بیٹا وہ ذرا کھیتوں میں گئے ہیں تم تو جانتے ہو کہ کتنی قریب آ رہی ہے بس وہی دیکھنے گئے

ہیں کہ کب کٹائی شروع کروائیں۔

اچھا امی میں بھی ادھر ہی جا رہا ہوں واپسی ابو کے ساتھ ہی ہوگی۔

ٹھیک ہے بیٹا جاؤ لیکن اندھیرا ہونے سے پہلے آ جانا علی سیدھا کھیتوں میں چلا گیا۔ اس نے سوچ لیا تھا کہ آج وہ ابو کو صاف صاف یہ بتا دے گا کہ وہ شادی کرے گا تو صرف اور صرف رائے کے ساتھ اس کے علاوہ کسی سے نہیں اب اسے سامنے ہی ایک ساریہ دار درخت کے نیچے بیٹھے ہوئے نظر آئے علی بھی سیدھا انہیں کی طرف چلا گیا۔

ابو آپ رائے کا رشتہ لینے لے کر جا رہے ہیں یا نہیں آپ۔

بلو اس بند کرو نا لائق کہیں کے میں نے تمہیں کہا بھی تھا کہ آئندہ اس لڑکی کا نام تمہاری زبان پر نہیں آنا چاہیے۔ انہوں نے اپنے لہجے میں غصہ و جلال کی بلند یوں کو چھپتے ہوئے کہا۔

ابو میں مر جاؤں گا مگر شادی صرف رائے سے ہی کروں گا آپ جانتے ہیں اگر آپ ضد کے کچے ہیں تو میں بھی آپ کا ہی بیٹا ہوں۔

بے حیا مردود انسان اسی دن کے لیے تجھے پڑھایا تھا لکھا تھا کہ تو مجھ سے اس طرح سے بات کرے غصہ میں ہی کو ڈنڈوں سے پیٹتے ہوئے اپنا ضبط کھو بیٹھے ارے میری جیسی اولاد کو تو مر جانا ہی چاہیے اگر یہ ہوتا تو اتنا ناخوش ہوتا تو کچھ پیدا ہوتے ہی گلا گھونٹ کر مار دیتا تھا لیکن جا میرے گھر میری زندگی سے آئندہ کبھی اپنی شکل نہ دکھانا۔ سمجھے۔

جار باہوں اور جبری لوٹ کر نہیں آؤں گا آپ بلائیں گے تب بھی نہیں آؤں گا سمجھے آپ۔

ہاں ہاں جا میں بھی دیکھتا ہوں میرے علاوہ تمہیں کون اپنائے گا مگر میری دہلیز پر لوٹ کر مت آنا۔ میں سمجھوں گا کہ میرے صرف دو بیٹے ہیں تیسرا پیدا ہوتے ہی مر گیا تھا۔ کہتے ہیں عقل تو

بھیجا ہوا سچ پڑھ کر اشک بہاتی ہے جو شاید اس نے
مرنے سے کچھ لمحے اسے بھجوا تھا۔

ڈوب جاتی ہیں کشتیاں جب

آتے ہیں طوفان

یادیں رہ جاتی ہیں اور چھڑ جاتے

ہیں انسان

یاد رکھو گے تو بہت قریب پاؤ گے

بھول جاؤ گے تو ڈھونڈتے رہ جاؤ گے

تمہارا علی۔

قارئین کرام اس دل خراش داستان سے آپ
نے کیا سیکھا ضرور آگاہ کیجئے گا آپ کی قیمتی آرا کا

منظر ہوں گی۔

عقب میں گہرا سمندر ہے سامنے جنگل

کس انتہا پر میرا سہرا ان پھوڑ گیا ہے۔

سیدہ امام علی۔ راولپنڈی ہونہ۔

انمول خزانہ

✽ تم دنیا میں ہوتو ان کے لئے کچھ کرو جو تمہارے دنیا پر آنے
میں خوش ہوئے تھے۔

✽ تم دنیا میں ہوتو ان کے چہرے پر مسکراہٹ لاتے رہو جن
کی انمول میں تمہارے طے جانے پر آنسو آنے ہیں۔

✽ جو کسی رو سے صرف اس لئے مسخ تمہیں کال کرے کہ رات
اس نے برا خواب دیکھا ہے تم سمجھ لو کہ وہ دوست تمہارے
بارے میں تم سے زیادہ سوچتا ہے۔

✽ جب تمہیں امید کا جٹو بھی ہے اسے اس پاس تلاش کرنا پڑے
تو تم سمجھ جاؤ کہ تمہاری روح بے یار ہو گئی ہے۔

✽ اگر کسی طرف سے دل صاف نہیں ہے تو مت مسکرا مسکرا کر اس
سے ملو بلکہ کوشش کرو کہ تمہارا دل انکی طرف سے صاف ہو
جائے اور اگر ایسا نہ ہو تو یقین کر لو کہ شخص نفرت کے ہی قابل
ہے۔

✽ اگر کسی کیلئے بیٹھے ہو اور کسی چیز کو دیکھ کر اپنے کسی دوست کی کوئی
معصوم سی بات یاد آئی ہے تو اسے ضرور بتاؤ تمہاری بات سن کر
اسکے چہرے پر جو مسکراہٹ آئے گی وہ بہت انمول ہوگی۔

☆ شاہد نواز اینڈ آسان علی۔ کوئٹہ

کھا جاتا ہے۔ در عقل انسان کو گھر آتے ہی دلی نے
دروازہ بند کیا۔ یا امی دوز کر پیچھے ہی آئیں۔

علیؑ دروازہ کھولا بیٹا کہا ہوا مجھے تو بتاؤ علی میں

تمہارے او سے بات کروں گی بیٹا تم دروازہ کھولو

دروازہ پینچے ہوئے جیسے نڈھال ہو کر وہی گر گئی وہ

جب اندر سے پٹرول کی بو اور دھواں دکھائی دیا تو جسے

ان میں بولنے کی سکت ہی ختم ہو گئی۔ علی علی کوئی ہے

کوئی ہے جو میرے بیٹے کو چاہے جلدی آؤ طاہر عمران

علی کے ابو علی کو بچائیں روتے دھوئے اور شور کی آواز

سن کر علیؑ بھائی کو قریب ہی کسی کام سے گیا تھا

بھاگ کر آیا آس پاس کے لوگ بھی جمع ہو گئے سب

نیے مل کر دروازہ توڑ ڈالا۔ مگر تب تک بہت دیر ہو چکی

تھی

اڑتے اڑتے آس کا بیج بھی درافق میں ڈوب

گیا

روتے روتے بیٹھ گئی آواز کسی سودا کی

سامنے دروازہ زیت سے پلٹا ہوا ایک سیاہ وجود

پڑا تھا جوانی انفرادیت کھو چکا تھا ایک زندہ سلاست

انسان خبر کھڑے شوخ دل شوخ فطرت انسان جس کے

اندر زندگی۔ رنگ اکہشاں کی صورت چمکتے تھے آج

ایک سیاہ۔ وہ میں بدل چکا تھا کیا یہی زندگی ہے کیا

یہی دیوانگی ہے کیا یہی عشق ہے نہیں قارئین کرام نہ تو

یہ وہ زندگی ہے جسے عشق کے اندھے پن میں گنوا دیا

جائے نہ یہ وہ زندگی ہے جسے انجمنوں کی نظر کر دیا

جائے اور نہ یہ وہ عشق ہے جو خدا کی حسین نعمت کی قدر

گنوا دے محبت زندگی چھیننے کا نہیں دینے کا نام ہے جبر

کا نہیں قربانی کا نام ہے میں تمام قارئین سے یہ بتانا

چاہوں ڈی کہ خدا را ایسا اندھا عشق آدھی محبت کسی

سے نہ ہے۔ نہ آپؐ نے ساتھ ساتھ آخرت بھی

خراب کر دے۔ وودا نہ کہ وودا پرہ کھڑے ہو کر جینے کا

حوصلہ نہ دے سکے۔ والدین ساری زندگی خود کو بھرم

تصور کرتے رہیں گے اور رائے رائے آج بھی علیؑ کا

بے جان سی زندگی

۔۔۔ تحریر۔۔۔ ریاض حسین شاہد۔ قبولہ شریف۔

شہزادہ بھائی۔ السلام علیکم۔ امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔
رنگ کی وہ کٹی پٹنگ ہوا کے دوش پر اڑتے اڑتے لیکر کی گھنی شاخوں میں آکر انک گئی تھی پھر اگلے دو تین دن تک وہ ٹکڑوں میں بٹ کر بکھرتی چلی گئی تھی میری زندگی بھی اسی کٹی ہوئی پٹنگ کی طرح تھی جو ان گنت مصائب کی منزلیں طے کرتے ہوئے حالات کی ان پر خار شاخوں میں آکر الجھ گئی تھی جہاں سے میں خود کو سمیٹ کر کسی بھی صورت نکل نہیں سکتی تھی ریزہ ریزہ ہو کر صفحہ ہستی تو مٹ سکتی تھی مگر مقدر کے چنگل سے آزادی حاصل نہیں کر سکتی تھی۔ میں نے اس کہانی کا نام۔ بے جان ہے زندگی۔ رکھا ہے اگر آپ چاہیں تو اس کو کوئی اچھا سا نام دے سکتے ہیں۔ اور امید ہے کہ میری کہانی جلد ہی صفحہ جواب عرض کی زینت بنے گی
دارہ جواب عرض کی پالیسی کو مدنظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے نام تبدیل کر دیے ہیں تاکہ کسی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کا ادارہ یا رائٹر ذمہ دار نہیں ہوگا۔ اس کہانی میں کیا کچھ ہے یہ تو آپ کو پڑھنے کے بعد ہی پتہ چلے گا۔

رنگ کی وہ کٹی پٹنگ ہوا کے دوش پر اڑتے اڑتے لیکر کی گھنی شاخوں میں آکر انک گئی تھی پھر اگلے دو تین دن تک وہ ٹکڑوں میں بٹ کر بکھرتی چلی گئی تھی۔
میرنی زندگی بھی اسی کٹی ہوئی پٹنگ کی طرح تھی جو ان گنت مصائب کی منزلیں طے کرتے ہوئے حالات کی ان پر خار شاخوں میں آکر الجھ گئی تھی جہاں سے میں خود کو سمیٹ کر کسی بھی صورت نکل نہیں سکتی تھی ریزہ ریزہ ہو کر صفحہ ہستی تو مٹ سکتی تھی مگر مقصد کے چنگل سے آزادی حاصل نہیں کر سکتی تھی۔

میرا باب اکرام بایک مکینک تھا جنی روز پر اس کی دکان تھی ہم پانچ بہنیں اور ایک ہمارا بھائی تھا جو بڑی مینٹوں اور مرادوں سے لیا تھا۔ میں جتنے نمبر پڑھی گھر میں امی ابو کا اکثر جھگڑا بتاتا تھا ابھی میں تیسری کلاس میں پڑھتی تھی کہ میرے ابو

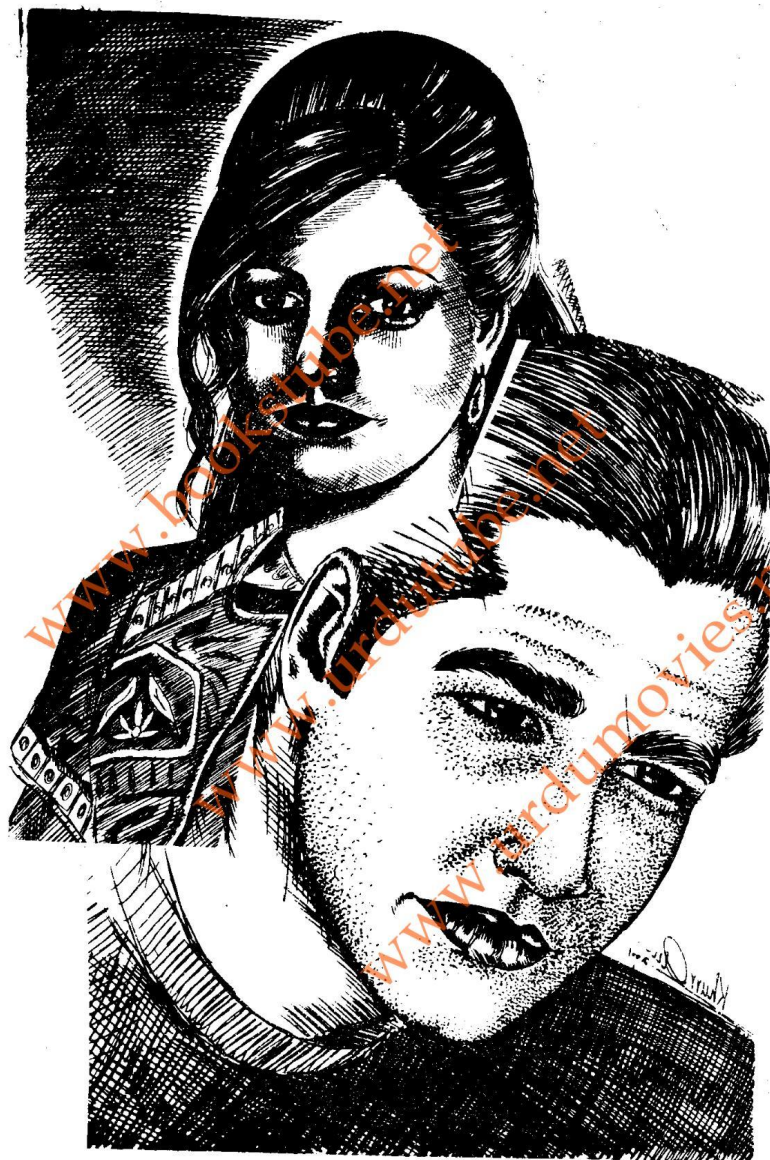
شہر کی کسی عورت کے ساتھ پہلے تو دوستی کی پھر اس سے نکاح کر لیا جب یہ راز کھلا تو گھر میں قیامت مچ گئی امی ابو میں کلامی ہوتی بلکہ ابو نے غصے میں آکر امی جان کر پیٹ بھی ڈالا اور پھر وہ گھر چھوڑ کر چلا گیا اسی شہر میں مکان خریدا اور علیحدہ گھر بسا لیا ہمارے گھر کے وہی سربراہ تھے جب وہ ہمیں بے یار و مددگار چھوڑ چلے گئے تو امی جان لوگوں کے گھروں میں کام کرنے لگی اور مجھے بھی ایک گھر میں ملازم رکھوا دیا سکول کا بستہ مجھ سے چھین لیا گیا تھا اور برتن مانچھنے کی ٹاکی میرے ہاتھ میں دے دی گئی تھی۔

میں جس گھر میں کام کرتی تھی وہ سکول بچہ تھی دوسرے شہر سے یہاں ٹرانسفر ہو کر آئی تھی مجھے رات کو کتاب کا سبق دینی اور دن بھر میں اس کے گھریلوں سبھی کام سرانجام دینی تھی پھر اس نے اپنی ٹرانسفر کروالی اور جب وہ اپنے شہر جانے لگی تو

اپریل 2015

جواب عرض 24

بے جان سی زندگی



پاس کیا نوں کلاس میں داخلہ مل گیا اور میری عمر پندرہ برس کو جا پہنچی تھی عالم شباب کا زمانہ تھا میرے اوپری ہونٹ کے داسنے کنارے پر ذرا سا ننھا سائل کا نشان تھا صبح کو بہت بھلا لگتا تھا جو میرے گول سے دیکھتے ہوئے چہرے پر خوب جتنا تھا ویسے بھی ایک شرماتی لاجبی معصوم سی لڑکی تھی۔ میری بڑی دو بہنوں کی شادیاں ہو گئی ابونے لوٹ کر ہماری خبر نہ لی کہ ہم کس حال میں ہیں مجھے ابو کی بہت یاد غمناک کر جاتی تھی۔

ان ہی دنوں ہمارے بڑوس والے گھر میں نئے کواریہ دار آئے جو تین لڑکے تھے کسی کالج میں تین سالہ ڈپلومہ کرنے کی غرض سے یہاں رہائش پذیر ہوئے تھے ان میں ایک لڑکے کا نام عمران تھا دوسرا آصف اور تیسرے کا نام عابد علی تھا وہ تینوں کالج سے آکر گھر میں کرکٹ کھلتے تھے اور بار بار ان کی گیند ہمارے آنگن میں آن گرتی تھی پھر وہ ہمارے دروازے پر آکر کھٹکنا کر اپنی گیند کی واپسی کا مطالبہ کرتے پہلے پہل تو چند روز میں انہی گیند اٹھا کر واپس کر دیتی مگر پھر تو شاید وہ جان بوجھ کر گیند ہمارے گھر میں اچھال دیتے تھے۔ میں نے میڈم سے ان کی شکایت کی انکل خالد صاحب کو بھی بتایا۔

وہ لڑکے بار بار ہمارے گھر میں گیند پھینکتے ہیں اور شاید جان بوجھ کر ہمیں تنگ کر رہے ہیں۔ کوئی بات نہیں بنی لڑکے ہیں ناکرکٹ کھیلنے ہوں گے اس لیے گیند آجاتی ہوگی آپ پریشان نہ ہوں میں ان سے بات کروں گا

میڈم نے بھی پہلے تو کئی دن تک اس پر توجہ نہ دی پھر جب ان کی موجودگی میں بار بار گیند ادھر آنے لگی تو انہوں نے خود آصف اور عمران کو وارننگ دی کہ اب اگر تمہاری گیند ادھر آتی تو ہم واپس نہیں دینگے اس لیے احتیاط کریں۔

میری امی جان نے اس سے کہا۔ تم میری بیٹی کو کبھی اپنے ساتھ لے جائیں اصل میں میرا نام نکلتا تھا۔

مگر کبھی کبھی مجھے گلو بھی کہہ کر پکارتے تھے امی نے ان سے کہا تھا کہ چلو اس طرح میزی بیٹی آپ کے پاس رہ کر کچھ نہ کچھ بڑھ بھی جائے گی اور ہمارے لیے روزگار کا باعث بنی پھر رہے گی۔

جب میڈم ثروت نے کچھ پس پیش کے بعد امی جان کی سمجھت مان لی اور مجھے اپنے ساتھ لیجانے کے لیے حامی بھر لی اس وقت میں کوئی نو برس کی تھی جب میڈم کے ساتھ میں پہلی بار اپنے گھر سے بہن بھائیوں سے اور ماں کو چھوڑ کر دوسرے شہر چلی گئی تھی کئی دن تک دل اداس اور طبیعت مضطرب سی رہی میڈم ثروت کے شوہر کسی دفتر میں ملازم تھے ان کے کی کوئی اولاد نہ تھی۔

شہر کی ایک گنجان گلی میں ان کا چھوٹا سا گھر تھا جس میں دو بچن اور ہاتھ روم اور بیٹھک جملہ بھت پر گھری موجود تھی سینیوں کے اختتام سے دہائی جانب بڑوسوں کے آنگن میں جھانکا جا سکتا تھا یہ گھر بھی ریٹ پر تھا جس میں کئی کرایہ دار آتے جاتے رہتے تھے صبح ناشتہ کر کے میڈم اور خالد صاحب اپنے اپنے دفاتر چلے جاتے تھے مجھے ایک قریبی سکول میں داخل کرا دیا گیا مگر میں ہفتے میں ایک بار ہی سکول جاتی تھی میڈم نے میری مس بجے کوئی بات پہلے سے ہی طے کر لی تھی اس لیے بھی غیر حاضری پر مجھ سے باز پرس ناکی جاتی تھی دو پہر کو اور رات کو گھر میں پڑھنے کی وجہ سے مجھ پہ پابندی تھی کچھ عرصے بعد میں اس ماحول سے مانوس ہو گئی تھی کوئی دو تین ماں بعد اپنے شہر جا کر گھر والوں سے ملنے کا موقع ہاتھ آتا تھا دو دن بعد ہی واپس آ جاتی تھی۔

وقت پر یہ خود گردش رہا ہڈل سینڈ پوزیشن میں

میڈم کی ہدایت پر یہ عمل ہوا کہ ان کے آنے سے پہلے گیند اچھلتی کودتی ہمارے آنگن میں آن کرئی اور جب وہ گھر آجانی تو ادھر خاموشی چھا جاتی تھی یعنی وہ سب جانتے تھے کہ میڈم اور خالد صاحب کب گھر واپس آتے ہیں اور ان کی غیر موجودگی میں گھر میں کون مقیم رہتا ہے کیونکہ دروازے اور چھت پر کئی بار میرا ان سے آگاہ سامنا ہو چکا تھا۔

اس دن میں گھر میں جھاڑو لگا رہی تھی کہ دیوار عبور کر کے میری کمرے سے آن لکرائی مجھے بہت غصہ آیا میں نے گیند ایک کونے میں پھینک دی ایسے میں دروازے پہ دستک ہوئی میں نے کوئی جواب نہ دیا۔

ہمارے گیندو دے دو آواز دے کر کہا گیا مگر میں چپ رہی کچھ لمحے خاموشی میں گزر رہے تھے میں نے اپنے برتن اٹھا کر آنگن پار کر رہی تھی کہ گیند برتنوں پر آگری اس سے اچانک اور غیر متوقع صورت حال پر میں بوکھلائی گئی میں نے وہ گیند بھی واپس نہ دی کوئی دس منٹ بعد تیسری گیند پھر میرے ضبط پر پھر بن کر گرئی آج انہوں نے شاید مجھے زچ کرنے کی قسم کھائی تھی۔

میں نے وہ گیند بھی پہلی دو گیندوں کی طرف اچھال دی شام کو جب میڈم آئیں تو میں نے انہیں ساری صورت حال بتا کر ان گیندوں کا مشاہدہ بھی کروا دیا تم ایسا کرو گے تینوں گیندیں چھت پر جا کر ان کے گھر میں پھینک دو اور ان سے کہہ دو کہ آخری موقع دے رہے ہیں تم کو۔ اب اگر گیند ادھر پھینکی تو محلے والوں کو جمع کر کے لے آئیں گے پھر دیکھنا تمہارا کیا حشر ہوتا ہے

میڈم نے کہا تو ان کو حکم کی تعمیل میں تینو گیندیں لے کر چھت پر پہنچی تو ان کا آنگن سونا پڑا تھا میں نے باور کی طرح ایک گیند ان کے آنگن

میں اچھالی جو صحن کے فرش پر پڑے کھا کر اچھلی اور برآمدے میں جا کر کسی برتن سے جانکرائی کینہ سے ٹکراتے ہی بلکی سی آہٹ کی آواز جھٹ پچھ آواز سن کر کمرے سے آصف زائد برآمد ہوئے اور حیرت سے ادھر ادھر دیکھنے لگے تب میں نے دوسری گیند بھی اس کے سر کا نشانہ بنا کر پھینکی مگر وہ برآمدے کے ستون سے ٹکرا کر کہیں اور لڑکھائی مگر اس لمحے آصف کی نگاہ مجھ پر اٹھ چکی تھی میں نے تیسری گیند بھی اس پر حملہ کرنے کے انداز میں پھینکی تو اس نے گردن ایک طرف جھکاتے ہوئے اسے کچھ کر لیا اور سر کا نشانہ انداز میں دونوں ہاتھ فضا میں بلند کر لیے مجھے بڑی جلی ہوئی میں نے غصے کی حالت میں اپنے چہرے پر ہاتھ پھیر کر اس کی طرف انگلی نکالتے ہوئے کہا۔

اب ادھر گیند پھینکنا۔ کر لیتے ہیں تم ہمارا بندو بست میں نے سر جھٹکتے ہوئے کہا تو اس کے لبوں پر شہری مسکراہٹ کھلنے لگی مگر آنکھوں میں حشر و یاس کے آثار بھی نمایاں دکھائی دینے لگے تھے میں پاؤں پٹختی ہوئی چھت سے نیچے آگئی اور کام میں مصروف ہو گئی مگر میرے تصور میں ایک انسانی بیواہ سا چھایا ہوا تھا کتالی چہرے پہلے ہونٹ گال پر تل کا نشان اور وہ معصوم سی صورت جس پہ جھانکنی دو مخمور آنکھیں جو دیوانہ وار مجھے جھانکتی رہی تھی۔

سونے سے پہلے بھی یہ تصور دماغ پر جھایا رہا پھر جانے کب نیند نے اپنی آغوش میں لے لیا اگلے روز شاید ان کو کالج سے چھٹی تھی جیسے ہی میڈم اپنے آفس جانے کے لیے نکلی تھی اور میں دروازہ بند کر کے چلی ہی تھی خالد صاحب بھی جا چکے تھے اچانک بڑوس کی دیوار کو چھلاتی ہوئی گیند میرے سر سے گزر کر میرے بائیں پہلو میں فرش پر آ کر گر گئی پھر اچھلی تو میں نے اسے فضا میں ہی ہیچ کر لیا اور دونوں ہاتھ کمر پر ٹیک کر سختی سے ہونٹ بھیج ڈالے

پلیز غلطی ہوگی ہم سوری کرتے ہیں اور۔۔
دوبارہ بھی ہماری گیندیں آپ سے گھر میں نہیں
آئیں گی ہم وعدہ کرتے ہیں پلیز دے دوں۔۔
وعدے تو پہلے بھی آپ لوگوں نے فی بار کئے
ہیں مگر تم باز نہیں آتے اب تو یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ
گیندیں آپ کو واپس دوں بے شک آپ سارے
شہر کی گیندیں مارے گھر میں پھینک دو واپس تو ہم
ایک گیند بھی نہیں کریں گے بس کہہ دیا تم سے اب تم
جاسکتے ہو میں نے ڈھٹائی سے کہا۔

اچھا ٹھیک ہے جی نا دو تم نہیں گیندیں ہماری
گیندیں آپ نے اپنے پاس رکھ لی ہیں ہمارے
لیے یہی بات بہت ہے کہ ہماری کوئی چیز تو آپ
نے اپنے پاس رکھ لی ہے آصف نے معنی خیز
انداز میں کہا تو میں چونک گئی تھی۔

کیا۔۔ میں نے پھر لی ہے یہ کھولا تو وہ تیزی
سے اپنے گھر میں داخل ہو گیا میں واپس پلٹی اور
تمام گیندیں سمیٹ کر چھت پر پہنچی آصف بیٹ
پکڑے مضطرب سا برآمدے میں ایک یاؤں جار
پائی کے پائے پر رکھے ہوئے بوٹ کے کسے باندھ
رہا تھا میں نے اندھا دھند ایک گیند اس کی طرف
پھینک دی وہ تیزی سے پلٹا اور مجھے سامنے پا کر
اس کا چہرہ کھل اٹھا تھا میں نے چہرے پر ڈھلکتے
بالوں کو سمیٹ کر کان کی لو میں کہا اور غصے میں
دھاڑی یہ لو اپنی گیندیں بچھتے کیا ہو تم اپنے آپ کو
کوئی ضرورت نہیں ہے مجھے آپ کی کوئی چیز اپنے
پاس رکھنے کی میری بات سن کر وہ آسمان کی طرف
چہرہ اٹھا کر ہنسا اور پھر برآمدے سے نکل کر رخ
پیری جانب کئے ہوئے بینک کرنے کے انداز میں
بلے پر چمک کر کھڑا ہو گیا میں نے گیند پھینکی اس نے
بلا فضا میں اٹھا کر گیند کو روک لیا میں نے تیسری گیند
بھی پھینکی پھر چوتھی بھی ڈھکی بھرے انداز میں ادھر
اچھا دی پھر جب پانچویں اور آخری گیند ادھر

پہنچے اسے ہی تباہ میں گزارے پھر گیند کو نے میں
پھینک کر کرے کی طرف بڑھی ایسے میں دوسری
گیند بھی صحن میں آکر گر کر کرے کے اندا چلی گئی
جہاں میں اس لئے موجود تھی بڑے کہنے ہیں میں
نے غصے میں ان کو گالیاں دی اور اسی کیفیت میں وہ
گیند باہر صحن میں پھینک دی برتن دھونے میں
مصروف ہوئی تو تیسری گیند بھی صحن میں اتر کر
لڑکھاتی ہوئی مجھ سے ایک گام پیچھے آکر ٹھہر گئی تھی

لگتا ہے آج یہ گھر پر ہیں اور دن بھر مجھے
ذلیل کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں خیر میں بھی ہار ماننے
والی نہیں ہوں میں نے فیصلہ کر لیا کہ آج کوئی گیند
ان کو واپس نہیں کروں گی خواہ کچھ بھی ہو جائے۔

بس پھر پندرہ سے بیس منٹ کا وقفہ گزرا ہو گا
پھر چوتھی گیند بھی میرا منہ چڑائی ہوئی میرے پاس
آپٹھی تھی میں دانت پیچھ کر سر کھجا کر رہی اورو پھر
اس وقت تو میرے صبر کا پیمانہ لبریز ہو گیا جب
پانچویں گیند صحن کے فرش پر ٹانگی لگاتے ہوئے دور
سے میرے شانے پر آکر گری اور میں اس کے
اچانک افتادہ چیخ سی پڑی تیزی سے پلٹ کر دیکھا
تو وہ نئی تروتازہ گیند میرے سے چند گز کے فاصلے
پر پڑی پیغام دے رہی تھی کہ اے گلبت بی بی اب
بھی آپ کو ہماری یاد نہیں آ رہی۔ میں کام سے
فارغ ہو کر غسل کے ارادے سے دوش روم میں
پہنچی بھی تھی تو دروازے پر دستک ہوئی جانے کیوں
دروازے کی دستک سن کر میرے پورے بدن کی
دھڑکنوں میں غلاطم سا آگیا تھا میں نے نہایت
غصے کی حالت میں یاؤ پتی ہوئی دروازے تک پہنچی
۔۔ کون میرا الجھرتیں تھا۔

جی وہ ہماری گیندیں تو واپس کر دیں پلیز
آواز میں تھرا تھراہٹ صاف محسوس ہو رہی تھی اگر نا
دوں تو میں نے اکھڑ انداز میں پوچھا۔

دیر تک نیند نہیں آئی رات کو پہاڑی لمبی لگتی تھی۔

-- صبح میڈم کو ناشتہ دے چکی تھی۔ اس کی طرف سے اس کی گیند میرے لیے سج لی تو یہ لے کر آچینی تھی پھر وہ کالج چلا گیا کئی بار چھت پر جا کر اس کے سونے سونے سے گھر کو دیکھتی ہوں اپنی دو بچے کے قریب گیند نے اس کے گھر آنے کی خبر دی فوراً چھت پر چینی سامنا ہوا تو دل بیتاب ہو گیا انسان جب چینی راجحت میں مبتلا ہوتا ہے تو محبوب کی ایک جھلک دیکھنے کی خاطر پہروں کھڑا رہ سکتا ہے بھوکا اور چارہ رہ سکتا ہے میں بھی اپنے صاحبہ جی کے لیے سب کچھ کرنے کو تیار تھی اشارے کنایوں سے آگے بات نہ ملے بلکہ لے کر آچینی ایک بار دروازہ کھٹکھٹایا۔ پوچھا کون۔ چند اجنبی میں ہوں آصف جھپاک سے دروازہ ہولا اور دیوانہ وار اسے بازو سے پکڑ کر اندر کھینچ لیا اب اسے موقع آتا ہے تو پھر اس کے بوسے کی خواہش تڑپاتی ہے پھر جب اسے یہ بھی میسر آ جاتا ہے تو پھر مینوں مدھوشی اور شرمساری کا عالم رہتا ہے۔

ہم بھی اس لذت سے آشنا ہوئے تو محبت کی رنگین اور بڑھ گئی حسن کی نزاکت میں اضافہ ہوا اور اس لذت گناہ نے محبت میں اہمیت کو اور اجاگر کر دیا تھا جب عطر اپنی خوشبو سے بیچان لیا جاتا ہے تو عشق کی مہک کیسے چھپ سکتی ہے چند روز ہی گزرے تھے کہ خالد صاحب اور میڈم جی کو دودن کے لیے بہادر پور اپنے جی عزیز کی شادی میں شرکت کے لیے جانا پڑا تھا اب اس نے دودن ہماری عید کے دن تھے اک دن تو آصف اور عارف دونوں میرے گھر میں مدعو ہوئے مگر ان کی کچان لکرا کر ان کو پیش کیے وہ بھی بازار سے بہت سی چیزیں کھانے کو لے آتے عمران میز پر اور آصف کی تصویریں بناتا رہا آصف کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھانے کا لطف ہی اور

ایہا نا چاہی تو وہ منہ باندھے مجھے بڑی محویت سے دیکھتے رہا ہاتھ جانے کیوں اس کا اس طرح دیکھنا مجھے اچھا لگا اور میں نے دھڑے سے گیند اس طرف اچھا لگا دی پھر وہ لمحہ جب گیند فضا میں ادھر جا رہی تھی مجھے لگا جیسے گیند کے ساتھ ساتھ میری روح بھی اڑ کر ادھر جا رہی تھی میں جھینپ گئی تھی اور اسے دیکھنے چلی گئی وہ بھی میری طرف اس قدر ٹھوٹا کہ اسے خبر ہی نہ ہوئی کہ کب اس کے قریب گیند پہنچی اور گر کر جانے کہا چلی گئی۔

میری دھڑکنوں میں غلام برپا تھا جس میں ہلکی سی کچکی اور ہونٹوں پر لرز سا طاری ہو گیا تھا لگا ہے ادھر ہی مرکوز نہیں اور پلٹیں ساکت وقت میں ٹھہر گئی ہمیں کچھ خبر نہ تھی بس ایسے لگا جیسے میری جھینپ ہوئی گیند اسے کلین بولڈ کر گئی ہو اور اس کی نگاہوں میں پھلکتی تاثیر کی گیندیں جھلکے کی صورت میرے دل و دماغ کی ہونڈری پر بیچ کر گئی تھی جب ہمیں اپنی کیفیت کا احساس ہوا تو ہم اپنی اپنی جگہ سے گئے پھر اس کا داہنا ہاتھ میری طرف لہرایا اور میں فضا میں ہاتھ نانا کرتی ہوئی نیچے چلی گئی۔

بس اس دروازے پر آج تک اس کا درد ختم نہیں ہوا بلکہ ختم بن کر سرور کی صورت اختیار کر گیا ہے پل بھر میں میری دنیا ہی بدل گئی سارا گھر سونا سونا لگنے لگا تھا جی چاہتا تھا کہ بھاگ کر چھت پر چلی جاؤں اور اسے دیکھتی رہوں۔

اور پھر اس وقت اس کی گیند اچھل کر میرے پاس نہ آ جاتی تو میرا دم گھٹ سا جاتا میں نے گیند کو اٹھا کر چوما اور پھر اسے بڑے پیار سے واپس اچھا لگا دیا پھر تو یہ سلسلہ ہی شروع ہو گیا تھا شام میڈم کے آنے تک کا وقت میرا چھت پر جاتے آتے ہی گزرا تھا وہ اپنی جگہ مجھ پر فدا ہوا جا رہا تھا اور میں تو دل و جان سے اسے قبول کر چکی تھی رات

تھا۔

ہو کر اس سے محو گفتگو تھی کہ تمہیں میری آمد پہ ہی نہیں چلا جاتا تو کس سے محبت۔ لی ہوا عمران سے یا آصف سے بات کر رہی تھی۔

آصف سے میں نے اقرار جرم کرتے ہوئے کہا۔ بہت اچھا لگتا ہے تمہیں۔ میں نے چپکے سے سر جھکا لیا۔

اس سے تمہارے رشتے کی بات چلاؤں۔ عجیب انداز میں پوچھ رہا تھا مجھے نہیں پتہ اس سے پوچھ لیں۔

اور پھر خالد صاحب نے اس سے پوچھ لیا کہ تم نگہت کو پسند کرتے ہو تو اس سے شادی کرنا پسند کرو گے آصف نے فوراً ہاں کر دی آپ ان کے والدین سے بات کریں میں اپنے گھر جا کر اپنے والدین کو لے آؤں گا خالد صاحب نے کہا۔

ٹھیک ہے میں سوچتا ہوں۔ پھر ان ہی دنوں گری کی پٹھیاں ہو گئی وہ لوگ بھی گھر چلے گئے لیکن سے سے ہر روز فون پر رابطہ جاری رکھنے کا وعدہ کر گئے تھے مجھے بھی دہشتے کی چٹھنی پر گھر بھیج دیا گیا آصف سے دوری کے بے حال کر دیا میرے ماموں کے گھر میں فون کی سہولت موجود تھی مگر وہ فون کو لاک کر کے چابی اپنے ساتھ لے جاتے تھے میں نے اپنی ممانی کو اپنا ہمارا بنالیا اور جھانڈ کے تنکے سے نمبر ڈال کر کے آصف سے رابطہ کر لیا ہر روز ہماری وقت مقررہ پر بات ہونے لگی نمبر ملانے کا یہ طریقہ میری ایک دوست نے مجھے دیا تھا کئی بار کارڈ سے نمبر ملا کر بھی بات کی دو ہفتے بعد میں واپس پہنچی تو اگلے ہی دن آصف بھی آن پہنچا۔

ہماری پھر چھت پر بات ہونے لگی وہ اپنے آنگن میں رہ کر مجھ سے باتیں کرتا اس دن دوپہر کے میں چھت پر تنگی دھوپ میں کھڑی محو گفتگو کر رہی تھی کہ وہ مجھے بتا رہا تھا کہ میں نے اپنے امی ابو

وہ دن میری زندگی کا یادگار دن تھا عمران آصف کا دوست ہونے کے ناطے ہماری محبت کا راز دان تھا ہماری پی ٹی وی ایل کا نمبر آصف نے نوٹ کر لیا اور فون پر بات کرنے کا وعدہ کیا اگلے دن عمران کالج گیا تھا آصف کسی دوست کے ساتھ ماکیت تک گیا تھا میں چھت پر تھی تو عمران نے سرگوشی کرنے کے انداز میں مجھے بتایا کہ آصف سے زیادہ پیار نہ کرنا وہ بے وفا شخص ہے شراب پیتا ہے میرا ذکر اس سے نہ کرنا میں تو تمہیں اس لیے بتا رہا ہوں کہ کہیں وہ تمہاری زندگی پر باد نہ کر دے وہ اچھا لڑکا نہیں ہے اب جیسے تمہاری مرضی۔

مجھے اس کی بات سن کر بڑا دکھ ہوا بھلا آصف جی ایسے ہو سکتے ہیں اس کی تو معصومی صورت دیکھ کر شرافت کی قسم کھائی جا سکتی تھی اور یہ اس کا دوست ہو کر اس کی عیب جوئی کر رہا تھا پھر جب بھی آصف سے بار دل چاہتا کہ اسے بتا دوں کہ عمران کی دوستی قابل اعتماد نہیں ہے یہ دوست کے روپ میں دشمن ہے مگر جانے وہ کون سی قوت تھی جو ہر بار میرے ارادے پر خاموشی کی گرہ ڈال دیتی تھی۔

اس روز میں چھت پر آصف جی سے باتیں کر رہی تھی کہ اچانک خالد صاحب آ پہنچے تھے اور مجھے باتیں کرتے ہوئے دیکھ لیا مڈم ابھی گھر میں آئی تھی لمبے بھر کو تو میری جان ہی نکل گئی تھی خالد صاحب نے مجھے اپنے کمرے میں بلایا اور بڑے پیار سے پوچھا۔

گو گو چھت پر کھڑی کس سے باتیں کر رہی تھی عمران سے یا آصف سے میں اس سوال پر سٹپٹا گئی تھی سن نہیں وہ میں ان سے جھگڑا کر رہی تھی کہ کیوں بار بار ہمارے گھر میں گیند پھینکتے ہو۔ جھوٹ مٹ بولو نگہت جھگڑا کرنے والے کسی سے ہنس کے بات نہیں کرتے اور تم اس قدر مست

کیونکہ اب یہاں سے میں واپس اپنے شہر چلی جاؤں گی شاید کل ہی مجھے واپس بھیج دیں آصف کو میرے گھر کا پتہ دے دینا وہ میرے بھائی کے نام خط لکھ دے گا جو میں موصول کر لوں گی۔

ٹھیک ہے اب زیادہ دیر لگی میں نہیں ٹھہر سکتا تمہارا پیغام اس تک پہنچا دوں گا تمہارے گھر کا ایڈریس بھی اسے پہنچا دوں گا عمران نے کہا اور

آگے بڑھ گیا میں شام تک بھوکی پیاری غم سے نڈھال ہو کر دیواروں سے سرکاری رہی لیکن آخر کیوں کیا مجھے ایک انسان سے محبت آنے کی یہ سزا دی جا رہی تھی محبت کرنا جرم ہے کسی سے محبت کا اظہار کر کے اسے ایسا بنائے گا خواب دیکھا ہے شری بے حیائی اور بے غیبتی کی علامت ہوتی ہے مذہبی شرائط اپنی جگہ درست اور معاشرتی قوانین رسومات کا تقدس بحال رکھنے کی پابندی کا اپنا مقام جس کو میں شعوری کا نام ہے یہ عقلی چیزیں ہیں تہذیب نے اسے پیدا کیا ہے نیکی اور ایثار زندگی کے گلزار میں انسان کے دکھوں کو ختم کرنا بہت بڑی بات ہے یہ سب اچھی باتیں ہیں مگر فطرتا وراثت میں نہیں ملتی سماج ذہانت کا مرہون منت ہے محسوس شعور پر انہیں ہے تو فور بھی بڑھ رہا تھا باخبر آدمی کے مقابلے میں بہت خوش نصیب ہوتا ہے بالغ نظریں ہی سارے فساد کی جڑ ہے اور تنہائی کا احساس کا منبع ہے اگلے روز مجھے میرے شہر پہنچا دیا گیا تھا۔

امی اور بھیا کو بتایا گیا کہ تمہارا لاڈلی نے وہاں پڑوس کے لڑکے سے عشق شروع کر دیا ہے اور ہمیں بھی رسوا کرنے لگی ہے اب ہم اسے اپنے پاس نہیں رکھ سکتے اس کو سنبھالنا اب ہمارے بس میں نہیں ہے اور انکشاف پر امی اور بھیا نے جی بھر کے میری پٹائی کی مجھے اس قدر پیٹا گیا کہ میرے ناک میں پھٹی ہوئی تھیلی جو آصف نے مجھے ہوا کے

سے تمہارے رشتے کی بات کی ہے وہ مان گئے ہیں جلد ہی وہ یہاں آئیں گے میں مستقبل کے رملین سینے دیکھ رہی تھی مجھے اس وقت پتہ چلا کہ آصف نے کیا ایک اچھل کر کہا وہ میڈم آگنی میں چونک کر پٹلی تو میڈم غصے میں لال پٹلی ہو رہی تھی مجھے بالوں سے پکڑ کر اور جھٹکا دے کر پوچھا کہ یہاں عشق لڑانے آئی ہے۔

میڈم نے مجھے بہت مارا خالد صاحب نے مداخلت کی تو میڈم نے اسے بھی سختی سے بچھاڑ دیا رات بھر میرا بدن درد سے پوڑے کی طرح دھتکار رہا اگلے دن ناشتہ کرتے ہی میڈم نے مجھے کمرے میں بند کر کے اسے موقوف کیا اور گھر کو تالا لگا کر اپنی ٹریننگ کے سلسلے میں ملتان چلی گئی۔

میں دن بھر کمرے میں قید رہی تھی لکڑی کا دروازہ جو کئی کی طرف کھلتا تھا اس میں اوپر سے چھانا جا سکتا تھا کون گزر رہا ہے میں آصف کو دیکھنے کی حسرت لیے جھروکے سے لگی تھی مگر جانے وہ کہاں چلا گیا تھا شاید اس نے میڈم کو میرے بالوں سے پکڑ کر مارنے کی جھلک دیکھ لی تھی۔

پھر بھی وہ لگی سے تو گزرتا دو پہر کو مجھے عمران کی جھلک نظر آئی کہ وہ کئی سے گزر رہا ہے میں نے دروازہ پیٹ ڈالا اور اسے آواز دیں دے کر کہا۔ عمران بھائی میری بات سنو وہ پلٹ کر دروازے کے قریب پہنچا اور حیرت سے پوچھا کہ تم کہاں ہوں گے۔

میں اندر کمرے میں قید ہوں خدا کے لیے آصف کو یہاں بلا دو میں اس سے بات کرنا چاہتی ہوں مگر تھوہ تو صبح منہ اندھیرے ہی اپنے شہر چلا گیا ہے اس کی ماں بیمار ہے رات کو فون پر اسے بتایا گیا اس لئے وہ پہلی گاڑی سے ہی چلا گیا۔

یہ سن کر میرا دم ٹھنسنے لگا اب کیا ہوگا عمران عمران خدا سے لے مجھے اس کا ایڈریس دے دو

خفے میں دی تھی وہ بھی کہیں گر گئی تھی بہت ڈھونڈا مگر نہیں ملی تھلی کھوجانے کا مجھے بہت دکھ تھا۔

میں رات بھر روتی رہی اگلے گن مجھے ارشد صاحب شخص جو کسی سرکاری محکمے میں ملازم تھا ان کے گھر میں کام کرنے کے لیے بھیج دیا گیا تھا ارشد صاحب کی کوئی اولاد نہ تھی گھر میں اس کی ماں اور بیوی رہتے تھے میں ان کے گھر میں کام کرنے لگی گھر کی صفائی کرنا کپڑے دھونا شام باورچی خانے میں سامان کا انتظام کرنا اور صبح کھانے میں چاکلٹ اور آئس کریم بہت پسند تھی چند ماہ بعد میں نے محسوس کیا کہ ارشد صاحب مجھے بہتر غروں سے دیکھتے ہیں اور بات بہ بات مخاطب کرتے رہتے ہیں۔ پھر پتہ نہیں اسے کیسے پتہ چلا کہ میں چاکلٹ اور آئس کریم بڑے شوق سے کھتی ہوں۔ ایک دن مجھے کہنے لگے۔

گو وہ فرنیچ میں آئس کریم اور چاکلٹ رکھے ہیں بدکھا لینا تمہارے لیے لایا تھا مجھے بڑی حیرت ہوئی اور خوش تھی کہ میرے لیے پھر تو اکثر ایسا ہونے لگا کہ وہ میری پسندیدہ دونوں چیزیں فرنیچ میں لا کر رکھ دیتا تھا اور میں کھاتی تھی میری امی نے مجھے کہا تھا کہ جب تمہیں پہلی تنخواہ ملے گی تو مجھے نئی تھلی بنوادوں گی میں اس امید پر خوش ہو رہی تھی کہ نئی تھلی آصف کا تحفہ سمجھ کر پھر سے پہن لوں گی پھر مجھے بخار ہو گیا میں دو تین دن ان کے گھر کام پر نا جا سکتی ارشد صاحب میری تیار داری کو آیا اس نے اس کو بتایا کہ جیسے ہی اس کا بخار اترے گا میں اسے کام پر بھیجوا دوں گی اس کی سونے کی تھلی گئی

ہے اس کے لیے یہ بہت پریشان ہے۔ ارشد یہ بات سن کر واپس چلا گیا اور شام کو میرے لیے سونے کی تھلی اور سرخ رنگ کا سوٹ لے کر پھر چلا آیا۔

مجھے سرخ سوٹ اس لیے پسند نہیں تھا کہ یہ کلر

آصف کو پسند نہیں تھا ارشد صاحب نے دونوں چیزیں خود مجھے دیں اور شرارت بھرے لہجے میں کہا بنو یہ تمہارے لیے لایا ہوں مجھے اس کی بات سن کر بہت غصہ آیا میں نفرت سے دونوں چیزیں اس کے گود میں اچھال دیں اور کرخت لہجے میں اس کو کہا کہ میرا تم سے کوئی رشتہ نہیں آپ یہ واپس لے جائیں میں ہرگز ہرگز انہیں قبول نہیں کر سکتی۔

ارشد صاحب مایوس ہوا اور واپس چلا گیا پھر اس کا اماں اکا صاحبہ آنا کہ میں تمہارے گوسے کہو کہ وہ میرے پاس آجائے اس عورت لی بے پناہ محبت مجھے دوبارہ وہاں لے گئی اسے ملتان نشتر ہسپتال میں داخل کر دیا گیا میں اس کے پاس اس کی تیمارداری کے لیے دن رات موجود رہی ارشد صاحب اور اس کی بیگم ڈاکٹر کو آتے اور ملتے پھر چلے جاتے۔

ارشد کی والدہ کو میں نانوں کہتی تھی وہ مجھ سے گھر کی ساری باتیں کرتی بلکہ یہاں تک کہہ دیا کہ میرا کفن تیار پڑا ہے میرا فلاں سوٹ فلاں عورت کو دے دینا میرے استعمال کی فلاں چیز فلاں گھر والوں کو دینا جانے کیوں اسے یقین ہو گیا تھا کہ اب وہ اس بیماری سے بچے گی نہیں اور پھر وہ ہوا سولہ دن بعد اس نے میری ماںہوں میں دم توڑ دیا۔ میں نے اس کی وصیت کے مطابق اس کی تمام آخری رسومات ادا کیں پھر اسے دن اس کی قل خواہی کی رسم تھی اور اس دن ارشد کی ساس جو کراچی سے میں مقیم تھی اس کی بھی موت واقع ہو گئی ارشد نے اپنی بیگم کو ملتان سے جہاز میں کراچی روانہ کر دیا۔

ان دونوں آصف کا دوست عمران جو ہمارے ساتھ رینٹ کے مکان میں تھا اور جب میڈم نے مجھے آصف سے باتیں کرتے دیکھ کر کمرے میں بند کر دیا تھا اور میں دن بھر کمرے

میں بند پڑی رہی تھی اور گلی میں گزرتے ہوئے عمران کو میں نے ساری صورت حال سے آگاہ کیا تاکہ یہ سمجھی کہ میرا پیغام آصف تک پہنچا دو۔ پھر اس نے اسے اپنے گھر کا پتہ دیا اور اپنی ممانی جان کا فون نمبر بھی بتایا دیا تھا مگر عمران نے میرا پیغام آصف تک نہیں پہنچایا تھا۔

پھر جن دنوں میں ارشد کے گھر میں کام کرنے لگی اس کی والدہ بیمار ہوئی اسے نشتر ہسپتال میں داخل کیا تھا میں ادھر تھی تب عمران نے اپنی ماں کو ہمارے گھر میں میرا رشتہ لینے بھیجا عمران کے کہنے پر میری ماں سے جھوٹ بولا۔

مجھ کو جس لڑکے آصف سے بھار کرتی ہے میں اسکی ماں ہوں اور محبت کا رشتہ لینے آئی ہوں تب میری ماں نے صاف انکار کر دیا کہ آپ جیسے لوگ ہیں میں آپ کو نہیں جانتی اور ناں ہی اپنی بی بی کا رشتہ دوں گی تمہیں۔

وہ مایوس ہو کر واپس چلے گئے جب مجھے پتہ چلا تو میں نے عمران کے گھر میں فون کیا جو اس کی ماں نے ہمارے گھر میں رابطے کا نمبر چھوڑ گئی تھی عمران کے لیے تمہارا رشتہ مانگنے آئی تھی مگر تمہاری ماں نے انکار کر دیا ہے۔ مجھے ان کی اس گھٹیا حرکت پر بہت غصہ آیا مگر اس لیے برداشت کر لینی کہ ان کا آصف سے رابطہ تھا اور میں آصف سے آصف سے ملنا چاہتی تھی میں نے بمشکل سے ان سے آصف کا نمبر لیا آصف سے بات کی اور تمام حالات سے اسے آگاہ کیا اس نے جلد میرے پاس آنے کا وعدہ کیا میں نے اسے ارشد کے گھر کا پتہ بتا دیا تھا وہاں چلے آنا پر جب وہ مجھ سے ملنے پہنچا تو مری غیر موجودگی میں ارشد نے اسے ویکم کیا اور جب آصف نے مجھ سے ملنے کی خواہش ظاہر کی تو ارشد نے اسے بے عزت کر کے نکال دیا اور مجھ سے جھوٹ بولا۔

آپ کو تو کوئی سہماں آیا ہی نہیں پھر جب میں نے آصف سے بات کی تو اسے گلہ کیا کہ تم نے وعدہ کیا تھا پھر مجھ سے ملنے کیوں نہیں آئے تو اس نے بتایا کہ میں تو اپنے وعدہ پر آپ کے بتائے ہوئے ایڈریس پر پہنچا تھا ارشد صاحب نے آپ کا نام سننے ہی پر بدلتے ہوئے اور تلخ کلامی کرتے ہوئے مجھے چلے جانے کو کہہ دیا۔

مجھے بہت دکھ ہوا میں نے اس سے سوری کی اور میری وجہ سے آپ کو فتنی کو فتنہ ہوئی۔

اب جلد ہی میں تمہیں اپنے ہاں آنے کی دعوت دوں گی اور خود ہمیں ویکم کر دوں گی وہ بھی مجھ سے ملنے کو بہت بے چین تھا مگر کہیں کیا معلوم تھا کہ وہ فون کال ہماری آخری فون کال ہو گی حالات نے ایسا پلٹا کھایا کہ چند دنوں میں ہی کیا سے کیا ہو گیا میں ارشد کی ماں کو لیے ہسپتال میں تھی جہاں سولہ دن بعد اس کی موت واقع ہو گئی تھی اور

اس کی قل خوانی کے روز ارشد کی ساس کا انتقال ہو گیا جہاں اس نے اپنی بیوی کو بھیجا اور خود نہ جاسکا کیونکہ اس کے گھر میں اس کی والدہ کی تعزیت کے لیے لوگ آ جا رہے تھے ارشد نے اپنی بیوی کو ملتان سے جہاز میں کراچی روانہ کیا کیونکہ وہ ٹرین میں جانے سے جنازے میں شرکت نہیں کر سکتی تھی ارشد کی بہن جس گھر میں بیابی تھی اس کے دیور اور دیورانی نے ارشد کی بہن سے میرے بارے میں معلومات حاصل کی کہ یہ لڑکی کون سے گھٹ ہے کسی غریب سے گھر ان کے کی چچی ہے اسے اگر ہمارے گھونٹے بہرے بچا جی کے لیے اس کے گھر والوں سے اس کا رشتہ مانگ لیں تو امید ہے وہ انکار نہیں کریں گے ارشد کی بہن تاجی نے انہیں بتایا کہ اس کے باپ نے دوسری شادی کر لی تھی یہ یاد رکھیں ہیں لوگوں کے گھر رو کر کے محنت مزدور رہ کر کے زندگی گزار رہی ہیں۔

پھر جب انہوں نے مجھے اپنے پاس بلا کر کہا کہ ہم لوگ چاہتے ہیں کہ تمہیں اپنے جیجائی سے بیاہ دیں زمیندار لوگ ہیں بہت عزت سے زندگی گزرو گی کیا تم تمہاری ماں سے تمہارے رشتے کی بات کریں

میں یہ سن کر آگ بگولا ہو گئی اور چیخ کر کہا کہ آپ کون ہوتے ہیں میری ذاتی زندگی میں داخل دینے والے اور میرے مستقبل کا فیصلہ کرنے والے میں یہاں ایک پل نہیں رہوں گی کوئی ضرورت نہیں ہے مجھے آپ لوگوں کے گھر چکری کرنے کی میں جابری ہوں اور پھر وہ سبھی لوگ میری منت سماجت کرنے لگے مجھے روکنے کی کوشش کرتے رہے مگر میں گھر آ گئی اور امی سے کہا۔ اب میں ارشد کے گھر میں کام کبھی نہیں کرنے جاؤں گی خواہ آپ میرے نکلے کر دیں کہ امی مجھے غصے میں دیکھ کر کہا۔

اچھا ٹھیک ہے نا جانا ادھر مگر بوا یہ کہ تاجی کے سسرال والوں نے میری امی سے مل کر کو اندر دھری میرے رشتے کی بات چلائی ہوئی تھی امی نے حافی بھری کہ گھٹ ابھی نہیں مان رہی مگر میں اس کو راضی کر لوں گی۔

کوئی دیکھ ماہ گزر گیا کہ تاجی کے سسرال والوں میں سے کوئی نہ آیا تھا نہ کوئی عورت امی سے ملنے آئی پھر ایک دن امی نے کہا کہ آج گھر کی صفائی کرو کچھ مہمان آ رہے ہیں ان کے لیے کھانے کا بھی انتظام کرنا ہے

میں نے پوچھا امی جان کون لوگ آ رہے ہیں امی نے بتایا کہ تمہاری چھوٹی بہن شہناز امی کا رشتہ دیکھنے آ رہے ہیں مہمانوں کے ساتھ کوئی بد تمیزی نہیں کرنی اور ان کے ساتھ بڑے اچھے طرز سے برتاؤ سے پیش آنا ہے

میں جان کی بات سن کو ہم بہت خوش ہوئے

اور چھوٹی بہن کو ہنسی مذاق کرنے لگے کہ لوجی شہزادہ بھی ہمارے ہاں سے جا رہی ہے ہم نے سارے گھر کی صفائی کی امی جان بازار سے گوشت اور سبزیاں اور دوسرا سامان لے کر آئیں کھانا پکا یا گیا پھر جو مہمان ہمارے گھر آئے ان میں جاوید اس کی بہن اور ارشد کی تاجی شامل تھے امی نے میرے ماموں کو بھی بلایا ہم نے شہزادی کو علیحدہ کمرے میں چھپا کر بٹھادیا

میں نے چائے بنائی اور بسکٹ لے کر جاوید اور دوسرے مہمانوں کے پاس گئی اور دلکش مسکراہٹ سے ان کو خوش آمدید کہا جاوید میرے چہرے میں کھوپڑیا میں جلد ہی کمرے سے واپس چلی آئی پھر وہ لوگ اندر امی جان اور ماموں جان سے باتیں کرتے رہے کھانا بھی سب نے مل کر کھایا پھر وہ منگنی کی رسم ادا کرنے جب بیٹھک سے اندر کمرے میں آئے جہاں وہ لوگ موجود تھے سرخ دوپٹہ نکال کر ماموں جان کو دیا اور پھر وہ لمبے لمبے بچلی بن کر گرا کہ ماموں جان نے وہ دوپٹہ شہزادی کے سر پر اوڑھنے کے بجائے میرے سر پر رکھا میں جلا بھی گئی۔

میں ماموں جان یہ آپ کیا کر رہے ہیں شہزادہ وہ سے میں تو نکلے ہوں۔

تم چپ رہو مگنی تمہاری ہورہی ہے شہزادی کی نہیں امی نے مجھے جھڑک کر کہا۔

ماموں نے مجھے سر پر پیار دیا اور۔ نہیں نہیں میں یہ سنی نبول نہیں کر لی میں نے دوپٹہ پر سے پھینکا اور شہزادہ محتاج کیا اور کمرے سے باہر نکل بھاگ پڑی امی نے میرا بازو پکڑ کر سختی سے روک دیا اور پچھتے کرسی پر ڈھیل دیا میں چہرہ چھپائے بین کرنے کے انداز میں چیخ چیخ کر رو دی،

منگل کو وہ لوگ منگنی کی رسم ادا کر کے جمعہ کو رخصتی کی تاریخ بھی طے کر کے چلے گئے میں

نے گھر میں صف ماتم بچھالی تا کچھ کھایا بس روئے
چلی گئی پوری رات اسی طرح گزر گئی۔

اگلے دن میں نے اپنے ابو کو فون کال کی
اور اسے بتایا کہ جہاں ماما نے میرا رشتہ طے کیا ہے
میں وہاں ہرگز شادی نہیں کرنا چاہتی۔ خدا کے لیے
ابو جان آپ میری مدد کریں اور کسی طرح اس
رشتے کو ختم کریں ابو نے میری بات سنجیدگی سے سنی
اور شام کو وہاں ہمارے گھر آگئے امی جان ان کو
دیکھ کر آگ بکولہ ہو گئیں میں رو کر ابو کے گلے لپٹ
گئی انہوں نے مجھے بہت دلاسا دیا۔ اور کہا کہ میں
ان کے گھر جاؤں گا اس کے بارے میں پوری
پوری معلومات حاصل کروں گا پھر کوئی فیصلہ کروں
گا امی جان ان سے جھگڑا کر نہ لیں۔

ختم کون ہوتے ہو میری اولاد کے معاملات
میں دخل دینے والے تم نے تو پانچ بیٹیوں کو جنم
دے کر اپنا گھر بسایا میں نے عورت ذات ہو کر
لوگوں کے گھروں میں برتن دھو کر ان کو پر دان
چڑھایا ہے تم نے اس شہر میں رہ کر آج تک کبھی
ہماری خبر نہیں لی کہ ہم کس حال میں زندگی بسر
کر رہے ہیں۔

بڑی دو بیٹیوں کی شادی تم نے اپنی مرضی
سے کی تھی اب میں جہاں چاہوں گی ان کے رشتے
طے کروں گی غلبت کی میں نے تاریخ بھی طے کر
دی ہے کوئی ضرورت نہیں ہے تم کو ان کے گھر
جانے کی اور ان کے بارے میں لوگوں سے پوچھ
چگھ کرنے کی مگر ابو مجھے یہ کہہ کر چلے گئے کہ میں
ادھر ضرور جاؤں گا پھر دو دن بعد وہ لوٹ کر آئے
اور صاف لفظوں میں کہہ دیا کہ وہ لوگ جاہل اور
دیہاتی مزاج ہیں نا ملنسار ہیں نا اچھے برے کی تمیز
رکھتے ہیں اور لہذا غلبت کا رشتہ ادھر ہم گز نہیں
ہوئے دوں گا۔

ابو نے میری حمایت کا بھرپور اعلان کر دیا

میں نے بھی ان کے فیصلے کی تائید کر دی کہ اب تو
میں کسی بھی صورت یہ رشتہ قبول نہیں کروں گی امی
جان بے بس ہو گئی اور بین کر کے روئے لگیں۔

میں نے تمہیں پال پوس کر بڑا کیا تھا کہ تم
میری عزت کو برباد کر دو گی آج تمہیں اپنا باپ یاد
آ گیا ہے پہلے کہاں تھا تمہارا باپ اگر تم نے میری
بات نہ مانی تو میرے فیصلے کو نہ قبول کیا تو میں تمہیں
اپنا دودھ نہیں بخشوں گی

امی جان نے جذبات کی اوڑھ میں بہہ کر
دو پٹہ اتار کر میری گود میں بھینک دیا کہ میری عزت
تمہارے ہاتھ میں ہے چاہو تو اسے قدموں تلے
روندہ دو اور چاہو تو میرے فیصلے پر پاں کہہ دو۔ ابو
بھی جذباتی ہو گئے تھے انہوں نے پگڑی اتار کر
میری گود میں ڈال کر کہا۔

بیٹا اگر میری عزت پیاری ہے تو اس رشتے
سے انکار کر دو یا میری پگڑی پیروں میں روند دو۔
امی ابو دونوں ہی مجھے اس سخت آزمائش میں
ڈال کر کمرے سے باہر نکل گئے تھے اس قدر شاک
صورت حال پر میں زندگی اور موت کے کشمکش میں
آ کر رہ گئی تھی کیا فیصلہ کرنی ماں کی عزت کو بھی برباد
کرتی تو باپ کی اپنی چادر کو داغدار کرتی میں نے
بسی سے چیختی رہی پھر میں نے دونوں چیزیں اٹھا کر
قرآن پاک پر رکھ دیں اور اللہ کے حضور گڑ گڑا کر
دعا مانگی یا اللہ تو میری مدد فرما میں کوئی فیصلہ نہیں کر پا
رہی۔

بابرا می اور ابو کے درمیان تلخ بحث چل رہی
تھی پھر ابو اندر آئے اپنی پگڑی اٹھالی اور میرے
سر پر رکھ کر دست شفقت رکھتے ہوئے بے بسی سے
کہا کہ بیٹا میں بارگیا ہوں تم اپنی ماں کی بات مان لو
شاید تمہارا مقدر راسی میں لکھا تھا۔

ابو جان غمناک آگئیں لے کر کمرے سے
باہر نکل گئے اور میرے چار سو کالی رات اتر پڑی تھی

تمہاری اوقات ہی کیا ہے لوگوں کے گھروں میں جھاڑو لگا کر روٹی کھانا برتن مانجھ کر تک ڈھانچا مزدوری کر کے زندگی بسر کرنا تمہیں تو میرا شکر گزار ہونا چاہئے کہ میں نے تمہیں بیوی بنا کر ایک با عزت زمیندار گھرانے کی بہو بنایا ہے گھر کا سارا کام یہاں بھی تمہیں اسی طرح کرنا پڑے گا جس طرح تم ارشد کے گھر میں کرتی تھی مگر یہاں تمہیں کوئی یہ نہیں کہے گا کہ تم اس گھر کی نوکرائی ہو۔

حادثہ نے کہا اور آگے بڑھ کر میرا چہرا اٹھایا اور ہلکا سیجھ کر بوسوں کی یلغار کر دی اور پاؤں پٹختا ہوا باہر چلا گیا پھر رات بھر لوٹ کر نہیں آیا رات بھر اپنے مقدر کا ماتم کرتی رہی اگلے دن مجھے سینے لایا گیا ماں کا دامن تھا مگر صرف اتنا پوچھا تھا کہ پیدا ہوتے ہی ہمارا گلا کیونکہ نہیں گھونٹ دیا تھا کیوں ہمیں پروان چڑھا کر خود بھی آدھیں اتنی رہی ہو اور ہماری زندگی بھی عمر قید کے قید کی طرح گزرنے کا لیے غیروں کو سونپ دیا ہے ماں تو خاموش چہرے پہ آنسو بہا کر صرف اتنا کہا۔

یہ مقدر کے فیصلے ہیں بیٹی جو یہ حال میں قبول کرنا پڑے ہیں جو تمہارا مقدر تھا وہ تمہیں مل گیا ہے اب وہ جیسا بھی ہے اسے قبول کرو میں نے سر سے سے تمہارا وجود اپنے کندھوں پر برداشت نہیں کر سکتی بس یہ سمجھ کر اس گھر کے برتن مانجھتی رہنا کہ یہاں بھی تم تو کڑی کر رہی ہو جس کی اجرت اس گھر میں روٹی کپڑا اور سر چھپانے کے لیے چھت مل رہی ہے کبھی یہ سوچ کر اس گھر میں واپس نہ آنا کہ مجھے یہاں گھر سے متا کی چھت مل جائے گی میرے سر پر تو ابھی تمہاری بہن کا بوجھ بھی باقی ہے۔

ماں نے اپنی بے بسی ظاہر کر کے میرے سارے مان توڑ دئے میری امیدوں اور حسرتوں کے بھی چراغ دم توڑ گئے اگلے روز میری دیورانی مجھے لینے آئی میں اپنی لاش اپنے ہی کندھوں پر ڈال

اس سے اگلے روز جمعہ کے دن چند لوگ برات کی صورت میں آئے اور مجھے زبردستی کے نکاح میں باندھ کر لے گئے مجھے یوں رخصت کیا گیا جیسے کوئی اپنے پالتو گائے جھینس کا سودا کرتا ہے بیوی پارمی رقم ادا کرتا ہے اور جانور کے گلے میں بڑی زنجیر پکڑ کر لے جاتا ہے میرے گلے میں بھی غربت اور بے بسی کی زنجیر بندھی ہوئی تھی جو جاوید کے ہاتھ میں دے کر گھر سے رخصت کر دیا گیا تھا سسرال میں پہنچ کر میری دیورانی نے مجھے کمرے میں بٹھایا فروٹ اور چائے لاکر مجھے دی۔ مگر میں تو ایک پتھر کی مورتی بن کر سب کچھ دیکھ رہی تھی کانوں میں سونے کی بالیاں ماتھے پر بندیا اور ناک میں لوگن اور سنہری چوڑیاں پہنے ہوئے لینگا پہنے میں دلہن کے روپ میں ایک زندہ لاش ٹھیک کی رات دیر گئے جاوید آیا اور کھڑے کھڑے مجھے کہا کہ گوتم میری بیوی بن کر میرے پاس آگئی ہو میں نے ارشد کے چہرے پہ وہ طماچ مارا ہے جو اسے ہمیشہ میری یاد دلاتا رہے گا وہ آپر کا قبض ہونا چاہتا تھا مگر میں نے اس سے کپ دیا تھا۔

میں نہیں ایسا نہیں کرنے دوں گا لہذا تمہیں حاصل کرنا میری زندگی میں نے اپنے گھر والوں کو مجبور کر دیا کہ جیسے بھی ممکن ہو تمہیں کو میری بیوی کی صورت میں اس حوالی میں آنا چاہئے اور آج وہ میری خواہش پوری ہوگئی ہے۔

جاوید کہہ رہا تھا اور مجھے کمرے میں ہر چیز گھومتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی کہ میں بمشکل صرف اتنا ہی کہہ پائی کہ مجھے کس جرم کی سزا دی گئی ہے اگر کوئی دشمنی تھی تو تمہاری ارشد کے ساتھ بھی میں نے آپ کا کیا بگاڑا تھا کہ میرے مقدر کا فیصلہ کر کے مجھے یہاں لاکر پھینکا میں تو آپ کی شکل سے بھی آشنا ہو رہی ہوں۔

وہ تو کسی نہ کسی کے پاس تمہیں جانا ہی تھا

کر اس قبرستان میں چلی گئی۔

سابھی نہ پوچھتا تھا کہ کس حال میں زندہ ہوں اس کی بے رخی اور اپنی مشقت بھری زندگی پر مر جانے کو جی چاہتا تھا مگر کیا کریں موت بھی تو نہیں آتی اور خود کسی کرنے کی مذہب بھی اجازت نہیں دیتا کوئی کرتے تو کیا کرے

ایک سال بعد بچی پیدا ہوئی گھر پہ ہی دایا کو بلایا گیا جس نے اپنے نوٹے آزمایا مگر گھر میں ہی مجھے تڑپا تڑپا کر کیس کیا اسے ایسا کرنے کا حکم دیا گیا تھا نتیجہ یہ نکلا کہ بچی کی موت واقع ہو گئی مردہ بچی کی پیدائش کے اذیت ناک مرحلے سے گزر کر بھی زندگی بے دامن نہ چھوڑا تھا۔

جاوید اس موقع پر گھر آیا اسی دوران اس کا باپ شدید بیمار تھا ایک ماہ بعد اس کی موت واقع ہو گئی تب جاوید اسلام آباد سے آیا باپ کی آخری رسومات میں شرکت کی مگر مجھ سے بیگانہ بنا رہا بارہم قل کے روز اس کی ماں نے کہا۔

گلو کو ہسپتال لے جاؤ اس کی ڈیوڑی آبریشن سے ہوئی تھی نائکے کھلوانا باقی ہیں ہم اسے ہسپتال میں نہیں لے جاسکتے آپ ہی لے جائیں ل

بڑا جاوید مجھے گھر سے تو ہسپتال لے جانے کے ٹکڑا مگر مجھے سیدھا اپنے بڑے بھائی کے گھر لے گیا بیٹھک میں بیٹھا کر جاوید نے یہ کہہ کر مجھے پھڑ مارنا شروع کر دیئے

تم نے میری بچی کو مار دیا تو خود کیوں نہیں مر گئی اب تیرے نائکے میں کھلواؤں گا مگر کر اپنا کام سنبھالو خود ہی نائکے کھل جائیں گے اور وہ اسی طرح مجھے گھر لے آیا کسی نے مجھ سے نہ پوچھا کہ تمہارے آبریشن کے نائکے کھلے یا نہیں۔

باپ کی موت کے پانچویں دن بعد وہ واپس اسلام آباد چلا گیا امی جان نے گھر واپس لوٹنے ہوئے پوچھا تھا۔

تمہارے نائکے کھلے نہیں نا ابھی آرام کرنا

میری ساس نے پہلا کام یہ کیا کہ گلو یہ زیور اور لہنگا جو تمہیں پہنا کر لایا گیا تھا یہ میری بیٹیوں کے ہیں یہ اتار کر ہمارے حوالے کرو اور جو تمہیں منہ دکھائی دیئے ہیں بس وہ تمہاری ملکیت ہے اب یہاں خڑے وغیرہ دکھانے کی ضرورت نہیں گھر کا سارا کام سنبھالو جانوروں کا چارہ لانا ان کو نہلانا ان کا دودھ نکالنا گھر کی صفائی کرنا برتن مانجھنا اور آٹا گوند نہا یہ سب کام کرنا تمہاری ذمہ داری ہوگی اگر یہ سارے کام کرنے کو دل نا مانے تو پیچھے سے میلے چلی جانا اور کبھی یہ امید نہ رکھنا کہ تمہیں پھر سے کوئی لینے آئے گا۔

میں نے ان کی تمام باتیں غور سے سنیں اور زیور اور لہنگا اور جو روپے میرے پاس جمع ہوئے تھے ساس خالہ کے سپرد کر دیئے اور گھر کے سارے کام اپنی ذمہ داری سے سنبھال لیے تھے میں وہ بد نصیب سہاگن تھی جسے سہاگ کا جوا بھی مستحار لے کر پہنا گیا تھا شب زفاف تنہا بسری اور مہندی بھرے ہاتھوں نے سے سسرال پہنچ کر گوبر تک صاف کر دیا۔

صبح موزن کی اذان سن کر بستر چھوڑ دیتی اور جانوروں کو چارہ دیتی اور انکے نیچے صفائی کرتی جھاڑو گھر میں لگا کر کر دودھ نکالنا پھر آٹا گوند نہا روٹیاں پکانے کے لیے تندور چلا کر دینا اور رات گئے تھک بار کسو جانا بس یہ زندگی کا معمول بنا گیا تھا۔

جاوید پہلے گھر کے کام ہی کرتا تھا جب جانوروں کی دیکھ بھال کرنا میں نے سنبھال لیا تو وہ ادھر سے بے پرواہ ہو گیا ہے اور ایک ہفتے بعد اسلام آباد چلا گیا وہاں اس کا کزن الیکٹرک سنور کی اپنی دکان کرتا تھا جاوید اس کے ساتھ کام سیکھنے لگا دو تین ماہ بعد گھر میں ملے آتا مگر مجھ سے رسی

کال کر کے بتایا کہ میں دینی پہنچ چکا ہوں تو اس نے مجھے بتایا کہ جاوید تو دینی چلا گیا ہے میں اندر ہی اندر سے کٹ کر رہ گئی تھی کہ اس نے مجھے بتانا پسند بھی نہیں کیا اور میں اسے اپنا مجازی خدا سمجھتی ہوں اس کی خاطر اس گھر میں مشقت بھری زندگی گزر رہی ہوں کئی دن تک کھانا نہیں کھایا زندگی سے نفرت ہو گئی تادمیکے گھر میں میرا کوئی ہمدرد تھا اور نا سسرال میں کوئی عزت دینے اور اپنا کہنے والا موجود تھا برادری اور غیروں سے تو توقع ہی کیا کی جاسکتی تھی مرنے کے دل چاہا مگر موت کناراہ تش رہی۔

پھر میری ساس دے دے لفظوں میں کہتی کے جاوید نے تمہیں طلاق دے دینی ہے وہ ہمیں ساتھ رکھنے کو تیار نہیں ہاں اگر تو چاہئے تو ہم تیرا نکاح اپنے گونگے بہرے بیٹے جیل سے کر دیتے ہیں پھر تو اس گھر میں رہے گی وہ جس دن جاوید لوٹ کر آیا وہ دن یہاں تیرا آخری دن ہوگا۔ مجھے یہ جان کر بہت صدمہ ہوا مگر میں نے ساس خالہ سے صاف کہہ دیا کہ بیشک آپ لوگ مجھے اس گھر سے نکال دیں میں جانے کو تیار ہوں مگر میں جیل سے نکاح نہیں کروں گی میرے انکار پر وہ خاموش ہو گئی جاوید فون پر سبھی گھر والوں سے بار کرنا تھا مگر ان میں سے کسی نے بھی یہ نہیں کہا۔ گلو آیا آج تم جاوید سے بات کر لو یا جاوید نے تمہاری خیر نی پوچھی ہے اس نے تمہیں سلام کہا کہ کبھی بھی ایسا نہیں ہوا میرا گونگا دیور جیل مجھے کئی بار اپنے اشاروں کی زبان سے کہہ چکا ہے کہ یہاں تمہاری کوئی قدر نہیں ہے میرا بھائی تمہیں پسند نہیں کرتا اس لیے تو یہاں سے اپنے میکے چلی جاؤ کیوں یہاں قیدیوں کی سی زندگی بسر کر رہی ہو میں کھیتوں میں جاتی ہوں مونیشیوں کے کے چار لائی ہوں اور نہر پر بھینسوں کو پانی پلا کر نہلا کر لائی

کوئی بھاری کام نہ کرنا اپنی صحت کا خیال رکھنا مگر اب یہی گھر میں کسی چیز کی کمی ہے۔

بھلا امی جان میرے زخموں پر مرہم لگانے کے بجائے نمک پاشی کر رہی تھی مگر شاید وہ لاعلم تھی کہ میری بیٹی کے ساتھ اس گھر میں کیا سلوک کیا جا رہا تھا میرے کھانے کے برتن اور بستر تک الٹ کر دیا گیا تھا جیسے ہی میں کچھ اچھی ہوئی گھر میں کوئی مہلک مرض کی طرح رہ رہی ہوں میں نے بھی ماں کو کچھ نہیں بتایا بتائی بھی تو کیا اور وہ کیا کر سکتی اسے مقدر کی آگ میں خود ہی جلا جاتا ہے دوسروں کو نہیں جلا جاتا سب کو اپنے مقدر سے نبرد آزما ہونا پڑتا ہے۔

جاوید کی ایک بہن سسرال دو بچوں کی ماں بن گئی مگر شوہر میں گزرا پھر بنی نہیں ہوا جب وہ دو بچوں کی ماں بن گئی تھی روٹھ کر میکے آئی بچے بھی ساتھ لے آئی پھر اسے سسرال سے نا تو کوئی لینے آیا اور نہ ہی کسی نے اسے پھر سے ادھر چھوڑانے کا سوچا۔ وہ بیمار رہنے لگی کینسر کا مرض سوسالوں میں ہی بڑھوں کا جنم بن گئی اور پھر ایک دن موت نے اسے ہر غم سے آزاد کر دیا اس کے بچے مجھ سے بہت مانوس تھے مجھے وہ امی کہہ کر پکارتے مجھے بھی ان سے بہت محبت تھی سسرال کی وفات کے بعد میں نے انہیں ماں کا پیار دیا اب اس گھر میں وہ میرے بہلاؤ کے لیے موجود ہیں جاوید جب بھی اسلام آباد سے گھر ملنے آتا تو رات اپنے بڑے بھائی کے گھر میں ٹھہرتا مجھ سے بات کرنا تو دور کی بات میرا سامنا کرنا بھی اسے ناگوار گزرتا تھا

ادھر اس نے دینی جانے کا پروگرام بنالیا مجھ سے چوری سیب تیریاں مکمل کر گئیں گئی جس دن اس کی پرواز تھی مجھے اس بات سے بھی محروم رکھا گیا۔

اگلے دن جب اس نے دینی سے ماں کو فون

ہوں گاؤں کے لوگ ایک دوسرے کے حالات سے بخوبی واقف ہوتے ہیں لوگ میرے بارے میں یہ میٹونیاں کرتے ہیں کہ گنگو کا بندہ اسے پسند نہیں کرتا وہ دہلی میں بیٹھا ہوا ہے گھر میں اس کے ساتھ اچھا سلوک نہیں کیا جاتا پھر بھی یہ اس گھر کو چھوڑ کر جانے کو رضا مند نہیں ہے۔

اب ان سے کیونکہ چھٹکارہ حاصل کیا جائے
مجھے اسی حال میں جینا ہوگا جاوید مجھے طلاق دے کر
گھر سے بھی نکال دے گا تو بھی اسی کے پاؤں پکڑ
لوں گی کہ مجھے کتنے سمجھ کر قبول کرلو اور یہاں سے
دھکا نہ دو میں تو وہی ہوئی پتنگ ہوں جسے پانا تو
درکنار دیکھنا بھی گوارہ نہیں کرے گا اور نا ہی
میں کسی اور پر اعتماد کر سکتی ہوں مجھے محبت کرنے کی
سزا اس قدر مل چکی ہے کہ اب تو اگر کچھ بھی مجھ
سے شادی کرنا ہے تو میں انکار کر دوں گی۔

میں دورِ حاضر کی نئی نسل کو پیغام دینا چاہتی ہوں کہ خدا کے لیے جذبات کی رو میں بہہ کر کبھی کسی سے پیار نہ کر بیٹھنا کسی کی حسین صورت کسی کی کوئی خوبصورت بات کسی کی شخصیت لاکھ آپ کر متاثر کرے کبھی فوری اسے اپنا سمجھ کر قبول نہ کر لینا زہر میٹھا ہوا ہے مگر جسم میں اتر کر اپنا اثر ظاہر کر رہا ہے پھر اسے اگلا بھی تو نہیں جاسکتا بس اس سے محبت

قارئین کیسے لگی میری کہانی امید ہے کہ سب کو پسند آئے گی اور سب مجھے اپنی اپنی رائے دیں گے قارئین واقعی محبت ایسا لفظ ہے جو ہر بار دہن کرتا ہے اور بار دہن کر اس سے ہر بار زیادہ لوگ ہوتے ہیں اور آدھ تو کوئی نصیب والا ہی ہوتا ہے کہ کس کی قسمت میں تحا پار لکھا ہے،

یہاں ہر کوئی مطلب کا پیار کرتا ہے اور مطلبی دوستیاں محبتیں اور پیار ہے یہاں خود غرضی زیادہ سے اور گمراہی بھی نہیں ہے کسی کی زندگی کو برباد کرنا تو لوگوں کے اپنا بہتر بنالیا ہے۔۔۔۔۔

گوہر نایاب

ایک مرتبہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا مجھے جنت سے زیادہ مسجد میں بیٹھنا اچھا لگتا ہے کیونکہ جنت میں مجھ سے میرا نفس خوش ہو گا مگر مسجد میں مجھ سے میرا رب خوش ہو گا۔

☆..... وارث آصف خان نیازی - واں بھراں

چاند اور چاندنی

-- تحریر -- شاہد رفیق سہو -- چک جسوکانویں --

شہزادہ بھائی۔ السلام علیکم۔ امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔ میری کہانیاں آپ کے جواب عرض کی زینت بناتے ہیں جس کے لیے میں آپ کا دل کی اتھاہ گہرائیوں سے سمون و مشکور ہوں اور مودب قارئین کا بھی شکر گزار ہوں جنہوں نے مجھے اتنے کم عرصے میں اتنی پزیرائی اور عزت بخشی ہے۔ اپنے دل کی گہرائیوں میں سالیانہ نظر کہانی سب سے الگ سب سے جدا ہے قارئین شاید نہ سمجھی آپ نے ایسی کہانی پڑھی ہوگی اور نہ ہی ایسی کہانی آپ کی نظر سے گزری ہوگی میں نے اس کہانی کا نام۔ چاند اور چاندنی۔ رکھا ہے امید ہے سب کو پسند آئے گی قارئین اپنی قیمتی رائے سے ضرور متنبہ رہیں گے۔

ادارہ جواب عرض کی باتیں کو مد نظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے نام تبدیل کر دیے ہیں تاکہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کا ادارہ یا رائٹر ذمہ دار نہیں ہوگا۔ اس کہانی میں کیا کچھ ہے یہ نوآپ کو پڑھنے کے بعد ہی پتہ چلے گا۔

بھائی شادی شدہ تھے چاندان سے مختلف شخصیات کا ایک تھا۔

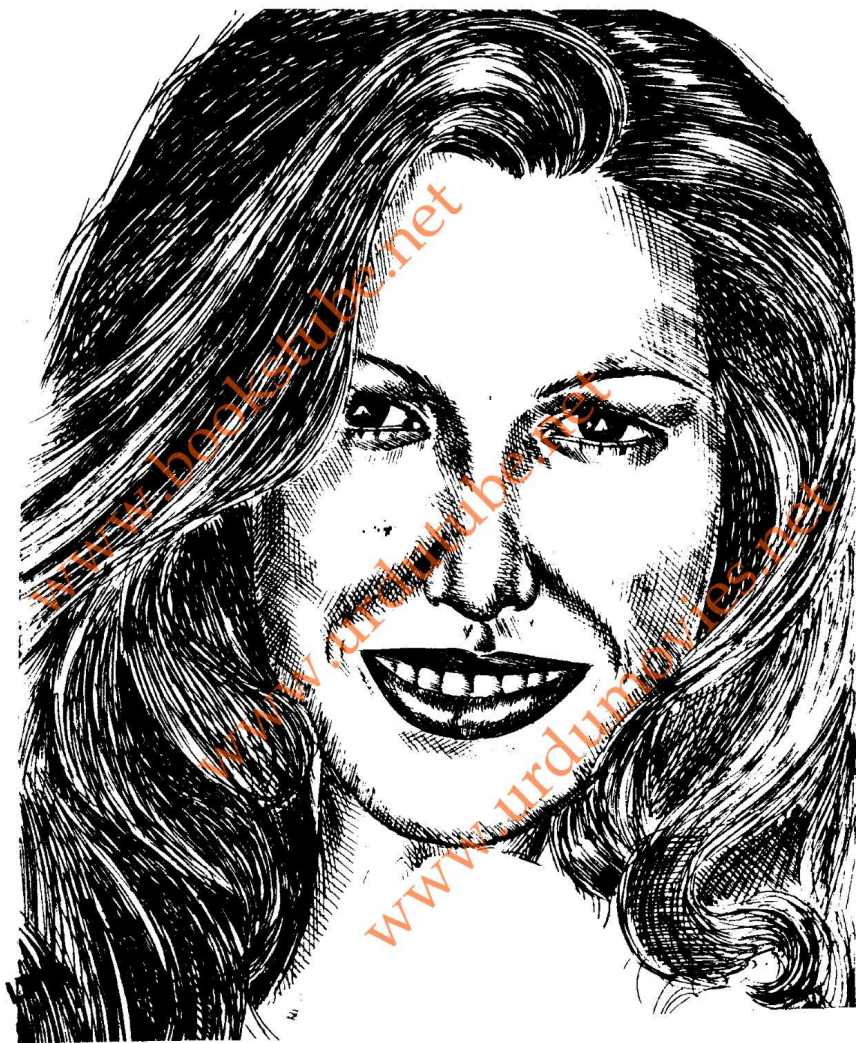
ایک دن چائیک چاند کے ابو کی طبیعت خراب ہو گئی اور خالق حقیقی سے جا ملے اب چاند کا آخری سہارا بھی ٹوٹ گیا تھا کیونکہ بھائی اور بھائیاں چاند کو اچھا نہیں سمجھتے تھے ان من چاند بہت رویا تھا ابھی دو تین دن ہوئے تھے کہ ابو کو فوت ہوئے اس کے بھائیوں نے زمین کا بانٹنے کا فیصلہ کیا جو چاند کو اچھا نہ لگا اور اس نے روتے ہوئے بھائیوں سے کہا۔

ابھی ابو کی قبر سے پھول بھی نہیں سوکھے اور تم زمین بانٹنے کا سوچ رہے ہو اس کے بھائی غصہ ہوئے چاند کو بہت دکھ ہوا اور اس نے راتوں رات گھر چھوڑنے کا فیصلہ کر لیا چاند نے صبح اپنے کپڑے اٹھائے اور آخری بار اپنے ابو کے کمرے میں گیا اور اپنے ابو کا بستر گلے سے لگا کر بہت رویا اور روتے ہوئے باہر نکل گیا۔

لوگوں کی زبان پر ایک ہی شکوہ ہوتا ہے کہ میں محبت نہیں ملتی قسمت تقدیر نصیب ہے

شکوہ کرتے ہیں لیکن یہ سب شکوے فصول ہوتے ہیں انسان خود اپنی محبت کو دیتا ہے اور یہ ایسا انسان تھا کہ جس نے محبت نہ باری اور اپنی محبت کو پالیا محبت میں دکھ کچھ مجبوریاں آتی رہتی ہیں یہ نہ کہو کہ وہ بے وفا ہے اگر دو پیار کرنے والے ڈٹ جائیں تو منزل مل ہی جاتی ہے چاند اور چاندنی کو کبھی ظالم دنیا نے ملنے نہ دیا لیکن وہ ڈٹے رہے اور اپنا پیار پالیا۔

چاند ایک کھاتے پیتے کھرانے سے تعلق رکھتا تھا کی بہت زمین تھی وہ تین بھائی تھے امی اس کی بچپن میں ہی وفات پائی تھی زمینوں کی ذمہ داری اس کے بھائیوں پر بھی چاند نے ایک خوبصورت کبوتر پال رکھا تھا وہ اس کے ساتھ ہی رہتا تھا چاند کے ابو بھی بیمار رہتے تھے ان کی دیکھ بھال صرف چاند ہی کرتا تھا اس کا ابو بھی چاند سے پیار کرتا تھا چاند کے بڑے تینوں



آپ کا نام کیا ہے کہاں سے آئے ہو اور آپ کو میرے ابو نے رکھا ہے یہاں چاندنی زبان ساتھ بیٹھ دے رہی تھی چاندنی نے پھر پوچھا کہ آپ بت سنے کھڑے ہو میں نے آپ سے کچھ پوچھا ہے چاند نے اپنا کچھ اس طرح سے تعارف کروایا۔

میرا نام چاند ہے اور میں دوسرے گاؤں سے آیا ہوں گھر والوں سے جھگڑا ہوا تھا اس لیے کام کرنا پڑا چاندنی نے چاند کی طرف ہاتھ بڑھایا میرا نام چاندنی ہے اور میں یہاں کی بیٹی ہوں آپ مجھ سے دوستی کرو گے۔

چاند نے فوراً دوستی قبول کر لی اب تو چاند اور چاندنی ایک ساتھ ہی رہتے چارہ بھی اکٹھے ہی کاٹتے چاند کا سارا کام چاندنی کر لی چاندنی کے ہاتھوں میں چھالے پڑ جاتے تو اس کی امی نے اس کا ڈانٹا کہ وہ ایک ملازم ہے اور تم سارا کام کر رہی ہو اگر تمہارے ابو کو پتہ چل گیا تو وہ زندہ نہیں چھوڑیں گے چاندنی کی عادت بن گئی تھی اب تو چاند سے ایک منٹ بھی جدا نہیں رہ سکتی تھی۔

کچھ دنوں بعد ہی چاندنی اور چاند کی بھوری روٹین شروع ہو گئی تھی اب وہ باغ میں جا کر پھولوں کے گجرے بناتے اور چاند چاندنی کو پہنا تا ان کی یہ دوستی بیمار میں بدل گئی تھی وہ ایک دوسرے سے عشق کرنے لگے تھے اب تو وہ سارا دن باغ میں جا کر ایک دوسرے کی ہانپوں میں ہانپیں ڈال کر پیار کی باتیں کرتے رہتے یہ باغ چاندنی کے ابو کا تھا اس لیے اسے کوئی کچھ نہ کہتا تھا ان کا عشق دن بدن وہ بڑھتا جا رہا تھا اب تو وہ صبح سے شام تک باغ میں ہی رہتے تھے۔

ایک دن ہانپوں اکٹھے ہاتھیں کر رہے تھے کہ چاندنی کے بچانے اسے دیکھ لیا اس نے اپنے بھائی کو آکر بتا دیا شام کو جب چاندنی واپس لوٹی تو اس کے ابو اور چچا کا دوست بیٹھے تھے چاندنی اور چاند کو بلایا

جب وہ جانے لگا تو اس کے بھائیوں نے اسے نہ روکا اور وہ دوسرے گاؤں اپنے دوست سے ملنے گیا وہ اس کے گلے لگ کر رونے لگا اور روتے روتے سارا قصہ سنا دیا دوست اسے اپنے گھر میں لے گیا اس کے گھر والوں نے چاند کی خوب عزت کی کچھ دن چاند دوست کے پاس ہی رہا اس کا دوست چاندنی میں کام کرتا تھا وہ کام پر چلا جاتا اور چاند اکیلا رہ جاتا چاند نے دوست سے کہا پارسارادن میں بور ہوتا ہوں مجھے بھی کمپنی میں کام پر لگوادو اس کے دوست نے گاؤں کے چوہدری سے بات کی کہ میرا ایک دوست ہے اس کو آپ کمپنی پر رکھ لو چوہدری چاند سے ملا اور کہنا آپ تو بڑے گھر کے معلوم ہوتے ہیں اور کام کیوں کرنا چاہتے ہو اس کے دوست نے کہا اس کا گھر والوں سے جھگڑا ہو گیا ہے اور اس وجہ سے یہ گھر چھوڑ کر آیا ہے چوہدری نے اسے یمنیوں کے لیے کھ لیا چارہ کاٹنا یمنیوں کی رکھوالی کرنا اس کا کام تھا۔

ایک دن چاند دودھ دینے گیا تو اس کی بیٹی نے دروازہ کھولا اور وہ تو بس دیکھتا ہی رہا اونچا لسا قد نیلی نیلی آنکھیں گورے گورے گال ایک قیامت لگ رہی تھی چاند اور وہ ایک دوسرے سے ایسے کھو گئے کچھ خیال ہی نہ رہا ایک محرت نے آواز دی چاندنی بیٹا کون ہے۔ اسی دودھ دینے والا آیا ہے چاند دودھ دے کر واپس آ گیا اور وہ اپنا سب کچھ وہاں پر چھوڑ آیا تھا آن چاند کو تین دنیں آ رہی تھی وہ چاندنی کو اللہ نے میرے لیے ہی بنایا ہے کب نیند کی دیوی نے اس کو اپنی آغوش میں لے لیا صبح جب چاند نے چارہ کاٹا اور اسی خوشی میں تھا کہ کہ آج بھی میں ہی دودھ دینے جاؤں گا کیونکہ پہلے چاندنی کا بھائی دودھ لے جاتا تھا وہ کہیں باہر گیا ہوا تھا آج بھی میں ہی دودھ لے کر جاؤں گا وہ جب دودھ لے کر دروازے پر دستک دی دروازہ چاندنی نے ہی کھولا اس سے پہلے کہ میں کچھ کہتا چاندنی نے پوچھا۔

گیا چاندنی کا ابو غصے سے لال پیلا ہو رہا تھا اس نے ان دونوں کی بے عزتی کی اور چاند کو کام سے نکل جانے کو کہا۔

تھکے میں نے اس لیے کام پر رکھا تھا۔ تو اپنی اوقات دلگیر اور میری بیٹی سے عشق کرتا ہے اور چاند کے دوست کو بھی برا بھلا کہا اور چاند کو گاؤں چھوڑنے کا حکم دیا چاند اس کے قدموں میں گر گیا خدا کے لیے ایسا نہ کرو چاندنی میری زندگی ہے اور وہ میری روح ہے اور میں اس کے بغیر نہیں رہ سکتا میں ایس سچا پیار کرتا ہوں میری جھولی میں چاندنی کا پیار ڈال دو خدا کے لیے چاندنی کے چچا نے زور سے ڈنڈا مارا نمک حرام تیری یہ جرات کیسے ہوئی یہ بات کرنے کی اور خوب مارا اس کا سر پھٹ گیا اس کے دوست نے اس کی منت کی اور ان سے وعدہ کیا کہ یہ گاؤں چھوڑ جائے گا دوست نے اسکو اٹھا یا اور ڈاکٹر کے پاس لے گیا اور اس کی منت کی خدا کے لیے چاند گاؤں چھوڑ دے ورنہ تجھے یہ ماردیں گے چاند نے کہا جب میری چاندنی نہیں تو یہ زندگی بھی نہیں۔ چاندنی کے شہر میں ہی میری قبر بنے گی تو میری محبت امر ہو جائے گی چاندنی نے رو رو کر برا حال کر لیا کھا پینا چھوڑ دیا تھا اس کی امی سے اس کی یہ حالت دیکھی نہیں جا رہی تھی اس نیا س کے ابو کی منت کی ہماری بیٹی کی خوشی کے لیے یہ زہر پی لو ساری رات چاندنی کا ابو سوچتا رہا اور اس نے فیصلہ چاند اور چاندنی کے حق میں کر دیا اور چاند کو اپنی حویلی میں بلا لیا کہ تم اپنے گھر والوں کو بلاؤ مجھے یہ رشتہ منظور ہے۔

چاند اپنے گھر والوں کو منانے چلا گیا جب یہ بات چاندنی کے چچا کو پتہ چلی تو اس نے اپنی برادری کے رشتے داروں کو بلا یا ان کی غلط باتوں سے الجھایا کہ یہ رشتہ نہ ہونے دیا جائے چاندنی کے بھائی کو بھی اپنے ساتھ لے لیا اور خوب مخالفت کی برادری والوں نے چاندنی کے باپ کو سمجھا کہ آپ ہوش کریں آپ

نے یہ فیصلہ کیا کہ دیا یہ پوری برادری کی ناک ٹٹ گئی ہے کسی کا منہ دیکھانے کے قابل نہیں رہ گئے اگر آپ نے یہ فیصلہ کر لیا ہے تو آپ سے ہمارا کوئی تعلق نہیں ہے اور آپ کا پوری برادری میں آنا جانا بند ہو جائے گا آپ اپنی بیٹی کا رشتہ اپنی برادری میں کریں اور چاندنی کا بیچا بھی بول اٹھا تھا بھائی صاحب آپ کو کیا ہو گیا ہے کہ اس معمولی ملازم میں آپ کو کیا نظر آیا ہے وہ سب چلے گئے۔

چاندنی کا باپ سوچ میں پڑ گیا کہ چاند کو گئے ہوئے دو دن ہو گئے تھے چاند نے بڑی مشکلوں بھائیوں کو راضی کیا اور رشتے کے لیے بھیجا چاندنی کا چچا اور اس کا بھائی چاند کے بھائیوں سے راستے میں ہی لے اور ان سے پوچھا۔

آپ لوگ کہاں جا رہے ہو انہوں نے کہا کہ ہم یہاں ایسے بھائی کے لیے رشتہ لینے جا رہے ہیں اس کے چچا نے کہا۔ اپنی اوقات بھول گئے ہو کیا ہم نے تمہارے بھائی کو رشتے کے لیے نہیں کہا ہماری بھولی بھالی بہن کو پیار کے چکر میں پھنسا کر ہماری جائیداد لوٹنا چاہتا ہے۔ اور آج کے بعد اس گاؤں میں بھی مت آنا چاند کے بھائیوں کو غصہ آیا اور وہ واپس چلے گئے گھر آکر چاند کی خوب بے عزتی کی کہ تم نے ہماری ناک کٹوا دی ہے چاند نے روتے ہوئے کہا

بھائی چاندنی کے چچا بہت شیطان ہیں اس کی ضرورت کوئی چال ہو گی۔ چاندنی کے ابو نے خود مجھے زبان دی ہے وہ ایسا نہیں کر سکتے میں خود جاتا ہوں چاند کے بھائیوں نے اسے پکڑ کر کمرے میں بند کر دیا اگر وہاں گیا تو مجھے ماردیں گے۔

وہ روتا رہا لیکن اس نے بھی اس کی ایک نہ نسی کمرے میں بند کر دیا چاندنی کے چچا نے چال چلی اور بھائی صاحب وہ نہیں آئے گا وہ دھوکے باز ہے میری نظر میں ایک رشتہ ہے چاندنی کی شادی وہاں نہ

چاندنی کے شوہر کو غصہ آ گیا اور وہ دوسرے کمرے میں سونے چلا گیا اور چاندنی نے بڑی بھائی کی منت کی کہ بھائی آپ اس دروازے کو کھولیں اس نے دروازہ کھول دیا چاندنی سیدھا چاندنی کے گاؤں گیا چاندنی کی سہیلی ملی اس نے بتایا۔

چاندنی بہت دیر ہو چکی ہے وہ کسی اور کی ڈولی میں بیٹھ گئی ہے چاندرو تے ہوئے چاندنی کے باپ کی حویلی میں گیا باہر نکلو آپ نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ چاندنی میری دہن بنے گی اور آپ نے کسی اور کو دے دی چاندنی میں نے آپ کا بہت انتظار کیا آپ نہیں آئے تو مجبوراً مجھے دوسری جگہ کرنا پڑی تھا چاندنی کے باپ سے کہا۔

میں نے اسے بھائیوں کو بھیجا تھا آپ کے بھائی اور آپ کے بیٹے نے ان کو بے عزت کر کے واپس بھیج دیا اور جب چاندنی کے باپ نے یہ سنا تو آگ بگولا ہو گیا اور اس نے ان دونوں کو بلایا انکی خوب بے عزتی کی تم میری بیٹی کی خوشیوں کے قاتل ہو آج کے بعد مجھے اپنی شکل نہ دیکھنا چاند وہاں سے روتے ہوئے چاندنی کے گاؤں کی طرف بڑا اور اس کے گاؤں کے نزدیک چلا لگا لیا اور لوگوں کو دم کرنے لگا اس کے دم میں اتنا اثر تھا کہ کافی مشہور ہو گیا کسی نے چاندنی کے شوہر کو بتا کر ایک فقیر آیا ہے بہت شفاء ہے اللہ والا ہے چاندنی کا شوہر اس کے پاس گیا اور اس نے کہا کہ فقیر میری بیوی کا میرے ساتھ رویہ ٹھیک نہیں ہے آپ اس پر رحم کر دیں فقیر کو وہ اپنے ساتھ لے گیا جب چاندنی نے فقیر کو دیکھا تو دہشت گردی گئی یہ کوئی اور نہیں تھا اس کا چاند تھا چاندنی کا شوہر باہر کسی آدمی کے پاس چلا گیا چاندنی اور چاند ایک دوسرے کے گلے لگ گئے اور چاندنی اور چاندنی نے کہا چاند مجھے یہاں سے لے چلو ورنہ میں مر جاؤں گی چاند نے باہر جا کر دیکھا کوئی نہ تھا انہوں نے یہ موقع ہاتھ سے نہ جانے دیا اور بھاگ نکلے ابھی انہوں نے

دیسے ہیں وہ خوش رہے گی چاندنی کے باپ نے ایک دن اور انتظار کیا چاندنی آیا ٹھیک ایک دن بعد چاندنی کی کہیں اور شادی کر دی جس دن بارات بھی بارات آئی تھی چاندنی نے نکاح میں دلے کو قبول ہی نہیں کیا جب اس کے چچا نے دیکھا تو مولوی کو پیسے دے کر کسی طرح نکاح قبول کر لے چاندنی کی امی ابو آگئے چاندنی رو رہی تھی اس کے امی ابو نے کہا

بیٹا ہم نے تیری بر ضد پوری کی ہے ہر خوشی دی ہے تیری یہ بات بھی مانی لیکن چاندنی نہیں آیا اس میں اب ہمارا کیا تصور ہے تم اپنے ابو کی لاج رکھ لو اور یہ نکاح قبول کر لو

چاندنی بہت ٹوٹ چکی تھی ابو آپ میری جان لے لیں مجھے کوئی پرواہ نہیں لیکن اس نے چاندنی سے کہا بیٹا اگر میں کہوں کہ چاند کے ساتھ تمہارا نکاح قبول ہے تو کیا کہو گی چاندنی کی جیسے سانس واپس آ گئی ہوں مولوی کیا میرا چاند آ گیا ہے اس کو تم جھوڑو میں جو میں کہوں کہ چاند کے ساتھ نکاح قبول ہے تو کیا کہو گی چاندنی نے کہا قبول ہے قبول ہے قبول ہے تو مولوی نے کہا

سب کو مبارک ہو چاندنی کا نکاح ہو گیا ہے جب چاندنی نے دو لہوا دیکھا تو وہ کوئی اور تھا چاندنی کے پیروں تلے سے زمین نکل گئی اور مولوی کو بد دعائیں میں دینے لگی اور بچا کے نزدیک جا کر کہا چچا تو میری خوشیوں کا قاتل نکلا تجھے کیا ملا میری خوشیاں چھین کر میں آپ کو بد دعائیں دوں گی آپ خوش رہو لیکن ایک بات یاد رکھنا اب میری روح نہیں میرا جسم جارہا ہے ڈولی کے ساتھ۔

چاندنی کو سرال والے لے کر گھر آگئے رات کو اس نے اپنے شوہر سے کہا۔

مجھے آپ سے پیار نہیں ہے میں کسی اور سے پیار کرتی ہوں میری روح کا مالک کوئی اور ہے میرا جسم تمہارے لیے ہے لیکن میری روح کہیں اور ہے

تھیں۔ اس شعر کیسے ساتھ اجازت چاہتا ہوں اپنے
رائے سے ضرور نوازنا۔

عشق وفا کی قدر آج بھی وہی ہے شاید
فقط مٹ چکے ہیں ٹوٹ کر چاہنے والے
چوہدری شاہد ریشہ ہو۔ کیر والا

اتنی شدت سے تم میری رگوں میں اتر گئے ہو
کے تجھے بھولنے کے لیے مجھے مرنا ہوگا
ماہ نور کنول کشمیر

روشن باتیں

☆ کسی کے اخلاق پر اعتماد نہ کرنا جب تک
اسے غصے کی حالت میں دیکھ نہ لو۔

☆ ظالموں کو معاف کرنا مظلوموں پر ظلم ہے
☆ پہلے تم آج کے کام کے بارے میں سوچو
اس کے بعد چل کے بارے میں سوچنا۔

☆ جو شخص اپنا بھید محفوظ رکھنے سے عاجز ہوتا
ہے دوسروں کا راز محفوظ رکھنے سے نہایت عاجز ہوگا

☆ ہر آدمی کسی کے ساتھ نیک گمان نہیں رکھتا
کیونکہ وہ ہر ایک کو اپنے جیسا خیال کرتا ہے

☆ حرام کاموں سے نفس کو روکنا بھی صبر کی
دوسری قسم ہے۔

☆ سچ حاصل کرنا چاہتے ہو تو صداقت سے
کام لوطافت سے نہیں۔

☆ بے غرض ہونا میری کی دلیل ہے۔
☆ دوزخ کی آگ اس شخص کے لیے عذاب

ہے جو اللہ تعالیٰ کو نہیں پہچانتا جو لوگ اللہ تعالیٰ کو
پہچانتے ہیں وہ خود دوزخ کے لیے عذاب ہیں۔

☆ جو کوئی اپنے نفس کو برائیاں مانتا وہ کسی کام کا
نہیں ہے

☆ گناہ سے بعد شرمندگی بھی توبہ کی ہی ایک
شاخ ہے
تنظیم مباحثہ دینی و علمی

کچھ ہی سفر طے کیا تھا کہ اس چاندنی کا شوہر اور تین
آدمی کھڑے ہوئے تھے چاندنی کے شوہر نے چاند کو
پکڑ کر مارنا شروع کر دیا چاند کے منہ سے خون نکل رہا
تھا چاندنی چیخ چیخ کر پکار رہی تھی کہ میرے چاند کو چھوڑ
دو کوئی تو ہماری مدد کرو چاندنی کی چیخ دیکھ کر سن کر
گاؤں کے لوگ بھی آگئے انہوں نے چاند کو چھڑا لیا
اور چاندنی کے شوہر نے کہا یہ میری بیوی ہے اور یہ فقیر
بھگا کر لے جا رہا ہے لوگوں نے سب کی بائیں سنی اور
چاندنی سے پوچھا

یہ کیا ماجرا ہے

چاندنی نے کہا میں چاند سے پیار کرتی ہوں
ہمارے گاؤں کے مولوی نے ہمارا زبردستی نکاح کروا
دیا تھا مجھے یہ شادی قبول نہ تھی لوگوں نے یہ فیصلہ چاند
اور چاندنی کے حق میں کر دیا اور چاندنی کے ابو اور امی
کو حکم دیا کہ ان دونوں کی دھم دھام سے شادی کی
جائے اور مولوی کو گاؤں سے نکال دیا جائے چاند اور
چاندنی کی شادی ہو گئی۔

چاندنی چاند کی دلہن بن رہی تھی اور آج دوپہار
کرنے والے ہیں اسے تھے جب چاندنی کو ڈولی میں
بیٹھایا جا رہا تھا تو چاندنی کے چچا نے روتے ہوئے کہا
بیٹا یہ منضائی کھا لو اور مجھے معاف کر دو اس منضائی میں
زہر تھا کسی کو خبر نہ تھی کہ کیا ہوگا چاندنی ڈولی میں بیٹھ گئی
اور چاند اتنا خوش تھا اپنے رب کا شکر یہ ادا کر رہا تھا کہ
مجھے میری محبت مل گئی ہے چاندنی کر لے کر اپنے گھر
آ گیا ابھی ڈولی سے باہر نکالے گئے تو چاندنی مڑوہ
حالت میں تھی اس کے منہ سے جھاگ نکل رہی تھی
چاندنی اپنے چاند کو چھوڑ کر دور جا چکی تھی چاند بھی اس
کے اوپر جا کر گر گیا اور اس کے منہ سے خون کی المی آئی
اور وہ بھی چاندنی کے پاس جا چکا تھا۔

ان دو پیار کرنے والوں کو دنیا نے جدا کر دیا
چاندنی کے چچا کو کیا ملا اس معصوم کی خوشیاں چھین کر
آج بھی ان کی قبروں سے آواز آتی ہے دنیا والو کیا ملا

مستاروٹھ جائے تو

۔۔۔ تحریر۔ عافیہ گوندل۔ جہلم

شہزادہ بھائی۔ السلام علیکم۔ امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔
یہ کہانی میرے بہت ہی فریسی رشتہ دار کی ہے اور ہستی ہستی زندگی ویران ہو گئی بچوں کی ماں کے مرنے کی دیر
تھی سب کچھ ہی بدل گیا ایک ماں بھی بہت ہی عظیم بہت ہی حوصلہ والی بہت ہی ہمدرد بہت ہی نڈرا ہے بچوں کی
وجہ سے سب سے لڑتے لڑتے مرنے بھی گئی مگر اس کے بچوں کو کلاما باپ نہیں ماں نہیں گھر نہیں دولت نہیں عزت
نہیں شہرت نہیں پھر اس کا اس دنیا میں کیا ہے کچھ بھی نہیں میں نے اس کہانی کا نام۔ مستاروٹھ جائے گی۔ رکھا ہے
امید ہے کہ سب کو پسند آئے گی اور اچھے آئندہ بھی لکھنے کا موقع ملے گا۔
ادارہ جواب عرض کی پاپسی کو مد نظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے نام
تبدیل کر دیئے ہیں تاکہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کا ادارہ یا رائٹر ذمہ دار نہیں
ہوگا۔

آنکھیں پیار کے منقلب باب کعبہ بیت زبان مصری
کی ذلی ناخن پہلی تاریخ کا چاند اور قدموں کے نیچے
انگڑائی ہوئی جنت عرض کہ ماں کا پیکر قدرت کی انوکھی
تخلیق بھولوں سے زیادہ جمیل کہکشاں سے زیادہ
سین میں کا رتبہ ہمالیہ سے زیادہ اونچا ماں کی عظمت
قطب و ستار سے زیادہ بلند ماں کی خوشبو جنت کی
عصانت ماں کی ناراضگی جہنم کی رسید قرآن نے کہا
انہیں اف نہ کہو۔

ہر بار زمانے نے منانا مجھے چاہا
مننے سے بچائی رہی ہر بار میری ماں مجھ کو
کسی سمندر سے پوچھا کہ ماں کیا ہے کہاں
سمندر کی گہرائی میں چھپی ہوئی ہے ایک سیپی جس میں
چاہت جیسا موٹی انمول ہوتا ہے بادل سے پوچھا کہ
ایک دھنک ہے جس میں ہر رنگ نمایا ہوتا ہے شاعر
سے پوچھا کہاں ایک ایسی غزل ہے جو ہر سننے
والے کے دل میں اتر جاتی ہے کبر دل نے کہا ماں
خاموشی سے چاہے جائے کا نام ہے کہ آخری وقت

اگر ہوگو ماں کی تو فرشتے کچھ نہیں دیکھتے
جو مستاروٹھ جائے تو کنارے پھر نہیں دیکھتے
جیسی ساتھ لاتی ہے زمانے بھر کے دکھ عالی
سنا ہے باپ زندہ ہو تو کانٹے بھی نہیں جیتے
ماں آسمان سے زمین پر آئی ہے ماں اپنے
خون لینے سے اولاد کی پرورش کرتی ہے ماں
اولاد کے لیے پیر تکبے اٹھاتی ہے ماں مال و زر کا
مطالبہ نہیں کرتی ماں ہمارے لیے رحمت ہے اللہ
کرے ہم سب کے ماں باپ کا سایہ ہم سب پر ہمیشہ
رہے آئین اس جہاں میں اور آخرت میں ماں جیسی
حسینہ کوئی نہیں ہے خدا کو بھی اس کی ہستی عزیز ہے۔

ماں کا مجموعہ تین لفظ۔ م۔ مہبت۔ اے۔ ہے اللہ
اور ن سے نعمت جب مہبت اللہ اور نعمت ہمیں بغیر کسی
محنت سے مل رہی ہیں تو ہمیں اور کیا چاہنے ماں کا
انگ ایک گلاب کی پتھریاں پس پس شہد کی تازہ نہریں
فلس نفس مشک و زہر کی شبشیاں رقص ساون کی کھٹا
پیشانی نور و قند پللیں متنا کی چھت و چھاؤں

تک اظہار نہ کیا جائے۔

نصیب سے پوچھا ماں کیا ہے کہا جس کی ماں زندہ ہے وہ خوش نصیب تر انسان ہیں ماں کے بغیر ویران ہے نفرت نے کہا جیت ماں کی محبت کی ہی ہوتی ہے۔

یہ کہانی میرے بہت ہی قریبی رشتہ دار کی ہے اور ہنستی ہنستی زندگی ویران ہو گئی بچوں کی ماں کے مرنے کی دیر بھی سب کچھ ہی بدل گیا ایک ماں تھی بہت ہی عظیم بہت ہی حوصلہ والی بہت ہی ہمدرد بہت ہی نڈر اپنے بچوں کی وجہ سے سب سے لڑتے لڑتے مری بھی گئی مگر اس کے بچوں کو کلاما باپ نہیں ماں نہیں گھر نہیں دولت نہیں کیا ملا ان بچوں کو گھر ملا مگر باپ ہی کم ہو گیا بچوں کا باپ کم رہا ہے ایک ماں جب باپ مر جاتا ہے تو اس کے بچوں کو پرورش دینی ہے ہنر سکھانی ہے تعلیم دلوانی ہے پرورش کرنی ہے جوان کرنی ہے شادی کرنی ہے پھر موت کا انتظار کرنے لگتی ہے ماں جو بے عظیم نہ ہو تو ماں نہیں قربانی نہ دی تو اس نہیں۔

ماں اولاد کے لیے ہر تکلیف اٹھاتی ہے مگر دوسری شادی نہیں کر سکتی اولاد کو خود کھا کر کھلاتی ہے مگر کسی کے کلوے نہیں کھانے دیتی اولاد کو ماں ہر چیز لے کر دیتی ہے مگر باپ نہیں لے کر دیتی۔

چھ مارچ کو ایک بہت بڑا حادثہ ہوا شہلا کی زندگی میں شہلا اور فرح ہمیشہ کسی فونکلی پہننے والی وہ رات ہی صبح جب دونوں بہنیں لگی تو راستے میں شہلا کی صحت خراب ہو گئی فرح کو نہیں چاہتا کہ شہلا ماں بننے والی ہے فرح نے پوچھا تو شہلا نے سب بتا دیا سب کچھ فرح شہلا کو ہسپتال لے گئی ڈاکٹر نے دوائی دی شہلا بظاہر تو ٹھیک ہو گئی اور دونوں بہنیں گھر آ گئی۔ جب وہ گھر آئی ہی ابھی پانی بھی نہیں پیا ہو گا کہ اس کی طبیعت پھر سے خراب ہو گئی شہلا کو ہسپتال لے جا رہے تھے کہ وہ راستے میں ہی اس فانی دنیا سے کوچ کر گئی

اپنے بچوں کو چھوڑ ہی گئی ماں آخر ماں کیوں چھوڑ گئی ہواں اپنی بیٹیوں کو تنہا کیوں ماں دعائیں ختم کر گئی ہو میرے لیے شہلا بہت اچھی تھی بظاہر تو اسے کوئی غم نہیں تھا باہر علی ساری زندگی ماں کی منتا رہا تھا غلط بات بھی شہلا کو اور جب باہر علی شہلا کو گھر سے نکال دیتا اور میکے چھوڑ آتا اور جب باہر علی کی ماں مر گئی تو بہنوں کی اس نے مانی شہلا کی ایک بھی نہ مانی مگر اب تو باہر علی مجبور نہیں بھی شہلا کو دو ماہ ہی ہوئے تھے اس دنیا سے گئے ہوئے اس کی بڑی بیٹی کمزور ہو گئی شہلا کی دو بیٹیاں اور ایک بیٹا تھا بڑی بیٹی حشر اور شہر یار اور چھوٹی بیٹی مریم ہے حشر ان میں ہے اور شہر یار چھٹی باڑی کرتا ہے اور مریم ہے ماں کی طرح ہر ایک کی باتوں میں آ جاتی ہے شہلا کی طرح اس کی بیٹی کی عزت و ناموس خاک میں مل گئی۔

حشر کے ایگزٹام بور ہے تھے انٹر کے جب وہ کالج گئی تو وین نے گئی تھی وین والا حشر کا رشتہ دار تھا وہ بڑا کمینہ نکلا دھوکے باز فریبی اللہ کرے اس کی بہن اور بیٹی کے ساتھ بھی ایسا ہی ہو جیسا اس نے معصوم حشر کے ساتھ کیا تھا ایگزٹام کے بعد حشر کو وین والا لے آ یا تو حشر اکیلی ہی چلی گئی وین والے کے ساتھ حشر وین میں بیٹی تو وین والے نے نہا کر اور سب کدھر ہیں انہوں نے چار بجے آنا ہے حشر نے کہا وین چلے گئی وین والے نے وین کسی انجانے راستے پر ڈال دی حشر نے پوچھا نہیں کدھ جا رہے ہیں ہم تمہارے ابو بیار ہیں انہیں لینا ہے وین والے نے جواب دیا۔

حشر اتنی خوف زدہ تھی کہ اس کے کان اور اس کی زبان بھی اس کا ساتھ نہیں دے رہی تھے وہ تھپ تھپ کی گئی کہ اس کے ابو یا وین والے کے ابو۔۔۔ تو پہلے ہی دکھ درد کی مری ہی تھی ڈرتی تھی کہ ماں۔۔۔ تو پہلے ہی چھوڑ گئی تھی اب بابا وہ رو رہی تھی اسے سمجھ نہیں آتی کہ وہ اپنے علاقے سے سوت ورت آئی ہے۔

جب اسے ہوش آیا تو پتا چلا کہ وہ تو کوئی اور علاقہ سے کوئی اور شہر ہے جہاں نہ میرا کوئی اپنا ہے اور نہ ہی میں کسی کو جانتی ہوں اترو آواز آئی تو حشر اپنے خیالوں سوچوں سے باہر آئی۔

حشر جب اتری تو اسے خطرہ لگا وہاں نہ کوئی بابا تھا اور نہ ہی کوئی جاننے والا سے لگا کہ ہر طرف موت ہی موت ہے پیچھے ولید وین والا اور آگے اسے خطرناک سے دو دوست کا رلے کر کھڑے تھے اسے سمجھ ہی نہ آئی کہ اپنا تحفظ کسی طرح کرے بس جب قدرت مہربان ہو تو ہر تکلیف دور ہو جاتی ہے حشر پہ بھی قدرت مہربان تھی وہ بچ نکل اپنی حفاظت کرائی اس نے حشر کو ایک بندہ ایسا لگا جو اپنا ہو حشر اس کے گلے لگ گئی اور رونے لگی بندہ حیران پریشان ہو گیا اور حشر کو دیکھنے لگا انکل مجھے بچائیں وہ مجھے لے کر چلا جائے گا انکل آپ مجھے بچائیں دعا میں دوں گی ساری زندگی۔ انکل کو دیکھتے ہی ولید اور اس کے دوست بھاگ گئے۔

وہ بندہ بھی یقیناً کوئی نیک تھا وہ شخص حشر کے لیے فرشتہ بن کر آیا تھا اللہ تعالیٰ بڑا ہی رحیم ہے خود بخود ہی سب بنا دیتا ہے بیٹی آپ کا نام کیا ہے انکل نے پوچھا۔ تو حشر نے فوراً بتایا کہ حشر بابر علی ہے ہم جہلم سے تعلق رکھتے ہیں یہ کہنا تھا کہ حشر تو انکل بیٹی تم بابر علی اور حیدر علی خان کی بیٹی ہو میں تمہارا انکل حیدر بابر علی اور حیدر ایک ہی برادری سے تھے اور دھچپن کے دوست بھی تھے انکل حیدر حشر کو اپنے گھر لے آیا اور بابر علی کو کال کر کے کہا اپنی امانت لے جاؤ آکر پھر انکل حیدر نے حشر سے پوچھا کہ بیٹا وہ کون تھا گاڑی والا وہ مجھے دھوکے سے لے کر آیا ہے جہاں تک حشر نے خوف زدہ ہو کر جواب دیا۔

حشر نے کہا انکل میری امی کا انتقال ہو گیا ہے ماہ پہلے۔ بڑا دکھ ہوا بیٹا انکل حیدر نے افسوس سے کہا بابر علی حشر کی وجہ سے پہلے ہی پریشان تھے بابر علی فوراً

حیدر سے ملنے آگیا اور حشر نے اپنے بابا کو سب کچھ بتایا اور بابا تو بابا ہوتا ہے اپنی پھول سی بیٹی کو روتا نہیں دیکھ سکتا تھا باب کو یقین ہو گیا تھا اپنی بیٹی پر حشر کو بابر علی گھر لے کر آگیا۔

کچھ ہی دن گزرے تھے کہ شہر یار کو کسی نے کہا کہ تم بے غیرت ہو ولید کو کچھ بھی نہیں کہا چھوڑ دیا شہر یار پہ غصہ سوار ہو گیا اس نے ولید کو بہت ڈھونڈا مگر ولید اسے شہر آتا تو ملتا۔

لوگوں نے کہا بابر علی شادی کر دو شہر یار کی اور حشر کی بابر علی مان گیا اور فیصلہ کر لیا کہ وہ شادی کر دے گا اپنے بچوں کی ماں کی دعا ہوئی ہے شاید حشر کے ساتھ یہ سب کچھ ہوتا اب رشتے کی تلاش شروع کر دی شہر یار کے لیے بابر علی نے اپنے بھائی کی بیٹی لے لی اب مسئلہ حشر کے رشتے کا تھا بابر علی نے اپنی پانچوں بہنوں سے کہا وہ حشر کو اپنی بہو بنائیں مگر بہنوں نے صاف انکار کر دیا پھر بہن نے کہا بابر علی ہم سرسال میں کیا منہ دیکھا میں گی اور ویسے بھی ہم گھر سے بھاگی ہوئی لڑکی بہو کیسے مان لیں پھر بابر علی نے اپنے ایک کزن سے کہا میری بیٹی کا رشتہ لے لو مگر دوست متیلی کزن نے کہا کہ تم لوگوں نے یہ کیا بنایا ہوا ہے جب بھی کوئی گھر سے بھاگ جاتی ہے تو تم لوگ اسے ہمارے خاندان والوں کو دے دیتے ہو۔

بابر علی پریشان اور حیران ہی تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اسے ماپوس نہیں ہوئے دیا اور حشر کا رشتہ ایک بہت ہی اعلیٰ خاندان سے آگیا۔

بابر علی نے خدا کا شکر ادا کیا اور نیک کام کرنے میں دیر نہیں کی شہلا کو ابھی چھ ماہ بھی نہیں گزرے ہوں گے کہ بابر علی نے بیٹے اور بیٹی کی شادی کر دی بیٹی حشر کے سرسال والے بہت اچھے ہیں دعا ہے کہ حشر خدا خوش رہے اپنے شوہر رضا کے ساتھ آمین۔

بابا میں تو تیری لڑیا ہوں۔
بابا مجھے تم سے بچاؤ

بابا یہ لوگ مجھے مار ڈالیں گے

بابا تیری گڑیا تو معصوم ہے

نہیں ان لوگوں کو نہیں جانی

ان دھوکے بازوں کو بابا تم تو جانتے ہو

یہ لوگ ہی فریبی ہیں

تیری گڑیا تو انجان ہے بابا

تیری گڑیا کو تم کا پتا نہیں ہے بابا

تو تو یوں نہ نکال مجھے

سسرال میں جا کے مجھے تیری یاد آئے گی

تو روک لینا مجھے بابا

بابا میں ان اجنبی لوگوں میں

کیسے رہ پاؤں گی

بابا روک لو ناں اپنی گڑیا کو

بابا روک لو ناں اپنی گڑیا کو

اب سال ہو گئے ہیں شہلا اس دنیا سے گئے

ہوئے شہر یار کی ایک بیٹی اور حشر کی بیٹا تو کیا بار علی

اب شادی کرنی چاہئے۔

بہت اچھی ہے بار علی کی اب اسے شادی نہیں کرنی

چاہئے۔ لاکھ اپنے گرد حفاظت کی لکیریں کھینچوں

ایک بھی ان میں نہیں ماں کی دعاؤں جیسی

ماں کیا چیز ہے ماں کے بارے میں کیا

لکھوں اور کیا نہ لکھوں ایک عظیم شے کے لیے میرے

پاس الفاظ بہت کم ہیں ہوتی ماں تو شاید کم نہ ہوتا ماں

بہت یاد آتی ہے دعا دہاتی تھی ناں تو مجھے ہر دم۔

آج دعا میں دینے والا کوئی نہیں تو یاد آتی ہے

ماں تو کیوں چھوڑ گئی ہے مجھے آج اک ماں کو دکھا تو

تو یاد بہت آتی باں اک بار ہی ملنے آ جاؤ۔ تیری بیٹی کو

تیری بہت یاد آتی ہے۔

آج حشر شہر یار مریم اداس ہیں نئی ماں کے

بارے میں سوچ سوچ کر۔ اللہ سے دعا ہے کہ جو ماں

جسم دیتی ہے وہی پالے۔ بے شک۔ ماں اپنی ہی

ہوتی ہے۔

ہر بلا کو ٹال دیتے ہیں خدا

جب ماں کے منہ سے دعا نکلتی ہے

دعا ہے مائیں کبھی ہم سے جدا نہ ہوں حشر اور

تمام پڑھنے والوں کی ماؤں کو سلام۔

جن کی مائیں اس دنیا میں نہیں ہیں اللہ ان کو

صبر عطا فرمائے اور ماؤں کو جنت الفردوس میں جگہ عطا

فرمائے آمین۔ آخر یہ ایک دعا ماں کے نام کے ساتھ

اجازت چاہوں گی۔

اے خدا میری ماں کو سلامت رکھنا

اے خدا میری ماں کو تندرست رکھنا

کبھی بھی جدا نہ کرنا

اے خدا میری جنت کی حفاظت کرنا

اے خدا میری ماں میرے پاس رکھنا

اے خدا میری ماں کو سلامت رکھنا

اے خدا میری ماں کو سلامت رکھنا

آمین انی رائے سے ضرور نوازے گا کیسی گئی

میری کہانی زندگی رہی تو پھر ملیں گے اللہ نگہبان۔

آپ کی کمی بھی ہے آپ کا احساس بھی ہے

آپ دور بھی ہیں مجھ سے آپ پاس بھی ہیں

خدا نے یوں نوازہ ہے مجھے آپ کی محبت سے

خدا کا شکر بھی ہے اور خود چاہنا بھی ہے

ویسے تو دنیا میں بہت سے رشتے ہیں مگر

آپ سب سے پیارے ہیں اور خاص بھی ہیں

زین ظفر پٹوکی

آنسو کو بہت سمجھا یا تنہائیوں میں آ کر

بھری محفل میں میرا مذاق مت اڑا کر

اس آئسوٹپ کر بولا

بھری محفل میں بھی آپ کو تنہا پاتا ہوں

اس لیے آپ کے پاس چلا آتا ہوں

حافظ طالب حسین

۔۔ تحریر۔ حکیم ایم جاوید نسیم۔ فیصل آباد۔۔

شہزادہ بھائی۔ السلام علیکم۔ امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔

میں اپنی ایک اور کاوش - زخمِ دل چھپا کے رہنے - کے ساتھ حاضر ہوں اور امید کرتا ہوں کہ اسے کسی قریبی شمارے میں جگہ دے کر حوصلہ افزائی کی جائے گی اور جو قارئین میری حوصلہ افزائی کرتے ہیں میں ان کا بے حد شکر گزار ہوں اور شکریہ ادا کرتا رہوں گا۔ اس امید کے ساتھ کہ اس دفعہ بھی مجھے آپ مایوس نہیں کریں گے اور انشاء اللہ آپ کا ساتھ رہا تو آئندہ بھی لکھتا رہوں گا اور آخر میں جواب عرض کی ترفی کے لیے دعاگو ہوں کہ اللہ اسے زیادہ سے زیادہ ترفی عطا فرمائے آمین۔

ادارہ جواب عرض کی پالیسی کو مد نظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے نام تبدیل کر دیئے ہیں تاکہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاق ہوگی جس کا ادارہ یا انٹر ذمہ دار نہیں ہوگا۔

کہ بہار آتی ہے چل جاتی ہے پھول کھلتے ہیں مرجھا جاتے ہیں چاند اپنی چاندنی بکھیرتا ہے اور پھر اندھیرا ہو جاتا ہے لوگ دھڑکنیں بن جاتے ہیں پھر ایسے انہنی بن جاتے ہیں جیسے بھی ملے ہی نہ ہوں کبھی سنا ساقی نہ تھے کبھی عجیب لوگ ہیں اس دنیا میں جب سے میرا واسطہ پڑتا رہتا ہے بڑے پیار سے بلاتے ہیں مگر میں اس پیار سے ڈرتا ہوں جس کا خمیر منافقت اور ابن الوقتی کے زہر سے اٹھایا گیا ہو میں گھبرا کر پیچھے ہٹتا ہوں تو وہ ناراض ہو جاتے ہیں طیش میں آ جاتے ہیں اپنے ترش سے زہر میں پیچھے تیز کر لیتے ہیں اور مجھے دے مارتے ہیں میرے احساس سے درد کی تھیسیں ابھتی ہیں میں ان ٹیسوں کو زبان تلے دیا لیتا ہوں اور روکتا ہوں چپ ہو جاتا ہوں جوابی اقدام نہیں کرتا تو ہو۔۔۔ ہا۔۔۔ ہو۔۔۔ کا شور مچ جاتا ہے کہ یہ دل دل ہے جو حوصلہ ہے اس میں جوابی اقدام کی جرات نہیں ہے کچھ نہیں کر سکتا یہ کچھ بھی نہیں ہے کیا میں بھی انہی آنکھوں میں لو بھروں

میں سوچ ہی رہا ہوں سوچنا میری عادت ہی نہیں میری فطرت میں بھی شامل ہے میں جب بھی سوچنے پر آتا ہوں پہروں سوچتا ہوں بھی رہانے کے رنگوں کے بارے میں بھی اپنے بارے میں بھی احباب کے بارے میں میری سوچیں بڑی ہی عجیب ہوتی ہے ان میں کوئی رابطہ نہیں ہوتا کوئی تسلسل نہیں ہوتا کوئی ترتیب نہیں ہوتی زندگی کے افق پر جب بھی کوئی الجھاؤ بھرتا ہے میری سوچیں اس سے الجھ جاتی ہیں اور میں سوچ کی لہروں پر اس الجھاؤ کا مشاہدہ کرتا ہوں ابھی ہونی سوچوں کا سرا ڈھونڈنے کے لیے ماضی کے پریچ راستوں پر چل نکلتا ہوں یہاں تک کہ سرائل جاتا ہے اور کبھی نہیں ملتا تب میں تڑپ اٹھتا ہوں ایسے میں میری قلم کی شامت آ جاتی ہے یا پھر ایسے دوست کی جو میرے من کے زیادہ قریب ہوتا ہے اور جس کے بارے میں مجھے علم ہو کہ وہ میرا غصہ برداشت کر سکتا ہے خود نوٹ جائے گا مگر مجھے نوٹنے نہیں دے گا میں سوچ رہا ہوں

اپریل 2015

جواب عرض 50

زخمِ دل چھیا کے روئے

تھکی ہوئی پی چپل کے بجائے ایزی والا جوتا ہوتا اگر دوسروں کو بھلانا پھلانا میرا کام ہوتا تو آج اس تھکیری تاریک اور تنہائی کے بجائے میرے ارد گرد چاہنے والوں کا ایک وسیع حلقہ ہوتا میں جانتی ہوں شفقت تم نے یہ سب کچھ ایسی لیے کہا کہ کہ تمہیں میرے حالات کا علم نہیں ہے یونہی میں نے دروازے پر دستک کی تو اندر سے خاموشی چھا گئی اور شفقت باہر آیا مجھے سامنے دیکھ کر میرے گلے سے لگ گیا اور بھا۔

میرے نصیب آج میرا بھائی حکیم ایم جاوید صاحب فیصل آباد سے راستہ کیسے بھول کر آ گیا ہے۔ میں نے کہا اس یاد شفقت کچھ پریشان تھا سو جا کہ یار کو مل آتے ہیں اس لیے کہاں چلا آیا ہوں پھر وہ اندر کمرے میں لے گیا اور ایک لڑکی نقاب اوڑھے بیٹھی تھی مجھے دیکھ کر اس نے نقاب چہرے سے ہٹا دیا میں دیکھتا رہ گیا۔

اسے میرے خدایا کتنی خوبصورت لڑکی ہے کسی نذر حسین گالوں پر شفق کی سرخ گلاب کی جتنی جیسے نرم و نازک ہونٹ مولی مولی روشن آنکھیں تھکی سیاہ ناگن جیسی زلفیں سن کی کچھ آوارہ لئیں اس کے سفید چہرے پر بکھری ہوئی تھی۔ میں نے پوچھا شفقت بھائی یہ سب کیا ہے وہ کہنے لگا جاوید کچھ عرصہ پہلے مجھے نلوفر سے محبت ہو گئی تھی مگر میں اسے کہتا ہوں کہ تم یہ کہو کہ یہ چپل اتار کر پھینک دو مگر نلوفر مجھے چاہتے ہوئے بھی میری بات نہیں مان رہی اور اپنے حسن کی توہین کر رہی ہے میں اسے کہتا ہوں جو چاہو مجھ سے لے لے مگر یہ میری کسی بات پر دھیان نہیں دے رہی آج میں نے اس سے پوچھ کر رہوں گا کہ یہ اپنی یہ حالت کیوں بنائے رکھتی ہے پھر نلوفر کہنے لگی شفقت ٹھیک ہے کہ تم مجھے دل و جان سے چاہتے ہو میں نے بھی تمہیں دل دیا ہے مگر میں سب کچھ تمہیں بتا دیتی ہوں مگر نلوفر خاموش ہو گئی۔

کیا میرے لب بھی انتقامی آگ کی تپش سے سلگ اٹھیں یا میرے قلم سے بھی شرارے چھوٹیں نہیں۔۔۔ نہیں۔۔۔ میرا ضمیر تو محبت پیارا صلح و آشتی اور سکون کے جذبات سے اٹھایا گیا ہے میں تو بس مسکراتا جانتا ہوں ہر حال میں مسکراتا میری عادت ہے مسکراہٹ میری کمزوری ہے میں مسکراتا رہتا ہوں رنج و الم میں بھی مسرت و انبساط میں بھی آنسوؤں کی بارش میں بھی میری مسکراہٹ میں جیسے ہوئے درد کو کوئی نہیں سمجھ سکتا میں اپنی سوچوں میں ڈوبا رہتا ہوں۔

اپنے قریبی دوست شفقت محمود دھکی آف مری کے پاس چلا گیا یونہی میں اس کے کمرے کے قریب پہنچا تو اندر سے آواز آرہی تھی آواز بہت ہی مدہم تھی شفقت کسی لڑکی کو کہہ رہا تھا نلوفر میں سب کچھ سمجھ گیا ہوں تم جیسی عورتیں مردوں سے محبت کرنے کے بجائے ان کی دولت سے محبت کرتی ہو رو لیے پیسے کی جھلک انہیں بے حیائی اور بداخلاقی کے لڑھے میں گرا دیتی ہے جہاں وہ معاشرے کا ناسور بن کر اپنی آنکھوں کو پروان چڑھاتی ہیں جاہت اور خلوص کے پردے میں مطلب پرستی اور بے راہ روی کا گھٹاونا چھیل کھیتا ہیں وفا کے نام پر اخلاقی اقدار کا گھلا گھونٹ کر رکھ دیتی ہیں نلوفر تمہاری محبت بھی اسی قسم کی فحریب کاری کا لبادہ اوڑھ رکھا ہے شفقت نے اسے جھجھو ڈالا اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے آنکھوں میں مسرت و ہاس کی پرچھائیاں گہری ہو گئیں شفقت کے دل کو ایک دھچکا سا لگا اور وہ خاموش ہو گیا۔

چپ کیوں ہو گئے بہ شفقت کچھ اور کہہ لو میں ایسی باتیں ہی سننے کے لیے پیدا ہوئی ہوں مجھے آوارہ کہو ذلیل کہو یا بے حیا ہو جو بھی جی میں آئے کہو مگر میں صرف اور صرف اتنا ہی کہوں گی شفقت اگر مجھے دولت سے پیار ہوتا تو آج میرے تن پر پھنے پرانے کپڑوں کے بجائے قیمتی لباس ہوتا پاؤں میں ٹوٹی

مگر کیا تم مجھے بتا کیوں نہیں دیتی شفقت نے بے چین ہو کر کہا شفقت اگر میں نے تم کو سب کچھ بتا دیا تو تم میرا نام لینا بھی گوارہ نہیں کرو گے کم کو مجھ سے نفرت ہو جائے گی۔

نہیں نلو فر میں وعدہ کرتا ہوں کہ ایسا کبھی نہیں ہو گا میں تمہارا ہر دکھ اپنا دکھ بھجوں گا شفقت اگر سن سکتے ہو تو سن۔ میں ملتان کے ایک زمین دار گھرانے سے تعلق رکھتی ہوں کچھ عرصہ پہلے میری شادی میرے تایا زاد خیال سے ہوئی شادی کے دوسرے سال ہی خدا نے مجھے چاند سا بنادیا اور اس طرح میرا چھوٹا سا گھر خوشیوں کا گوارہ بن گیا میرے پاس خاوند کی محبت بھی ملتا کا پیار تھا غرض کہ مسرت شادمانی کی ایک وسیع دنیا اس چھوٹی سی کنٹینر میں سمٹ آئی تھی میری اس خوش حالی پر تقدیر مسکرا رہی تھی قدرت کو میری برادریوں کا نظارہ کرنا تھا اس وجہ سے دونوں خاندانوں میں ناچاقی ہو گئی اور میں اپنے میکے آگئی میں نے اپنے والدین سے اصرار کیا کہ مجھے سسرال بھیج دیا جائے مگر وہ کسی بھی صورت رضامند نہ ہوئے آخر ایک دن میں نے ان کے فیصلے کے آگے اپنا سر جھکا دیا راشد میرا چھوٹا بھائی تھا جو مجھے اپنی جان سے بھی زیادہ پیارا تھا ہمارے ہی گاؤں کے ایک شخص جمال سے اس کی دوستی تھی جمال شادی شدہ تھا ایک کی بیوی بہت خوبصورت تھی اس لیے میرا بھائی راشد اس کی زلف کا اسیر ہو گیا چوری چھپے ان دونوں کی ملاقات ہوئی رہی میں ان تمام حالات سے بے خبر تھی میں ان تمام حالات سے خبر تھی۔

ایک دفعہ جمال کو ان ملاقاتوں کا علم ہو گیا اور راشد موقع پر پکڑا گیا جمال نے راشد کے سینے پر ریوادر لکھ کر کہا کہ اگر تمہیں اپنی جان عزیز ہے تو اپنی بہن میرے حوالے کر دو اور ماں سنوں میں اپنی بیوی کو طلاق دیتا ہوں تم اسے جہاں چاہو لے جاؤ وہ رات کسی قدر تاریک تھی ماحول کس قدر ویران تھا میں

کس طرح لٹی ہوں میں ہی جانتی ہوں ایک انجانے خوف سے میرا دل ڈوب رہا تھا پھر بارہ بجے کا وقت ہو گا کہ میرے دروازے پر ہلکی سی دستک ہوئی میں نے دروازہ کھولا تو سامنے راشد کھڑا تھا اس کے قدم لڑکھڑاہے تھے چہرے پر ہوائیاں اڑ رہی تھی۔ راشد یہ تم کو کیا ہو گیا ہے تمہاری آنکھوں میں آنسو کیوں ہیں میں شدت تم سے تڑپ اٹھی۔

چپ رہو نلو فر چپ رہو میں تمہیں سب کچھ بتا دوں گا میں اسے سہارا دے کر اندر لے گئی اور پوچھا کہ اب بتاؤ کہ تمہیں کیا ہوا ہے میں نے بے قراری سے پوچھا راشد نے جواب دینے کے بجائے رونا شروع کر دیا راشد خدا کے لیے کچھ بتاؤ میں نے بھی روتے ہوئے کہا نلو فر اس وقت میں بڑی مشکل میں ہوں اور اس وقت مجھ کو تمہارے سہارے کی ضرورت ہے مگر تم مجھ کو بتاؤ تو سبھی میں تمہاری خاطر اپنی جان تک قربان کر سکتی ہوں۔

نلو فر۔۔۔ تم۔۔۔ کو۔۔۔ جمال کے پاس رہنا ہو گا میں نے اس سے وعدہ کیا ہے کہ تمہیں ان کے حوالے کر دوں گا پھر اس نے تمام واقعہ سنایا میں تڑپ اٹھی میں نے راشد کو جھنجھوڑ ڈالا راشد ہوش میں آؤ یہ مت بھولو کہ میں تمہاری بہن ہوں آج اپنی عزت اپنے ہاتھوں سے نلام کرتے ہوئے تمہیں شرم نہیں آتی نلو فر میں مجبور ہوں بے بس ہوں۔

چناخ۔۔۔ چناخ۔۔۔ میں نے اس کے منہ پر دو تھپڑے مارے اور چیخ کر کہا چپ رہو راشد تم ایک آوارہ عورت کے حوض اپنی بہن کا سودا کر رہے ہو تمہاری آنکھوں میں بے حیالی کی پانی بندھی ہوئی ہے جو تم کو اپنے پرانے کی بھی میسر نہیں رہی یہ کسی محبت سے جس کے لیے تم اپنی غیرت کو تھکپٹیاں دے کر سلا رہے ہو کیا بہن کی عزت اتنی ہی حیثیت کی حامل ہے کہ اس دو ٹوکی عورت پر قربان کر دیا جائے اپنا خون اپنا اس قدر سستا ہے کہ اپنی پیش پرست اور اپنی عزت

پرست کی بھینٹ پر چڑھا دیا جائے راشد میں اپنی جان دے سکتی ہوں مگر میں رو پڑی راشد میرے قدموں میں گر گیا اور ٹو فر میری زندگی کا سوال ہے تمہارے بھائی کی زندگی خطرے میں ہے ٹو فر اب بتاؤ تمہاری محبت کیا کہتی ہے کہ تم نے بھائی کی خاطر جان تک قربان کرنے کی قسم کھاتی تھی۔

میرے ذہن میں جذبات کا ایک طوفان اٹھ رہا تھا ذہن نے مجھے پکارا ٹو فر تمہیں اپنے بھائی کی خاطر اپنی زندگی برباد کرنا ہوگی اس بھائی کی خاطر جو خاندان کا واحد سہارا ہے اگر تم نے خود کو پیش نہ یا تو تمہارا بھائی مارا جائے گا تمہارا خاندان تباہ ہو جائے گا اجڑ جائے گا۔ نہیں نہیں۔ نہیں ایسا نہیں ہو سکتا آخر بھائی کے محبت دلی جذبات پر غالب آگئی پیار کے اس رشتے نے میرے ضمیر کو سلا دیا میری بے بسی کا بالا میرے ارد گرد پھیل گیا خاندانی وقار کی بلندو بالا عمارات میری نگاہوں کے سامنے گھوم گئی۔

میں نے راشد کو اپنے سینے سے لگا لیا اور پر عزم سے بھائی کی تم کو کہو گے میں وہی کروں گی اس طرح میری زندگی کے المناک باب کا آغاز ہوا میری برابری کے دن شروع ہو گئے دوسرے دن میرے والدین کی مرضی کے خلاف مجھے جمال کے حوالے کر دیا گیا جمال لاہور لے گیا اور شادی قلعے کے قریب ٹھہرایا اور میں نے اس سے کہا کہ شرعی طریقہ سے مجھ سے شادی کر لو لیکن وہ رضامند نہ ہوا اور میں گناہوں کی لوک میں اس گندے پڑے کو پالتی رہی جو میری تباہی کا باعث تھا۔

کچھ عرصے کے بعد جمال کو نوکری سے جواب مل گیا اور وہ بے کار ہو گیا اس کی توجہ بھی مجھ سے ہٹتی گئی اب وہ کئی کئی دن گھر سے باہر رہتا ہے گھر میں کھانے کیلئے کچھ بھی نہیں کچھ نہ ہوتا مگر میں سب کچھ برداشت کرتی رہی اس عرصہ میں جب بھی میں نے صدائے الحاح بلند کی تو اسے یہ کہہ کر ٹال دیا گیا دبا

دیا گیا کہ تمہارے بھائی کو ہمیشہ کی نیند سلا دیا جائے گا چارو ناچار میں نے تین سال ذلت کی زندگی گزار لی مگر اب اس کی ذلت سے اور اس ذلت کی زندگی سے تنگ آ چکی تھی میرے ضمیر کی خلش مجھے ایک بل بھی چین نہیں لینے دیتی مگر اب میں جاؤں بھی تو کہاں جاؤں والدین کے دروازے ہمیشہ کے لیے مجھ پر بند ہو گئے ہیں کوئی شریف آدمی مجھے اپنانے سے تو رہا اس وسیع دنیا میں میرا کوئی سہارا نہیں لیکن یہ زمین مجھے اپنے واسن میں ضرور جگہ دے گی ٹو فر ہوش میں آؤ تمہیں ایسی باتیں نہیں کرنی چاہتے تھی تم زندہ رہو گی اور میری بیوی بن کر زندہ رہو گی میں تم کو اپناؤں گا تم میرے نزدیک اب بھی مقدس جواب بھی پوچھ رہی ہو میں تم جیسی فرشتہ سیرت عورت کو اس جہنم سے ضرور نجات دلاؤں گا۔

شفقت کی آنکھوں میں آنسو اگئے تھے ہاں ٹو فر ایسا ہی ہو گا تم یہ آنسو پونچھ ڈالو اور ہمت دھو صلے سے کام لو شفقت میں تمہارا احسان زندگی بھر نہیں چھوڑوں گی لیکن کہیں کی یہ احسان نہیں میرا فرض ہے ٹو فر بہت خوش تھی اسے کھویا ہوا سکون مل گیا تھا وہ اپنے اچھے دنوں کی امید لگائے بیٹھی تھی اب وہ جمال کو بھی خاطر میں نہ لاتی تھی اسے جس کی ضرورت ہوتی شفقت اسے مہا کر دیتا۔

اسی طرح ہی ایک سال بیت گیا وہ اکثر شفقت سے کہتی شفقت اب یہ را میں یہ تجا نیاں مجھے ناگن بن کر دیتی سننے لگی ہیں میں ایک بل بھی اس گندگی کے ڈھیر میں گزارنا نہیں چاہتی جمال کو ہماری ملاقاتوں کا علم اچھونائی کے ذریعے ہو جاتا تھا مگر وہ خود مجرم ہونے کے ناطے کی وجہ سے مجھ سے بات نہیں کرتا تھا ایک دفع کئی دن تک ہماری ملاقات نہ ہوئی ایک دن ایک تانہ میرے گھر کے سامنے کا کوچاں میرے پاس آیا اور کہا با بوی ایک عورت آپ سے ملنا چاہتی ہے وہ سخت بیمار ہے میں نے دیکھا تو ٹو فر بھی میں نے

بولے آؤ شفقت بیٹا۔ اباجی مجھے آپ سے ایک ضروری بات کرنی ہے آؤ گھوکیا بات ہے۔ اور پھر میں نے صاف صاف کہہ دیا کہ میں کلو فر سے شادی کرنا چاہتا ہوں یہ سنتے ہی اباجی کا چہرہ غصے سے شریخ ہو گیا شفقت میں تمہیں اس بات کی ہرگز اجازت نہیں دوں گا ہم اپنے اباؤ اجداد کے رسم و رواج نہیں چھوڑ سکتے تم کو اپنے ہی خاندان میں اور ہماری مرضی سے شادی کرنا ہونی۔ مگر اباجی یہ دو زندگیوں کا سوال ہے جو ایک دوسرے کے لیے تڑپ رہی ہیں۔

نہیں میں اپنے رسم و رواج سے منہ نہیں موڑ سکتا اباجی چھوڑ دو ایسے رسم و رواج کو جو ہم نفرت کا سبق دیتے ہیں توڑ دو ان جھوٹے بندھنوں کو جن کی قید میں انسانی ہمدردی سسک سسک کر دم توڑ رہی ہے پاش پاش کر دو ذات کے اس بت کو اور جان لو محبت کی اس زندہ حقیقت کو جو انسانیت و معراج ہے میں تڑپ اٹھا اباجی اس بد نصیب لڑکی کو قصور نہیں ہے نا کہ وہ بے سہارا ہے مجبور ہے بے بس ہے لاچار ہے لیکن یہ وقت کا بہتا ہوا دھارا ہے جس نے اسے اس موڑ بدلا کھڑا کیا ہے یہ اس کی بد نصیبی ہے جس نے اسے دوسروں کے سامنے گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کر دیا ہے اور اب اسے سہارا نہ دیا گیا تو۔۔۔ تو وہ بے موت مرجائے گی۔ شفقت اپنی حیثیت کو مت بھولو تمہیں علم ہونا چاہئے کہ ایسا کرنے سے پورے خاندان میں ہماری ناک کش جائے گی۔

دیکھو شفقت میں تمہارے آگے ہاتھ جوڑتا ہوں تمہیں اپنی عزت کا واسطہ دیتا ہوں اب اوڑھے ہاتھوں کی لاج رکھ لو اپنا فیصلہ بدل لو شفقت اپنا فیصلہ بدلوا اگر اب بھی تم نے اپنا فیصلہ نہ بدلا تو میں اپنی زندگی ختم کر دوں گا بتاؤ تمہیں میری زندگی چاہئے یا اپنی ہٹ دھرمی کا صلہ والدین کی دعائیں یا جلتے دلوں کی آہیں ہماری عزت پر اپنی محبت کا کل تعمیر کرنا چاہتے ہو یا ایک بیٹے کی حیثیت سے فرامرداری کا ثبوت دینا

اسے ڈاکٹر کے پاس داخل کروادیا ڈاکٹر نے مجھ سے پوچھا تمہاری کیا لگتی ہے ڈاکٹر صاحب یہ میری زندگی ہے میرا سب کچھ ہے خدا کے لیے اسے بچا لو ورنہ میں برباد ہو جاؤں گا میں نے اختیار رکھنا چلا گیا۔

کلو فر کی طبیعت اب کچھ خراب ہو گئی تھی وہ موت حیات کی کشش میں تھی اس نے مجھے بلایا شفقت اگر تم کو میری ضرورت ہے تو میری جان بچا لو اور میری جان بچانے کی پوری کوشش کرنا اور ہاں اگر بعد میں مجھے چھوڑ کر جانا ہے تو پھر مجھے مرنے دو ہاں زمانے کے بے رحم ہاتھوں کے سپرد کرنے کے لیے میری زندگی نہ بچانا کلو فر میری جان تم اپنے دل کو قابو میں رکھو اگر تمہیں کچھ ہوگا۔

میری آنکھوں نم ہو گئی ڈاکٹر خوشی محمد نے کلو فر کو لیڈی ڈاکٹر مس کشور کے سپرد کر دیا ان کی انتھک کوشش اور خدا کے فضل و کرم سے کلو فر کو ایک نئی زندگی مل گئی اور وہ آہستہ آہستہ صحت یاب ہونے لگی جب جلاام کو معلوم ہوا کہ کلو فر اس کے ہاتھوں سے جا رہی ہے تو وہ اسے رائے ونڈ لے گیا میں اسے کئی دن تک نڈل کھا ہر وقت یہی دھڑکا لگا رہتا کہ اگر جمال نے اسے فروخت کر دیا یا اسے ناجائز کاروبار کے لیے استعمال کیا گیا تو۔۔۔ کہیں جمال جیسا فلاش آدی کلو فر کو عیش و عشرت کی حیثیت نہ چڑھا دے اس جیسا بے غیرت انسان ایک بد نصیب لڑکی کو ان دندوں کے سپرد کر دے جو اس معاشرے کے لیے کلینک کا ٹیکہ ہیں اس طرح ایک ماہ گزر گیا اس طرح مجھے کلو فر کا کچھ پتہ نہ چلا کہ وہ کس حالی میں ہے آخر وہ واپس آئی تھی اب اس کی یہ حالت تھی کہ جمال اسے بات بات پر مارتا طعنے دیتا اور تنگ کرتا میں اس کی یہ حالت دیکھ کر خاموش ہو جاتا میں اس انتظار میں تھا کہ موقع ملے ہی میں اپنے والدین سے بات کروں گا چنانچہ کیم فروری کو رات دس بجے میں دھڑکتے ہوئے دل سے اباجی کے کمرے میں داخل ہوا اباجی مجھے دیکھتے ہی

چاہتے ہو شفقت اب میں تمہیں کچھ نہیں کہوں گا جو تمہارے جی میں آئے کرو۔

مجھے معاف کر دو بابا جی مجھے معاف کر دو مجھے آپ کا فیصلہ منظور ہے میرے لیے ایک پل بھی وہاں کھڑا ہونا مشکل تھا اور میں جلتے ہوئے اربانوں اور ناکام تہنوں کو سینے سے لگائے اپنے کمرے میں چلا آیا اور کئی ہونی شاخ کی طرح اپنے بستر پر گر گیا داغ پھینا جا رہا تھا نیند آنکھوں سے کوسوں دور تھی بے چینی سے کروٹیں بدلتا رہا پھر چپکے سے اٹھا اور ٹوکر کے ہاں جا پہنچا رات گئے مجھے اپنے ہاں دیکھ کر اسے تعجب ہوا شفقت تم اور اس وقت خیریت تو ہے۔

ہاں ٹوکر خیریت ہے میں تم کو اپنے فیصلے سے آگاہ کرنے آیا ہوں ٹوکر میں تم سے شادی نہیں کر سکتا شفقت یہ تم کہہ رہے ہو۔ ٹوکر چیخا ہاں میں کہہ رہا ہوں مجھے تم سے یہ امید ہرگز نہ تھی شفقت میں نے تو بھی سوچا بھی نہ تھا کہ تم مجھے اس طرح چھوڑ دو گے مجھے معلوم نہیں تھا کہ تمہاری زبان کے دو بول میرے اعتماد کی زنجیر پھیلا کر رکھ دیں گے میں نہیں جانتی تھی کہ تم پاؤں کی ایک ہی ٹھوک سے مسرتوں کے آگینے چور چور کرو میں تم کو بہت عظیم انسان سمجھتی تھی مگر نہیں تم کو اب بھی عظیم سمجھتی ہوں تم بے تصور ہو تم بے تصور ہو شفقت تم بے تصور ہو میرے بقدر میں ٹھوکریں لکھ دی گئی ہیں شفقت میں نے تم کو روح کی گہرائیوں سے چاہا ہے اور میں چاہتی رہوں گی تمہاری محبت کو سینے سے لگا کر زندہ رہوں گی اپنے بچے کے لیے اس معصوم جان کے لیے جس کا خدا کے بعد میرے پاس کوئی بھی نہیں ہے پھر شاید محبت ایک اور قربانی مانگتی ہے ماں کی ممتا بیدار رہنا چاہتی ہے ٹوکر میں مجبور ہو میں نے اتنا کہا اور اسے روتا ہوا چھوڑ کر چلا آیا۔

میری حالت اس جوار نے کی طرح تھی جو اپنا سب کچھ ہار چکا ہو اس ملاح کی طرح تھی جو اپنی آنکھوں سے ڈوبتے دیکھ رہا ہوں مگر بے بس ہوں

اس بچھی کی طرح تھی جس کی حالت پرواز چھین لگی ہو بار بار زمانے سے بغاوت کرنے کو دل چاہتا تھا اس زمانے کی جس کی نے مجھے دھوکے کے گھنیرے طوفان سے آشنا کیا تھا اس بے درد زمانے سے جس نے مجھ سے پھول چھین کر میرا دامن کانٹوں سے بھر دیا تھا میں بے بس تھا مجبور تھا بالکل بے بس اور مجبور ایک ہفتے بعد مجھے ٹوکر کا ایک لیٹر ملا اس نے لکھا تھا شفقت جو ہونا تھا سو ہو چکا شاید خدا کو یہی منظور تھا میں تم کو دوش نہیں دیتی تم بھی مجبور تھے مجھے معاف کر دینا میں نے تمہارا بہت دل دکھایا ہے ہاں مجھے معاف کر دینا اور مجھے بولنے کی کوشش کرنا میں جاری ہوں کہیں یہ مجھے بھی معلوم نہیں خدا حافظ۔

لیٹر پڑھ کر میں تڑپ اٹھا تھا پھر میں نے ٹوکر کو بہت تلاش کیا مگر وہ نہ ملی آخر تھک ہار کر بیٹھ گیا پھر ایک دن اخبار میں پڑھا کہ ٹیولے لائن کے قریب ایک لاوارث عورت کی لاش ملی ہے اور لوگوں کی تلاش ہے میں بھی اسے دیکھنے کے لیے چلا گیا دیکھا تو وہ لاش ٹوکر کی تھی جو بڑی پرسکون ہو کر پھر میں نے اپنی ضمانت دے کر لاش کو لایا اور بڑے اچھے طریقے سے ٹوکر کو کفن دے کر سپرد خاک کر دیا۔

اب میری بھی شادی ہو چکی ہے اور میری بیوی بہت پیار کرنے والی ہے ہمارے گھر میں تین معصوم بچوں کی کلکاریاں گونجتی ہیں گھر میں خوشیوں کا سماں ہے مگر کبھی کبھی ٹوکر کی یاد تازہ پاتی ہے تو قبرستان چلا جاتا ہوں اس کی مغفرت کے لیے دعا کرتا آنسوؤں کا نذرانہ پیش کرتا ہوں اور پھول چڑھا کر واپس آ جاتا ہوں اس واقعے کو عرصہ گزر چکا ہے مگر ایسے لگتا ہے جیسے کل کی بات ہو۔

آخر میں میں تمام قارئین سے ریکویسٹ کروں گا وہ ٹوکر کے لیے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اسے اس کے گناہ معاف فرما کر اسے اپنے جوار رحمت میں جگہ نصیب فرمائے اور راشد جسے بے غیرت بھائی بھی کسی

مر جاؤں گی اگر آنکھوں کو بن رلائے رکھوں گی
محبت میں وفا کی رسم پرانی ہے عاشا
چھوڑو خود کو کب تک اس نام سے ستائے رکھو گی
درد

تیری یاد میں اک درد ہے

یہ درد بڑا ہے درد ہے

تجھے جازت میں دو

میں تمہیں بھول جاؤں

دیکھو جاناں

تمہاری یاد میں بھی تو اک درد ہے

جو درد بڑا ہے درد ہے

عائشہ نورعاشا۔ شادیوال

بہن کے نہ ہوں اور نہ ہی بہنیں ان کے پیار کی بھینٹ
چڑ ہیں امید ہے کہ قارئین ضرور ہاتھ اٹھا کر اس
لاوارث اور بد نصیب لڑکی کے لیے دعا کریں گے
کیونکہ وہ وفا کی دیوی تھی مگر بھی بد نصیب آج میں
اپنے دل کے زخموں کو زمانے سے چھپا کر روتا
ہوں کیونکہ نلوفر ایک ہیرو تھی جس کی قدر کوئی جوہری
ہی کر سکتا تھا۔

آج بھی جب نلوفر کی یاد آتی ہے تو دل خون
کے آنسو روتا ہے دعا کرنا اللہ تعالیٰ مجھے سلون قلب
نصیب فرمائے اگر شفقت سے رابطہ کرنا چاہتے ہیں تو
میر معرفت کر سکتے ہیں دعاؤں کا طلبگار حکیم ایم جاوید
نسیم چوہدری فیصل آباد۔

پاس احمد لاہور کے نام

جس کا تصور بھی آنا نہیں تاتا ہے

وہ ہمارے پاس کہاں ٹھہرتا ہے

نگاہوں میں اضطرابی سی ہے

نت نیا ایک طوفان ٹھہرتا ہے

ذرا سی آہٹ یہ اس کا خیال آئے

دل نادان جا کر جہاں ٹھہرتا ہے

جب بھی بستے ہیں ایک گھر

خالی خالی دل کا مکان ٹھہرتا ہے

اسے دیکھتے ہی بات نہیں ہو پاتی

اپنا لب و لہجہ وہاں ٹھہرتا ہے

بہت سوچا نہیں چول جانے کا

یہ کام کہاں اتنا آساں ٹھہرتا ہے

رضا عمر بھر تڑپنا جو دے گیا مجھے

وہ شخص ہمارا کہاں مہمان ٹھہرتا ہے

منیر رضا سیوال

ستم گرچ بتا تیری جوانی کی قسم تجھ کو

کسی کا دل دکھانے میں تجھے کیا لطف ماتا ہے

ایم ظہیر عباس۔ جنڈ

غزل

وہ میرا عمر حال ہواے کاش

اسے میرا کچھ خیال ہواے کاش

بڑی نمازیں محبت کی قضاء کیں

ہواے کاش تو مال اے کاش

اسے دیکھنے کی اس قدر تمنا ہے

سنائے آئے چاہے بعد از وصال اے کاش

انسانوں کے پانے کی تمنا ہے انسان کو

مجھے خدا پانے کا آجائے کال اے کاش

اک لفظ جملہوں تو دل میں اتر جائے

میرے ہاتھ میں آجائے سخن جمال اے کاش

افسوس کہ شادیوال گجرات

غزل

کب تک دل میں محبت کو چھپائے رکھوں گی

اس کے بن کیوں دل کو بہلائے رکھوں گی

نہ ہنسا کرو چھوڑو لوگوں کی پرواہ کرنا

آخر کب تک خود کو دیپ کی جگہ جلائے رکھو گی

بادل تو بنے ہیں عرصے سے آج برسات ہوئے

دو

پھر منزل مل گئی

-- تحریر - اللہ دتہ چوہان - پنڈی بھیاں --

شہزادہ بھائی - السلام علیکم - امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔
میں اپنی ایک اور کاوش - پھر منزل مل گئی - کے ساتھ حاضر ہوں اور امید کرتا ہوں کہ اسے کسی قریبی شمارے میں جلد دے کر حوصلہ افزائی کی جائے گی اور بوقارئین میری حوصلہ افزائی کرتے ہیں میں ان کا بے حد شکر گزار ہوں اور شکریہ ادا کرتا رہوں گا اس امید کے ساتھ کہ اس دفعہ بھی مجھے آپ مایوس نہیں کریں گے اور انشاء اللہ آپ کا ساتھ رہا تو آئندہ بھی لکھتا رہوں گا اور آخر میں جواب عرض کی ترقی کے لیے دعاگوں ہوں کہ اللہ اسے زیادہ سے زیادہ ترقی عطا فرمائے آمین۔
ادارہ جواب عرض کی پالیسی کو مد نظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے نام تبدیل کر دیئے ہیں تاکہ کسی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کا ادارہ یا راسخز مدراء نہیں ہوگا۔

بیت گیانی نئی کہانیاں معرض وجود میں آئیں مگر محبت کرنے والے آج بھی زندہ ہیں اور تاقیامت زندہ رہیں گے محبت صرف جذبات کا نام نہیں ہے محبت مختلف زاویوں سے کی جاسکتی ہے۔

زیر نظر کہانی ان دو کرداروں کے گرد گھومتی ہے جنہوں نے محبت کی اور رکاوٹیں آئی مگر انہوں نے حوصلہ نہیں ہارا اور منزل کو پایا اور آج ازدواجی زندگی گزار رہے ہیں۔

آج میں حسب معمول اپنی شاہ کھول کر صبح کے وقت بیٹھا ہی تھا کہ موبائل پر بولنے کی نوید سنائی دی جب میں نے موبائل کی سکرین پر نظریں جمائیں تو ایک انجانے سے ٹکرنے مجھے پریشان کر دیا تھا پھر میں نے کال اوکے کی تو آگے سے ایک انجانہ سی آواز نے مجھے چونکا دیا۔

سلام دعا کے بعد اس محترمہ نے اپنا تعارف یوں کروایا کہ جی میرا نام سائرہ ہے اور میں سنگن پور سے بول رہی ہوں

بہت ترپاتے ہیں تمہارے ساتھ وہ گزری ہوئے لمحے کبھی خود رو پڑتے ہیں اور کبھی تیری یادیں رلا دو جتی ہیں۔

زندگی میں ہمیشہ نشیب و فراز آتے ہی رہتے زندگی میں اور وہ لوگ منزل پا لیتے ہیں جب کے اندر ثابت قدمی ہو اور حالات کا مقابلہ کرنے کی صلاحیت ان میں موجود ہو بڑی دل اور کاہل لوگ ہمیشہ اپنے نصیب کا ردنا دوتے ہیں محبت کرنا بھی کامیابی کی دلیل ہے محبت کرنا کوئی جرم نہیں مگر پاکیزہ محبت ہی انسان کو منزل تک لے جاتی ہے اور ایسی محبت جہاں ہوس اور لالچ کا غم شامل ہو وہ پائیدار نہیں ہوتی بلکہ لوگ مطلب پورا کر کے ہی کنارہ کشی کر لیتے ہیں اور زندگی تباہ ہو جاتی ہے اور بقیہ زندگی رونے دھونے میں گزر جاتی ہے محبت کا لفظ پاکیزگی کے ذمہ میں آتا ہے محبت نہ ہو تو رنگ و روپ بدلتی ہے اور نہ ہی محبت کے مفہوم کو بدلا جاسکتا ہے ہزاروں سال کا صدمہ

میں نے آپ کی کہانی با عنوان ساحلِ دہلے پڑھی اور دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر آپ کو کال کر دی اور سر میں آپ کو اپنی کہانی لکھوانا چاہتی ہوں اگر آپ تو اعتراض نہ ہو تو پھر

میں نے کہا کہ جی بتائیں آپ کی ستوری کیا ہے۔ نہیں سر پہلے آپ وعدہ کریں کہ آپ میری کہانی ضرور شائع کروائیں گے تو پھر مجھے مجبوراً وعدہ کرنا پڑا۔ آئیں قارئین میں آپ کو سائرہ کے پاس لے چلتا ہوں میرا نام سائرہ ہے اور مجھ سے بڑی دو بہنیں اس کے بعد میرا نمبر ہے میری پیدائش پر زیادہ خوشیاں توہ نانی گئی بلکہ ایک بوجھ سمجھ کر مجھے گھر میں قبول کر لیا گیا کیونکہ مجھ سے پہلے دوا چکی تھی۔ اب میرے امی اور ابو کو امید تھی کہ شاید بیٹا پیدا ہو مگر اللہ کی مرضی تھی اس

اللہ نے ایک اور بیٹی پیدا کر دی۔ قارئین میری پیدائش کے ڈیڑھ سال بعد میرے ابو کی دستھ ہو گئی جس کا میرے گھر والوں کو بڑا صدمہ ہوا لیکن اللہ کی مرضی کے سوا کچھ نہیں ہوتا پھر وقت گزرتا رہا اور مجھے پونچیس سال میں سکول میں داخل کروادیا گیا اور آہستہ آہستہ آگے چلتی ہوئی زندگی کے دس سال میں قدم رکھ چکی تھی پرائمری سکول میں میں نے پانچویں پاس کر لی تھی اس سے آگے مجھے پڑھنے سے روک دیا کیونکہ گھر کے خرچے بڑی مشکل سے چل رہے تھے اس لیے مجھے گھر کے کاموں میں لگا دیا گیا۔

مجھے پڑھنے کا بہت شوق تھا لیکن حالات ساتھ نہیں دے رہے تھے کیونکہ ابو کے مرنے کے بعد ہماری کچھ زرعی زمین بھی جو ہمارا ذریعہ معاش تھی اس کی آمدنی سے ہم گھر کا خرچہ چلا رہے تھے پھر آہستہ آہستہ وقت نے کروٹ بدلی اور میں زندگی کے سترہ سال بیٹا چکی تھی ہمارے گھر میں میرے کزن اور اسکی بیوی بھی رہائش پذیر تھے تو میرے کزن کی بیوی کے رشتے دار اکثر آتے رہتے تھے۔

ایک دن میں گھر کے کاموں میں مصروف تھی کہ اچانک گھر کی دیوار کے ساتھ لگی ہوئی بیل نے ہمیں متوجہ کیا وہ باہر کوئی آیا ہے تو میری امی نے مجھے کہا کہ سائرہ باہر دیکھو بیٹا کون ہے اتنی دیر میں پھر بیل جی اس دفعہ تو آنے والے نے ایسی بیل بجاتی کے شاید وہ اپنا ہاتھ بٹن پر رکھ کر بھول گیا تھا مجھے غصہ آیا لیکن منہ میں ہی بڑبڑائی کون ہے باہر سے کوئی آواز نہ آئی تو ایک دفعہ پھر میں نے پوچھا کہ جی کون ہے اتنے برس میں باہر کے دروازے کے قریب پہنچ چکی تھی جب میں نے دروازہ کھولا تو سانسے سانسے اک لڑکا کھڑا ہوا تھا جب میں نے اس کی طرف دیکھا غور سے تو دیکھتی ہی رہ گئی کیا جوانی تھی کیا حسن تھا چہرہ ایسا کہ میں نے بھی خواب میں بھی نہ دیکھا ہو گا حتیٰ کے میرے دل نے کہا کہ سائرہ یہی ہے تمہارا آئیڈیل یہی تمہارا راجہ ہے پھر اس لڑکے نے کہا جی میں آپ کے گھر میں میری امی آئی ہیں میں اسے لینے آیا ہوں پلیز انہیں بھیجے پھر اندر سے آواز آئی کہ بیٹا کون ہے تو میں نے کہا کہ امی کوئی لڑکا آیا ہے اور کہتا ہے کہ میری امی آئی ہیں میں انہیں لینے آیا ہوں۔

اچھا بیٹا نہیں اندر آئے پھر میں نے کہا کہ جی آپ اندر آجائیں اس وقت میرا دل بھی کر رہا تھا کہ کاش کچھ پل کے لیے یہ ادھر ہی رک جائے واقعی ہی دلوں میں رب رہتا ہے اور میری دعا بھی رب نے سن لی اور وہ اندر آ گئے جہاں میری امی اور میرے کزن کی بیوی بیٹھی تھیں وہ بھی ایک کرسی پر براجمان ہوئے تو مجھے امی نے کہا کہ بیٹا صفدر ہمارے گھر پہنچا دفعہ آیا ہے اس کے لیے بانی لے کر آؤ تو میں نے امی کو کہا کہ جی اچھا ابھی لے کر آئی پھر میں واپس کچن میں آ گئی ایک تختے کا گلاس ڈش میں رکھا اور اس میں پیسی ڈالی اور کانپتے ہوئے ہاتھوں سے صفدر کو دی تو صفدر نے پکڑ کر بعد میں میری طرف دیکھ کر شکر یہ ادا کیا اور پیسی پیٹنے لگ صفدر بھی بار بار میری طرف دیکھ رہا تھا

پھر کچھ دیر صفدر اور اسکی امی واپس جانے لگے میں بہت پریشان اہو گئی مجھے نہ جانے کا ہو گیا تھا صفدر کے جانے کے بعد یہ دل کسی کام میں نہیں لگ رہا تھا میں ہر روز انتظار کرتی میں نے ایک ہفتہ انتظار کیا جب بھی بیل بچتی میرا دل کہتا کہ صفدر آیا ہے پھر صبح سے شام اور شام سے صبح ہو جاتی صفدر کے انتظار میں ایک ہفتہ ہو گیا تھا جانے صفدر کو ہمارا خیال آیا کہ وہ ہمارے سونے دل کے دروازے پر دستک دینے چلا آئے اس دن تو حدی ہو گئی صبر کی لیکن خدا کا شکر ہے کہ اس بے رحم انسان کو بھی میرا خیال آیا اور تقریباً ہفتہ بعد صفدر ہمارے گھر میں تشریف لائے تھے تو میرے دیران گلشن میں بہار آئی اور میں نے صفدر کو بڑی حسرت بھری نگاہوں سے دیکھا پھر صفدر کو میں نے پانی پلایا اور صفدر ہم سے باتیں کرنے لگا اور تین گھنٹے بعد واپس چلا گیا مجھے ایسا لگ رہا تھا میں اب صفدر کے بغیر زندہ نہیں رہوں گی اب تو میرا دل صرف صفدر کے نام پر ہی دھڑکتا تھا لیکن مجھے تو یہ بھی نہیں پتا تھا کہ اب صفدر بھی مجھ سے پیار کرتا ہے کہ میں پھر تقریباً صفدر پہنچنے کے بعد ہمارے گھر میں آنے لگا ایسا لگ رہا تھا کہ مجھے وہ بھی میری محبت میں گرفتار ہے اور تقریباً پانچ چھ ماہ کا کمرہ گزر گیا تھا میں صفدر سے اظہار نہ کر سکی ڈرتی تھی کہ میں نے وجہ سے اظہار نہ کر سکی پھر ایک دن گھر میں اسکی بھی اپنی جان کی بہت یاد آ رہی تھی ابھی میں ان سوچوں میں کم تھی کہ باہر دروازے پر دستک ہوئی اور آواز آئی تو میں نے دوڑ کر دروازہ کھولا تو آگے صفدر کھڑے تھے تو میں نے دیکھتے ہی کہا کہ جناب اندر تشریف لائیں پھر صفدر اندر آئے اور میں نے انہیں ایک کمرے میں آکر میری جان نے پوچھا کہ گھر والے آج کدھر گئے ہیں تو میں نے وہ کسی کام سے نہیں گئے ہیں آپ نا میں کیسے ہیں جی میں ٹھیک ہوں سو سنا سنا ہے میں آپ سے ایک بات کہنا چاہتا ہوں جی خیر یہ کہنا چاہتا

ہو پھر صفدر میرے بازو سے پکڑ کر اپنے پاس بٹھالیا اور یوں جلوہ افروز ہوئے دیکھ سنا سنا ہے میں آپ سے بہت محبت کرتا ہوں پلیز برامت ماننا جس دن سے آپ کو دیکھا ہے نہ دن کو سکون ہے اور نہ رات کو نیند آتی ہے ہر وقت آپ کا چہرہ میری نظروں میں رہتا ہے اور پلیز سنا سنا میری محبت کو مت نکرانا اور آپ کا انکار میری موت بھی بن سکتا ہے۔

اچھا تو کوئی اور بات بھی کرنی ہے یا ختم ہو گئی آپ کی بات بس یہی کہنا تھا تو ٹھیک ہے میں آپ کو سوچ کر جواب دوں گی پھر میں نے صفدر کو پانی پلایا اور وہ واپس چلے گئے اور جاتے جاتے یہ کہہ کر گئے کہ میں رات کو آپ کا انتظار کروں گا مجھے ضرور جواب دینا پھر میں نے سارا دن سوچا اور بے چینی میں گزارا اور رات کو میں نے فارغ ہو کر صفدر جی میں آپ کی محبت قبول کرتی ہوں اور آپ کو بتانا چاہتی ہوں کہ مجھے بھی آپ سے محبت ہے اور میں پچھلے چھ ماہ سے آپ کو چاہتی ہوں اور آپ کی پوجا کرتی تھی لیکن ایک لڑکی ہونے کے ناطے میں اظہار نہ کر پائی آپ کا شکر ادا کرتی ہوں کہ آپ نے آج اظہار محبت کر کے مجھے بکھرے سے بچالیا ہے۔

پھر ہماری روز فون پر بات ہونے لگی ہم گھنٹوں باتیں کرتے رہتے تھے اس دوران میں اور صفدر ہمارے گھر میں ہی ملتے بھی رہتے تھے ہم بھی باہر نہیں ملے تھے ایک دفعہ ہم ایک کمرے میں بیٹھے ہوئے باتیں کر رہے تھے کہ اوپر سے میری نانی امی آگئی اور انہوں نے ہمیں دیکھ لیا اس وقت تو اس نے ہمیں کچھ نہ کہا پھر جب میری امی گھر میں آئی تو نانی نے ساری بات بتا دی پھر نانی نے مجھ سے پوچھا تو میں نے امی کو صاف صاف بتا دیا کہ صفدر سے پیار کرتی ہوں اور اسی سے شادی کروں گی سنا سنا ہے میں پگل مت بنو تمہارا رشتہ تو تمہارے تایا یا نگ رے میں اس لیے تمہارے اس فیصلے کو گھر میں کوئی بھی قبول نہیں

کی امی نے کہا کہ میں سارہ کا رشتہ مانگنے آئی ہوں
صفدر کے لیے تو امی نے کہا بہن مجھے تو کوئی اعتراض
نہیں اسلئے آج سے تمہاری بیٹی ہے اور جب آپ کا
جی چاہے اسے بیا کر لے جانا جب میں نے یہ باتیں
سنی تو یقین مانو میں خوشی سے پاگل ہو گئی اور اب
میرے پاؤں زمین پر نہیں ٹک رہے تھے۔

پھر باقاعدہ ایک ماہ بعد ہماری منگنی ہو گئی اور
یوں میں صفدر کے نام کی انگوٹھی پہن کر بہت خوش
محسوس کرنے لگی تھی دوسرا دکھ مجھے یہ ہوا کہ میرے
ماسوں اور تاجا جان میری منگنی میں نہیں آئے تھے لیکن
مجھے اس کی کوئی پروا نہیں تھی میری رات کو صفدر سے
بات ہوئی ہم دونوں نے بہت خوشی کا اظہار کیا ہم روز
فون پر باتیں کرتے اور مستقبل کے سنہرے خواب
اپنی آنکھوں میں سا کر مچاتے اسی وقت کا یہ یہ چلتا
رہا اور ہماری منگنی کو ایک سال ہو گیا اب صفدر ہمارے
گھر کم ہی آتے تھے اور یوں ہماری شادی کی ڈیٹ
مقرر کر دی گئی جس پر ہم دونوں بہت خوش تھے اسی
طرح ہی دن خوشی سے گزر رہے تھے ابھی شادی میں
ایک مہینہ تھا کہ صفدر اور یہ مجھ سے بدلا بدلا سنا تھا
جب بھی شکایت کرتی تو صفدر یہ مجھے ڈانٹ دیتا اور کا
نمبر بھی کافی دیر بزی ملتا جس کا مجھ کو بہت دکھ ہوتا تھا
اگر کہیں دوسرے دن بعد ہوتی تو وہ کہتے تم اپنے کام
سے کام رکھو نہیں صفدر میرے ساتھ ایسا نہیں کر سکتے
مگر ان پر میری ان باتوں کا کوئی اثر نہ ہوتا آخر تنگ
آ کر میں نے صفدر کو آخر دفعہ کال کی اور سچانے کی
کوشش کی تو صفدر نے پھر ایک دفعہ مجھے ڈانٹا اور کہا
کہ تم کون ہوتی ہو مجھے سچانے والی بات پر مجھے بہت
غصہ آیا اور میں نے بھی غصہ میں آ کر صفدر کو کہہ دیا کہ
آج کے بعد میں آپ کو فون کروں گی اور نہ ہی آپ
سے کوئی بات کروں گی اور ہاں آج کے بعد تمہارے
گھر سے کئی بھی نہ آئے ہمارے گھر اور تمہارا ورشتہ
ختم اتنا کہہ کر میں نے فون بند کر دیا اور ہر روز ایک نئی

کرے گا اس لیے تم صفدر کا خیال دل سے نکال دو
نہیں امی جان ایسا نہیں ہو سکتا میں نے صفدر سے
قرآن پر ہاتھ رکھ کر وعدہ کیا ہے اور اگر میری شادی
تمہارے ساتھ نہ ہوئی تو میں اپنی زندگی ختم کر لوں گی
اگر تمہارا یہی ارادہ ہے تو میں گھر میں بات کرتی ہوں
نہیں امی مجھے گھر والوں کی کوئی پروا نہیں ہے تم نے
بات کرتی ہے تو کرو لیکن میرے ساتھ زبردستی نہ کرنا
کیونکہ زندگی میں نے گزارنی ہے کسی اور نے نہیں پھر
امی نے مجھے دلا سہ دیا اور ارات کو تاجا جان اور ماسوں
سے بات کی مگر انہوں نے انکار کر دیا باقی گھر والے
مان گئے کہ ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے اب اصل
معاملہ تاجا جان اور ماسوں کا تھا پھر میں نے خود ہمت
کر کے نانی سے بات کرنے کا سوچا اور نانی سے میں
نے بات کی اور انہیں بتایا کہ آپ ماسوں اور تاجا کو
سمجھا میں تو نانی نے بھی مجھ سے وعدہ کیا کہ میں
سمجھاؤں گی انہیں پھر میری نانی نے ان سے بات کی
لیکن ان کے کہنے کے باوجود ان پر کوئی اثر نہ ہوا اور وہ
اپنی ضد پواڑے رے پھر میں نے اپنی والدہ سے
کہا کہ مجھے نہیں پتہ اگر آپ لوگوں نے میرے ساتھ
زبردستی کی تو تو میں زہر کھالوں گی اور اپنی جان دیے
دوں گی مگر صفدر کے علاوہ کسی اور کو اپنا جیون ساتھی
نہیں بناؤں گی اس لیے آپ میرا رشتہ صفدر سے ساتھ
طے کریں۔ چلو ٹھیک ہے چوتھے ہیں بیٹا پھر میں نے
صفدر سے بات کی آپ اپنے گھر والوں کو رشتہ کے
لیے بھیجی جو جس کی حامی صفدر نہ بھری اور کہا کہ میں صبح
ہی اپنی امی کو بچوں کا اور صبح میں ان کے گھر والوں کا
انتظار کرتی رہی اور پھر یوں ایک دو گھنٹے بعد صفدر کی
امی آئیں اور مجھے کچھ سکون ملا پھر میں نے صفدر کی
امی کو پانی پلایا اور انکے لیے کھانا تیار کرنے لگی اور
صفدر کی امی نے میری امی سے بات کی بہن میں آپ
کے گھر میں سوانی ہو کر آئی ہوں پلیز مجھے خانی نہ مت
بھیننا تو امی نے کہا کہ بہن بتاؤ کیا بات ہے پھر صفدر

صبح صفدر کی یاد میں لی کر آتی اور مجھے رلاتی رہتی پھر تقریباً پندرہ دن بعد صفدر کی امی آئی اور کہا کہ بہن جی اب تم ایسا نہ کرو ہمارے ساتھ ہم نے شادی کی ڈیٹ مقرر کر دی ہے اور اب ہماری سے عزتی ہے اس لئے آپ انکار نہ کریں پھر امی نے مجھ سے پوچھا کہ بتاؤ اب کیا بات ہے تو میں نے امی کو کہا کہ میں نے شادی نہیں کرنی آپ انہیں جواب دے دیں پھر امی نے کہا بہن اب نہ جانے کیا ہو گیا ہے سائرہ خود ہی نہیں مان رہی کیا کروں اس لیے یہ شادی اب نہیں ہو سکتی تو صفدر کی امی بہت پریشانی کے عالم میں واپس چلی گئی پھر صفدر نے اپنی امی سے پوچھا کہ انہوں نے کہا ہے انہوں نے تو صفدر کی امی نے جواب دیا کہ اب سائرہ خود ہی نہیں مان رہی ہے انہوں نے جواب دے دیا ہے اور اب سائرہ خود ہی نہیں مان رہی شادی کو۔ پھر صفدر نے مجھے اسی وقت فون کیا جو میں نے نہ سنا سارا دن صفدر فون کرتا رہا لیکن میں نے غصہ میں صفدر کا فون نہ سنا وہی رات ہو گئی اور ایک دفعہ صفدر نے مجھے فون کیا اور میں نہ چاہتے ہوئے بھی صفدر کا فون سننے لگی اور آگے سے صفدر رونے لگا اور مجھے کہا پلیز سائرہ مجھے چھپے سے میں نے تمہارے ساتھ زیادتی کی ہے اور اس لیے مجھے اب معاف کر دو اور میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ آئندہ آپ کو کبھی بھی شکایت کا موقع نہیں دوں گا پلیز ایک دفعہ مجھے موقع دے دو پلیز ایک بار مجھے موقع دے دو صرف ایک بار معاف کر دو۔ پھر میں نے صفدر دے کہا کہ جان جی تم سے پہلے میں نے نہ بھی کسی سے پیار کیا تھا اور نہ ہی اب کسی سے کروں گی میں تمہارے بغیر کسی کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتی اور اب تم نے کسی لڑکی کی طرد آنکھ اٹھا کر بھی دیکھا تو میرا ہوا منہ دیکھنا میں یہ ہر گز برداشت نہیں کروں گی کہ میری جان کسی اور کی طرف دیکھے صفدر تم کو میری جان تو میری روح ہو تو پھول سے خوشبو جدا ہو جائے تو پھول نہیں رہتا

لوگ اسے مسل دیتے ہیں ایسا ہی کچھ حال میرا بھی ہے پھر ہماری صبح ہو گئی میں نے صفدر کو ایک نظم سنائی۔
 کیا تلا میں تم کو یاد جانا کیا حال ہے ہمارا
 تیری یاد ستانی سے تو کرتے ہیں دینا سے کنارہ
 ہزاروں باتیں کی تمھی تم نے مجھ سے
 یاد تم کو میں نے کر کے رکھا
 کیسے لوگ جیتے ہیں کسی کو بھول کر
 ہم نہ بھول پائے چہرہ تمہارا
 پیار جھوٹ ہے فریب ہے اس سے دور رہو
 بھول جاؤ گے ورنہ دنیا کا نظارہ
 راتوں کو بڑھ نہیں یاد کرتے ہیں
 دل ٹوٹ گیا یاد رہ گئی
 اور ہم سے جھوٹ گیا ساتھ تمہارا
 پھر میں نے صفدر کو کہا کہ ٹھیک ہے اب تم تیاری کرو شادی کی اس طرح صفدر بہت خوش ہو گیا پھر ہم بھی شادی کی تیاری شروع کر دی پھر ایک دن صفدر کی امی ہمارے گھر آئی اور کہا کہ سائرہ تم تیار ہو جاؤ بازار جانا ہے شاپنگ کرنے کے لیے میں نے پھر امی سے پوچھا تو امی نے کہا کہ ٹھیک ہے تم چلی جاؤ ان کے ساتھ تو میں نے کہا کہ امی آپ بھی ہمارے ساتھ چلیں تو امی بھی تیار ہو گئی اور ہم سب مل کر بازار چلے گئے وہاں سے پہلے ہم نے کپڑے خریدے پھر اس کے بعد ہم نے لنگا خرید ایموزی اور صفدر کی پسند کا تھا مہرون کلر میں وہ بہت ہی اچھا لگ رہا تھا تو وہ ہم نے خرید لیا پھر کچھ میک اپ خرید اور آخر میں آکر جوتے اور شام کو ہم واپس گھر آ گئے صفدر اور اس کی امی اپنے گھر چلے گئے رات کو میں اور صفدر کی پھر فون پر بات ہوئی تو صفدر بہت ہی خوش لگ رہا تھا اور کہنے لگا کہ سائرہ میں تو سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ میں اتنی آسانی سے منزل مل جائے گی تو میں نے کہا کہ جناب یہ پیار تو کسی کسی کو ملتا ہے بڑے خوش نصیب ہوتے ہیں وہ لوگ جن کو پیار میں منزل ملتی ہے اور اب ہم بھی اپنے

آپ کو بہت خوش نصیب سمجھتے ہیں پھر صفدر نے بتایا کہ میرے گھر والے بھی بہت خوش ہیں اس طرح شادی کی تیاری دونوں طرف سے عروج پر تھی ہم جو بھی چیز لیتے ایک دوسرے سے مشورہ کر کے لیتے صفدر نے اپنے اور ہمارے شادی کارڈ اکٹھے پرنٹ کروائے سب سے پہلے ہم نے شادی کارڈ ماموں اور تایا کو بھیجے جو انہوں نے لینے سے انکار کر دیا ہم نے بہت واسطے پائے بہت ہی میٹیں کیں مگر وہ لوگ نہ مانے وہ اپنے فیصلے سے کس سے کس نہ ہو رہے تھے۔

اسی وجہ سے ہم کافی پریشان ہو گئے تھے خیر پھر ہم دوسرے دن رشتہ داروں اور عزیزوں کو کارڈ بھیجے دوستوں کو بھی کارڈ بھیجے طرح کرتے کرتے ہماری مہندی کی رات آگئی میری اور صفدر کی مہندی ایک ہی رات تھی وہ رات بھی جس کی ہر لڑکی کو خوشی ہوتی ہے میری مہندی میں چند رشتہ دار اور عزیز سہیلیاں آئی ہوئی تھی مگر طرف خوشیاں ہی خوشیاں تھیں خوشی کا سماں تھا ہر طرف نغمے گائے جا رہے تھے گھر میں ایک بہت ہی زبردست ماحول تھا پھر رات کو مہمانوں کو کھانا پیش کیا گیا نے سے فارغ ہو کر ہم نے مہندی کی تیاری شروع کر دی پھر مجھے سہیلیوں نے تیار کر کے اسٹیج پر لا کر بٹھا دیا پھر مجھے گانا باندھا گیا اور اس کے بعد مہندی لگائی گئی اور پھر میری سہیلیوں نے ڈھولک کی تاپ پر نغمے گائے اور ڈانس کیا بہت ہی حسین محفل اور یوں یہ پروگرام میں تین بجے ختم ہو گیا پھر میں نے پہلے ہی لمحے اپنی جان صفدر کو کال کی اور اس سے خیریت دریافت کی تو صفدر نے کہا کہ ہم بھی ابھی فارغ ہوئے ہیں میں آپ کے ہی بارے میں سوچ رہا تھا کہ آپ کی کال آگئی صفدر جی دیکھو لو میں نے اپنا وعدہ پورا کر دیا ہے میں نے تمہارے نام کی مہندی لگا لی ہے مبارک ہو تم کو اب تو خوش ہو نا مری جان یوں ہی ہماری آدھا گھنٹہ بات ہوئی رہی پھر ہم نے فون بند کر دیا اور پھر کچھ لمحے کے لیے آنکھیں بند کی اور صبح

ہو گئی انیس تاریخ کا دن تھا پھر ہم نے سب مہمانوں کو ناشتہ کروایا اور یوں صفدر نے کال کی مجھے بتایا کہ جلد سے تیار ہو جاؤ میں ٹھیک دو بجے تمہیں لینے آ جاؤں گا ذرا جلدی سے تیار ہونا اور پھر مجھے تیار کرنے کے لیے بیوی پالر سے لڑکیاں آئی تھیں ابھی وہ مجھے تیار کر رہی تھی کہ باہر ایک دم شور شروع ہو گیا بارات آگئی بارات آگئی جب میں نے گھڑی کی طرف دیکھا تو وہی دو بجے تھے صفدر بھی اپنے وعدے کے پکے تھے پھر میں کچھ دیر کے لیے بارات دیکھنے اپنی سہیلیوں کے ساتھ باہر آئی ج میں نے ایک گھڑی سے دیکھا تو بارات بڑی دھوم دھام سے بڑی پر جوش طریقے سے آ رہی تھی بیٹھا باجے بجائے جا رہے تھے اور ڈھول کی تھاپ پر صفدر کے چند دوست لڈی ڈال رہے تھے آج وہ نئے خولہ دھرت لگ رہے تھے میری بہنوں اور سہیلیوں نے مل کر بارات کا استقبال کے لیے پھول نچار کے اور یوں بارات آگئی مطلوبہ جگہ پر بیٹھ گئی پھر سب سے پہلے باراتیوں کو بیٹی پلائی گئی اور اس کے بعد ہمارا نکاح ہوا اور پھر بارات کو کھانا کھلایا گیا کھانے سے فارغ ہو کر صفدر کو گھر میں لیکر آئے اور چند کیمیں ہوئیں اور جس میں دودھ پلائی کی رسم سب سے الگ صفدر تھی جس میں تکرار ہوئی اور پانچ ہزار دے کر صفدر کو سالیوں نے بخشا سلامیاں ہوئی پھر مجھے بھی صفدر کے پاس لا کر بٹھایا گیا یوں میرے گھر والوں کی طرف سے صفدر کو سلامیاں ہوئی اور یوں میری جان مجھے میری ہی گھر سے چرا کر اپنے ساتھ لے گئے پھر ہم لوگ گاڑی میں بیٹھ کر اپنی منزل کی طرف روانہ ہو گئے میرے ساتھ چھٹی سیٹ پر صفدر کی بہنیں بھی موجود تھیں اور فرنٹ پر صفدر براجمان تھے اور یوں ہم تین گھنٹے کے سفر کے بعد صفدر کے گھر پہنچ گئے بہت ہی پیارا سا گھر سارے گھر کو لائٹوں سے سجایا ہوا تھا۔

پھر سب سے پہلے مجھے ایک کمرے میں بیٹھایا

ہو جاتی اور لیکن نہیں ایسا ہوتا نہیں ہے پھر ہم نے صبح اٹھ کر نماز ادا کی اور ہمیشہ ایک ساتھ رہنے کی اپنی رب سے دعا کی اور پھر میری امی اور چند رشتہ رات ہمارا ناشتہ لے کر آگئے جو میں نے اور میری جان نے مل کر کیا اور پھر صفدر کو باہر چال گیا اور ولید کے کھانا بنوانے اور میں تیار ہونے لگی اتنی دیر میں صفدر کی امی آئی میرے کمرے میں کہ بیٹا جلدی سے بیوٹا پارلر چلو وہاں پر تیار ہو لینا اور پھر میں اور صفدر کی بہن مل کر ساتھ بیوٹی پارلر چلی گئیں اور تین گھنٹے کے بعد ہم تیار ہو کر ویسے میں آئی اور وہاں پر تقریباً سب مہمان آچکے تھے کھانا بھی تیار تھا۔

پھر کچھ دیر مہمانوں کو کھانا کھلایا میں نے اور صفدر نے مل کر کھانا کھایا پھر ہم لوگ واپس گھر آ گئے امی نے کہا کہ تیاری کرو تو میں نے کہا کہ امی آنٹی تو کہے وہ ہمیں ہمارے ساتھ جانے کی اجازت دے پھر ہم جائیں گے تو امی نے آنٹی سے بات کی تو انہوں نے کہا کیوں نہیں آپ لے جائیں ساتھ میں اور صفدر دونوں مل کر امی کے ساتھ چلے گئے ہما وہاں دو دن رہے اور امی کے گھر میں ہمیں پیچھے سے صفدر کی بہن اور بیوٹی لینے آ گئے اور ہم ان کے ساتھ واپس آ گئے اور پھر دعوتوں کا سلسلہ چل نکلا کبھی کسی کے ہاں تو کبھی کسی کے ہاں ہر روز ہم کسی جگہ رشتہ داروں کے گھر دعوت کھانے جاتے وقت اسی طرح ہی پر لگا کر اڑتا رہا اور میں نے صفدر کے گھر کو اب اپنا گھر سمجھا اور پہلے اپنا کمراسٹ کیا صفدر صبح کام پر جاتے اور شام کو لوٹ کر آتے تھے ایک دو دفعہ فون پر بات جاتی اسی طرح کرتے کرتے چودا آگسٹ آگیا میں نے صفدر نے باہر گھومنے کا پروگرام بنایا اور صفدر کی بہن نے کہا کہ میں نے بھی جانا ہے ہم نے اسے بھی ساتھ چلنے کے لیے تیار کر لیا اور امی جان سے اجازت لی اور اور ہم قریب ہی دریا پر جانے کا پروگرام بنایا۔ سیدھے وہاں پر ہی چلے گئے جب ہم وہاں پر گئے تو

گیا جہاں پر رسمیں ہوئی اور پھر سلامیاں دینے اور دیکھنے والوں کیا تانا بندھ گیا اسی طرح ہی ٹائم کا احساس ہی نہ ہوا اور رات گیارہ بجے پھر اس کے بعد مجھے اپنے کمرے میں بٹھایا گیا پھر اس کے بعد مجھے اپنے کمرے میں بٹھایا گیا وہ کمرہ تھا جس میں ہمارا پند لگا ہوا تھا اور اوپر مسہری نہایت ہی خوبصورتی سے لگائی گئی تھی کمرہ ایسے لگ رہا تھا کہ جیسے جنت کے باغوں میں ایک باغ ہو پھر مجھے زیادہ دیر انتظار نہ کرنا پڑا اور کچھ ہی دیر میں صفدر میرے پاس کمرے میں داخل ہوئے اور سب سے پہلے صفدر نے نہایت ہی بادل طریقی سے سلام علیکم کہا اور پھر جوتے اتار کر بیڈ کے اوپر میرے پاس بیٹھ گئے پھر میری جان نے سب سے پہلے میرا ٹھونٹھٹ اٹھایا اور اپنے ہاتھوں سے میرا چہرہ اوپر کیا اور کر کے صرف اتنا ہی کیا کہ کتنا پیارہ یہ چہرہ ہے اور جس پہ ہم مرتے ہیں کوئی نہ جانے کہ ہم اسے کتنا پیار کرتے ہیں۔

درگم مل کے نہیں گے ارادہ کر لیں ہم نہ نوٹے گے کبھی آؤ وعدہ کریں ہم صبر جانے کے خیال سے بھی ڈرتے ہیں کتنا پیار ہے یہ چہرہ جس پہ ہم مرتے ہیں سفر پیار کا ہوتا ہے بڑا ہی مشکل گر کے جو سنبھلے لے اس کو منزل راہ کیسی بھی ہو ہم شوق سے گزرتے ہیں کتنا پیار ہے یہ چہرہ جس پہ ہم مرتے ہیں یہ نہ جانے کہ ہم اسے کتنا پیار کرتے ہیں پھر صفدر نے مجھے ایک گولڈن رنگ پہنائی اور نگین میرے ہاتھوں میں پہنانے اور پانچ ہزار روپے بھی مجھے دیا اور پھر ہم نے کھانا مل کر کھایا صفدر نے مجھے اپنے ہاتھوں سے کھانا کھلایا پھر ہم سونے کی تیاری کرنے لگے یہ رات ہمارے لیے بہت ہی خوبصورت رات تھی ہم اس رات کو ہر کر جانا چاہتے تھے کاش وہ وقت اپنی جگہ ٹھم جاتا اور یہ رات اتنی بھی

زیادہ سے زیادہ خیال رکھنے لگی تو صفر کو میں نے اب آئندہ ایک دفع میں نے کہا کہ میں اب تم سے کبھی جھگڑا نہیں کروں گی جو ہوا اس کی میں معافی مانگتی ہوں اور یوں میں نے صفر کا ایک دفع پھر دل جیت لیا اب وہ میرا ہر طرح کا خیال رکھتے ہیں جو میں چیز ہیتی ہوں وہ مجھے فوری مل جاتی ہے اور یوں ہمارا گھر کسی جنت سے کم نہ تھا پھر ایک دن صفر نے مجھے ایک نظم سنائی جو یوں تھی۔

ابنی حسین آنکھوں میں چھپا لو مجھ کو
محبت اگر کرتے ہو تو چرا لہو مجھ کو
کھوئے کا اگر خوف ہے تو میری جان
اپنے بدن کی جادر بنا لو مجھ کو
صرے ساحل پہ چھوڑ دو گے وعدہ کرو
تم ابھی آغاز سفر میں بنادو مجھ کو
زندگی بھی تیرے نام کروں گا میں
بس چند لمحے اپنے سینے سے لگا لو مجھ کو
پھر اس کے بعد میں نے صفر کو اس کا جواب کچھ یوں دیا۔

دل تو کرتا ہے کہ زمانے سے چرا لوں تجھ کو
دل کی دھڑکن کی طرح دل میں بسا لوں تجھ کو
کوئی احساس جدائی کا نہ پانے گا
اس طرح خود میں میری جان چھپا لوں تجھ کو
روٹھ جاؤ تو اگر میری جان وفا
ساری دینا سے تھا ہو کر منالوں تجھ کو
جب بھی دیکھوں تیرے چہرے سے یہ اداسی کا

سماں

میں یوں ہی چاہوں اس طرح ہنس لوں تجھ کو
اس طرح ہی دن بھر خوشی گزار رہتے تھے کہ
ایک دن میں نے صفر کو خوشخبری کی کہ آپ باپا بنے
والے ہیں تو صفر کی خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی تھی وہ
مجھے اپنی بانہوں میں بھر کر بہت پیار کرنے لگے پھر اس
کے بعد یہ خبر سارے گھر والوں کو سنائی تو گھر میں بھی

آگے بہت رش تھا لوگ کافی دور دور سے آئے ہوئے
تھے پھر ہم گھومنے لگے اور جب تھک گئے تو پھر ہم
نے کسی پر سوار ہو کر سیر کرنے لگے ہم نے تقریباً ایک
گھنٹہ کسی ہی گزرا اور اسی طرح ہم نے کھانا کھایا اور
شام کو واپس آ گئے واپس آ کر ہم تیاری کر دی کیونکہ
تین دن بعد میری کزن کی شادی تھی ہم نے وہاں جانا
تھا اور شادی سے ایک دن قبل میں اور صفر دونوں
بازار گئے اور کچھ چیزیں لیں تھیں اور گلے دن ہم دونوں
مل کر گزرا نوالہ شادی پر چلے گئے وہاں جا کر مجھے تو
بخار نے گھیر لیا جس کی وجہ سے صفر پریشان ہو گیا اور
فوری ڈاکٹر کو بلا دیا اور میرے لیے میڈیسن لی اور خود یہ
چائے بنا کر مجھے میڈیسن کھلائی اور اس رات صفر
میرے ساتھ ہی رہے تھے صبح کو مجھے کچھ آرام آیا تو
صفر کی جان میں جان آئی۔

پھر ہم نے ملکر ناشتہ کیا پھر تھوڑی دیر بعد ہم تیار
ہوئے لگے اور یوں ہم سب تیار ہو کر شادی ہال میں
چلے گئے کچھ دیر انتظار کیا پھر بارات آئی پھر نکاح ہوا
اور بارات کی تو انصاف مختلف کھانوں سے کی گئی اور یوں
بارات والے دہن کو لے کر واپس چلے گئے ہم سب
لوگ واپس گھر آ گئے آ کر مجھے پھر بخار ہو گیا تھا جب
صفر نے دیکھا کہ مجھے پھر بخار ہو گیا ہے تو وہ پریشانی
کے عالم میں ڈاکٹر کے پاس لے گیا اور پھر مجھے
میڈیسن لے کر دی اور جس سے تیرا دران ٹھیک ہو گئی
اور میں سکون سے سو گئی تھی۔

اگلی صبح ہم واپس اپنے گھر چلے گئے اور دوران
میرے سوال والوں نے مجھے کوئی شکایت کا موقع نہ
دیا ہم ہنسی خوشی رہنے لگے لیکن صفر کے ساتھ اکثر میرا
جھگڑا رہتا تھا کیونکہ صفر کو کبوتروں کا شوق تھا اور
ہماری اسی وجہ سے لڑائی ہوتی تھی صفر کی امی بہت
اچھی تھیں وہ ہمارے درمیان صلح کروادیتی تھیں اور مجھے
صرف صفر سے شکایت تھی کیونکہ مجھ سے زیادہ اسے
کبوتر پسند تھے پھر میں نے بھی صبر کر لیا اور صفر کا

ہوتے ہیں انسان نہ تو اپنی مرضی ہی سے دنیا میں آتا ہے اور نہ ہی اپنی مرضی سے دنیا سے جاتا ہے ہر چیز کا ایک وقت مقرر ہوتا ہے اور وہ لوگ ہمیشہ کامیاب ہوتے ہیں جو قسمت کے فیصلوں پر یقین کرتے ہیں اور اپنی مرضی سے فیصلے نہیں جانتے آپ کی رائے کا منتظر رہوں گا۔

جذبہ اگر سچا ہے تو منزل مل ہی جاتی ہے چوہان میں نے صحر میں پھولوں کو بھی اٹھلے دیکھا ہے

اگر وہ مہربان ہوتی

اگر وہ مہربان ہوتی

تو میری آنکھ میں نہ جھلملاتی

نہ میرے دل کی واویں میں

خیزاؤں کا قافلہ رکنا

اگر وہ مہربان ہوتی

میری بے نور آنکھوں میں

ستارے قید کر دیتی

میری زخمی ہتھیلی پر

وہ ایک پھول دھرو دیتی

وہ یہ کہتی

محبت روشنی ہے رنگ ہے

خشبو ہے ستارہ ہے

قسم مجھ کو محبت کی

مجھے تو سب سے پیارا ہے

مگر ایسا وہ تب کر لیتی

اگر وہ مہربان ہوتی

دین محمد جنوئی ڈھاڈر بولان

اے کے نام۔ کبیر والا کے نام

ایسے دور جاؤ اپنی منزل کو بھلا کے تم

کہ آشیاں جو اپنا ہون پر نہ بھولا نہیں کرتے

عبدالجبار رومی چوہنگ

ایک خوشی کا سماں تھا سبھی گھر والے میرے صدقہ واری ہونے لگے اور میرا بہت خیال رکھنے لگے صفدر کی امی تو میرا بہت ہی خیال رکھتی تھی کبھی بھی مجھ کو کام نہ کرنے دیتی اگر میں کوئی کام کروتی تو مجھے ڈانٹ دیتی جب صفدر مجھے یوں فارغ بیٹھے تو میرے ساتھ لڑنے لگتے اور کہتے کہ ساڑھ جا نہ بھی کوئی کام بھی کر لیا کرو یوں ہی فارغ نہ بیٹھا کرو اور پھر کچھ دیر بعد خود ہی مجھے منالیتے یوں ہمارے گھر میں بہت ہی خوشیاں اور پیار کرتے اور میرا خیال رکھتے اب صفدر سے اکثر ہتی ہوں۔

جب تم پردیس میں جاتے ہو

تو شاید یہ پھول جاتے ہو

نہ کبھی خط لکھنا نہ فون کرنا نہ بھیجا کوئی پیغام

میرے پیار سے تم غافل رہے سب کچھ

ہم تو تیرے خیالوں میں کم رہتے ہیں شب روز

وقت گزرتا ہے تیرا لیتے ہوئے نام

الفاظ کی کوئی توجہ ہے مصروف ہو یا مجھ سے تھا

ہو تم بن چکی بہت پریشان ہے صفدر جان سب بتاؤ

ماجر کیا ہے درد اتوں میں نیند نہیں آتی ہر پل تیری یاد

ہے ستانی طبع کی ہر کمزری ناگ بن کر ڈستی ہے ہر پل

تیری کمی کا احساس ہوتا ہے صفدر جان اداس کر جاتے

ہو بے قرار کر جاتے ہو حال تک نہیں پوچھتے جان

صفدر مجھے جیسے جی مار جاتے ہو۔

جی قارئین یہ تھی ساڑھ کی داستان جس کو ساڑھ

نے لفظوں میں تحریر کرنے کی نام کوشش کی ہے محبت

جی ہو تو منزل مل جاتی ہے اگر رشتہ وفا کا ہو تو جی

نہیں ہوتی اعتماد کرنا محبت کا پہلا بنیادی اصول ہے اور

شک کی وجہ سے گھر اجڑ جاتے ہیں رشتوں میں

دراڑیں پڑ جاتی ہیں اور لوگ اپنی چالوں میں کامیاب

ہو جاتے ہیں محبت میں پاکیزگی ہو تو ملن آسانی ہو

جاتا ہے قسمت والوں کو منزل ملتی ہے اور نہ محبت میں اکثر

ناکامی ہی مقدر میں دہتی ہے لیکن سب تقدیر کے فیصلے

میرے خواب ریزہ ریزہ

-- تحریر -- ایم عمر دراز آکاش جرنالوالہ --

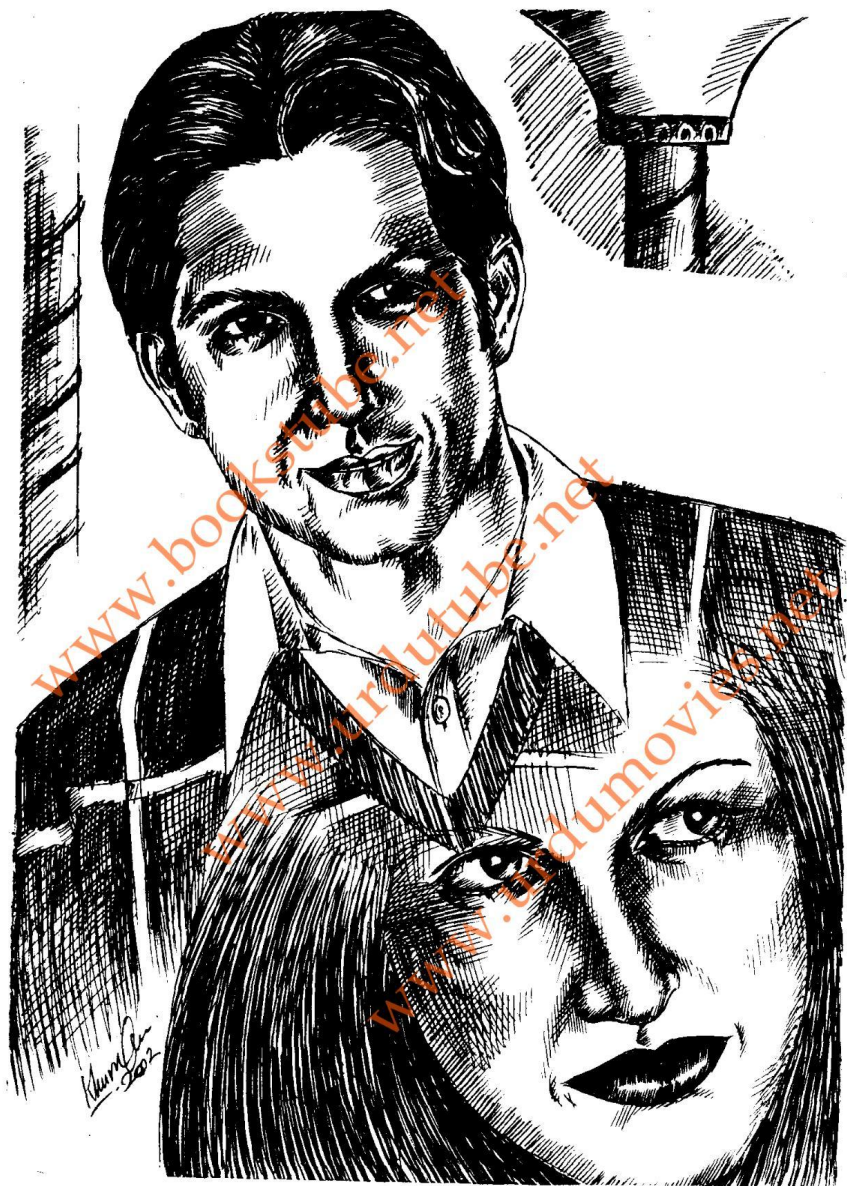
شہزادہ بھائی! السلام علیکم۔ امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔
اس دفعہ آپ کی خدمت میں ایک اور داستان حاضر ہوا ہوں امید ہے کہ اسے قریبی شمارے میں شائع کر کے شکریہ کا موقع فراہم کر سکیں گے۔ میں نے اس کہانی کا نام۔ میرے خواب ریزہ ریزہ۔ رکھا ہے۔ جبرائیل آفریدی۔ منظور اکبر شمس۔ ارمان سنگھ۔ مجید احمد جانی۔ رائے زبیر خاں۔ رائے شاہد کھرل۔ علی رضا۔ مجاہد چاند۔ حماد ظفر ہادی۔ آصف سانول۔ تمام دوستوں کو بخیرتوں بھرا سلام پیش کرتا ہوں آخر میں ریاض احمد صاحب۔ اور جمال الدین صاحب کے لئے خصوصی دعا کہ آپ جواب عرض کا سلسلہ جوں کا توں رواں دواں رکھے ہوئے ہیں اللہ جواب عرض کو تری مظاہرے مائے آمین۔۔
ادارہ جواب عرض کی بائیس کومت نظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے نام تبدیل کر دیئے ہیں تاکہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کا ادارہ یا نثر ذمہ دار نہیں ہوگا۔

میرا نام کوئل ہے میں اک گاؤں میں پیدا ہوئی ہم چار بہن بھائی ہیں اور میں دوسرے نمبر پر ہوں میں زیادہ پڑھ لکھ نہ سکی بس مڈل تک پڑھا ہے جس کی وجہ سے ہمارے معاشرے میں کی جہالت کی حالانکہ مجھے پڑھنے کا کافی شوق تھا لیکن میرا یہ شوق گھر والوں کی ان کی بھینٹ چڑھ گیا۔

یہ ان دنوں کی بات ہے جب میں سولہ برس کی تھی میرے بھائی کراچی کام کرتے تھے اور کام پر جاتے ہوئے ایک موبائل فون کا سیٹ گھر میں دے جاتے تاکہ گھر کے حالات سے باخبر رہ سکیں یوں چھ دن بیٹے گھر کے نمبر پر جو کہ زیادہ تر میرے پاس رہتا تھا ایس ایم ایس آنے لگے میں نے زیادہ توجہ نہ دی ایک ہفتہ تک مسلسل ایس ایم ایس آتے رہے اس کے بعد کالے نا شروع ہو گئیں میں نے کسی قسم کا کوئی رپلائی نہیں کیا اور نہ ہی کال پیک کی وہ اجنبی نمبر والا سلسلہ دھڑاتا رہا۔

جدد ابو کردونوں ہی جی رہے ہیں کبھی دونوں ہی کہتے تھے کہ ایسا ہو نہیں سکتا کسی دھمکی سے یا زبردستی حاصل نہیں کیا اعتبار کیا سکتا یہ تو مقابل کی سوچ میں دھیرے دھیرے اتارنا ہے جیسے دھلتی ہوئی رات کی مدھم تاریکی میں سورج کی نرم کرنیں دھیرے دھیرے اتر کر تاریکی کا سینی چیر دیتی ہیں صرف آئی لو یو کہنے سے کچھ نہیں ہوتا بلکہ اعتبار نام کی چڑیا محبت کے مضمون میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔

معزز قارئین آج میں آپ کے سامنے ایک دکھی حوا کی بیٹی کی زخمی داستان لیے ہوئے حاضر ہوا ہوں کہ آپ کو پسند آجائے۔ آئیے کوئل کی کہانی اسی کی زبانی سنتے ہیں۔
آج اتنا زہر پلا دو کہ میری سانس تک رک جائے سنا ہے سانس رک جائے تو بے وفایا بھی دیکھنے آتے ہیں



میری طرف سے مسلسل خاموشی تھی اس کے خیالات کو جھٹک نہ سکی اور وہ بار بار ایس ایم ایس کر کے کال پک کرنے کو کہتا رہا۔ پھر ایک دن میں نے بھی اسے کھری کھری سنانے کا فیصلہ کر لیا اور سہ کال کرنے کو بولا پھر اس نے کال کی او ر میں نے ریسپونڈ کر کے مقصد پوچھا وہ بولا۔
مجھے بشیر نامی شخص سے بات کرنی ہے

میں نے اسے سپاٹ لہجے میں جواب دیا کہ یہاں کوئی بشیر نامی شخص نہیں رہتا یہ ہمارے گھر کا نمبر ہے اور برائے مہربانی دوبارہ کال یا میسج نہ کرنا۔

اس نے ایک فرما بردار غلام کی طرح میری ہاں میں ہاں ملا دی اور پھر کال بند ہو گئی اس کا نام عامر تھا اس نے بتایا تھا وہ فیصل آباد کا رہنے والا ہے پھر کئی روز تک کوئی ایس ایم ایس اور کال نہ آئی وہ ایک سببھا ہوا لڑکا محسوس ہوتا تھا میں نے اس سے پہلے بھی کسی لڑکے سے بات نہیں کی تھی وہ بہت عمدہ انداز میں گفتگو کرتا رہا تھا اس کی آواز اور انداز نے میرے اندر اپیل بچا رکھی تھی لیکن پھر میں نے اپنے ہوا اس بحال کیے اور اسے اپنی سوچوں پر سے جھٹک دیا میں اس بات کو تقریباً بھول ہی گئی تھی۔ ایک دن پھر اسی نمبر سے کال آنے لگی میں نے کال پک کر کے کہا
اب کیا ہے۔

وہ کہنے لگا کہ مجھے آپ کی آواز بہت اچھی لگی ہے اور کہا میرے سے دوستی کر دو گی میں نے یہ کہہ کر کال کاٹ دی کہ لڑکی اور لڑکے کی دوستی ہمارے سماں میں ممکن نہیں پھر وہ روز ایس ایم ایس کرنا شروع کر دیا جو کہ بہت جلد دوستی میں تبدیل ہو گئے ہر وقت ہم چیٹ پر بات کرتے ہر گزرتے ہوئے دن کے ساتھ ساتھ ہمارے درمیان کافی آہنگی پیدا ہونے لگی۔

ایک دن عامر نے کہا۔ کول میں آپ سے کال پر بات کرنا چاہتا ہوں مجھے تمہاری آواز بہت اچھی لگتی ہے اور پلیز منع مت کرنا میں کال رات کو کروں گا

مجھے بھی عامر سے لگن ہو گئی تھی میں ابھی اس سے بات کیے بغیر نہیں رہ پا رہی تھی میں نے بھی ہاں کی صورت میں گرین سگنل دے دیا پھر رات کے گیارہ بجے عامر کی کال آئی سردی اپنے عروج پر تھی میں نے کال پک کی اور رسمی علیک سلیک کے بعد حاکم کہنے لگا۔

کول بی مجھے آپ کی آواز بہت پیاری لگتی ہے مجھے تم سے بات کرنا بہت اچھا لگتا ہے اس کا دل رکھنے کے لیے میں بھی اس کی ہاں میں ہاں ملائی رہی پھر اس نے کہہ دیا۔

میرا کسی چیز میں دل نہیں لگتا تم سے بات کرتا رہوں تو سکون حاصل جاتا ہے لگتا ہے کہ مجھے تم سے پیار ہو گیا ہے اور میں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ شادی کروں گا تو تم سے ورنہ کسی سے بھی نہیں ایک بچے تک ہم بات کرتے رہے اس کے بعد اس نے یہ کہہ کر کال بند کر دی کہ میں تمہارے طرف سے ہاں کا انتظار کر رہا ہوں مجھے جلد جواب دینا پھر میں سونے کی ناکام کوشش کر رہی تھی نیند بھی کہ مجھے آہی نہیں رہتی تھی میں سوچنے لگی کہ اسے کیا کہوں کیا جواب دوں اگر اس نے بے وفائی کر دی تو کیا بنے گا انہیں سوچوں میں گھری میں نیند کی گہری وادیوں میں جا گری تھی۔

عامر نے بتایا کہ ہم پانچ بہن بھائی ہیں اور میں ایک پرائیویٹ جاب کرتا ہوں صبح اس نے کال کی اور اپنے سوال کا جواب طلب کیا تو میں نے مزید کچھ سوچے ہاں کر دی پھر پیار محبت کا سلسلہ چل نکلا تھا ہم روز محبت کی گہرائی میں اترتے گئے۔ ایک دن میں نے عامر سے کہا۔

کون ہو تم اور کیوں کال کرتے ہو۔
اس نے کہا میں عامر ہوں اور کوئل سے بات
کرنی ہے بھگوانی نہ مانی اور اسے دوبارہ کال
کرنے سے منع کر دیا میں دن رات اسے یاد کر
کے روتی رہتی۔

ایک دن خدا نے موقع دیا اس دن میں اپنی
جان سے بات کر کے بہت خوش بھی بہم دو دنوں ہنسنے
اور روتے رہے وہ مجھے تسلیاں دیتا رہا اور جلد
اپنا ہانے کا یقین دلاتا رہا اس طرح ہماری موبائل
پر باتوں کس سلسلہ پھر چل نکلا اور دو ریاں پھر سے
مٹ گئیں ایسے میں ایک دن پھر امی نے مجھے عامر
سے بات کرنے کو کہہ لیا امی نے مجھے دو تین پھیڑ
مارے اور ابو کو بھی سب بتا دیا ابو کافی سخت طبیعت
کے مالک تھے انہوں نے مجھے اتنا مارا کہ مجھے ہوش
تک نہ رہا میں گھر والوں کی نظروں سے گری گئی تھی
لیکن مجھے اپنی عزت سے زیادہ عامر کی پرواہ تھی
اور اس کی خاطر جان بھی دینے کے لیے تیار تھے
گھر والے ٹھیک سے میرے سے بات بھی نہیں
کرتے تھے میں اپنی بی الگ دنیا بسائے جیتی رہی
اور عامر کے ساتھ کی آس کی امید لگائے کانٹتی
رہی کافی دنوں بعد عامر سے میری بات ہوئی میں
نے اسے تمام حالات سے آگاہ کیا اور بتایا کہ مجھے
گھر والوں نے بہت مارا اسے میں مسلسل روئے جا
رہی تھی میری آنکھوں سے آنسو لڑیوں کی صورت
میں گر رہے تھے اس نے مجھے دلاسا دیا کہ تم مت
رو میں تمہارے ساتھ ہوں میں جلد ہی اپنے گھر
والوں کو بھیج رہا ہوں شادی ہو جائے میں تمہیں ان
لوگوں سے ملنے بھی نہیں دوں گا جنہوں نے میری
جان کو مارا ایسے میں پھر سے عامر کی امیدوں کے
سہاتے جینے لگی پھر میرے رشتے کی بات پلنے لگی
میں نے سوچا میں کھر چھوڑ دوں لیکن عامر روز
بروز رابطہ کرنا گیا جب میں پوچھتی تو کہتا کہ میں

میں نے آپ کو بنا دیکھے اپنا ہم سفر چنا ہے
اور آپ پر اعتبار کیا ہے مجھے کبھی نہ دھوکہ مت دینا
میں جی نہیں پاؤں گی
عامر نے کہا میں آپ کو کبھی نہیں چھوڑوں
گا۔

ایک دن عامر نے کہا۔
امی کہتی ہے کہ شادی کر لو میں نے تمہارے
بارے میں امی کو سب بتا دیا ہے
میں نے کہا آپ کے گھر والے نہ ہی ہمیں
جانتے ہیں اور نہ ہی مجھے دیکھا ہے پھر کیسے مان
جائیں گے
عامر نے کہا سب مجھ پر چھوڑ دو تم اپنی فکر کرو
میں انہیں منالوں گا
ایسے ہی ہماری محبت کی نظر دو سال ہو گئے
میں بھی اسے دیوانگی کی حد تک چاہنے لگی تھی اور ہر
وقت اسے خدا سے مانگتی رہتی تھی۔ اسے عرصے
سے عامر نے بھی بھی ملنے کی خواہش ظاہر نہیں کی
تھی بلکہ ایک دفعہ کہا۔

مجھے اپنی تصویر ایم ایم ایس کرو
میں نے کہا کہ میں کوشش کروں گی
پھر ایسے ہی ہم کال پر بات کر رہے تھے کہ
امی نے دیکھ لیا اور مجھ سے سیل چھین لیا اور غصے
سے پوچھا کہ کس سے بات کر رہی تھی تم۔ جھوٹ
بولنا میری تربیت میں شامل نہیں تھا میں نے سب
کچھ امی کو سچ بتا دیا امی نے مجھے کافی برا بھلا کہا
گھر کی بات تھی گھر میں ہی رہی امی نے بات کر
طول نہ دیا بلکہ آئندہ مجھے بھی موبائل کو چھوٹے
سے منع کر دیا۔

اس طرح ہی ہماری کافی دن بات نہ ہو سکی
ہم مچھلی کی طرح بن پانی کے تڑپنے لگے پھر ایک
دن اس نے کال کی بد قسمتی سے سیل امی کے ہاتھ
میں تھا امی نے اس سے پوچھا۔

اس کی شادی کسی مجبوری سے ہوئی ہو
میں نے کہا عامر میں کوشش کروں گی کہ آپ
سے رابطہ میں رہوں اپنا خیال رکھنا خدا حافظ۔

پھر میری بارات آگئی اور میں پیادہ بس
سدھار گئی سسرال میں میرا جی نہیں لگ رہا تھا
سسرال میں آج مجھے چھوٹا دن تھا عامر مجھے رہ رہ
کر یاد آ رہا تھا پھر میں نے دل کے ہاتھوں مجبور کر
کر عامر کو کال ملا دی عامر اداں اور دلھی دیکھی محسوس
ہو رہا تھا کہنے لگا

آپ کی بڑی مہربانی آپ نے مجھے یاد کیا
میں آپ کی آواز کے لیے ترس گیا تھا کاش آپ
میری ہو جاتی تو میں نہیں رہ سکتا تمہارے بنا خدا
کے لیے میرے پاس آ جاؤ

میں یہ سب کر پریشان ہو گئی۔ ایک دن عامر
کے بھائی نے ذریعہ جبر ملی کہ عامر کا ایک سیٹ ہو
گیا ہے اور وہ کہہ رہا ہے کہ کوئل یہ سب تمہاری وجہ
سے ہوا ہے وہ ہسپتال میں ہے اور تمہاری بے
وفائی کا یہ سب کرتا دھرا ہے میں پریشان ہوئی اور
عامر کی سلامتی کے لیے دعائیں کرنے لگی اس کا
بھائی کہہ رہا تھا کہ عامر کی زندگی برباد کر کے رکھ
دی سے تم نے میں سوچنے لگی کہ وہ مجھے کسی اور کے
حوالے کر کے وہ خود کو بس تکلیف اٹھا رہا ہے اس
طرح ایک ہفتہ بعد پتہ چلا کہ عامر ہسپتال سے
غائب ہو گیا ہے اور وہ مل نہیں رہا میں مزید
پریشان رہنے لگی پھر کچھ دنوں بعد معلوم ہوا کہ
عامر مل گیا ہے اور جب میں نے عامر سے بات کی
تو وہ بھی رورہا تھا اور بھی بار بار یہ کہتا رہا کہ کوئل
میں تم بن نہیں رہ سکتا تم سب کچھ چھوڑ کر آ جاؤ
طلاقی لے لو اس سے میں اب بھی تمہیں اپنا لوں گا
میں نے اسے بتایا کہ اب ایسا ممکن نہیں رہا ہماری
جب بھی بات ہوئی وہ رونا اور پوچھتا رہا۔

پھر ایک دن میرا شوہر مجھے کہتا کہ اپنی انی

کافی مصروف ہوں آج کل گھر والے بھی نہیں مان
رہے اور اس وجہ سے کافی پریشان بھی رہتا ہوں
مجھے امیدوں کی نشی دہتی ہوئی محسوس ہونے لگی
میں چپ سی رہنے لگی۔ ایک دن عامر نے کہا۔

میں نے بہت کوشش کی لیکن گھر والے نہیں
ماننے کو مل تم شادی کر لو اور مجھے معاف کر دینا کہ
میں کچھ نہ کر سکا۔

میں رونے لگی اور عامر کو بولا کہ میں تمہارے
بنا کسی اور کا سوچ بھی نہیں سکتی تم یہ سب کیا کہہ
رہے ہو لیکن عامر نے کوئی جواب نہ دیا اور کال بند
کر دی جب میں نے یہ سب عامر کو بتایا تو وہ کہنے
لگا۔

تم شادی کر لو اور ہاں کوئل میری شادی ہو
چکی ہے

جب میں نے عامر کے منت سے یہ سنا تو
میرے اوسان خطا ہو گئے وہ رات میرے لیے
قیامت سے کم نہ تھی وہ عامر جس کی وجہ سے میں گھر
والوں کی نظروں سے گر گئی تھی ماریں کھائیں وہیں
عامر مجھے اتنا بڑا دھوکہ دے گا میں کبھی سوچا بھی
نہیں تھا میں رات بھر جاگتی رہی اور یہ فیصلہ کیا کہ
عامر بھی چھوڑ چکا ہے گھر والوں کا اعتماد بھی کھو چکی
ہوں اب ان کی رہی کسی عزت کو برباد مت کرو
یوں میں نے خود کو تقدیر کے فیصلے پر چھوڑ دیا

آج میری بارات تھی میں نے آخری بار
عامر سے بات کرنے کی خواہش کی میں نے عامر کو
بتایا کہ آج میری بارات ہے آج کے بعد ہماری
کبھی بھی بات نہیں ہوگی میرا اتنا کہنا تھا کہ وہ
رونے لگا اور مجھے میری ماں کی قسمیں دے کر کہنے
لگا

پلیز میرے سے رابطہ ختم نہ کرنا میں تمہارے
بن جی نہیں سکتا

میں نے عامر پر ایک بار پھر اعتماد کر لیا شاید

یہ عامر سے بے پناہ محبت کی وجہ سے تھا جب عامر سے بات ہوئی تو اس نے بولا۔
وہ سب کو اس کر رہا ہے جھوٹ ہے سب میں نے پھر کہا۔

کب کھر والوں کے ساتھ آ رہے ہو۔
کہنے لگا کہ ہم کورٹ میرج کر لیتے ہیں کھر والے نہیں مان رہے کہ ایک طلاق یافتہ کے لیے نہیں جاسکتے پھر میں رونے لگی کہ وہ کیا ہانے کہ طلاق یافتہ خطاب بھی مجھے اسی کی وجہ سے ملا تھا میرے خواب آج سب ریزہ ریزہ ہو چکے تھے پھر مجھے اس دھوئے ہانے سے اعتبار اٹھ گیا میرا دل ٹوٹ چکا تھا میں نے اس سے تمام رابطے ختم کر دیے اور اپنی جی دنیا پر ہانے جینے لگی مجھے مرد حضرات سے نفرت ہوئی تھی میں نے فیصلہ کر لیا کہ آئندہ نہ تو کسی سے شادی کروں گی اور نہ ہی پیار اور ہر کسی کو اس سے بچنے کی تلقین بھی کرتی۔

اک عشق نگر کی وادی تھی جہاں پیار کی ندیا بہتی تھی پھر دل والے بھی رہتے تھے جو پیار کی باتیں کرتے تھے جب بہار کا موسم آتا تھا اور پھول پیار کے ملتے تھے مست نشی شاموں میں پیار سے دودل ملتے تھے اک روز وہ ہستی اجڑ گئی اور پیار کی ہستی کھر گئی اور جیون بھر کا روگ لگا دیوانے پھرتے رہتے تھے اور چراگ سے وہ کہتے ہیں اقرار کسی سے نہ کرنا تم پیار کسی سے نہ کرنا ایسے ہی کچھ عرصہ گزر گیا لیکن میرے اندر لگی

کے گھر چلی جاؤ چند دن رہ آؤ جب کے میں جانا نہیں چاہتی تھی پھر نہ چاہتے ہوئے بھی امی کے گھر آگئی ایک نیا پہاڑ مجھ پر ٹوٹے گا

میں نے سوچا بھی نہیں تھا میری شادی کو ابھی دو ماہ ہوئے تھے کہ امی کے گھر آتے ہی پیچھے طلاق بھی آگئی میں رونے لگی یہ خبر میرے لیے موت سے کم نہ تھی جب میں نے یہ سب عامر کو بتایا تو وہ بہت خوش ہوا مجھے دلاسا دیا کہ تم فکر نہ کرو اب میں تجھے اپنا کر رہی دم ہوں گا ایک بار پھر میں عامر کی مکادی میں آگئی۔ تین ماہ بعد اس نے امی سے بات کی کہ میں کول کو اپنا بناؤں گا بہت جلد میں اپنے کھر والوں کے ساتھ آ رہا ہوں امی نے ہاں کر دی وہ پچھتا رہی تھی کہ کاش ہم اپنی بیٹی کی بات پہلے ہی مان جاتے تو یہ دن نہ دیکھتے پڑتے میں اس صدمے سے بیکار رہنے لگی کہ چھوٹی سی عمر میں طلاق یافتہ بن چکی تھی یوں تو میں ہستی رہتی لیکن میرے اندر کا ماحول دیکھنے کے قابل نہ تھا۔

میں ہستی ہوں تو بس اپنے غم چھپانے کے لیے

لوگ دیکھ کر کہتے ہیں کاش ہم بھی اس جیسے ہوتے اس طرح چھ ماہ گزر گئے عامر نے پلٹ کر نہ دیکھا ہم آس کے دامن سے جڑے رہے تھے پر شاید اسے ہماری یاد نہ آئی اور نہ ہی اس نے کوئی رابطہ کیا۔

ایک دن جب میں عامر کو یاد کر رہی تھی تو میرے کمر پر انجان کمرے سے کال آئی۔ اسلام یکم پھر بعد میں اس نے کہا

بہن میں عامر کا دوست ہوں اور پلیز اس کی خاطر خود کو مزید برباد مت کرو اس کا تو یہ کاروبار ہے تم تب تک برباد ہوتی رہو گی وہ شادی شدہ ہے اور تنہا۔ ساتھ وقت گزاری کر رہا ہے مجھے اس کی باتوں پر یقین نہیں آ رہا تھا شاید

جدائی کی آگ شندی نہ ہو سکی میں بے بس تھی کچھ نہیں کر سکی ابھی میں اسی دکھ میں مبتلا تھی کہ میری ایک دوست جو کہ اپنے بھائی کے نمبر سے اکثر مجھ سے بات کرتی تھی اس کے بھائی کا نام احمد بھائی اکثر مجھے شاعری لے دیتی تھی ایس ایس ایم ایس کرتا تھا مجھے اس کا ایس ایم ایس بالکل اچھا نہیں لگتا تھا میں نے کئی بار اسے ڈانٹا لیکن وہ اپنی حرکت سے باز نہ آیا کہتا کہ میں آپ کی ڈانٹ سے بہت ہرٹ ہوتا ہوں مجھے مت ڈانٹا کرو میرے ڈانٹنے سے وہ کچھ دیر میٹج نہ کرتا پھر چند دنوں بعد وہی شروع ہو جاتا۔

ایک دن احمد نے کال کی میں اس وقت رو رہی تھی میں نے یہ سوچ کر ہاں دیکھنی کہ میری دوست رانی نے کئی مہینے پہلے سے مر دانہ آواز میری ساتھیوں سے ملنے میں نے روتے ہوئے اسے کہا کہ مجھے تنگ مت مرو خدا کے لیے میرا چھوڑ دو اور کال بند کر دی ایک ماہ تک احمد کی کوئی کال نہیں آئی اور نہ ہی ایس ایم ایس آیا پھر ایک دن اس کا مجھے میٹج ملا جو کچھ یوں لکھا ہوا تھا۔

کولم جی میں آپ کی سابقہ زندگی کے بارے میں جانکاری رکھتا ہوں سب کچھ جان لینے کے بعد بھی آپ کا سہارا بننا چاہتا ہوں مجھے مت ٹھکراؤ آپ ایک دفعہ مجھے ضرور آزمانا میں آپ کو کبھی مایوس نہیں کروں گا

میں نے ایس ایم ایس کو مکمل طور پر انکوار کر دیا لیکن وہ بھی ضدی قسم کا لڑکا تھا۔ ایک دفعہ میں نے پھر اپنی قسمت آزمائی کا فیصلہ کر لیا اور اپنی سانسوں پر حکمرانی کی نوید اسے سنائی۔ ڈوبنے ہوئے کو تنگ کا سہارا مقدر نے بھی احمد کو اپنا آخری سہارا تصور کر لیا احمد کی قربت میں مجھے اپنے دکھ بلکہ بلکہ محسوس ہونے لگے جب ہم کال

پر بات کرتے تو وہ مجھے بہت ہنساتا احمد نے ایک بار پھر مجھے جینا سکھا دیا تھا میری خوشیوں میں اضافہ ہوتا گیا ہمارا ہر دن عید اور ہر رات شب برات کی شکل اختیار کرنے لگی پھر۔ ایک دن اس نے ایس ایم ایس کیا اور کہا۔

میں آپ کو بہت پیار کرتا ہوں پلیز انکار مت کرنا اور آئی لو لکھ کر سینڈ کر دیا۔

دوسرے دن میں نے بھی آئی لو کا میٹج سینڈ کر دیا یہی سوچ کر کہ اگر وہ مجھے بے شمار پیار دینا چاہتا ہے تو میں اس کی بے لوث وفا کو کیوں ٹھکراؤں احمد اس وقت بی اے کر چکا تھا سارا دن فارغ ہوتا تھا اس لیے ہماری گپ شپ خوب چلتی رہتی اس طرح ہی ہماری محبت کو ایک سال بیت گیا ایک دن احمد کہتا ہے کہ کولم میں آپ سے ایک بار ملنا چاہتا ہوں آپ کو گھٹنا چاہتا ہوں

احمد دوسرے شہر میں جاتا تھا پھر ہمارے شہر کے شاہنگ بال میں آیا۔ ہم نے چند لمحے کے لیے ایک دوسرے کو دیکھا اس کے بعد احمد اپنی بہن کیساتھ ہمارے گھر آیا جہاں ہمارے باپ نے فیس ملاقات ہوتی رہتی تھی اس ملاقات کے بعد ہماری محبتیں آسمان کو چھونے لگی اور یوں لگنے لگا جیسے ہم ایک دوسرے کے لیے بنائے گئے ہوں۔ پھر احمد نے گھر میرے رشتے کی بات چلائی اور ساتھ میں سب کچھ بتا دیا تو انہوں نے مجھے بھی اپنانے سے انکار کر دیا اور دوش یہ تھا کہ میں طلاق یافتہ ہوں

ایک دفعہ پھر طلاق میری محبت کے آڑھے آگئی تھی اور یوں احمد کے گھر والوں نے یہ کہہ کر اسے چپ کر دیا کہ ہم طلاق یافتہ کو اپنی بہن نہیں بنا سکتے۔ احمد نے کہا کہ اگر میں شادی کروں گا تو صرف اور صرف تم سے اس نے کہا کہ کولم ہم نکاح کر لیتے ہیں۔

میں نے کہا۔ آپ میرے گھر والوں سے

مجھے معلوم ہے بس اتنا مجھے وہ پیار کرتا تھا
نجانے شخص تھا کیسا مجھے کھونے سے ڈرتا تھا
ایم عمر دراز آکاش فیصل آباد

ان سوکھے ہوا کے پتوں کی طرح میرا پیار بکھرتا
جاتا ہے
شاید مجھ کو تم نہیں سمجھ پائے اعتبار بکھرتا جاتا ہے
ریاض احمد لاہور باغبانپورہ

کھلے بال

میر کا لونی کراچی نزد چوربا جناح سکواڈر شاہراہ لیاقت
مارکیٹ پر واقع کھلے بال کی رہائش ایک خاتون شاہجہاں بیگم
زوجہ سید سکندر علی رزوی کے سر کے بال تیزی سے گر رہے تھے
یہاں تک کہ ان کے سر پر کین بال رہ گئے ایک دن انہیں کچھ
تقریب میں جانا تھا وہ گھینڈ پائلر گئیں اور کہنے لگیں۔ ذرا
جلدی سے میرے بالوں کا جوڑا لکھ دیں۔ بیویشن سیدہ
نصرت بیگم نے حیران ہو کر دو کھلا دو تین بالوں کا جوڑا باندھنے
لگیں لیکن اسی دوران میں ایک بال نوٹ گیا ادب ان کے
سر پر ایک بال رہ گیا۔ شاہجہاں بیگم بولیں۔ اوہو بھائی آپ
نے میرا ایک بال توڑ دیا۔ خیر اب آپ ان دونوں بالوں کی دو
چوٹیاں باندھ دیں۔ لیکن دو چوٹیاں باندھتے ہوئے ایک بال
اور نوٹ گیا اب شاہجہاں بیگم کے سر پر صرف ایک بال رہ گیا
شاہجہاں بیگم بولیں اوہو آپ نے میرا ایک بال اور نوٹ دیا خیر
چلے میں پارٹی تقریب میں کھلے بال چلی جاؤں گی۔

☆..... برادریسر ڈاکٹر واجد گینگنی۔ کراچی

یہ لڑکے

وقار کو ایک سماجی مسئلہ درپیش تھا اس نے میکانل سے
مشورہ کیا۔ یار میں پڑوس کی ایک لڑکی کو روزانہ کالج چھوڑنے
جاتا ہوں اس کی کتابیں اٹھا کر چلتا ہوں اسے آواز دے لڑکیوں کی
حرکتوں سے بچاتا ہوں، گرمی میں کولڈ ڈرنک اور ملک ٹیک
وغیرہ بھی پلاتا ہوں آڑے وقتوں میں ادھار بھی دیتا ہوں کیا
خیال ہے، مجھے اب اس سے شادی کی درخواست کر دینی
چاہئے۔ بس بس۔ میکانل نے انتہائی غصے میں کہا۔ تم اس کے
ساتھ جتنا تعاون کر چکے ہو کیا ہے۔ اب ہمیں بھی موقع دو۔

اپریل 2015

جواب عرض 73

میرے خواب ریزہ ریزہ

بات کر س کیوں کہ میں اب کی بار گھر والوں کا
اعتقاد نہیں کھوتا چاہتی تھی اور کوئی ایسا قدم بھی اٹھانا
نہیں چاہتی تھی جس کی وجہ سے میرے والدین کی
عزت بلام ہو جائے امی نے احمد کو ہاں کر دی
لیکن اسے اپنے گھر والوں کو راضی کرنے کا بولا پر
احمد کے گھر والے نہ مانے احمد کی محبت کے محبت
بھرے وعدوں پر مجھے مکمل یقین تھا کہ وہ مجھے نہیں
چھوڑے گا اس دوران احمد کی لاہور میں جاب لگ
گئی وہاں جا کر اس نے رابطہ بہت کم کر دیا ان
دنوں میرے لیے کافی رشتے آپ کے لیکن
میں نے منسلک نہ کی رٹ لگائے رہی تھی شادی
کروں گی تو صرف احمد سے بروں کی آن ہماری
محبت کو تین سال ہو چکے تھے۔

آج بھی ہم ایک دوسرے کو بہت زیادہ
چاہتے تھے لیکن ایک نہیں ہو سکتے یہی ہی ہمیشہ
محسوس ہوتی رہے گی پھر احمد نے بھی خود مصروف
کر لیا اور رابطہ بھی مکمل طور پر ختم کر دیا یوں تین
مردوں نے میری زندگی سے ٹھیک اور طلاق میری
راہ میں رکاوٹ بنی ہوئی ہے۔

یہ بھی بڑی کہانی۔ تمام قارئین سے گزارش
ہے کہ وہ بتائیں کہ میرا کیا تصور ہے اور میں کیا
کروں آپ کی رائے کا انتظار رہے گا۔ تو دوستو یہ
تھی کوئل کی کہانی جو آپ نے اسی کی زبان سے سنی
آخر میں اس غزال کے ساتھ اجارت چاہتا ہوں۔
کوئی تھا جو میری آنکھوں سے مرنا تھا

میری باتوں میں مرنا تھا
نجانے شخص تھا کیسا مجھے کھونے سے ڈرتا تھا
وہ جب بھی بات کرتا تھا یہ ہر بار کہتا تھا
اگر میں بھول جاؤں تو اگر میں روکھ جاؤں تو
کبھی واپس نہ آؤں تو بھول پاؤں گے سب کچھ کیا
یونہی بیٹھے رہو گے کیا یونہی جتے رہو گے کیا
میکن باتیں تھی بس اس کی یہی یادیں میں بس اس کی

محبت ہی محبت

- تحریر - ذیشان حیدر - رحیم یار خان -

شہزادہ بھائی - السلام علیکم - امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔
میں اپنی ایک اور کاوش - محبت ہی محبت - کے ساتھ حاضر ہوں اور امید کرتا ہوں کہ اسے کسی قریبی شمارے میں جگہ دے کر حوصلہ افزائی کی جائے گی اور جو قارئین میری حوصلہ افزائی کرتے ہیں میں ان کا بے حد شکر گزار ہوں اور شہر یہ! انکرتا رہوں گا۔ اس امید کے ساتھ کہ اس دفع بھی مجھے آپ مایوس نہیں کریں گے اور انشاء اللہ آپ کا ساتھ رہا تو آئندہ بھی لکھتا رہوں گا اور آخر میں جواب عرض کی ترقی کے لیے دعا گو ہوں کہ اللہ اسے زیادہ سے زیادہ ترقی عطا فرمائے آمین۔
ادارہ جواب عرض کی پالیسی کو مد نظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے نام تبدیل کر دیئے ہیں تاکہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کا ادارہ یا رائٹر ذمہ دار نہیں ہوگا۔

ان کے بچے اور ہم سب بہن بھائی لڑکے گھر میں کھیلا کرتے تھے ہمارے گھر میں ایک ذمہ دار درخت تھا جس پر ہم نے جھولا باندھا ہوا تھا ہم باری باری اس پر چبھتے تھے اور تو کبھی مختلف کھیل کھیلا کرتے تھے اس میں سے ایک لڑکی بھی تھی جس کا نام ثنا تھا وہ مجھے سے دو سال چھوٹی تھی وہ بہت پیاری لڑکی تھی وہ ہمیشہ ہی میرے ساتھ کھیلا کرتی تھی سارا دن وہ ہمارے گھر میں رہتی تھی وہ شام کو بھی گھر والے اس کو زبردستی لے کر جاتے تھے۔

ایک دن میں اس کو جھولے دے رہا تھا تو میں نے اس کو ایک زوردار جھولا دیا وہ جھولے سے نیچے گر گئی اس کو چوٹ لگی اور زور زور سے رونے لگی اس کی امی اس کی آواز سنی تو ہمارے گھر آئی کہانی ہمارے گھر اور ان کے گھر کے درمیان ایک دیوار تھی اس کی امی کو دیکھ کر میں چھپ گیا کہ نہیں اس کی امی مجھے نہ مارے یا ڈانٹے اس کی امی نے اس سے پوچھا۔

یہ اس وقت کی بات ہے جب میں پانچ سال کا تھا اور میرے چاچو کی نئی شادی ہوئی تھی نئی چاچی پہلے تو کچھ دن ٹھیک رہی بعد میں اس کا رویہ میرے ساتھ بالکل ہی بدل گیا تھا وہ چھوٹی چھوٹی سی بات پر امی کے ساتھ لڑتی تھی اور ہم بہن بھائیوں کو بھی مارتی رہتی۔

ایک دن ابو کو کسی سے گھر آئے ہوئے تھے میرے ابو بلوچستان کے شہر کوئٹہ میں ملازم تھے جب ابو نے چاچی کا رویہ دیکھا تو ابو نے میرے دادا جان اور چاچو سے کہا۔
ہم علیحدہ ہونا چاہتے ہیں۔

دادا جان نے کہا کہ ٹھیک ہے جہاں ہم رہتے ہیں اس بستی میں ہمارا ایک اور مکان ہے تھا ہم وہاں رہتے کے لیے آگئے ہمارے گھر کے قریب ہی صرف ایک ہی گھر تھا باقی گھر دور دور تھے ہمارے ہمسائے بھی بہت اچھے تھے اس لیے بہت جلد ہم ایک دوسرے کے گھر آنے جانے لگے تھے



میری ہم عمر تھی وہ سڑ پر بالوں کی چٹیا بنا کر آتی تھی سکول کے لڑکے لڑکیاں اس کا مذاق اڑاتے تھے کہ اس کی چٹیا کھینچتے تھے اور اسکو لمبی بلاتے تھے وہ میری طرف حسرت بھری نگاہ سے دیکھتی تھی لیکن میں اس کو بلاتا تھا وہ اپنے ساتھ کھانا لے کر آتی تھی کچھ لڑے اس کا کھانا بھی کھا جاتے تھے اس طرح ہی وقت گزرتا رہا ثناء مجھ سے روزانہ پوچھتی۔

تم کہاں جاتے ہو مجھے بھی ساتھ لے کر چلا کرو
اسی دن وہ صبح میرے گھر آگئی اس وقت میں سکول کی تیار کر رہا تھا اس وقت میری عمر آٹھ سال تھی اور ثناء کی چھ سال تھی وہ ضد کرنے لگی کہ میں بھی ساتھ چلوں گی تو میں اس کو اپنے ساتھ سکول لے گیا سکول ہمارے گھر سے کچھ ہی دور تھا سارا دن وہ سکول میں میرے ساتھ رہی مس نے پوچھا۔

یہ کون ہے
میں نے کس کو بتایا کہ یہ میری کزن ہے۔
قارئین میں آپ کو ایک بات بتاتا چلوں کہ ثناء کے ابو اور میرے ابو آپس میں کزن ہیں جب سکول میں پھنسی ہوئی تو میں نے ثناء سے کہا۔
اب تم گھر جاؤ کچھ دیر بعد آ جانا ہم کھیلیں گے تو وہ اپنے گھر چلی گئی میں نے بھی اپنے گھر آ کر کپڑے تبدیل کیے اور کھانا کھا رہا تھا تو ثناء کی امی آگئی تو ثناء کی امی نے مجھ سے پوچھا۔
تم ثناء کو کہاں لے کر گئے تھے
میں نے کہا سکول لے کر گیا تھا۔

اس نے کہا ثناء کو بڑھنے کا بہت شوق ہے کل ہم بھی ثناء کو سکول میں داخل کرواتے ہیں

میں نے کہا ٹھیک ہے
اس کی امی واپس چلی گئی کچھ دیر بعد ثناء بھی آگئی ہم کھیلنے لگے میں بڑھائی میں بہت تیز تھا میں

کس نے مارا ہے۔
اس نے کہا کہ میں جھولے سے گر گئی ہوں
اس کی امی اس کو ساتھ لے کر چلی گئی اور کچھ دیر وہ پھر میرے گھر آگئی وہ مشکل سے چل رہی تھی کیونکہ اس کے پاؤں میں چوٹ لگی تھی وہ اس وقت بھی میں نہیں سمجھ سکا کہ وہ مجھ سے محبت کرتی ہے کیونکہ اس وقت میں بھی بچہ تھا صرف دل میں جاہت تھی کہ اس کو دھکتا رہوں اور اس کے ساتھ کھیلتا رہوں اس طرح ہی وقت گزرتا رہا وہ روزانہ ہمارے گھر آتی رہی اور ہم اکٹھے کھیلتے رہے۔ ہماری بستی میں ایک سکول کھلا تو میرے گھر والوں نے مجھے اس سکول میں داخل کروادیا جب میں پہلے دن سکول گیا جب چھٹی ہوئی تو گھر واپس آیا تو امی نے کہا۔
ثناء آج بہت بار تہرا پاؤ چھ کر گئی ہے آنٹی ظفر کہاں ہے۔
میں نے اس کو کہا کہ چھوڑو ان باتوں کو اور مجھے کھانا دو مجھے بہت بھوک لگی ہے
امی نے کہا۔ ہاتھ دھو لو میں کھانا دیتی ہوں
جب میں کھانا کھا رہا تھا تو وہ پھر آگئی اور آکر پوچھا کہ ظفر تم کہاں گئے تھے
میں نے کہا چپ ہو جاؤ اگر کھانا کھانا ہے تو آؤ کھا لو وہ میرے ساتھ کھانے لگی جب دوسرے دن میں سکول سے گھر آیا تو وہ میرے گھر میں تھی اور بہت اداس لگ رہی تھی اس کے بہن بھائی او میرے بہن بھائی آپس میں کھیل رہے تھے مجھے دیکھ کر وہ خوش ہو گئی پھر کل کی طرح ہم نے کھانا کھایا پھر بعد میں ہم کھیلنے لگے

اس طرح ہی وقت گزرتا گیا جس سکول میں میں پڑھتا تھا وہ اس سکول میں ایک مسکن نام کی لڑکی بھی پڑھتی تھی وہ جو پھر کی چھوٹی بہن تھے وہ میرے ساتھ ہی پڑھتی تھی وہ بہت معصوم لڑکی تھی وہ

تھی پھر میں اس کے پاس گیا اور اس کے نام لے کر بکارا تو اس نے اپنی آنکھیں کھولیں مجھے دیکھ کر وہ اٹھنے کی کوشش کرنے لگی تو میں نے اس کو کہا۔

لیٹ جاؤ

اس کی آنکھوں میں آنسو تھے میں اس کے پاس بیٹھ گیا جب میں نے اس کے ہاتھ کو چھوا تو اس کا ہاتھ بہت گرم تھا یعنی اس کا ہاتھ بہت گرم تھا وہ میرے ہاتھ کو چومنے لگی اور کہنے لگی۔

اس وقت میرا دل اتنا موم ہو گیا تھا کہ میری آنکھوں سے بھی آنسو نکل آئے تھے میں نے مکان کو کہا کہ مجھے کسی نے نہیں مارا میں بالکل ٹھیک ہوں میں اس کو چپ کر دوانے کے لیے اس کے ساتھ باتیں کر کے لگا کچھ ہی دیر میں اس کے ابو ہمارے پاس آگئے انہوں نے مجھے بتایا۔

صبح اس کو بہت تیز بخار تھا پھر بھی یہ سکول آنے کی بہت ضد کر رہی تھی ہم نے اس کو سکول نہیں جانے دیا ہم نے کہا کہ دوائی لینے چلو یہ دوائی لینے بھی نہیں جاری تھی اور اس نے صبح سے کچھ بھی نہیں کھا یا میں نے مکان سے پوچھا۔

تم نے دوائی کیوں نہیں لی

وہ چپ رہی اس کی امی بھی کمرے میں آگئی میں نے مکان کو کہا کہ کھانا کھا تو اس نے کہا کہ مجھے بھوک نہیں ہے تو میں نے کہا۔

میں نے بھی صبح سے کچھ نہیں کھایا۔

اس نے امی کو کہا۔ امی کھانا لے آؤ

اس کی امی کھانا لے کر چلی آئی اس کے ابو نماز پڑھنے چلے گئے اس کی امی کھانا دے کر باہر چلی گئی پھر ہم کھانا کھانے لگے اس نے اپنے ہاتھوں سے کھانا کھلایا اور اس کی آنکھوں میں آنسو بہنے لگے میں نے بھی اس کو اپنے ہاتھوں سے کھانا کھلا کھانے کے بعد میں نے مکان کو کہا۔

اب تم ابو کے ساتھ جاؤ اور اپنی دوائی لے کر

نے زسری اور پرپ میں فرسٹ پوزیشن حاصل کی تھی اور مکان نے دوسری پوزیشن لی تھی اب میں اور مکان ون کلاس میں پڑھتے تھے میں اپنے گھر کا کام بھی ہوم ورک بھی مکان کو دیتا تھا کل میرا ہوم ورک لکھ کر لانا نہیں تو میں تم کو

ماروں گا

وہ میرا ہوم ورک لکھ کر آتی تھی میں سکول سے گھر آ کر ثناء کے ساتھ کھیلتا تھا نہ ہی سبق یاد کرتا اور نہ ہوم ورک کرتا تھا دوسرے دن ثناء بھی سکول میں داخل ہو گئی ہم اکٹھے ہی سکول جاتے تھے اور میں اس کو اپنے ساتھ لے کر جاتا اور ساتھ ہی لے کر آتا تھا۔

اس طرح ہی وقت گزرتا گیا میں اور مکان تیری جماعت میں ہو گئے اور ثناء ون کلاس میں تھی میں ابھی تک اپنا ہوم ورک مکان کو دیتا تھا لکھنے کے لیے میں ثناء کا ہوم ورک بھی خود لکھتا تھا اور اس کو سبق بھی یاد کروا دیتا تھا ایک دن مکان سکول میں آگئی میرا ہوم ورک اس کے پاس تھا اس وجہ سے میں نے مجھے مارا تو مجھے مکان پر بہت غصہ آیا جب سکول سے پھٹی ہوئی تو میں نے اپنے گھر جاکر کپڑے بھی تبدیل نہیں کیے میرے پاس ایک چھوٹی سی سائیکل تھی وہ لے کر میں مکان کے گھر چلا گیا مکان کے گھر والے مجھے جانتے تھے اس لیے میں ان کے گھر جاتا تھا اس وقت مکان کی امی کھانا بنا رہی تھی میں نے اس کی امی سے پوچھا۔

آئی مکان کہاں ہے

اس کی امی نے کہا۔ بیٹا اس کی طبیعت ٹھیک نہیں وہ اندر کمرے میں سو رہی ہے۔ میں بھی کمرے کے اندر چلا گیا تو دیکھا کہ مکان اندر سوئی ہوئی ہے وہ اس کی آنکھیں بند ہیں اور کہہ رہی تھی کہ میری وجہ سے تم کو مارا ہو گا مس بہت گندی ہے اور بار بار میرا نام لے رہی

اس نے کہا۔ کچھ بھی نہیں

پھر وہ اپنا ہوم ورک کرنے لگی جب بھی میں اس کی طرف دیکھتا تو وہ مجھے دیکھ رہی ہوتی تھی اس وقت مجھے احساس ہوا کہ یہ بھی مجھ سے محبت کرتی ہے پھر میں نے اس کی سب بچپن کی باتیں نوٹ کی جو میں آپ کو پہلے ہی بتا چکا ہوں وہ بھی مجھ سے محبت کرتی تھی اور میں بھی اس کو بہت چاہتا تھا لیکن ابھی تک ایک دوسرے کو اظہار نہیں کیا تھا اس لیے میں نے سوچا کہ کیوں نہ میں مسکان کو ایک اپنی محبت کا اظہار نامہ لکھوں تو میں نے رات کو یہ خط لکھا تھا۔

میری پیاری جان ثناء۔

اسلام علیکم۔ اے بعد عرض کرتا ہوں کہ جان میں تم سے بہت پیار کرتا ہوں میری آنکھوں کا نور میرے دل کا سرور اور میرے دل کو بے چین کرنے والی تیری بھولی سی صورت نے میری سینہوں کو کافی عرصے سے اڑا دیا ہے نہ دن کو چین ہے نہ رات کو سکون ہے تمہاری ہی یاد اتنا تڑپاتی ہے کہ اتنا تڑپاتی ہے کہ دل سے مجبور ہو کر دل کی بات کہنے کے لیے خط کا سہارا لے رہا ہوں۔

ایس تمہاری آنکھیں

آنکھوں کا نور ہے تمہاری آنکھیں

دل کا سرور ہیں تمہاری آنکھیں

تم کو قسم میری اب تو اجا

آنکھوں کے ساغر سے مجھے پلا جا

نشے میں چور ہیں تمہاری آنکھیں

دل کا سرور ہیں تمہاری آنکھیں

جگر کی راتوں میں تم کو ڈھونڈوں

ایسے میں دور ہیں تمہاری آنکھیں

دل کا سرور ہیں تمہاری آنکھیں

جو تجھ کو دیکھے وہ تاب نہ لائے

وہ کہنے لگی کہ اب میں بالکل ٹھیک ہوں مجھے کچھ نہیں ہوا ہے اور کہا کہ آؤ ہم کھلیں۔

میں نے کہا کہ تمہاری طبیعت ٹھیک نہیں ہے

اب تم سو جاؤ

وہ ضد کرنے لگی کہ مجھے تمہارے ساتھ کھیلنا

ہے پھر کچھ دیر اس کے ساتھ کھیلنا رہا پھر واپس آ گیا

۔

دوسرے دن جب میں اور مسکان کلاس میں

بیٹھے ہوئے تھے تو ہماری کلاس میں دولڑکے پڑھتے

تھے جو کہ مکان کو بہت تنگ کرتے تھے اس کا کھانا

بھی کھا جاتے تھے وہ مکان کو تنگ کر رہے تھے تو

مجھے غصہ آ گیا میں نے ایک لڑکے کو پکڑ لیا اور مارا تو

وہ روئے لگا اور جا کر میڈم کو میری شکایت کی کہ ظفر

نے مجھے مارا ہے تو میڈم نے آتے ہی مجھے دو

ڈنڈے مارے تو مسکان کھڑی ہو گئی اور میڈم کو

کہا۔

جب سے میں پڑھنے آتی ہوں تب سے یہ

محسن اور عثمان مجھے تنگ کرتے ہیں کبھی آپ نے

ان کو کچھ نہیں کہا وہ رو بھی رہی تھی اور میڈم کو سب

کچھ بتا بھی رہی تھی پھر میڈم نے محسن اور عثمان کو بھی

دو دو ڈنڈے مارے اور کہا۔

اگر دو بارہ کوئی کی کے ساتھ بدتمیزی کی تو

مجھے بتانا میں اس کو دیکھ لوں گی۔

اس دن کے بعد کوئی بھی مسکان کا مذاق نہیں

اڑاتا تھا بریک ٹائم میں مسکان اور ثناء اکٹھے کھیلنے

تھے اور کھانا بھی اکٹھے ہی کھاتے تھے اس کے کچھ

ہی دن بعد گرمیوں کی چھٹیاں ہو گئی تھی اب میں اپنا

ہوم ورک بھی خود ہی کرتا تھا ایک دن میں اور ثناء

میرے گھر میں بیٹھے چھٹیوں کا کام کر رہے تھے کہ

جب میں نے ثناء کو دیکھا تو وہ میری طرف دیکھ

رہی تھی جب میں نے اس سے پوچھا۔

www.bookstube.net

www.urdutube.net

www.urdumovies.net

تیرے بارے میں سوچتے رہنا اچھا لگتا ہے
کچھ پھولوں میں بھی خیالوں میں
تجھ کہی ڈھونڈتے رہنا اچھا لگتا ہے
میری زندگی کی خوشیاں ہیں تم سے ہی وابستہ
رب سے صرف تمہیں مانگنا اچھا لگتا ہے
ہمارے ساتھ چل رہی ہیں سالوں کی
خاموشیاں

کچھ اس طرح تمہاری گفتگو کرنا اچھا لگتا ہے
تمہارے بغیر زندگی کا کوئی تصور نہیں ایس
کچھ اس طرح تمہاری تمنا کرنا اچھا لگتا ہے
تم ہی کو چاہتا ہی کو چاہتے ہیں ہم
تم ہی کو چاہتے رہنا اچھا لگتا ہے
میں جھین لوں گا تمہیں دیا کی رسموں سے
کہ مجھے زمانے سے بغاوت کرنا اچھا لگتا ہے
جان پلیز مجھے زندگی میں کہیں نہ چھوڑ دینا
ورنہ میں مرجاؤں گا جان تم میری پہلی اور آخری
محبت ہو جان بھی مجھی انسان کی زندگی میں ایسے بھی
حالات آ جاتے ہیں کہ انسان بدل جاتا ہے اور جو
خواب دیکھتے ہوتے ہیں وہ ٹوٹ کر بکھر جاتے ہیں
اور میں ہمیشہ تمہارا ساتھ چاہتا ہوں۔

تمہارے لیے ایس
کیسے کہوں کہ اپنا جانا مجھے
بنا ہوں میں اپنی سالو مجھے
بن تمہارے اک پل بھی گنتا نہیں
تم آ کے مجھ سے چہ الو مجھے
زندگی وہ ہے جو سنگ تمہارے گزرے
دنیا کے نموں سے چہ الو مجھے
میری سب سے گہری خواہش ہو پوری
تم آ کر پاس اپنے ملاو مجھے
یہ کیسا نشہ ہے جو پھیکا رہا ہے
تمہارا ہوتو پھر تمہارا لو مجھے
نا جانے پھر کیسے رزے گی یہ زندگی

اگر اپنے دل سے کبھی تم نکالو مجھے
جان تمہارا حسین چہرہ مجھے چاند کی طرح لگتا
سے دل کرتا ہے ہر وقت دیکھتا ہی رہوں جب تم
مسکراتی ہو تو میری جان ہی نکال دیتی ہو جان مجھے
پتہ ہے کہ تم بھی مجھ سے محبت کرتی ہو جان جب تم
اپنی محبت بھری نگاہوں سے مجھے دیکھتی ہو تو پتہ نہیں
کیا ہو جاتا ہے دل تیزی سے دھڑکن شروع کر دیتا
ہے۔

جان تمہاری آنکھوں میں میرے لیے بہت
محبت ہے جو مجھے تمہاری طرف کھینچتی ہے جان
تمہاری مٹنی بھی تعریف کروں بہت کم ہے جان
اب مجھے اجازت دےں میرے اس خط کا جواب
ضرور دینا۔
شعر۔

وہ کون سے لفظ تھے جو ہم سے تھے نہ ہو سکے
عمر بھر لکھتے رہے پھر بھی کاغذ اذھورے رہ
گئے

جب میں نے یہ خط لکھ کر پڑھا تو میں خود بھی
جراں رہ گیا کہ یہ خط میں نے خود لکھا ہے سچ جب
شاء میرے گھر آئی تو میں نے یہ خط ثناء کے رجسٹر
میں رکھ کر باہر چلا گیا جب گھر واپس آیا تو ثناء اپنے
گھر چلی گئی تھی میرے دل میں طرح طرح کے
خیال آ رہے تھے کہ وہ ناراض ہو کر چلی گئی ہے یا وہ
انکار کر دے وغیرہ وغیرہ اس وجہ سے میں بہت
بے چین تھا میں نے جب چھٹیوں کا ہوم ورک لکھنے
کے لیے اپنا رجسٹر کھولا تو اس میں ایک چھوٹی سی
چٹھی لکھی ہوئی پڑی تھی جس میں لکھا تھا۔

جان میں بھی م سے بہت محبت کرتی ہوں
لیکن اظہار نہیں کر سکتی لیکن آج تم نے محبت کا اظہار
کر کے جان میرے دل کا بوجھ مٹا کر دیا ہے۔ یہ
پڑھ کر مجھے بہت خوشی ہوئی شام کو پھر ثناء میرے گھر
آ گئی مجھے دیکھ کر وہ مسکرا رہی تھی اور بہت ہی پیاری

لگ گئی تھی پھر ہم دونوں بیٹھ کر پیار محبت کی باتیں کرنے لگے اس طرح دن گزرتے گئے اور ہماری محبت بھی بڑھتی گئی اس بات کا پتہ میرے گھر والوں کو بھی معلوم ہو گیا تھا کہ میں اور ثناء ایک دوسرے سے پیار کرتے ہیں ہمارے سکول کی چھٹیاں ختم ہو گئی جب ہم سکول گئے تو مسکان مجھ سے ناراض تھی کہ پوری چھٹیاں تم مجھ سے ملنے کیوں نہیں آئے تو میں نے اس کا کہا کہ میں پوری چھٹیاں اپنے نانا کے گھر گیا ہوا تھا تو وہ مان گئی۔ میں نے مسکان کو اس لیے جھوٹ بولا کہ وہ ناراض نہ ہو جائے کیونکہ مسکان کو صرف اور صرف دوست بھجھتا تھا اور ثناء میرا پیار میری محبت میرا سب کچھ تھی

مسکان نے کہا کہ آج شام کو تو آئے گے ناں میں نے کہا کہ گھر میں بہت کام ہوتا ہے مجھے

وہ چپ ہو گئی میری اور ثناء کی محبت کا پتہ سکول میں چل گیا مسکان کو بھی پتہ چلا تو اس نے مجھ سے بات کرنا چھوڑ دی جب میں نے اسے سے وجہ پوچھی تو اس نے کچھ نہیں بتایا مجھے بعد میں احساس ہوا جب وہ مجھے دیکھتی اس کی آنکھوں میں آنسو آ جاتے تھے اس کا مطلب یہ تھا کہ یہ بھی محبت کرتی ہے پھر میں نے مسکان کو بھانپا اور کہا۔

ہم دوست ہیں اور ہم ساری زندگی دوست ہی رہیں گے ثناء مجھ سے بچپن سے بہت پیار کرتی ہے اور میں بھی اسے بہت چاہتا ہوں اگر ہو سکے تو مجھے معاف کر دینا تو اس نے کہا۔

میں اب بھی تم کو چاہتی ہوں اور ساری زندگی تم کو چاہتی رہوں گی

پھر اس نے کچھ نہیں کہا پھر میں کلاس روم سے باہر چلا گیا۔ میرے اور مسکان کے پیار بالکل قریب تھے کیونکہ وہ سکول صرف پانچویں تک تھا اس لیے میں مسکان کے گھر جاتا تھا اور ہم اکٹھے

بیٹھ کر پڑھتے تھے ایک دن میں شام کو مسکان کے گھر سے واپس آ رہا تھا میری امی مجھے برا بھلا کہنے لگی جب میں نے وجہ پوچھی تو میری بہن نے کہا۔

ثناء کی امی آئی تھی اور اس نے کہا کہ ظفر نے ثناء کے بیگ میں خط ڈالا ہے جب میں نے خط دیکھا تو لکھا کی میری نہ بھی لیکن میرا نام لکھا ہوا تھا میرے گھر والوں کو بھی پرہ چل گیا کہ میں اور ثناء ایک دوسرے سے پیار کرتے ہیں اس لیے میں اس کے بیگ میں خط نہیں رکھ سکتا تو گھر والے چپ ہو گئے دوسرے دن جب میں سکول گیا تو ثناء سکول نہیں آئی تھی کچھ دیر کے بعد اس کی امی سکول آئی اور ثناء کی امی نے میڈم کو بتایا کہ ظفر نے میری بیٹی کے بیگ میں خط ڈالا ہے اگر ظفر سکول میں پڑھے گا تو میں اپنی بیٹی کو اس سکول میں نہیں پڑھنے دیں گے اس نے ثناء کو خط لکھا ہے کل کچھ اور لے لے گا تو اس کا ذمہ دار کون ہو گا اس نے میڈم کی بھی بہت بے عزتی کی اور میری بھی میڈم نے ثناء کی امی سے سانسے مجھے مارا اور مجھے سکول سے بھی نکال دیا۔ پھر میں اپنے گھر آ کر بہت رویا میں نے گھر والوں کو کچھ نہیں بتایا تھا جب میرے بہن بھائی سکول سے واپس آئے تو میری بہن نے کہا کہ تمہارے جانے کے بعد ثناء کی امی بھی چلی گئی تھی تو ثناء نے میڈم کو کہا۔

میں اور ظفر ایک دوسرے سے پیار کرتے ہیں اگر ظفر خط لکھتا تو مجھے دیتا اور میرے بیگ میں نہیں ڈالتا یہ کسی اور کی حرکت ہوگی دوسرے دن میں سکول چلا گیا۔ میڈم نے آفس میں بلا کر کہا۔

ثناء نے مجھے سب کچھ بتا دیا ہے تمہارے پیار دے دیا مجھے یقین ہے کہ تم پاس ہو جاؤ گے پھر میں اپنے گھر پڑھائی کرنے لگی میں نے پانچویں اچھے نمبروں سے پاس کی تو میرے نانا

کی گھر واپس آجاتا۔ ایک دن میں سکول سے بھاگ کر ثناء کے سکول آگیا جب اس سے ملاقات ہوئی۔

میں نے اس سے کہا میں اتوار کی رات چھت پر آجایا کرو کیونکہ میں اس رات اپنے گھر ہوتا ہوں اس نے کہا کہ ٹھیک ہے

پھر جب ہفتہ کے دن میں اپنے گھر چلا گیا پھر رات کو جب میں نے اپنی چھت سے دیکھا تو ثناء چھت پر تھی پھر میں بھی اس کی چھت پر چلا گیا

پھر ہم ایک دوسرے سے پیار محبت کی باتیں کرنے لگے اس طرح ہی ہر اتوار کی رات ہماری ملاقات ہو جاتی تھی جب میرے امتحان آئے تو میں فیل ہو گیا کیونکہ پڑھنے کا میرا دل نہیں کرتا تھا۔ پھر

میں نے ساتویں کلاس دوبارہ پڑھی اور اس میں پاس ہو گیا پھر میں آٹھویں کلاس میں آگیا پھر بھی میں سکول سے بھاگ جایا کرتا تھا اور رات کو ثناء سے بھی ملاقات ہوتی تھی اور فون پر بھی بات ہوتی

تھی میں نے ثناء کو موبائل بھی لے کر دیا تھا میں نے آج تک ثناء کے جسم کو ماتھ بھی نہیں لگا یا تھا کیونکہ میں اس سے بچی محبت کرتا تھا یہاں میں غلط کام کرنا جانتا نہیں ہے ایک رات میں نے ثناء کو کہا۔

کیا تم مجھ سے شادی کرو گی۔ اس نے کہا۔ ہاں کروں گی۔

دوسرے دن میں نے اپنے گھر والوں کو ثناء کے گھر رشتے کے لیے بھیج دیا تو انہوں نے کہا کہ ابھی وہ پڑھ رہی ہے بعد میں دیکھیں گے

پھر میں نے نڈل پاس کر لیا تو نانا جان نے مجھے دوسرے سکول میں داخل کروا دیا یہ میں پہلے بتا چکا ہوں کہ وہ سکول نورین کے گھر سے کچھ دور تھا

پھر میں نے دوبارہ اپنے گھر والوں کی بھیجا تو انہوں نے کہا کہ اپنے خاندان میں رشتہ دیں گے تو میرے گھر والے واپس آگئے ثناء نے کہا۔

جان والوں نے کہا کہ تم ہمارے گھر میں رہے کر پڑھا کرو کیونکہ میرے نانا جان والوں کی بھی خط کا پتہ چل گیا تھا اس لیے وہ چاہتے تھے کہ کوئی او ر مسئلہ نہ بن جائے اس وجہ سے وہ مجھے لینے آئے تھے میں اپنے نانا جان کے گھر میں نہیں جانا چاہتا تھا کیونکہ میں ثناء کے بغیر نہیں رہ سکتا تھا پھر بھی گھر والوں کی وجہ سے میں اپنے نانا جان کے گھر چلا گیا وروباں رہ کر پڑھنے لگا۔

ایک رات مجھے ثناء کی بہت یاد آئی صبح جب میں سکول جانے کے بجائے ثناء کے سکول کی طرف چل پڑا جہاں ثناء پڑھتی تھی وہ شہر میں پڑھتی تھی او ر میں گاؤں میں پڑھتا تھا میں جا کر اس کے سکول کے باہر کھڑا ہو گیا جب اس کی چھٹی ہوئی تو اس نے مجھے دیکھا تو میرے قریب آ کر رونے لگی ہوئی۔

میرے گھر والوں کی وجہ سے تم یہاں سے ودور چلے گئے ہو میں تمہارے بغیر نہیں رہ سکتی پلیز ظفر تم واپس آ جاؤ

مجھے بھی رونا آ گیا میں نے اس کو کہا کہ میں روزانہ تمہارے پاس آیا کروں گا

پھر میں وہاں واپس چلا گیا کیونکہ مجھے دوبارہ گاؤں اپنے نانا کے گھر جانا تھا میرے نانا کو بھی پتہ نہیں چلا تھا کہ میں سکول آج نہیں گیا تھا اس طرح

ہی جب بھی مجھے ثناء کی یاد آئی تو اس دن میں سکول نہیں جاتا تھا ثناء کو دیکھنے چلا جاتا تھا میں نے چھٹی کلاس پاس کی اب ساتویں جماعت میں آگیا تھا

میرا پڑھنے کو دل نہیں کرتا تھا اس لیے میں روزانہ سکول سے بھاگنے لگا۔ پھر میں نے اپنے نانا جان سے کہہ دیا کہ میں ہفتہ کو سکول سے گھر جایا کروں گا

ایک رات وہاں گزار کر ثناء کو واپس آجایا کوں گا تو میرے نانا جان نے کہا کہ ٹھیک ہے پھر ہفتے کو اپنے گھر شہر چلا جاتا تھا پھر اتوار کی رات اپنے نانا جان

ظفر اگر میں شادی کروں گی تو تم سے ورنہ نہیں

پھر کچھ دن بعد دوبارہ میں نے بھجھا تو انہوں نے انکار کر دیا پھر میرے نانا جان والوں نے نورین کا رشتہ مجھے دے دیا جب میرا نکاح نورین کے ساتھ ہوا تو میں نے ثناء سے بات کرنا بند کر دی کیونکہ آپ مجھے ساری زندگی نورین کے ساتھ گزارنا تھی جب ثناء کو پتہ چلا کہ میرا نکاح ہو گیا ہے تو اس نے اپنی وہ سہم اور موہاں بھی توڑ دیا غصہ میں آ کر وہ مجھ سے ابھی تک بھی بہت محبت کرتی ہے اور سارا دن چھت سے مجھے دیکھتی رہتی ہے۔

جب نورین نے مجھے دھوکہ دیا تو میں نے پھر ثناء سے رابطہ کرنا شروع کر دیا پھر میں اپنی ثناء کو چاہنے لگا کیونکہ جب نورین نے وضاحت دیا تو میری طبیعت بہت خراب ہو گئی تھی تو مجھے ثناء نے بہت سہارا دیا تھا نورین کے ساتھ نکاح ہونے کے بعد میں اپنے گھر واپس آ گیا تھا جب میرے کوئٹہ کا اس کے پیچھے تھے تو میں نے پیچھے نہیں دیئے تھے میں ثناء کو دیکھنے جاتا تھا اس لیے نوئس کلاس میں فیل ہو گیا تھا میں نے ثناء کی خاطر اپنی زندگی برباد کر لی نورین کی خاطر میں نے اپنی زندگی کو چھوڑ دیا تھا لیکن نورین نے مجھے دھوکہ دیا ایک دن میں اپنے چھوٹے بھائی عدنان کا داخلہ کروانے سکول گیا تو وہ سکول ہمارے گھر سے کچھ دور تھا میری دوست مسکان کے گھر کے قریب تھا جب میں سکول کے اندر گیا تو وہاں پر ایک لڑکی جو کہ سکول کی نیچر گچی اس نے مجھے پوچھا۔

تم ظفر ہو۔

میں نے کہا کہ آپ مجھے جانتی ہو۔

اس نے کہا کہ میں مسکان ہوں

اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے پھر مجھے یاد آیا کہ یہ تو وہی میری دوست ہے کیونکہ دوستو جب

میں نے وہ سکول چھوڑا تھا اس دن کے بعد مسکان کو بھول گیا تھا کیونکہ ہمیں زیادہ بات کرنے کا موقع نہیں مل سکا تھا کیونکہ سکول میں نیچر گچی جب میرا بھائی دوسرے سکول سے واپس آیا تو میرے بھائی نے ایک پرچی دی جس پر لکھا تھا اس نمبر پر رابطہ کرو جان میں تمہاری مسکان تو میں نے اس نمبر پر ایس ایم ایس کیا تو اس نے کال کی پھر میرا اور مسکان کا رابطہ شروع ہو گیا مسکان ابھی تک بھی مجھے بہت چاہتی تھی کیونکہ قارئین محبت ایک ایسا جذبہ ہے جو ہر کسی کے دل میں پایا جاتا ہے اور یہ محبت ہر کسی کو بہن ہے جیسا کہ اولاد کو والدین سے والدین کو اولاد سے شہر کو بیوی سے بیوی کو شوہر سے بھائیوں کو بہنوں سے استاد کو شاگرد سے شاگرد کو استاد سے دوستوں کو دوست سے پیار ہوتا ہے ایسے اور بھی بہت رشتے ہیں جن میں محبت پائی جاتی ہے کچھ لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جو جانوروں سے محبت کرتے ہیں اور ان کو اپنی اولاد کی طرح پالتے ہیں اور ان کے کھانے پینے اور رہنے کا خاص خیال رکھتے ہیں اور وہ جانوروں بھی انسانوں سے محبت کرتے ہیں ان جانوروں میں شامل گائے بھینس بکری وغیرہ ایسے اور بھی بہت سے جانور ہیں جن میں محبت پائی جاتی ہے

آج کے دور میں بہت ہی کم لوگ کسی سے سچی محبت کرتے ہیں کیونکہ ہر انسان آج دولت سے محبت کرتا ہے اس لیے کچھ لوگ دولت کمانے کے چکر میں دوسرے لوگوں سے فرائض کرتے ہیں ان کو لوٹ رہے ہیں آج کے دور میں کوئی کسی کا نہیں ہے جانید اور دولت کی خاطر بھائی بھائیوں کا بھائی بہنوں کا اور اولاد والدین کی والدین اولاد کی بیوی شوہر کی اور شوہر بیوی کا دوست دوست کا دشمن بن جاتا ہے کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو دولت اور جائیداد کی خاطر ایک دوسرے کا

مارنے پر آ جاتے ہیں جب اپنے ہی اپنے ہیں
رہتے تو غیر ہمارے ساتھ کیا فاکریں گے۔

شعر

دکھ کے سوائے دے بھی کیا سکتے ہیں زیڈ
دو گز کفن بھی دیتے ہیں وہ بھی رور و کر

کچھ لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جن کے ہاں
زیادہ دولت ہوتی ہے ان کو اپنے جال میں پھنسا
نے کی کوشش کرتے ہیں جب وہ ان کے جال میں
پھنس جاتے ہیں تو وہ ان کے لوٹنا شروع کر دیتے
ہیں پھر کسی اور کو اپنے جال میں پھنسانے کی کوشش
کرتے ہیں پھر ان کو بھی دھوکہ دیتے ہیں لیکن وہ یہ
نہیں سوچتے کہ جن کو ہم نے لوٹا ہے وہ ہم پر کتنا
یقین اور کتنی محبت کرتا تھا جس نے سب کچھ مجھ پر
قربان کر دیا پھر بھی میں نے اس کو دھوکہ دیا یہ نہیں
اس کے دل پر کیا کر رہے گی دوستوں ہمیں کتنی
تکلیف ہوتی ہوگی۔

تو قارئین کی اب کہانی کی طرف آتے ہیں
ثناء سینکڑا سیر میں پڑھتی تھی وہ جب صبح کان جانی
تھی تو مجھے ایس ایس ایس پر بتا دیتی تھی ج وہ گھر آ
جانی تھی تو مجھے بتا دیتی تھی پھر وہ نیوشن پڑھنے جانی
تھی وہاں سے واپس آ کر مجھے بتا دیتی تھی جب بھی
موقع ملتا تو وہ میرے ساتھ رابطہ کرتی۔

ایک دن دو کالج سے گزرتی تو اس نے کہا
کہ جان آج نتیجہ امت کرنا بھائی کچھ میں سے میں
نیوشن سے آ کر آپ سے بات کروں گی تو میں نے
بھی اس کو متوجہ کر دیا کہ ٹھیک ہے جان اوکے۔
کچھ دیر بعد ایک نیو نمبر سے کال آئی جب
میں نے بات کی تو کوئی لڑکا تھا اس نے مجھ سے

پوچھا

کون

میں نے اپنا نام بتا دیا
اس نے کہا۔ کہاں ہو

میں نے کہا کہ دکان پر
اس نے کہا کہ میں بھی آتا ہوں
میں نے پوچھا۔ آپ کون۔

اس نے کہا۔ آکر بتانا ہوں

ہماری کریانے کی دکان تھی اس وقت دکان
پر تھا کچھ دیر میں ثناء کا بھائی اور تین لڑکے آ گئے ثناء
کے بھائی نے آتے ہی مجھے مارنا شروع کر دیا باقی
لڑکوں نے کچھ نہیں کہا میں نے ثناء کے بھائی کو کچھ
بھی نہیں کہا تھا کیونکہ میں سمجھ گیا تھا پھر اس کا بھائی
اور اس کے دوست واپس چلے گئے۔ پھر رات کو
ثناء کی کال آئی اس نے کہا۔

جیسے میرے بھائی نے تم کو مارا ہے تم بھی
ویسے ہی اس کو مارو۔

میں نے کہا۔ نہیں جان اس میں غلطی ہماری
ہے تو وہ مجھ سے ناراض ہو گئی اس نے کہا

جب تک میں تم سے بات نہیں کروں گی جب
تک تم میرے بھائی کو مارو گے نہیں سنبھلے

احساس ہوا کہ ثناء تو اپنے گھر والوں سے بھی زیادہ
مجھے چاہتی ہے تو میں نے سوچا کہ میرا نکاح تو
نورین کے ساتھ ہو گیا ہے اگر میں ثناء کے پاس
ایک قدم جاؤں گا تو وہ میرے پاس دس قدم آئے
گی دیئے بھی میری ذمہ داری اس کی شادی نہیں ہو سکتی
اس لیے میں نے اپنی وہ مہم بھی بند کر دی جب نمبر
ثناء اور مرکانہ کے پاس تھا میں بھی مجھ سے
بہت پیار کرتی تھی میں ان دونوں کو اپنے آپ سے
دور کرنا چاہتا تھا کیونکہ میں نہیں چاہتا تھا یہ دونوں
میری وجہ سے بدنام ہوں کیونکہ میں ان دونوں
سے بہت محبت کرتا تھا

ایک دن مجھے ثناء کا خط ملا جس میں لکھا تھا کہ
وہ آخری بار مجھ سے ملنا چاہتی ہے۔ جب میری اور
اس کی ملاقات ہوئی تو اس نے کہا۔

آج میرے ماموں میرا رشتہ لینے آئے ہیں

اپریل 2015

جواب عرض 84

محبت ہی محبت

پلیز ظفر مجھے یہاں سے دور لے جاؤ بہت دور لے چلو جہاں صرف تم اور میں ہوں اور کوئی نہ ہو۔
میں نے کہا۔ یہ تو مجھے بھی پتہ ہے جان تمہارے ماموں کے بیٹے ڈاکٹر ہیں اور وہ بہت اچھا لڑکا ہے تمہیں وہ بہت خوش رکھے گا تم اس سے شادی کرلو۔

اس نے کہا۔ میں شادی صرف تم سے کروں گی نہیں تو کسی کے ساتھ بھی نہیں کروں گی۔
پھر میں نے اس کو اپنی قسم دی وہ شادی کے لیے راضی ہو گئی۔ پھر اس کا رشتہ اس کے کزن یعنی اس کے ماموں کے بیٹے سے ہو گیا پھر ایک دفعہ ہماری ملاقات ثناء کی کزن کی شادی پر ہوئی اس نے مجھ سے بہت سے گلے شکوے کیے تو میں نے کہا جان ہر کسی کی اپنی ایک قسمت ہوتی ہے اگر ہم دونوں گھر سے بھاگ جاتی جاتے تو کہاں جاتے ہمارے جانے کے بعد ہمارے خاندان کی آپس میں لڑائی ہو جاتی اور میں نہیں چاہتا کہ ایسا ہوا ہے تم اپنے کزن سے پیار کرو کیونکہ اب تم نے زندگی اپنے کزن کے ساتھ گزارنی ہے اب سب کچھ تمہارے دہی ہے تو وہ چپ ہو کر میری باتیں سنتی رہی میں نے اس کو یہ بھی کہا تھا کہ پلیز تم بھی نورین کی طرح نہ کرنا جس کی وجہ سے تمہارے کزن کی زندگی برباد ہو جائے مجھے امید ہے کہ وہ تمہیں بہت خوش رکھے گا۔

قارئین جب میں نے کہانی کا پہلا حصہ لکھا تو ایک مسکان نام کی لڑکی نے مجھ سے رابطہ کیا تھا جب میری اس سے بات ہوئی تو مجھے ایسا لگا جیسے میری مسکان واپس آ گئی ہو کیونکہ دوستو مسکان کی بھی شادی ہو گئی تھی پھر وہ لڑکی میری بہت اچھی دوست بن گئی تھی میں اس کو اپنے دل کی ہر بات بتا دیتا تھا وہ بھی مجھے اپنے دل کی ہر بات بتاتی ہے کچھ دن پہلے مجھے پتہ چلا کہ ثناء کی شادی ہونے

والی ہے تو میرا دل گھبرانے لگا کہ میری محبت کی شادی کسی اور سے ہو رہی ہے جب میں نے یہ بات مسکان کو بتائی تو اس نے کہا کہ اب کیا ہو سکتا ہے اس نے مجھے حوصلہ دیا جس دن ثناء کی شادی تھی اس دن میں بہت رو با تھا مجھے ثناء پر بہت ترس آ رہا تھا کہ میں نے اس کو بھی دھوکہ دیا ہے میں اس کا مجرم ہوں میں مسکان کا بھی مجرم ہوں میں نے اس کو بھی دھوکہ دیا ہے تو مسکان جس سے میرا رابطہ تھا اس نے کہا کہ جو کرتا ہے اللہ کرتا ہے اللہ جو بھی کرتا ہے ٹھیک کرتا ہے شاید اس میں بھی ٹوٹی بھلائی ہو مسکان پھر مسکان نے میرا بہت ساتھ دیا وہ ایک اچھی لڑکی اور ہمدرد بھی تھی وہ قرآن مجید کی حافظ بھی تھی دوستو شادی کے دوسرے دن میں نے کہانی لکھنا شروع کر دی تھی۔ قارئین آپ کی رائے کا انتظار رہے گا۔

اسلامی صفحہ

میرے بیٹھے بیٹھے اسلامی بھائیو اور اسلامی بہنو جو شخص اپنی زوجہ کو پر دے کی تلقین نہیں کرتا وہ کان کھولی کر سن لے۔ جس کی بیوی زیورات پہن کر خوشبو لگا کر گھر سے باہر نکلتی ہے اور شوہر اس پر رخصت منہ ہے تو اس عورت کے ایک ایک قدم کے بدلے اس کے شوہر کے لئے جہنم میں ایک ایک گھر تیار کیا جاتا ہے اے بے پردگی کرنے والو! آنکھیں کھول کر پڑھ لو اے بے پردگی کرنے والو! اتم بھی آنکھیں کھول کر پڑھ لو عمران کی رات سرور کائنات شاہ موجودات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک عورت کو دیکھا کہ بالوں سے لگی ہوئی ہے اس کا دماغ کھول رہا ہے عرض کیا گیا کہ یہ اپنے بال غیر مردوں سے نہیں چھپاتی تھی۔ ایک عورت کو دیکھا کہ اس کا جسم آگ کی لپٹی سے کاٹا جا رہا تھا عرض کیا گیا کہ یہ اپنا جسم اور خوبصورتی غیر مردوں کو

دکھاتی تھی اللہ تعالیٰ کمال کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ دعا گو
☆..... حنا ظفر اینڈ عامر شہزاد۔ گو جروہ

محبت کامیاب نہ ہو سکی

— تحریر — صبیحہ — فیصل آباد —

شہزادہ بھائی — السلام علیکم — امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔
میں ایک دفعہ پھر آپ کی دیکھی نگری میں کہانی لے کر حاضر ہوئی ہوں اس کہانی کا نام میں نے محبت کامیاب نہ ہو سکی رکھا ہے امید کرتی ہوں کہ میری اس کاوش کو غارِ سخن ضرور پسند کریں گے اور مجھے اپنی منفرد مشورے سے تنقید آراء سے ضرور آگاہ کریں گے میری یہ کہانی ایک ایسی کہانی ہے جس میں ہر لفظ میں دکھ درد نظر آ رہا ہے اور یہ سب کے دلوں پر ایک نقش چھوڑ جائے گی یہ ایک دھجی کہانی ہے امید ہے کہ جلد سے اسے کسی قریبی اشاعت میں جگہ ملے گی اور مجھے شکر یہ کا موقع ملے گا۔
ادارہ جواب غرض کی پالیسی کو مد نظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے نام تبدیل کر دیئے ہیں تاکہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کا ادارہ بارائزہ ذمہ دار نہیں ہوگا۔ اس کہانی میں کیا کچھ ہے یہ تو آپ کو پڑھنے کے بعد ہی پتہ چلے گا۔

بھی بہت اچھی تھی میرے تایا جی کے دو بیٹے تھے اور دو بیٹیاں تھیں اور ہم تین بہنیں اور میرے دو بھائی تھے چاچا کی شادی کو دو سو سال ہو گئے تھے لیکن ان کے ولی اولاد انہیں ہوئی تھی ہم ہی خوشی زندگی گزار رہے تھے ہم جو انڈیا میں ہونے کی وجہ سے کزن اور کزنز آپس میں کافی تھل ل کر رہتے تھے ہم اکٹھے ہی بیٹھتے کھیلتے اور کھیلنا ہمارا ساتھ ہی ہوتا تھا ہم سکول بھی اکٹھے ہی جاتے تھے ہمارے گاؤں میں لڑکے اور لڑکیوں کے لیے پرائمری سکول تھے۔

میں نے میرے کزن زمان نے جب پرائمری پاس کر لی تو اس کے بعد ہمیں ساتھ والے گاؤں میں پڑھنے کے لیے جانا پڑا تھا اس کے لیے میں نے دوسرے گاؤں میں داخلہ لے لیا تھا اور زمان نے بھی دوسرے ساتھ والے گاؤں میں جانے لگے ہم دونوں بڑھائی میں مصروف ہو گئے لیکن اکٹھے ہی سارے کام کرتے تھے اسی طرح ہمارا زیادہ ٹائم اکٹھے ہی گزرتا تھا اگر ہم ایک دوسرے سے دور بھی ہوتے تو ہمیں

قارئین ہمارا معاشرہ بہت بہت دھوکے باز ہے ہر کوئی دوسرے کو دھوکے دینے کی جہد و جہد میں لگا ہوا ہے بعض دفعہ انسان کسی کو پہچان نہیں پایا اور اس کے چنگل میں پھنس کر بہت کچھ کھودیتا ہے آج کل محبت جیسے پاس رشتے کو مذاق بنا رکھا ہے محبت کے نام پر لوگوں کی زندگیوں سے ہلیا جاتا ہے اور ان کے دل توڑ دیئے جاتے ہیں جن میں اللہ بستا ہے پتہ نہیں ان ظالم لوگوں کو کسی کا دل توڑ کر احساس کیوں نہیں ہوتا یا پھر ایسی حرکت کرنے سے پہلے ہی پتے کیوں نہیں اسی طرح جو کہانی میں آپ کے گویا خوار رہی ہوں یہ میری عزیز رشتہ دار کی ہے آئے اسی کی نہ بانی ستے ہیں۔

میں نے ایک متوسط گھرانے میں آنکھ کھولی ہمارا گھرانہ بہت خوشحال تھا ہر طرف خوشیاں ہی خوشیاں تھیں ہمارے پاس اللہ کا دیا ہوا سب کچھ تھا یہ ابوی تین بھائی تھے جو اکٹھے ایک ہی گھر میں رہتے تھے میری تانی میری خالہ بھی تھی اور میری چاچی

ہے چینی سے ہونے لگتی ہمیں اس بے چینی کا علم نہ تھا کہ یہ بے چینی کیسی ہے اور کیوں ہے۔

میں زمان سے محبت کرنے لگی تھی میں ہر وقت ہر لمحہ اس کے ساتھ گزارنا چاہتی تھی اسی خواہش کے زیرِ نظر میں اس کے پاس بیٹھ جاتی تھی اور اس سے بہت باتیں کرتی تو مجھے خوشی ہوتی لیکن میں اس سے اپنی محبت کے بارے میں بتانے سے ڈرتی تھی میں لاکھ کوشش کرتی لیکن اس سے کچھ کہہ نہ پاتی تھی لیکن مجھے کیا پتہ تھی جو آگ میرے اندر لگی ہوئی ہے وہ ادھر بھی ڈیرے والے ہونے سے دونوں طرف بے چینی کیساں تھی ہم دونوں ہی ڈرتے تھے۔

ایک دن ہم دونوں معمول کے مطابق اگلے بیٹھ کر پڑھ رہے تھے تو زمان نے میرا رجسٹر لیا اور اس پر اپنا نام اور میرا نام لکھ کر دل بنایا مجھے نہیں پتہ تھی لیکن جب دوسرے دن سکول گئی تو میری دوست نے میرے رجسٹر پر لکھ کر نام دیکھ لیے اور مجھ سے پوچھنے لگی کہ یہ زمان کون ہے پہلے تو میں نے یہ بات ماننے کی کوشش کی لیکن جب میں نے رجسٹر دیکھا تو وہاں واضح طور پر نام لکھا تھا کہ میں آگ بگولا ہو گئی اس وقت نا جانے کیوں میں اپنی بے چینی کو بھی بھول گئی تھی شاید یہ میری غیرت یا پھر اس طرح میں نے اپنی دوست کو بتانا نہیں چاہتی تھی پتہ نہیں کیا ہوا تھا میں گھر آئی تو بہت غصے میں تھی میں نے زمان کو دیکھتے ہی اس سے پوچھا کہ میرے رجسٹر پر کیا لکھا ہے وہ ہنس پڑا میں نے کہا کہ یہ کیا مذاق ہے تو وہ کہنے لگا سارہ مذاق نہیں ہے مین سچ میں تم سے محبت کرتا ہوں اس کی باتیں کرنا کر میرا غصہ روفو چکر ہو گیا جب میں نے اس کی بے چینی دیکھی تو مجھ سے بھی رہا نہ گیا میں نے اس سے اپنے پیار کا اظہار کر دیا جب اس نے میرے منہ سے محبت کا جواب محبت میں پایا تو بہت خوش ہوا اور وہ حیران بھی ہوا کیونکہ پہلے میں بہت غصے میں تھی جب اس کے غصے کی وجہ پوچھی تو میں نے معافی مانگی اور کہا

کہ شاید اس طرح سے دوست کو نہیں بتانا چاہتی تھی اس لیے غصے میں آگئی مجھے معاف کرنا اس نے کہا معاف تو صرف ایک شرط پر کیا جائے گا میں نے کہا کیا ہے آپ کی شرط تو اس نے کہا میرے ساتھ وعدہ کرو کہ مجھے کبھی اکیلا نہیں چھوڑو گی تو میں نے وعدہ کیا۔

اس دن ہم دونوں بہت خوش تھے ہم دونوں کی راتیں اور دن شب برات بنی ہوئی تھی ہمیں کوئی رکنے نوکنے والا نہ تھا شاید گھر والے بھی یہی چاہتے تھے ابھی دنوں کی بات ہے کہ میری چھوٹی بہن سمانہ سکول میں چلی گئی تو میری گری اور جس سے اس کے سر میں چوٹ آئی اور وہ موقع پر ہی فوت ہو گئی تھی ہمارے گھر میں ماتم بچھا ہوا تھا سب بہت دہی تھے ہم سب گھر والے ٹوٹ گئے تھے آج رات سب سنبھلنے لگے کہتے ہیں نہ کہ مرنے والوں کے ساتھ مرنا نہیں جاتا سب ان کی یادیں اور باتیں یاد رہتی ہیں ابھی میں اس صدمے سے پوری طرح باہر نہیں نکل پائی تھی کہ میرے لیے ایک مصیبت آن لڑھی ہوئی تھی وہ یہ کہ میرے تایا لوگ گھر چھوڑ کر نانی کے گاؤں ہمیشہ کے لیے نکلے ہوئے کے لیے تیار ہو گئے میں بیاہور گھر ہی ان کے جانے سے ناخوش تھا اور زمان بھی خوش نہیں تھے جانے سے ایک رات پہلے ہم ساری رات جاگتے رہے اور صبح میں جیسے باتیں کرتے رہے یہی پرہم نے اگلے جینے مرنے کی باتیں کھائیں اور بہت سے وعدے کیے پتہ ہی نہ چلا کہ اب ماتم کڑ لگ گیا اور صبح ہو گئی پھر ان لوگوں نے تیاری کی اور چلے گئے ان کے جانے کے بعد میں اداس رہنے لگی تھی کوئی پوچھتا تو بہانہ بنا دیتی تھی امی ابو نے باخوشی اجازت دے دی میں بہت خوش ہوئی پھر میں چلی گئی ادھر زمان بھی فارغ تھا اس طرح ہم دونوں سارا دن باتیں کرتے ہم نے اپنی زندگی اور مستقبل کے حسین خواب دیکھے وعدے قسمیں کھائیں۔

ایک دن اچانک میرے ابو مجھے لینے آ گئے میں

اداس ہو گئی اور زمان بھی اداس تھا سردیاں تھی تو اس لیے سب لوگ سردی کی وجہ سے جلدی سو جاتے تھے ابو جی مجھے بھی جلدی سونے کا کہہ کر سو گئے کیونکہ صبح جلدی جانا تھا میں اداس اور زبان سے دور ہونے کی پریشانی میں مجھے نیند نہیں آ رہی تھی اور کمرے میں مجھے چھٹکن محسوس ہو رہی تھی میں باہر آ گئی اور دیوات سے ٹیک لگا کر آسمان کی طرف دیکھنے لگی اس وقت زمان بھی ادھر ہی آ گئے اس نے مجھ سے پوچھا کہ ابھی تک سوئی نہیں تو میں نے کہا کہ اگر یہی سوال میں آپ سے کروں تو اس نے کہا کہ مجھے تو نیند نہیں آ رہی تو میں نے کہا مجھے بھی نیند نہیں آ رہی تھی اس نے کہا آپ کو بھی تو نیند نہیں آ رہی ناں کیوں۔ کہتے تم نہ جاؤ میں نے تم سے دور نہیں رہ سکتا میں نے کہا وہ تو میں بھی نہیں رہ سکتی پر مجھے جانا تو ہے ہی ہم ہماری رات سردی میں بیٹھے پائیں کرتے رہے ہمیں سردی کا بھی احساس نہ ہوا اور جی ہو گئی اگلے دن صبح سویرے اٹکے ساتھ میں اپنا سب کچھ وہاں چھوڑ کر گھر آ گئی مجھے آئے ہوئے دو دن ہوئے ہوں گے پر میں ابھی تک اسی کے خیالوں میں کہمیں۔

تیسرے دن زمان آ گئے میں بہت خوش ہوئی لیکن اس کے آنے سے ہماری چھپی ہوئی محبت کو ظاہریت اور زبان مل گئی تھی۔

ایک دن میں اور زمان نالے پر بیٹے ہوئے تھے ہم دونوں نے پاؤں پانی کے اندر رکھے ہوئے تھے اس وقت زمان نے میرے منہ پر پانی پھینکا اور میں نے بھی اس شرارت سے پھینک دیا ہم اپنی ہی دنیا میں شرارتوں میں ملن تھے کہ نہ جانے کب میں زمان کے گل گل گئی اور گاؤں کی ایک عورت نے ہمیں بول دیکھ لیا اور خیر گاؤں میں جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی ہمارے گھر والے کو بھی یہ چل گیا ہماری چھپی ہوئی محبت ظاہر ہو گئی وہ کہتے ہیں ناں کہ۔

عشق چھپتے نہیں چھپانے سے

ہمارے ساتھ بھی ایسا ہی ہوا تھا اس طرح زمان جلد واپس چلے گئے اور میرے گھر والے مجھ سے ناراض ہو گئے لیکن میں نے اس کی پرواہ نہ کی کیوں کہ مجھے حوصلہ تھا کہ میرے محبوب میرے ساتھ ہیں تو مجھے کسی کی ضرورت نہیں اس کے بعد جلد ہی ہمارا رزلٹ آ گیا ہم دونوں اچھے نمبروں سے پاس ہو گئے گھر والوں نے گفت کے طور پر ہماری تکفلی کردی جس سے ہم دونوں بہت خوش تھے اور خود کو ہواؤں میں اڑتا ہوا محسوس کرنے لگے تھے اس طرح میری محبت اور بھی گہری ہوئی گئی میں نے آٹھویں کے بعد سکول چھوڑ دیا تھا لیکن زمان نے میٹرک پورا کیا اور اس کے بعد کالج میں داخلہ لے لیا لیکن ہم دونوں ایک دوسرے کو خون کی حد تک پیار کرتے تھے ہماری شادی کی ابھی تک کوئی بات نہیں ہوئی تھی ہمیں بھی کوئی فکر نہ تھی ہمیں یہ تھکا کہ ہم دونوں کے درمیان کوئی رکاوٹ نہیں تھی زمان نے ایسا کیا اور اس کے بعد بیرونی ملک جانے کی تیاری کر کے گئے۔

جب مجھے یہ چلا تو میں اداس ہوئی میں یہ سوچنے لگی کہ پہلے تو ایک دوسرے کو دیکھ لیتے ہیں اب آتش دوری کا صدمہ کیسے برداشت کروں گی زمان کی کوششوں سے وہ دن بھی آ ہی گیا تھا جب اسے بیرونی ملک سے سند آیا گیا تھا اور وہ تیار یوں میں مصروف ہو گئے اس نے جانے کے دو دن پہلے ہم سب بھی اس سے ملنے گئے اس کے جانے سے ایک رات پہلے رات کو مجھے نیند نہیں آ رہی تھی میں باہر آ کر بیٹھ گئی تھی تو زمان نے آ گئے کہنے لگے میں تمہارا انتظار کر رہا تھا میں نے کہا آپ کو کیسے یہ چلا کہ میں آؤں گی تو کہنے لگے مجھے یقین تھا کہ تم ضرور آؤ گی کیونکہ میں تم سے ملنے کی خواہش کرتا ہوں تو تم بھی کرنی وہ میں نے کہا ہاں آپ نے سچ کہا اس نے بعد میں کہا تو سچے پیار کی نشانی ہوتی ہے میں اداس تھی تو اس سے کہا کہ زمان میں تمہارے بغیر کیسے رہ سکوں گی تو اس نے کہا محبت

اداس ہو گئی اور زمان بھی اداس تھا سردیاں تھی تو اس لیے سب لوگ سردی کی وجہ سے جلدی سو جاتے تھے ابو جی مجھے بھی جلدی سونے کا کہہ کر سو گئے کیونکہ صبح جلدی جانا تھا میں اداس اور زبان سے دور ہونے کی پریشانی میں مجھے نیند نہیں آ رہی تھی اور کمرے میں مجھے چھٹکن محسوس ہو رہی تھی میں باہر آ گئی اور دیوات سے ٹیک لگا کر آسمان کی طرف دیکھنے لگی اس وقت زمان بھی ادھر ہی آ گئے اس نے مجھ سے پوچھا کہ ابھی تک سوئی نہیں تو میں نے کہا کہ اگر یہی سوال میں آپ سے کروں تو اس نے کہا کہ مجھے تو نیند نہیں آ رہی تو میں نے کہا مجھے بھی نیند نہیں آ رہی تھی اس نے کہا آپ کو بھی تو نیند نہیں آ رہی ناں کیوں۔ کہتے تم نہ جاؤ میں نے تم سے دور نہیں رہ سکتا میں نے کہا وہ تو میں بھی نہیں رہ سکتی پر مجھے جانا تو ہے ہی ہم ہماری رات سردی میں بیٹھے پائیں کرتے رہے ہمیں سردی کا بھی احساس نہ ہوا اور جی ہو گئی اگلے دن صبح سویرے اٹکے ساتھ میں اپنا سب کچھ وہاں چھوڑ کر گھر آ گئی مجھے آئے ہوئے دو دن ہوئے ہوں گے پر میں ابھی تک اسی کے خیالوں میں کہمیں۔

تیسرے دن زمان آ گئے میں بہت خوش ہوئی لیکن اس کے آنے سے ہماری چھپی ہوئی محبت کو ظاہریت اور زبان مل گئی تھی۔

ایک دن میں اور زمان نالے پر بیٹے ہوئے تھے ہم دونوں نے پاؤں پانی کے اندر رکھے ہوئے تھے اس وقت زمان نے میرے منہ پر پانی پھینکا اور میں نے بھی اس شرارت سے پھینک دیا ہم اپنی ہی دنیا میں شرارتوں میں ملن تھے کہ نہ جانے کب میں زمان کے گل گل گئی اور گاؤں کی ایک عورت نے ہمیں بول دیکھ لیا اور خیر گاؤں میں جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی ہمارے گھر والے کو بھی یہ چل گیا ہماری چھپی ہوئی محبت ظاہر ہو گئی وہ کہتے ہیں ناں کہ۔

عشق چھپتے نہیں چھپانے سے

رات کو کافی گپ شپ کے بعد سب سو گئے تھے لیکن میں زمان سے ملنے کا بہانہ ڈھونڈ رہی تھی میں معمول کے مطابق باہر آگئی زمان بھی میرے ہی منتظر تھے ہم دونوں نے ناراضگی کی وجہ پوچھی تو میں نے کہا کہ سب کے لیے گفٹ لائے ہو میرے لیے کیوں نہیں لائے اس کے بعد انہوں نے ہنستے ہوئے جیب سے ایک انگوٹھی نکالی اور میرے ہاتھ میں پہنا دی اس کے بعد ہم نے ساری رات باتیں کیں اور صبح اپنے گھر آ گئے ایک ماہ کی چھٹی پر آئے تھے چند روز بعد ہمارے گھر آئے میں بہت خوش ہوئی تھی۔

وہ ملے اور دو دن ہمارے گھر میں رہے میری خوشی کی انتہا نہ تھی میں نے خود کو اتنا خوش نصیب سمجھا کہ وہ سب کو پتہ چل گیا کہ یہ کتنی خوش ہے مگر خوش کیوں نہ ہوئی وہ جی تو میرا سب کچھ تھے اس کے بعد وہ دو دن بعد چلے گئے اور پھر وہ اپنی چھٹی گزر کر چلے گئے اور میں پھر سے ادا اس ہو گئی میں نے کافی خط بھی لکھے مگر کوئی جواب نہ آیا اس کے بعد ایک خط آیا کہ تم مجھے تنگ نہ کرو میں شادی کر رہا ہوں اور تم بھی اپنی شادی کر لو آج کے بعد میں کسی اور کا ہوں میرا انتظار نہ کرنا پھر اس نے آج تک مجھے کوئی خط نہ لکھا اور نہ ہی میرے ساتھ کوئی رابطہ رکھا میں آج تک اس کے انتظار میں بیٹھی ہوں کاش اس کو ایک بار احساس ہو جائے کہ میں اس کی امانت ہوں اس کی منتظر ہوں تو وہ آجائے اور مجھے اپنی دلہن بنا کے لے جائے۔

تمنا تیرے وجود کی ہوتی تو دنیا سے چھین لیتی
عشق تیری روح سے ہے اس لیے خدا سے مل گئے ہیں

۲۔ اتنا جہوم ہو تیری زندگی میں خوشیوں کا
کہ غم گزرنے بھی چاہیں تو انہیں راستہ نہ ملے
شہر بانوں فتح جنگ

کرنے والے ہمیشہ ایک دوسرے کے دلوں میں اور آنکھوں میں رہتے ہیں میں تم سے دور تھوڑی جا رہا ہوں میں تو ہر وقت تمہارے پاس ہی رہوں گا اور تمہیں اپنی دلہن بنا کر لے آؤں گا میں شرماسی گئی اور اس کے منگنے لگی اور میں نے رونا شروع کر دیا اس نے تڑپ کر دیکھا اور خود بھی رو دینے انہوں نے مجھے تسلیاں دیں پھر اسی طرح ہی ہماری رات گزری آخر وہ وقت بھی آ گیا جس کے سب کو انتظار تھا زمان گاڑی میں بیٹھ کر انہیں پورٹ چلے گئے سب گئے لیکن میں نہ گئی زمان نے بہت اصرار کیا تم بھی آؤ لیکن میں اپنی ضد پر رہی اور کہا کہ میں آپ کو اپنے آپ سے دور جاتا نہیں دیکھ سوں گی اس طرح وہ بھی اپنی غم آنکھوں سے چلے گئے اور میں یہاں اکیلی رہ گئی۔

اس طرح ہم جلد اپنے گھر واپس آ گئے میں خاموش سی ہو گئی تھی اس پریشانی سے مجھے بخار ہو گیا اور بیمار پڑ گئی پھر آہستہ آہستہ اپنے آپ کو سنبالا اور سوچا کہ پاگل ہو گئی ہے وہ تو میرا ہی ہے نا اس کے جانے کے دو ماہ بعد کا خط آیا جو میرے نام تھا تو میں بہت خوش ہوئی اس نے اس میں محبت کی خوب باتیں لکھیں ہوئی تھی ساتھ اپنا ایڈریس بھی دیا تھا پھر میں نے بھی اسے ایسے ہی ویوئی ملک خط بھیجا اس کے خط کا سلسلہ جاری وہ گیا اس طرح ہم دونوں رابطے میں تھے اور بہت خوش بھی تھے۔

ایک دن وہ ہم سب کو بتائے بنیر پاکستان آ گیا میں نے یہ سنا تو بہت خوش ہوئی ہمیں بے لوگ اس کو ملنے گئے تو وہ مجھے دیکھ کر بہت خوش ہوا ہم ملے اور ہم نے بہت باتیں کیں وہ سب کے لیے گفٹ لے کر آئے تھے اور سب کو دے کر لیکن مجھے گفٹ نہ دیا اس بات کا مجھے بے حد دکھ ہوا لیکن زمان کو اپنے سامنے دیکھ کر میں سب کچھ بھول گئی تھی مجھے تو بس اس کی اور اس کی محبت کی ضرورت تھی میں اپنے آپ کو ہلکا چھلکا محسوس کر رہی تھی۔

محبت قربانی مانگتی ہے

— تحریر۔ حق نواز۔ سبیلہ بلوچستان —

شہزادہ بھائی۔ السلام علیکم۔ امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔
نام حق نواز ہے میں ضلع سبیلہ کے ایک چھوٹے سے شہر سبیلہ میں رہتا ہوں آج میں آپ قارئین کی خدمت میں ایک کہانی لے کے حاضر ہوا ہوں مجھے امید ہے کہ میری کہانی آپ لوگوں کو ضرور پسند آئے گی اور اگر نہ پسند آئے تو ضرور بتانا تاکہ میں بہتر سے بہتر لکھ سکوں تو آئیے کہانی کی طرف چلتے ہیں جو میرے دوست کی آپ بیتی ہے لیکن اس کو پڑھنے کے بعد یہ چلے گا کہ کسی لکھی آپ کو اور مجھے آپ کی قیمتی رائے کا انتظار رہے گا اس امید کے ساتھ کہ آپ میری حوصلہ افزائی کریں اور مجھے مزید لکھنے کا موقع ملے گا اور میں ادارہ جواب عرض کا منظور ہوں کہ وہ مجھے جواب عرض کی قیمتی صفحات میں سے چند حصہ میری تحریروں کو بخشنے ہیں اور شکریہ کا موقع فراہم کرتے ہیں میں نے اس خبر کا نام۔ محبت قربانی مانگتی ہے۔ رکھا ہے۔

ادارہ جواب عرض کی پالیسی کو مدنظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے نام تبدیل کر دیئے ہیں تاکہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کا ادارہ یا راسخ و مددگار نہیں ہوگا۔

نام حق نواز ہے میں ضلع سبیلہ کے ایک چھوٹے سے شہر سبیلہ میں رہتا ہوں آج میں آپ قارئین کی خدمت میں ایک کہانی لے کے حاضر ہوا ہوں مجھے امید ہے کہ میری کہانی آپ لوگوں کو ضرور پسند آئے گی اور اگر نہ پسند آئے تو ضرور بتانا تاکہ میں بہتر سے بہتر لکھ سکوں تو آئیے کہانی کی طرف چلتے ہیں جو میرے دوست کی آپ بیتی ہے۔

حماد جیٹا اٹھوا کا کچ بھی جانا ہے لیکن بہت دیر ہو گئی ہے میں فوراً گھر گیا اب بیٹھے کیوں بوجھا جاؤں فریض بوجھاؤں میں ناشتہ لگاتی ہوں اوکے امی میں بس پیوں کیا اور یوں آیا یہ کہہ کر میں ہاتھ روم میں گھس گیا تھوڑی دیر میں ناشتے کی ٹیبل پر تھا۔

ہم دو بہن بھائی ہیں میری بہن کا نام عاصمہ ہے وہ مجھ سے بڑی ہے اس کی شادی میرے چھوٹے بھائی کے بیٹے حماد سے ہوئی ہے میرے ابو اس دنیا میں نہیں

محبت قربانی مانگتی ہے جواب عرض 90 اپریل 2015



مجھے تنہا نہیں چھوڑنا ورنہ میں مرنے جاؤں گی میں نے سارہ کے خوبصورت گلہاں ہونوں پر ہاتھ رکھا۔

اور کبہا خبردار جو ایسی منٹوں میں پھر کبھی اپنے منہ سے نکالی تو میں آپ کو ابھی تنہا نہیں چھوڑوں گا سارہ تم میری پہلی اور آخری محبت ہو اسی طرح ہی ہم پیار بھری باتیں کرتے رہے اور اس دوران کھانا آگیا ہم دونوں نے کھانا کھایا تو سارہ کہنے لگی حماد اب مجھے جانا چاہتے بہت دیر ہوئی ہے اے پریشان ہوئی اچھا ٹھیک ہے چلو پھر ہم اپنے اپنے گھر آگئے اسی طرح دن گزرتے رہے اور ہم نے بی اے اچھے نمبروں سے پاس کیا سارہ آگے پڑھنا چاہتی تھی لیکن ان کے گھر والوں نے اس کو آگے پڑھنے نہیں دیا اور میں نے بھی تعلیم کو خیر آباد کہہ کر کسی نوکری کی تلاش شروع کر دی جلد ہی میری امی کی دعاؤں سے مجھے ایک فیکٹری میں نوکری مل گئی ایک دن میں اپنے کمرے میں بیٹھا ہوا تھا سارہ کے حسین خیالوں میں گھولنا ہوا تھا اچانک موبائل کی ہتھکنی بجی اور موبائل کے اسکرین پر دیکھا تو سارہ کا نمبر جگمگا رہا تھا میں نے مسکرا کر کال اوٹنے کی دوسری جانب سارہ کی آواز آئی۔

ہیلو حماد میں آپ سے ملنا چاہتی ہوں بہت ضروری بات کرنی ہے آپ سے تو میں نے کہا کہ ہاں ہاں سارہ تم کہاں ہو اس وقت حماد میں اپنی چھت پر ہوں آپ کا انتظار کر رہی ہوں تھوڑی ہی دیر میں میں سارہ کی چھت پر تھا ہاں سارہ کہہ کیا بات ہے حماد کل رات میری امی اور ابو کہہ رہے تھے کہ اب ہمیں سارہ کی شادی کر دینی چاہیے جو بھی اچھا رشتہ آئے ہم سارہ کی شادی کر دیں اس لیے میں چاہتی ہوں کہ تم اپنے امی کو ہمارے گھر بھیجوا یا نہ ہو کوئی اور مجھے دلہن بنا کر لے جائے اوت تم دیکھتے رہ جاؤ ایسا کبھی نہیں ہو گا سارہ میں آج ہی امی سے بات کروں گا حماد مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے کہ میں ابو نے انکار کر دیا تو ایسا کچھ نہیں ہو گا سارہ میں آج ہی امی سے بات کروں گا

اب آپ اپنا موبائل ٹھیک کرو اور مسکراؤ کیونکہ آپ مسکرائی ہوئی اچھی لگتی ہو۔

پھر وہ دھیرے دھیرے سے مسکرا دی اور یہ ہوئی نہ بات اسی طرح میں اپنے گھر آیا پھر میں نے امی سے بات کی اور امی دوسرے دن ہی سارہ کا رشتہ لینے سارہ کے گھر گئی اور خالہ نے ہاں کہہ دی اور شادی کی تاریخ بھی رکھ دی وودن بعد مگنی کے تاریخ رکھ دی اور شادی کی چھ ماں بعد بھی جس دن میری مگنی سارہ سے ہوئی تھی اس دن میں بہت خوش تھا خوش کیوں نہ ہوتا میں نے اپنی محبت جو پالی تھی میں اپنے آپ کو ہواؤں میں اڑتا ہوا محسوس کر رہا تھا اسی طرح دن گزرتے گئے اور ہماری محبت پر واں چڑھتی رہی ہم روز ملتے تھے بھی بلے ٹورنٹ میں اور بھی سارہ کے گھر کے چھت پر بھی سارہ ہمارے گھر آتی تھی۔

زندگی بہت اچھی طرح ہی گزر رہی تھی کہ اچانک ہماری خوشیوں کو کسی کی نظر لگ گئی تھی ہماری زندگی میں بہت بڑا طوفان آیا جو ہماری خوشیاں او رہماری امیدیں سب اڑا کر لے گیا ہوا کچھ یوں کہ ایک دن میں حسب معمول فیکٹری سے واپس آیا تو کسی کے رونے کے آواز آئی میں سیدھا اس کمرے میں گیا کہاں سے رونے کی آواز آرہی تھی میں نے دیکھا میری بہن عاصمہ زارہ قطار رو رہی ہے اور امی اس کو دلا سہ دے رہی تھی مجھے دیکھ کر وہ میرے گلے گے لپٹ گئیں اور زور زور سے رونے لگی میں نے پوچھا کہ عاصمہ کیا ہوا ہے رو رہی ہو پلیز رونا بند کرو اور بتاؤ کیا ہوا ہے دیکھو تمہارے رونے سے مجھے کتنی تکلیف ہو رہی ہے تو اس نے کہا بیٹا سارہ نے مجھے گھر سے نکال دیا ہے یہ کہہ کر وہ پھر سے رونے لگی۔

کیا کمر کیوں پھر امی نے کہا میں جب انکو پتہ چلا کہ تم سارہ سے شادی کر رہے ہو تو اسی دن دے اس بیچاری کا جینا حرام کر دیا ہے ان لوگوں نے جینا وہ چاہتے ہیں کہ تم رابعہ دے شادی کرو ورنہ سجاد تمہاری

سارہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے لندن چلی گئی اور آج تک واپس نہیں آئی۔

آج میری شادی کو پانچ سال ہو گئے ہیں میرا ایک بیٹا بھی ہے جس کا نام میں نے اذان رکھا ہے لیکن میں سارہ کو کبھی نہیں بھول سکتا۔
قارئین کرام کسی لگی میری کہانی اپنی ہنسی رائے سے ضرور نوازئے گا آخر میں دعا کہ جواب حسن و نیک رات چو گئی ترقی کرے آمین۔

حق نواز سید بلوچستان

غزل

گوز را کی بات ہے وہ بدگمان ہو گیا
مسکراتا ہوا دل چہرے سے نسان ہو گیا
بستے گھروں میں یہ بیٹا آسپ جھان گیا
کسی کے اجڑنے کا پھر سے سالن ہو گیا
پھول کھلتے ہی تیرے آنے کے زمانے آئے
وفاؤں کا سارا راستہ پھر سے آسان ہو گیا
میری یہ بربادی یہ زمانہ خوش ہوا آج
بہرتے چہروں کا رنگ پھر سے حیران ہو گیا
دئے ہیں جس نے تم وہ سدا خوش رہے
بہتا ہوا آنسو پھر سے صبتوں کا ترجمان ہو گیا
جب کسی نے نہ پوچھا دل کی اداسی کا دوست
جتنا چراغ پھر سے بے نشان ہو گیا
بے دروزمانے میں وفا کہاں سے ملے گی جاوید
وہ پیر خود اپنی اداؤں پہ پیشان ہو گیا
محمد اسلم جاوید فیصل آباد
وہ کون سے لوگ تھے جنہوں نے تجھے پالیا یا رب
میں تو مشکل ہو گیا ہے ایک انسان کا ملنا
محمد آفتاب شاد ملک دوکوٹہ
ہم پر نازل ہوا ہے عشق ایسے
جیسے قوموں پر عذاب آتا ہے
سلمان بشیر بہاولنگر

بہن کو طلاق دے دے گا۔ بیٹا میں جانتی ہوں کہ تم سارہ کو کبھی پس بھولو گے لیکن اپنی بہن کا گھر بچانے کے لیے تمہیں اپنی محبت کو قربان کرنا ہوگا بیٹا میں آپ کے آگے ہاتھ جوڑتی ہوں رابعہ سے شادی کے لیے ہاں کہہ دو۔ نہیں نہیں امی یہ آپ کیا کہہ رہی ہوں کیوں میرے آگے ہاتھ جوڑ رہی ہیں مجھے گناہ گار بنا رہی ہیں میں رابعہ سے شادی کے لیے تیار ہوں اپنی بہن کی خوشی کے لیے کچھ بھی کر سکتا ہوں۔

دوسرے دن جی میری امی نے خالہ کو فون کر کے رشتے سے انکار کر دیا جب سارہ کو پتہ چلا تو وہ روتی ہوئی ہمارے گھر آئی اس وقت میں اپنے کمرے میں بیٹھا ہوا تھا سارہ نے آکر کہا حماد یہ کیا مذاق ہے تمہاری امی کہہ رہی تھی کہ تم نے مجھ سے شادی نہیں کر سکتے کیا تم مجھ سے محبت نہیں کرتے تو میں نے کہا نہیں سارہ یہ بات نہیں میں تم سے محبت کرتا ہوں لیکن شادی نہیں کر سکتا کیوں نہیں کر سکتے حماد محبت کرنے ہو اور شادی نہیں کر سکتے یہ کیا بات ہوئی تو میں نے سارہ کو سب بتا دیا اچھا حماد تم اپنی بہن کے لیے اپنی محبت کی قربانی دے رہے ہو لیکن میرا کیا قصور ہے مجھے کس گناہ کی سزا دے رہے ہو تم کیوں میرے ساتھ ایسا کر رہے ہو۔

میں نے کہا سارہ میں اپنی بہن کو دکھ دے کر خوش کیسے رہ سکتا ہوں تم مجھے بھول جاؤ اور تمہیں شادی کر لو میں اپنی بہن سے بہت پیارا کرتا ہوں میں اب کبھی بھی دکھ میں نہیں دیکھ سکتا بس یہی سمجھ ہو کہ قسمت میں ہمارا ملنا نہیں لکھا تھا تو تھک ہے حماد آج کے بعد کبھی مجھ سے ملنے کی کوشش مت کرنا سمجھ لو کہ سارہ تمہارے لیے مر گئی ہے یہ کہہ وہ وہاں سے روتی ہوئی چلی گئی اس دن مجھے بہت دکھ ہوا تھا میں آنکھوں سے آنسو رواں دواں تھے میں بہت روایا تھا اسی طرح میری شادی رابعہ سے ہو گئی اور رابعہ بہت اچھی بیوی ثابت ہوئی مجھے بہت پیار دیا شادی کے دو دن بعد

مجھے یاد رکھنا

-- تحریر۔ رینا محمود قریشی۔ میرپور خاص

شبہ اودہ بھائی۔ السلام علیکم۔ امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔ میں ادارہ جواب عرض کی بے حد مشکور ہوں کہ وہ میری تحریروں کا جگہ دے کر شکر یہ کا موقع بخشے ہیں اور مجھے مزید لکھنے کا حوصلہ ملتا ہے اور جواب عرض سے تو ویسے ہی دل لگی ہو گئی ہے اب اس کے بغیر میں خود کو بورکھتی ہوں قارئین نے میری سنویر کو پتہ کر کے مجھے دوبارہ قلم اٹھانے پر مجبور کر دیا ہے یہ کہانی بھی قارئین کو بہت پسند آئے گی میں نے اس کہانی کا نام۔ مجھے یاد رکھنا۔ رکھا ہے قارئین ضرور سراہیں گے اور اسے قیمتی وقت میں سے میری دہجی کریں گے۔

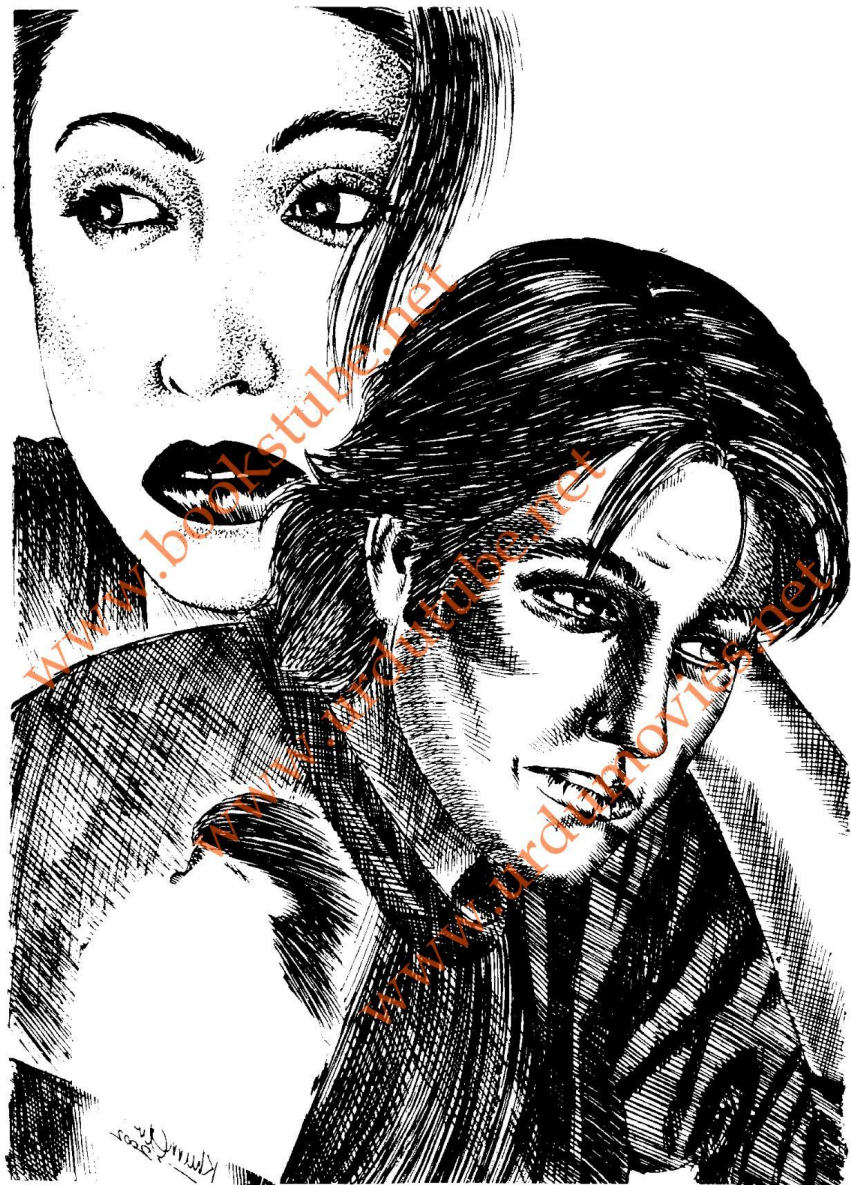
ادارہ جواب عرض کی پابسی کو مد نظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے نام تبدیل کر دیئے ہیں تاکہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کا ادارہ یا رائٹر ذمہ دار نہیں ہوگا۔

سکول اور سکول سے گھر آتی تھی نہ زیادہ کسی سے بات کرتی اور نہ ہی کسی سے دوستی رہتی تھی جو سکول کی دوست تھیں وہ بھی بس سکول تک تھی مہوش بہت سچی ہوئی اور ذہین لڑکی تھی ہر وقت خاموش رہتی جب بھی کوئی بات کرتی تو سننے والا اس کی تحریروں کی آواز میں صوف کر دیتا تھا مہوش کو شعر و شاعری کا بہت شوق تھا اس کے پاس طرح طرح کے شعروں کی کتابیں تھیں اور اسے بہت سے شعر بھی یاد تھے جب بھی کوئی محفل میں مہوش کو شعر سناتے گا بولتے تو مہوش کے شعر سن کر کھو سے جاتے اور سب تعجب کرتے کہ اتنی حسین لڑکی اتنے درد بھرے اشعار کیسے بول سکتی ہیں۔

آخر اسے کیا درد وہیں مہوش کے میٹرک کے پیپر ہو گئے تھے تو مہوش نے خود کو گھر کے کاموں میں مصروف کر دیا مہوش کو اس کے گھر والوں نے اسے انکار کر دیا اور گھر کی ہو کر گئی رات کو مہوش اپنے کمرے میں لکھتی تھی اور بار بار لبس بھی بند کرتی اور بھی کھول دیتی

دعا کرو یہ پودا سدا ہر ایام لگے
اداسیوں میں بھی چہرہ کھلا کھلا ہی لگے
غیب غیب سے ناراض ہو کے بنتا ہے
میں جانتا ہوں تھا ہو تو وہ خفا ہی لگے
وہ زعفرانی پلو دراسی کا حصہ ہے
کوئی بوہہ سراپے تو دوسرا ہی لگے
نہیں ہیں مہرے مقدر میں روشنی نہ سہی
یہ کھڑکی کھولو دراج کی ہوا سی لگے

مہوش چار بہن بھائی تھے دو بھائی دو بہنیں سب میں بڑی رشتہ پھر مہوش اور سب سے چھوٹا ان کا بھائی علی۔ رشتہ کی شادی ہو چکی تھی اور ٹر میٹرک میں تھا مہوش ساتویں اور علی تیسری میں پڑھتے تھے اور ساتھ ساتھ سکول جاتے تھے مہوش کی پہلی پڑوسی ماحی تھی اور مہوش کے والد بھی اپنے بچوں کو تعلیم یافتہ دیکھنا چاہتے تھے مہوش کی والدہ بھی بہت نیک اور عبادت گزار خاتون تھیں مہوش کے گھر میں سب ہی نماز قائم رکھتے تھے اور آپس میں مل کر رہتے تھے مہوش سیدی



اور ساتھ ہی ساتھ یہ شعر لگتا رہی تھی۔

دیا ہے جو تو نے زخم

وہ وقت کے ساتھ ساتھ جائے گا

نہ مئے کا تو بس زخم نشان کا

خوشی ہے ہم کو کہ نشان بھی تمہاری یاد دلائے گا

ارے آج اتنی دیر ہو گئی ہے کہ مہوش نہیں اٹھی

سمیٹے بیگم بولتی ہوئی مہوش کے کمرے میں پہنچی کمرے

میں پہنچتے ہی سمیٹے بیگم کی چیخ نکل گئی یا اللہ یہ کیا ہو گیا

مہوش مہوش میری بچی یہ تو نے کیا کر دیا ہے کیا تم تھا

تھے ہمیں تو بتایا ہوگا نا صرعلی بھی کمرے میں پہنچ چکا تھا

اور سمیٹے بیگم ناصر کو جھنجھوڑے کر بولی ناصر اور سمیٹے اپنی

بچی مہوش کے مردہ جسم سے لپٹ لپٹ کر رو رہے

تھے سمیٹے بیگم تو روتے روتے بے ہوش ہو چکی تھی

مہوش کے دونوں ہاتھوں کی کلائیوں کی سینکٹنی ہوئی

تھی اور پورے بدن پر سفید چادر خون سے رنگی ہوئی تھی

پاس ہی ایک خنجر پڑا ہوا تھا جس پر چند اشعار لکھے

ہوئے تھے۔

لکھ لکھ کر تیرا نام مناتی رہی ہوں میں

کچھ اس طرح سے تجھ کو بلاتی رہی ہوں میں

وہ من و مہر سے پاس سے گزرا نہیں کبھی

یہ زخم دو دنوں سے کھاتی رہی ہوں میں

لینے کے بعد مجھ پر کیا پاس ہو گیا

لوہا سے جس نے مجھ کو زخم دیا رہی ہوں میں

جب مجھ کو یہ پتہ تھا کہ وہ میری نہیں ہے

اس کی گلی میں کس کے لیے جانی رہی ہوں میں

جائے وہ کس کے خوابوں کی تعمیر ہو گیا

آنکھوں میں جس کے خواب سجائی رہی ہوں میں

میں بھی کس قدر سادہ مزاج ہوں

اگے وفا کو اپنا بناتی رہی ہوں میں

پورے گھر میں کبرام بچ گیا تھا رمشہ اور اس کا

چچا زاد کزن جو کہ رمشہ کا شوہر تھا وہ بھی آگئے باقی

مہمان رشتے دار سبھی آگئے تھے حیرت کے عالم میں

تھے کہ مہوش نے خود کشی کیوں کی جگ وہ تو بہت نیک

لڑکی تھی کسی سے فضول دوستی بھی نہیں کرتی تھی پھر آخر

مہوش نے خود کشی کی تو کیوں سارے لوگ چلے گئے

دوسرے دن قرآن خوانی ہو رہی تھی کوئی آ رہا تھا کوئی

جار ہا تھا رمشہ اور سمیٹے بیگم تو سارے میں عالم میں تھیں

دونوں بھائی بھی غم سے نڈھال تھے اپنی جوان بہن کو

کدھادے کر آئے تھے وہ بہن جس نے کوئی غلط کام

نہیں کیا تھا اور آج خاندان میں طرح طرح کے سوال

رکھ گئی تھی کیا ہوا تم یہاں کیلئے چھت پر کیوں بیٹھے ہو

رمشہ نے اپنے شوہر سے فرما کر سے پوچھا جو کافی دیر

سے چھت پر بیٹھا ہوا تھا کچھ نہیں بس سر میں درد ہو رہا

تھا تو اس لیے یہاں چلا آیا فرما نے ہونٹ بھیجے

ہوئے کہا چلو نیچے آ جاؤ وہاں کہیں بیٹھ جانا یہاں تو

بہت سردی ہے رمشہ نے کہا۔

و فرما نے کہا میں میں یہی پر ٹھیک ہوں چلو پلیز

ضد نہیں کرو رمشہ نے کہا۔

اوکے چلو فرما رمشہ کے ساتھ چلے گا تم مہوش

کے کمرے میں چلے جاؤ وہاں کوئی نہیں ہے فرما رہی

رمشہ نے دکھ بھرے لہجے میں کہا پلیز رمشہ اپنے آپ

کو سنبھالو جانے والوں کے ساتھ جایا نہیں جاتا اب

ہم سب کو مہوش کے بنا رہتا ہوگا فرما رمشہ کے آنسو

صاف کرتے ہوئے بولا رمشہ جب کچھ سنبھل گئی تو

بولی تم یہاں رو میں جا کے بنا کر لاتی ہوں نہیں رمشہ

نہ بس تھوڑا سا آرام کر لو تو ٹھیک ہو جاؤں گا سر درد

اٹے اور کسی چیز کی ضرورت ہو تو مجھے بلا لینا رمشہ نے

جانتے جانتے کہا۔ فرما کمرے میں اکیلا تھا اور مہوش

کے بید پر بیٹھا ہوا تھا اور کمرے کا بغور جائزہ لینے لگا

فرما نہ سوچ سوچ کر حیران ہو رہا تھا کہ کمرے میں

رنگ برنگ پھولوں کا گلہ تھی ابھی اس کی پسند کا تھا

فرما سوچنے لگا کیا مہوش کی پسند مجھے سے اتنی لگتی

جاتی ہے کہ اس کی طرح کی چیزیں سب میری پسند کی

تھی فراز یہ سوچنے لگا کہ یہ کمر اتو میرا ہے فراز اس وقت چونکا جب اس کی موبائل کی گھنٹی بجی بات ختم کر کے فراز نے موبائل پاس جب میں رکھ لیا اور چہل قدمی کرنے لگا ادھر کیا ہے فراز نے چونک کر اڑتے ہوئے پردے کو دیکھا اور پاس جا کر ہٹایا تو وہ ایک الماری تھی جو تین خانوں پر مشتمل تھی اور کتابوں سے بھری بڑی تھی فراز کتابیں دیکھنے لگا جو شعرو شاعری کی تھی اور کچھ سوکھے ہوئے گلاب بھی پڑے ہوئے تھے اور ان گلاب کے ساتھ الگ الگ کارڈ تھے جب فراز نے گلاب اٹھایا تو وہ پھر کے اس کے قدموں میں گر گئے پھر فراز وہ کارڈ پڑھنے لگا جو فراز نے خود مہوش کو نئے سال یہ دیئے تھے جس پر پی پی نیو ایئر لکھا ہوا تھا اور وہ گلاب بھی فراز نے دیا تھا صرف سوچنے لگا کہ مہوش نے کارڈ گلاب اور جو گفٹ دیئے تھے وہ ابھی تک ویسے کے ویسے ہی تھے اور اتنے سنہ حال کے رکھے ہوئے تھے فراز ادھر ادھر اور دیکھنے لگا جہاں کتابیں تھیں وہاں فراز کو ایک ڈائری ملی جو مہوش اکثر لکھا کرتی تھی فراز نے وہ ڈائری اٹھائی اور کھول دی پہلے ہی ورق پر ایم اور ایف لکھا ہوا تھا سفید اور قاتوں سے فراز نے دوسرا پرچہ الٹا تو یہ غزل لکھی تھی۔

پتھر کے جگر والوں غم میں وہ روانی ہے
خود راہ بنالے گا بہتا ہوا پانی ہے
پھولوں میں غزل رکھنا یہ رات کی رانی ہے
اس میں تیری زلفوں کی بے راہل کہانی ہے
اک ذہن پریشان میں وہ پھول سا چہرہ ہے
پتھر کی حفاظت میں تشے کی جوانی ہے
کیوں چاندنی راتوں میں دریا پیہا تے ہو
سوئے ہوئے پانی میں کیا آگ لگانی ہے
اس حوصلہ دل پہ ہم نے نقش پہنا
بہس کر کوئی پوچھے گا کیا جان گئی ہے
رونے کا اثر دل پر رہ رہ کے بدلتا ہے

آنکھوں کی شیشہ ہے آنکھوں کی پانی ہے
پہننی لہجہ ہے آہستہ غزل پڑھنا
تکلی کی کہانی ہے پھولوں کی زبانی ہے
آج میں بہت خوش ہوں کیونکہ آج میں
پرائمری میں فہستہ آئی ہوں امی نے مجھے بہت سارا
پیار کیا ہے اور بھائی بہن نے گفٹ دیئے ہیں۔
پتا نہیں امی مجھے کیوں ٹوکتی ہیں ڈائری لکھنے
سے سب کے بیٹ فرینڈ ہوتے ہیں اب میری
بیٹ فرینڈ میری ڈائری ہے اور جس سے میں اپنے
دل کی باتیں سننے لگتی ہوں پر پتا نہیں امی کیوں منا
کرتی ہیں کم از کم انسانوں کی طرح یہ ڈائری مجھے
دھوکہ تو نہیں دے گی اور میری عمر اب بھی رے گی۔

جب تیرے نام کر دی سے زندگی اچھی لگی
تیرا تم اچھا لگا تیری خوش چمچی لگی
تیرا ایک تیری خوشبو تیری لہجہ تیری باتیں
دل کو تیری گفتگو کی سادگی اچھی لگی

آج ہمارے گھر میں ایک عورت اور ایک آدمی
اور ایک بڑا آقا تھا میں نے ان کو نہیں جانتی تھی پر پتہ
نہیں ہے بڑا کچھ مجھے کیوں اچھا لگ رہا تھا دل چاہ رہا تھا
کہ اسے دیکھتی ہی رہوں نہ جانے کیا کشش ہے اس
میں۔

کیا ابتدائے عشق کا قصہ بیان کروں
آنکھیں ملیں کتاب کی تصنیف ہو گئی

چلو امی سے پوچھئے پران کا نام تو پتہ چلا کہ فراز
ہاں میرا فراز میرے چچا کا بیٹا جس نے مجھے ایک ہی
نظر میں دیوانہ کر دیا جانے کیوں اس کی تصویر میری
آنکھوں میں بس گئی ہے اب کب ملاقات ہوگی میں
اسے چاہنے لگی ہوں ہاں فراز میں تمہیں چاہنے لگی
ہوں اور اک دن تمہیں اپناؤں گی۔

کتاب کھول کر دیکھو تو آنکھ رو رہی ہے
ورق ورق تیرا چہرہ دکھائی دیتا ہے
آج مجھے تھوڑا سا سکون ہوا ہے ورنہ تو فراز

جب میں تمہیں یہ خط دے گی تو تم پہلے سے ہی میرے منتظر تھے جب تم نے کہا تھا مہوش سٹو میں نے جلدی سے اپنا خط مٹھی میں دبایا تھا اور تمہاری طرف متوجہ ہو گئی پھر تم نے دھڑکتے ہوئے دل کے ساتھ مجھے کہا کہ ایک کام کرو گی میں نے نفی میں سر ملایا تھا پھر تم کچھ دیر کہنے ہی والے تھے کہ تمہارے بھائی نے آواز دی تم نے مجھے ایک خط دیا تھا اور جلدی سے چلے گئے تھے میں نے تمہارا خط لے لیا اور اپنا خط تمہیں نہیں دیا تھا میں چاہتی تھی کہ پہلے تمہارا خط دیکھوں کہ تم کیا چاہتے ہو میرے ساتھ پاؤں خوشی سے پھول رہے تھے دل کی دھڑکن تیز تیز ہوئی جاری تھی اور سانسیں بے ترتیب ہو گئی تھیں کہ نہ جانے کیا تحریر ہوگی تمہاری پھر میں نے کاٹنے ہوئے ہاتھوں سے تمہارا خط کھولا تو اس کی تحریر مجھ پر تھی۔

اسلام علیکم میری جان اسید ہے کہ تم خیریت سے ہو گی جب سے تمہیں دیکھا ہے اس تمہارا ہی دیوانہ ہو گیا ہوں میں نہیں جانتا کہ محبت کیا ہوتی ہے پر جب سے تمہیں دیکھا ہے مجھے محبت ہو گئی ہے تم سے شادی کرنا چاہتا ہوں کیا تم راضی ہو میری جان رشتہ فقط تمہارا فراز۔

جب میں نے یہ خط پڑھا تو میرے پیروں تلے سے زمین اٹھ گئی اور میں نے زندگی میں پہلی بار کو چاہا کسی کو اپنا بنانے کا سوچا اور وہی میری بہن کے عشق میں گرفتار ہے ایک طرف میری بہن کی زندگی کا سوال ہے اور دوسری طرف میں چاہتی تھی تمہیں اپنا نہیں بنا سکتی اور تمہیں بھول بھی نہیں سکتی تھی اس لیے میں چپ ہو گئی اپنی محبت کو دل میں ہی چھپا لیا اپنے کزن اور بہن کے لیے اپنی محبت کی قربانی دے دی۔

آخر کار وہ دن بھی آ گیا جب تم نے فراز اپنے والدین کو میری بہن کے رشتے کے لیے بھیجا تھا اور سبھی بڑوں کی رضا مندی سے شادی کی تاریخ رکھ دی گئی تھی گھر میں شادی کی تیاری جاری تھی اور میری

جان میں نے پورے تین مہینے تمہیں دیکھنے کی ترپ میں گزار دیئے ہیں میری جان میں نے آج امی سے آپ کے گھر آنے کی ضد کی تھی امی نے کہا کہا اگلے ہفتے چلیں گے چچا والوں کے گھر۔

ان سے آج اپنی ملاقات سے مہوش دل مگر پھر بھی پریشان ہے خدا خیر کرتے آج تم نے بہت دیر کر دی فراز جان آنے میں میں بہت انتظار کر رہی تھی تمہارا میری جان تم نے باہر سے آتے ہی بس سلام کیا اور اپنے کمرے میں چلے گئے میں کتنی آس لگاے ہوئے بیٹھی تھی تمہیں کو دل میں چھپائے ہوں میری جان کچھ تو مجھ سے بات کرو میرا دل ترپ رہا ہے تمہاری آواز سننے کو تم سے پیار و محبت کی باتیں کرنے کو میں چاہتی ہوں کہ تم مجھ سے اظہار محبت کرو پر لگتا ہے اب مجھے ہی کچھ کرنا ہوگا پچھلے پہر کے چاند ستاروں سے پوچھ لو

کیا کیا نہ دھو دینے میں شب انتظار ہے چھ ماہ ہو گئے تمہیں ہمارے گھر آتے آتے اور تم نے ابھی تک کوئی اظہار محبت نہیں کیا میں نے آج رات فیصلہ کیا ہے کہ تمہیں اپناؤں گی تم کو سب کچھ ہٹا دوں گی سوچنے لگی پر کیسے پھر اچانک خیال آیا کہ میں تم کو خط لکھوں گی ساری دل کی بات لکھوں گی ایک کاغذ پر ایک ایک لفظ اتار دوں گی اور تمہیں دے دوں گی۔

کیا خبر تھی کہ نوک خبر بھی پھولوں کی ایک پتھری ہوگی ڈیڑھ ماہی سوپٹ کزن فراز وہ دل جیسے نام کر بیٹھی ہوں یہ جان بھیلی پر لیے بیٹھی ہوں تم بھی مجھے چاہتے ہو نہ شاید یہی آس لگاے بیٹھی ہوں میری جان میں تم سے بہت پیار و محبت کرنے لگی ہوں میری محبت کو نہ ٹھکرا نہ ورنہ میں بھر جاؤں گی بن تمہارے اکدھر جاؤں گی اپنا بنا لینا مجھے ورنہ میں مر جاؤں گی تمہاری صرف تمہاری مہوش۔

حالت ایسی تھی جسے بن پانی کے مچھلی ترتیبی ہے اور چاہ کر بھی اپنی جان نہیں بچا پائی شادی ختم ہوئی میں نے جس کے سینے دیکھتے تھے وہ میری بہن کے ہونچکے تھے میری زندگی زندگی نہ رہی تھی میں ایک زندہ لاش بن کے رہ گئی اندر ہی اندر سے کھوٹلی ہوئے جارہی تھی تمہارے عم مجھے دیمک کی چاٹ رہے تھے نہ خوش رہ پارہی تھی نہ گھر والوں کو خوش کر رہی تھی۔

پھر آخر کار میں نے فیصلہ کر لی لیا کہ اب میں اپنی سانسوں کی ذور توڑوں گی ہاں مجھ سے اب نہیں جیا جاتا میں کسی اور کی بھی نہیں ہونا چاہتی میں نے اپنے دل یہ صرف تمہارا نام لکھا تھا اور میں کسی اور سے شادی نہیں کر کے تمہارے نام پہ داغ نہیں لگانا چاہتی میری دعا ہے کہ فراز جی تم سدا خوش رہو اور تمہاری محبت ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے آمین۔

عشق میں جان سے گزر جائیں
اب یہی جی میں ہے کہ مر جائیں
شب وہی شب ہے دن وہی دن ہے
بوئیری یاد میں گزر جائے

اس شعار کے ساتھ ڈائری ختم ہو چکی تھی اور باقی اوراق پہ خوں کے نشان تھے جو شاید مہوش نے جب کلائی کاٹی تھی جب نکالا تھا اور مہوش نے ڈائری پر ہاتھ رکھ لیا تھا جب فراز نے ڈائری پوری پڑھ لی تھی تو اس کی آنکھوں سے آنسوؤں کی لڑی بن چلی تھی فراز کے آنسو فراز کے رخساروں کو چوم رہے تھے مہوش کی ڈائری پر گزر رہے تھے فراز مسلسل رو رہا تھا اور کبیر ہاتھ کے مہوش کا ش ایک بار ایک بار تو نے مجھ سے بات کی ہوئی ایک بات تو اظہار محبت کیا ہوتا کاش میں کوئی حل نکالتا تو تم آج زندہ ہوئی مہوش واقعی میں تم بہت بہادر ہو تمہارا دل بہت بڑا ہے جو تم نے اپنی بہن کے لیے اپنی محبت کی قربان کر دی۔

فراز اچانک چونک گیا جب دروازہ پہ دستک ہوئی تو باہر رمضہ جی بآر بار گیت بجا رہی تھی فراز نے

جلدی سے آنسو صاف کیے اور گیت کھول دیا ارے آپ نے اتنی دیر کیوں لگا دی گیت کھولنے میں رمضہ اندر آتے ہی بولی۔ ہاں میری آنکھ لپ گئی تھی فراز نے بہانا بناتے ہوئے کہا اچھا میں نے تمہیں پریشان تو نہیں کیا رمضہ نے کہا نہیں نہیں فراز نے ایک دم کہا فراز آج پانچ دن ہو گئے ہیں مہوش کو ہم سے جدا ہوئے پر ایسا لگتا ہے کہ جیسے وہ آج بھی ہمارے درمیان میں نے رمضہ نے بھری ہوئی آواز میں کہا ہاں تم ٹھیک کہتی ہو فراز اتنا کہہ کر رمضہ کے گلے لگ کر رونے لگا رمضہ کی بھی آنکھوں میں آنسو آ گئے فراز نے دل میں ٹھان لیا تھا کہ وہ اس راز کو راز ہی رکھے گا اور کسی کو مہوش کے کمرے میں نہیں آنے دے گا۔

رمضہ ایک بات بولیں رمضہ نے نفی میں سر ہلا دیا میں چاہتا ہوں کہ مہوش کے کمرے کو تالا لگا دیا جائے تاکہ مہوش کی یادیں بھی تازہ رہیں اور مہوش کی پورے کمرے کی چیزیں بھی ایسے ہی رہیں ہاں تم ٹھیک کہتے ہو میں امی سے بات کر کے ایسا ہی کروں گی رمضہ اور فراز بھی آنسوؤں میں ڈوب چکے تھے رمضہ کو نو ایک پل چین آ جاتا تھا پر فراز کو چین نہیں آ پاتا تھا کیوں کہ امی کے لئے تو مہوش نے اپنی جان قربان کر دی تھی اسے کون کیسے ملتا۔

تو قارئین یہی مہوش کی کہانی جو میں نے آپ کی نظر کی میں کیسے کیسے لوگوں ہوتے ہیں کوئی ایسا سب کچھ قربان کر دیتا ہے اور کوئی سب کچھ نہیں لیتا ہے کوئی دوست یا بہن اس سے پیار چین لیتی ہے اور کوئی لٹا دیتا ہے ویسے کسی نے سچ ہی کہا کہ کہ جسے چاہو اسے پا بھی لو ضروری تو نہیں جیسا چاہا ایسا ہی پایا آپ کی قیمتی رائے کی منتظر رہوں گی۔

پھر بے وفائی

۔۔ تحریر۔ عارف شہزاد۔ صادق آباد۔

شہزادہ بھائی۔ السلام علیکم۔ امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔ اخلاقی فلمیں اور روایات سے متعارف فی وی ڈرامے ہماری نوجوان نسل کو تباہی کی طرف لے جا رہے ہیں میں عشق محبت کی داستانیں دیکھ کر ناپختہ ذہن ایسے فیصلے کر بیٹھتے تھے ہیں کہ بعد میں ساری زندگی تڑپنا ان کا مقدر بن جاتا ہے۔ اور پھر سب غلط ہو جاتا ہے۔ میں نے اس کہانی کا نام۔ پھر بے وفائی۔ رکھا ہے۔

مہوش اور فرحان ایک دوسرے سے بہت پیار کرتے تھے اور شادی بھی کرنا چاہتے تھے لیکن مہوش کے والدین اس سے شادی کرنے پر راضی نہ تھے اب کیا ہوتا ہے پڑھنے کے بعد ہی پتہ چلے گا۔

ادارہ جواب عرض کی یا سب کو مد نظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے نام تبدیل کر دیئے ہیں تاکہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کا ادارہ یا اسٹرڈمہ وار نہیں ہوگا۔

اور دوسری یہ کہ اس کا شوہر اپنا اس نے نام کر دیے مہوش کے ماں باپ نے مہوش کو بہت بھجایا کہ یہ سچ نہیں ہے تم ہمیں ان لوگوں کے سامنے شرمندہ کراؤ گی لیکن وہ نہ مانی اور کہا کہ یہ شرطیں پوری ہوں گی تو میں شادی کروں گی۔

مہوش کا ہونے والا شوہر اور اس کے سسرال والے بہت ہی شریف خاندان سے تھے اور سیکھے ہوئے لوگ تھے جب ان کے سامنے مہوش کی ضد بیان کی گئی تو انہوں نے مہوش کی یہ دونوں شرطیں مان لیں اور پھر مہوش کی شادی ہوئی لیکن شادی کی رات ہی اس نے اپنے شوہر احمد سے حق مہر کی رقم مانگ لی احمد نے اس کو بہت سمجھایا کہ ابھی تو شادی راتنا خرچہ ہوا ہے اور میں تمہیں حق مہر کہاں سے دوں لیکن وہ نہ مانی آخر کار احمد اگلے روز ہی دس لاکھ روپے مہوش کو دے دیئے اور باقی بھی جلد دینے کا وعدہ کیا۔

شادی کے روز سے مہوش نے اپنا رنگ دکھانا شروع کر دیا تھا وہ احمد سے چھوٹی چھوٹی باتوں پر لڑنا

تیرے دل میں تھوڑی سی جگہ مانگی تھی اسے ظالم تو نے تباہیوں کے سارے شہر میرے نام کر دیئے

غیر اخلاقی فلمیں اور روایات سے متعارف فی وی ڈرامے ہماری نوجوان نسل کو تباہی کی طرف لے جا رہے ہیں میں عشق محبت کی داستانیں دیکھ کر ناپختہ ذہن ایسے فیصلے کر بیٹھتے تھے ہیں کہ بعد میں ساری زندگی تڑپنا ان کا مقدر بن جاتا ہے۔

مہوش اور فرحان ایک دوسرے سے بہت پیار کرتے تھے اور شادی بھی کرنا چاہتے تھے لیکن مہوش کے ماں باپ اس کی شادی فرحان سے کرنے کو راضی نہ تھے انہیں فرحان کا کردار پسند نہ تھا وہ مہوش کی شادی نہیں اور کرنا چاہتے تھے مہوش نے ان کا ماننے کی بہت کوشش کی لیکن وہ نہ مانے آخر کار مہوش نے مجبور ہو کر والدین کی رضا مندی سے ہی شادی کے لیے ماں کر دی مگر اس نے دوش شرطیں رکھیں پہلی یہ کہ وہ چاہتی تھی کہ اس کا حق مہر دو لاکھ روپے رکھوایا جائے

شرع کر دیتی احمد بہت کوشش کرتا کہ اس کو لڑنے کا موقع نہ دے لیکن مہوش کوئی بھی موقع ہاتھ سے نہ جانے دیتی تھی پھر ہنی مون پر جانے کی بات ہوئی احمد کا چونکہ پہلے ہی بہت خرچ ہو چکا تھا اور اس نے دفتر سے بھی چھٹیاں لے لیں تھی کہ اس لیے خرچہ کم کرنے کے اس نے مری جانے کا سوچا لیکن مہوش نے اس کی بھی پکڑ لیا اور کہا کہ میں جی مون پر بیرونی ملک جاؤں گی احمد اس نے اس کو پھر سے سمجھانے کی کوشش کی کہ جب میرے پاس پیسے آجائیں گے تو میں تمہیں بیرون ملک لے جاؤں گا لیکن وہ نہ مانی اور اس نے لڑائی مزید بڑھا دی۔ اس نے احمد کو کہا کہ اگر مجھے بیرونی ملک نہیں لے جاسکتے تو مجھے طلاق دے دو اور اپنے ماں باپ کے گھر چلی گئی احمد اور اس کے گھر والوں نے اس کو روکنے کی بہت کوشش کی لیکن وہ نہ مانی۔ مہوش کے ماں باپ نے اس کو ماں کے ساتھ آتے دیکھا تو بہت پریشان ہوئے انہوں نے مہوش سے وجہ پوچھی تو اس نے ان کو سب کچھ بتا دیا۔

مہوش کے والدین نے اسے بہت سمجھایا کہ اتنی سی بات پر اپنا گھر برباد نہیں کرتے لیکن دراصل مہوش تو چاہتی تھی کہ اس کو روز منانے آتا لیکن وہ نہ مانتی آخر کار ایک دن مہوش نے احمد کو فون کیا اور کہا کہ اگر کل تک تم نے بیرون ملک جانے کا فیصلہ نہ کیا تو مجھے طلاق بھجوا دینا احمد آخر کار بہت مجبور ہو گیا وہ رشتہ بچانے کی ہر کوشش کر چکا تھا مگر مہوش ان کا رشتہ توڑنے کا فیصلہ کر چکی تھی مہوش کے بے حد اصرار پر احمد نے اسے طلاق دے دی۔

طلاق کے بعد مہوش نے احمد کا گھر خالی کرنے کے لیے کہا کیونکہ وہ گھر احمد نے مہوش کے نام کر چکا تھا احمد اور اس کے گھر والے صدمے میں آ گئے بہو نے ان کو اتنا بڑا دھوکہ دیا تھا لیکن مجبور ہو کر انہوں نے وہ گھر بھی خالی کر دیا اور احمد نے کسی اور طرح مہوش کے حق مہر کے باقی میسے بھی دے دیے۔

مہوش کی طلاق کا سنتے ہی اس کے والدین نے اس کو گھر سے نکال دیا اور اس سے ہر رشتہ بھی توڑ دیا مہوش اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئی اگلے ہی روز مہوش نے فرحان کو فون کیا اور سارا سارا جراثیم دیا فرحان نے مہوش سے کہا کہ اب ہمارا زندگی آسان ہو جائے گی تم یہ گھر میرے نام کر دو اور سارا پیسہ میرے اکائونٹ میں ڈال دو اب ہم ساری زندگی سکون سے گزاریں گے مہوش نے بالکل ایسا ہی کیا یہ کام مکمل ہونے کے بعد مہوش نے فرحان سے شادی کرنے پر اصرار کرنے لگی مگر اب فرحان کا رویہ تبدیل ہونے لگا تھا وہ اس سے ملنے سے کتراتا تھا اور بات ہونے پر بھی شادی کے موضوع کی طرف نہیں آتا تھا دھیرے دھیرے اس نے مہوش سے رابطہ ختم کر دیا فرحان کئی دن مہوش سے فون نہ کرتا اور آخر کار فرحان کا فون نمبر ہی بند ہو گیا مہوش بہت پریشان ہوئی پھر کئی مہینوں بعد فرحان کا مہوش کو فون آیا اور کہا کہ وہ بیرون ملک چلا گیا ہے اور اس نے شادی کر لی ہے اور یہ سن کر مہوش کے ہوش اڑ گئے دوسری طرف فرحان نے یہ کہتے ہوئے فون بند کر دیا کہ جو اپنے شوہر کی نہیں ہو سکتی وہ میری کیا ہوگی۔

اور اس واقعے کو چندرہ سال گزر چکے ہیں آج بھی مہوش کے والدین کو ان کے بڑوسی یہ بتاتے ہیں کہ مہوش آپ کے گھر کے باہر کھڑی تھی اور پھر ناجائز کہاں چلی گئی لیکن مہوش کے والدین کہتے ہیں کہ وہ ہمارے لیے مرنے والی ہے اب مہوش کے پاس سوائے رونے دھونے کے کچھ بھی نہیں ہے مہوش جب بھی روتی تو اس کے رونے کی آواز س پورے محلے یا گاؤں سنتا تھا اور یہی کہتا کہ مہوش پاگل ہو گئی ہے۔

فائدہ یہ کہ کسی گئی میری کہانی اپنی قیمتی رائے سے ضرور نوازے گا۔ حقیقت پر مبنی کہانی ہے اس کے لکھنے میں کہاں تک کامیاب ہوا ہوں ضرور بتائیے گا۔

پیار کا سراب

..تحریر: فلک زاہد، لاہور.. قسط نمبر ۳

شہزادہ بھائی۔ السلام علیکم۔ امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔ ناہم!
میں آج پھر اپنی ایک نئی تحریر محبت کے کراپ کی خدمت میں حاضر ہوئی ہوں میری یہ کہانی محبت کرنے والوں کے لیے ہے یہ ایک بہترین کہانی ہے اسے پڑھ کر آپ پوچھیں گے کسی سے بے وفائی کرنے سے احتراز کریں گے کسی کو بیچ راہ میں نہ چھوڑیں گے کوئی آپ کو بے پناہ چاہے گا مگر ایک صورت آپ کو اس سے محض ہونا پڑے گا وفا کی وفا کہانی ہے اگر آپ چاہیں تو اس کہانی کو کوئی بہترین عنوان دے سکتے ہیں اور وہ جواب عرش کی باری کی مد نظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے نام تبدیل کر دیئے ہیں تاکہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کا ادارہ یا راسخ ذمہ دار نہیں ہوگا۔ اس کہانی میں کیا کچھ ہے یہ تو آپ کو پڑھنے کے بعد ہی پتہ چلے گا۔

اپنے بہن کو دیکھتا رہا اور پھر اسے کہہ کر بولا تمہیں کیسے پتا چلا کہ یہ سب جو تم اتنے عین کے ساتھ بتا رہی ہو ابراہیم یہ دیکھ کر حیران تھا کہ عین کا چہرہ مضمین تھا اس نے آج خود ہی مجھ سے یہ سب کہا ہے نسیم نے صاف گوئی سے کہا کیا کہا اس نے ابراہیم سے و اجابت چاہی یہی کہ آپ سے بے تحاشہ پیار کرنے لگی ہے اور اس بات کا آپ خود ہی جائزہ لے سکتے ہیں آپ کو کونسا بچے ہیں دیکھو نہ یہی ہے آپ کی عیادت کو آتی ہے حالانکہ ابھی دیر ہی گئی ہوئی ہے اسے آپ سے ملے ہوئے نسیم کی ساری باتوں نے ابراہیم کو سوچنے پر مجبور کر دیا۔

شمالہ نے گھر آکر دفتر کھولا لیکن اب وہ دفتر میں پہلے کی طرح تازہ دم اور دل لگا کر دلچسپی نہیں لیتی تھی کیونکہ وہ اپنا سب کچھ ابراہیم کو دے چکی تھی وہ بھی

شمالہ میں واقعی ہی کوئی تبدیلی نہیں آئی تھی وہ آج بھی میرے ساتھ وہی سی سیٹ پر پہلے دن تھی اس کا مطلب نسیم نے اسے کچھ بتایا نہیں ہے وہ محض جھوٹ بول رہی تھی ابراہیم ٹھوڑی سی پیچھے ہٹ کر رہے ہوئے یہ سب سوچ رہا تھا کہ نسیم کی آواز نے اسے چونکا دیا اس کی سوچوں کا تانا بانا ٹوٹ گیا بھائی میں آپ کے ساتھ ہوں شمالہ آپ سے بہت پیر کرتی ہے اب دولت نہ ملے آپ کو اسے ہر صورت شادی کرنا ہوگی کیونکہ وہ آپ کو دیوانوں کی طرح چاہنے لگی ہے اور اب وہ اس سے پیچھے نہیں ہٹ سکتی اور آپ کو بھی چاہیے کہ اس کے بارے میں اب سنجیدگی سے سوچنے میں تو مطمئن ہوں شمالہ سے وہ بہت اچھی لڑکی ہے اس جیسی لڑکی آپ کو پھر نہیں ملے گی اگر آپ نے شمالہ کو چھوڑ دیا تو آپ صرف ہاتھ ملتے رہ جائیں گے نسیم کا لہجہ بے حد نرم اور سمجھانے والا تھا ابراہیم کے چہرے پر خاموشی چھا گئی وہ کافی دیر خالی خالی نگاہوں سے



جواب عرض 103

نیچے جو بلکے بڑے تھے رنگت پیلی پڑ گئی تھی اب وہ سب ٹھیک ہو گیا جس پر شامک خوشی سے پھولے لپس سائی تھی اب وہ روز جلدی دفتر بند کر دیتی تھی اور تسنیم کے بہانے ابراہیم سے ملنے چلی آتی تھی ابراہیم بھی اپنے دل کے کسی کونے میں شامک کو جگہ دے چکا تھا وہ شامک کی عزت ضرور کرتا تھا گودہ اس کے لیے کوئی اہمیت نہیں رکھتی تھی ابھی تک شامک ٹھیک سے کامیاب نہیں ہوئی تھی اور نہ ہی ابراہیم نے ابھی تک اس سے اظہار محبت کیا تھا تسنیم ان دونوں کو قریب آ کر دیکھ کر بہت خوش ہوتی اور وہ دن رات بس خدا سے ان کے ایک ہو جانے کی دعائیں مانگتی۔

شامک آج پہلی بار ناشتہ میز پر رکنے کے بجائے ڈرائنگ روم میں کر رہی تھی جب ہی ملازمہ پروین نے شامک کو تسنیم کے آنے کی اطلاع دی تو شامک کا چہرہ خوشی سے ٹھٹھاٹھا تھا وہ خود ہال میں تسنیم کو لینے گئی تسنیم کو دیکھ کر وہ بے اختیار اس کے گلے لگ گئی اور تسنیم بھی نرمی سے اسے تھام لیا شامک تسنیم کو لے کر ڈرائنگ روم میں چلی گئی اور ملازمہ پروین سے مخاطب ہوئی آئندہ تسنیم جب بھی آئے جردار جوان کو گھر کے دروازے پر کھڑا رکھا مجھ سے بھی پوچھنے کی ضرورت نہیں ہے سیدھا انہیں میرے پاس لے آنا شامک کا بچہ سخت تھا اب جاؤ۔

جی۔۔۔ بی بی جی۔۔۔ ملازمہ نے ہچکچا کر کہا اور بجلی کی سی تیزی سے کمرے سے نکل گئی شامک مسکراتے ہوئے پیچھے تسنیم کی طرف مڑی اور وہ دونوں صوفے پر براجمان ہو گئیں شامک نے دو کپ چائے کے بنائے اور ایک تسنیم کے لیے اور ایک اپنے لیے ابراہیم کام پر گئے انہیں شامک نے چائے کا ٹھونٹ لیتے ہوئے پوچھا۔ نہیں بھابھی جی تسنیم نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔۔۔ کیا۔۔۔ کہا شامک

وہ اکثر فارغ اوقات میں یہی سوچا کرتی تھی کہ جب ابراہیم کو پتا چلے گا کہ میں اس سے محبت کرتی ہوں تو اس کا رد عمل ہو گا اور وہ مختلف تصورات کرتی لیکن خود ہی انہیں بھٹک دیتی اس نے سب کچھ اللہ پر چھوڑ دیا تھا تاہم وہ نمازوں میں دیوانوں کی طرح پاگلوں کی طرح پھوٹ کر پھوٹ کر رہتی اور صرف ابراہیم کو مانتی وہ جیتے جی ابراہیم کو کسی اور کا ہوتے ہوئے نہیں دیکھ سکتی تھی وہ جانتی تھی کہ اگر ابراہیم اس کی تقدیر میں نہ ہوا تو بھی دعا میں اتنی طاقت ہے ابراہیم اسے ضرور ملے گا اب اسے بچینی کے ساتھ وہ جیتی ایک ایک لمحہ ابراہیم سے دور اسے بھاری لگتا لیکن جب وہ ابراہیم کو پاس جاتی تو اس کا پتا تھا کہ وقت وہی قہم جائے اور وہ اسے یونہی دیکھتی دیکھتی مر جائے اس کے سحر سے نکل ہی نہیں پاتی تھی گاؤں کے مہار لڑکے شامک پر مرتے تھے لیکن ایک شامک بھی کہ صرف ابراہیم پر اپنی جان چھڑکتی تھی وہ ہر روز گھر میں سہیلی کا ٹھکانہ کر ابراہیم کی عبادت کو آجاتی تھی اسے مختلف ڈاکٹروں کو دکھائی دیکھتے ہی دیکھتے ابراہیم نے بہت جلد صحت یابی یگزلی یہ شامک کا پیار ہی تھا جس نے ابراہیم کو جلد صحت یاب کر دیا شامک نے پیسے کی پرواہ نہیں کی اس نے سارے پیسے ابراہیم سے وار کو پھینک دیئے تھے ابراہیم کا بے حد خیال رکھتے رکھتے وہ اس کے عشق میں اور گرفتار ہوئی گئی اور آہستہ آہستہ وہ اسے اتنا چاہنے لگی کہ وہ خود نہیں سمجھ پانی آخر کیوں وہ اسے اتنا چاہنے لگی ہے بیٹھے بیٹھے وہ ابراہیم کو یاد کر کے رو دیتی تھی تو کبھی اس کی تصویر اپنی کتاب میں سے نکال کر چومنے لگتی تھی جو اس نے تسنیم سے لی تھی ابراہیم کے بیمار ہونے پر شامک کو وہ اتنا خوبصورت لگتا تھا اب جبکہ وہ مکمل طور پر صحت یاب ہو گیا تھا تو اس کے حسن کو جیسے چار چاند لگ گئے تھے بیمار رہنے کی وجہ سے اس کی آنکھوں کے

انکی۔ جی ہاں بھابی جی تسنیم نے شریر انداز میں زور دیتے ہوئے کہا شائلہ شراگنی اور جس وجہ سے اس کے گلابی کال ٹنٹا اٹھے تھے ہاں سچ مجھے کچھ بتانا تھا تسنیم نے چائے کا کپ میز پر رکھتے ہوئے کہا۔

کیا خیریت تو ہے شائلہ کا دل دھڑ دھڑ کرنے لگا ہاں آج رباب آئی تھی ہمارے گھر میری طبیعت کا معلوم کرنے گھنٹہ بیٹھی پھر چلی گئی تسنیم نے بات مکمل کی رباب کا زکرن کرنا شائلہ کے چہرے کی مسکراہٹ غائب ہو گئی اس کے چہرے پر ناگوار سے تاثرات آگئے تھے تمہیں ہسپتال سے نکلے ایک ماہ ہونے کو آیا اور وہ بی بی اب آئی ہے تمہیں پوچھتے شائلہ نے سچی سے کہا تسنیم نے شائلہ سے شہرے اور اس کے بات کرنے کے لہجے سے بھانپ لیا کہ شائلہ رباب سے ناراض ہے۔

کیا بات ہے تم دونوں کے بیچ کوئی جھگڑا ہوا ہے تسنیم نے نا بوجھنے والے انداز میں پوچھا۔ ہوں ایسا ہی سمجھ لو کچھ شائلہ نے لاپرواہی سے کہا کیوں تسنیم کو حیرت ہوئی۔ جانے دو میرا دماغ خراب ہو گا شائلہ نے منہ بناتے ہوئے کہا تسنیم اسے گھورتی رہ گئی اسی لمحے جاوید حیات خان ڈرائنگ روم میں داخل ہوئے تو دونوں با ادب کھڑی ہو گئیں جاوید نے دونوں کے سر پر ہاتھ رکھ کر پیار دیا اور دونوں میٹھے کا کپ کر خود بھی ان کے سائیڈ پر صوفے پر براجمان ہو گئے۔

کافی دیر رکی علیک سلیک اور ادھر ادھر کی گفتگو ہوئی رہی باہم دونوں لاہور جا کر شاپنگ کرنا چاہتے ہیں شائلہ نے تسنیم کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کچھ لمحے تو تسنیم شائلہ کا مطلب سمجھ ہی نہ سکی لیکن جلد ہی اس نے شائلہ کی آنکھوں میں سے سب بڑھ لیا تھا

جی ہاں انکل جی آپ اگر اجازت دیں تو تب تسنیم نے شائلہ کی بات کی تائید کی۔

ٹھیک ہے بیٹا جاؤ خوب انجوائے کرو اور بھائی سے بھی مل آنا وہ تمہیں بہت یاد کرتا ہے جاوید صاحب نے کچھ دیر سوچنے کے بعد کہا دفتر کا کیا ہوگا بااودہ کل کھولوں گی آج تو ہمیں دیر ہو جائے گی شاید شام تک واپسی ہو شائلہ نے جواب کہا۔

ٹھیک ہے بیٹا جاوید نے کہا اور کمرے سے باہر نکل گئے۔ ہم لاہور کیسے اور کیوں جائیں گے جاوید کے جاتے ہی تسنیم نے حیرت سے پوچھا۔ شائلہ ہنسی اور ہم لاہور گاڑی میں جائیں گے اور اپنے ساتھ ڈرائیور کر لے لیں گے اسی طرح مجھے ابراہیم کے ساتھ وقت گزارنے کا موقع مل جائے گا کھویں گے پھر میں گے شاپنگ کریں گے بہت مزہ آئے گا لاہور میں یہ ابھائی انٹر کر رہا ہے اس کے ہوٹل جا کر اس سے بھی مل آؤں گی اور ڈرائیور کی تم فکر نہ کرو اس کا بھی انتظام ہے میرے پاس شائلہ نے دھیمی آواز میں سب بتایا تسنیم کی شادی حیرت اور پریشانی شائلہ نے دور کر دی تھی شائلہ نے بھی عام سالباس زیب تن کیا تاکہ تسنیم کو احساس کمتری نہ ہو اور جانے کے لیے تیار ہو گئی۔

میں چل کر کہا کروں گی تم دونوں جاؤ میں کباب میں بڈی کیسے بن سکتی ہوں تسنیم نے کہا۔ فضول مت بولو مجھی یہی بات نہیں ہے تم دونوں کا ساتھ چاہئے ویسے بھی گاؤں کی آب و ہوا سے دور شہر کی رنگینیاں چل کر دیکھتے ہیں شائلہ نے ڈانٹنے والے لہجے میں کہا شائلہ کی بات سن کر تسنیم کو بھی اشتیاق ہوا اور اس نے بھی ساتھ چلنے کی حاضری اور اس کے ساتھ ہی وہ دونوں جانے لگیں تو پیچھے سے عظمیٰ بی بی نے آواز لگائی بیٹا کیا میں بھی ساتھ چلوں دونوں کے جسم میں بجلی کی لڑ دوڑ گئی ٹانگیں کانپنے لگی ہونٹ لرزنے لگی ایسے میں جاوید صاحب نے ان کی پریشانی دور کر دی ارے بھئی جانے دو بچوں کو اس کیلئے بڑوں سے دور انجوائے

بھروسہ رکھیں لی بی جی میری عمر بے شک پینتیس سال سے لیکن جکا نمک کھاتا ہوں اس سے غداری نہیں کرتا قلیل نے یقین دلانے والے انداز میں کہا مجھے خوشی ہوئی آپ کی بات سن کر مجھے آپ پر بھروسہ ہے لیکن جیسا کہ میں نے پہلے کہا کہ میرا فرض ہے اس لیے مجھے یہ فرض نبھانے سے نہ روکیں مجھے خوشی ہوئی ہے ضرورت مندوں کی مدد کرنے میں شاملہ نے نرمی سے کہا اور گاڑی سے اتر کر ابراہیم کے گھر کے اندر چلی گئی اس کے چہرے کے تیز بدل گئے تھے ماتھے پر ہل پر گئے کیونکہ سامنے چار پائی پر پڑوں خالہ کا بیٹا کیف نوید براجمان تھا ابراہیم اور نسیم اس کے ساتھ تھے کیف نے سر سے پاؤں تک شاملہ کا بازو لیا کیا غضب ڈھاری ہے سادگی میں یہ لڑکی کیف نے دل میں ہی سوچا۔

ارے شاملہ اندر آؤ نسیم ابراہیم نے خوشدلی سے کہا شاملہ نے ابراہیم کی بات کا کوئی جواب نہیں دیا اور نسیم سے مخاطب ہوئی میں باہر گاڑی میں انتظار کر رہی ہوں تم جلدی آنا شاملہ تیزی سے کہہ کر پاؤں پٹختی ہوئی باہر نکل گئی۔ ابراہیم خاموشی سے دیکھتا رہ گیا پھر نسیم کو دیکھ کر کندھے اچکانے اور واپس کیف کی طرف مڑ گیا نسیم نے شاملہ کی اس حرکت پر پھنوس نکالیں اور سوچنے لگی کہ آخر معاملہ کیا ہے شاملہ کو غصہ کیوں آ گیا کیا وہ اس لڑکے کو جانتی ہے وہ اندر کیوں نہیں آئی کیف کو دیکھ کر اسے غصہ کیوں آیا ریاب کے ذکر پر جی شاملہ کو غصہ کیوں آیا یہ سوال نسیم کے ذہن میں گھوم رہے تھے لیکن ان سب کے جواب وہ تلاش نہیں کر پا رہی تھی ان سب سوالوں کے جواب صرف شاملہ ہی دے سکتی تھی شاملہ کا نام سن کر کیف کے دماغ میں بہت سے خیالات ابھرے اسے ایسا لگ رہا تھا کہ جیسے اس نے یہ نام پہلے بھی کہیں سنا ہے لیکن کہاں اور کب یہ وہ اپنے دانتوں سے ہونٹ کاٹا ہوا یہ سب

کرنے دو تم ساتھ رہو گی تو ٹھیک سے انجوائے نہیں کر سکیں گی نسیم اور شاملہ دونوں کی جیسے جان میں جان آئی جی ماما آپ کیا کریں گی شاملہ نے خود ہی گھبراہٹ پر قابو پاتے ہوئے کہا۔

صرف تم دونوں ہی تو جا رہی ہو عطی لی بی نے کہا نہیں آئی اور لڑکیاں بھی چل رہی ہیں جنہیں ہم راستے میں پک کریں گے نسیم نے گھبراتے ہوئے کہا دونوں کی حالت غیر ہو رہی تھی ٹھیک ہے بیٹا جاؤ دھیان سے ایک دوسرے کا خیال رکھنا اور ہاں شہر کے کسی اجنبی سے بات مت کرنا عطی لی بی نے اونچی آواز میں کہا۔ جی ٹھیک ہے دونوں نے کہتے ہوئے تیزی سے قدم باہر کی جانب بڑھائے اور گاڑی میں بیٹھ کر ابراہیم کے مگر کی جانب چل پڑیں۔

میں اندر سے بھائی کو بلا کر آتی ہوں گھر کے باہر پہنچ کر نسیم گاڑی سے اتری اور گھر کے اندر چلی گئی شاملہ نے پرس سے تیس ہزار روپے نکال کر ڈرائیو قلیل کی جانب بڑھائے جنہیں دیکھ کر قلیل کا منہ کھلے کاٹھارہ گیا پہلے پہل تو اس کے دماغ میں شک تھا کہ لی بی اور اس لڑکے کا ضرور کوئی چکر ہے مگر اب اتنے زیادہ پیسے دیکھنے کے بعد اس کا شک یقین میں بدل گیا تھا تاہم اس نے شاملہ سے پیسے لے کر ہمیشہ کے لیے اپنا منہ بند رکھنے کا عہد کر لیا کیونکہ وہ شاملہ کا نمک کھا رہا تھا اور اب اسے اس نمک کی اہم اندازی بھی کرنی تھی لی بی جی آپ بے فکر ہو جائیں میں ابھی کسی کو کچھ نہیں بتاؤں گا آپ اتنے پیسے دے کر مجھ غریب پر احسان کرنی ہیں جبکہ میری حیثیت نہیں قلیل نے دل سے کہا۔

نہیں میرا فرض ہے تمہیں پیسے دینا کیونکہ تم میرا ایک راز رکھے ہوئے ہو اس لیے تمہیں انعام دینا تو بنتا ہے شاملہ نے سنجیدگی سے کہا آپ مجھ پر

تینوں پہلی بار کسی شہر آئے تھے اس لیے اتنی اونچی اونچی عمارتیں آبادی ہوئی ریسٹورنس آزاد خیال لڑکے اور لڑکیاں سب کچھ ان کے لیے بہت خوبصورت اور ہوشربا تھا وہ بچی بچی نگاہوں سے ادھر ادھر کا مناظر دیکھ رہے تھے پہلے کہاں جاں کیا کریں شامک نے پر جوش انداز میں سوال کیا جہاں تم کہو ہم سب وہاں چلیں گے تسنیم نے مسکراتے ہوئے کہا ٹھیک ہے تو پھر ہم پہلے شاپنگ کو چلتے ہیں شامک نے کہا ڈرائیور گاڑی کو کسی شاپنگ سینٹر مال میں لے چلو جی بی بی جی ٹھیک ہے کہہ کر گاڑی کسی شاپنگ مال کی طرف موڑ لی گاڑی میں کوئی آپس میں گفتگو نہیں کر رہا تھا سارے ایک دوسرے سے بے نیاز یاہر کے مناظر کے لطف اندوز ہو رہے تھے بھی تسنیم اور شامک کسی چیز پر توجہ نہ کر کے ہنس پڑتی تو کبھی ابراہیم وقفے وقفے سے ایک دوسرے سے شامک کو دیکھتا ایک دو بار شامک کی بھی نظر میں آتی تو وہ پوری طرح شرم سے سرخ ہو جاتی کہ اس کا محبوب اسے چوری چوری دیکھ رہا ہے بالآخر گاڑی شاپنگ مال میں آ کر رکی اور وہ تینوں گاڑی سے باہر نکل آ گئے یہ کوئی جگہ ہے تسنیم نے اشتیاق سے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

یہ لہرتی مارکیٹ ہے بی بی جی ٹھیک ہے بتایا لاہور کتنا خوبصورت ہے ابراہیم نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے حیرت سے کہا وہ تینوں شاپنگ کے لیے دکان میں چلے گئے اور مردوں کی ریڈی میٹ ملبوسات کی بھی جگہ ٹھیک گاڑی میں ہی رہا تینوں الگ الگ ہو کر میٹنگر میں لگی شریں ہوئے اشتیاق سے دیکھ رہے تھے شامک کو سرخ شیک والی شرٹ پسند آئی جسے لے کر وہ ابراہیم کے پاس آئی یہ کس پکین کے سائز چیک کر لیں شامک نے شرٹ ابراہیم کو پکڑاتے ہوئے کہا ارے نہیں میں شلوار میض ہی پہنتا ہوں میں نے یہ کبھی نہیں پہنی ابراہیم کا لہجہ

سوچ رہا تھا پھر اچانک سے اس کے ذہن میں وہ دو نقاب والی لڑکیاں آئیں جب میں سے ایک کا نام رباب تھا اور دوسری کا نام شامک وہ دونوں ہمارے پاس تسنیم کا ہی پتہ پوچھنے آئی تھیں ایک نے نقاب اتار دیا تھا جس نے نہیں اتارا تھا شاید وہی ہے اور یہ تسنیم کی پہلی ہے یہ سب یاد کر کے کیف کے چہرے پر مسکراہٹ آئی اور اس کے قدم بے اختیار اٹھ گئے اچھا یار میں چلتا ہوں پھر آؤں گا بھی ابھی مجھے دیر ہو رہی ہے کیف کا لہجہ معذرت خواں تھا ٹھیک ہے دوست جیسا تم چاہو ابراہیم نے اسے گلے لگا لیا اور کیف گھر سے باہر نکل گیا اس نے گاڑی میں بیٹھی ہوئی شامک کو دیکھا جو ہاتھ میں جھوٹا سا آئینہ لیے اپنی آنکھوں میں ہلکا سا کاجل لگانے میں مصروف تھی کیف کا دل زور زور سے دھڑکنے لگا اس نے اپنے خشک ہونٹوں پر زبان پھیر کر انہیں گلیا کر اور شامک کو نہایت گہری نگاہوں سے دیکھتا رہا شامک کو یوں محسوس ہوا جیسے اسے کوئی دیکھ رہا ہے اپنے اس خیال کو تخت اس نے گاڑی سے باہر ادھر ادھر دیکھا مگر کسی کو نہ پا کر وہ بارہ اپنے کام میں مصروف ہو گئی۔

بھائی چلو باہر شامک ہمارا انتظار کر رہی ہے ہمیں لاہور جانا ہے سیر کرنے تسنیم نے ابراہیم کا ہاتھ پھینکتے ہوئے کہا۔

او۔۔۔ اچھا۔۔۔ ابراہیم نے بھنویں اچکا کر حیرت سے کہا تم چلو میں آتا ہوں تسنیم شامک کے پاس گاڑی میں چلی گئی جبکہ ابراہیم سوچنے لگا کہ تسنیم بچہ کبہر ہی ہے کبھی یا شامک اسے دیوانوں کی طرح چاہنے لگی ہے پہلے عیادت کو آنا ہسپتال کے چکر لگانا اور لاہور کا پلان۔ واہ دلچسپ ابراہیم نے سفید شلوار میض زیب تن کیا اور گھر کو تالا لگا کر ڈرائیور ٹھیک کے برابر والی سیٹ پر براجمان ہو گیا اور گاڑی لاہور جانے کے لیے روانہ ہو گئی۔

معذرت خواں تھا لینی ہوگی اور شلوار قمیض بھی ہم لے لیں گے شاملہ نے پیار بھرے مگر ضدی لہجے میں کہا۔

نہیں میں یہ نہیں لے سکتا بہت مہنگی ہے ابراہیم نے بحث کو آگے بڑھایا۔ لے لو نہ بھائی کیوں بحث کرتے ہوئے سیم نے بھی بیچ میں حصہ لیا۔

آپ کو میری قسم ورنہ میں ناراض ہو جاؤں گی شاملہ نے منہ بناتے ہوئے کہا جس پر نسیم مسکرائے لگ گئی جبکہ ابراہیم سوچ میں پڑ گیا کہ آخر وہ یہ سب پیسے ہی کے لیے کر رہا تھا تو وہ سونے کی چڑیا کو ناراض کیسے کر سکتا ہے بلندہ قبول کرنے میں کیا حرج ہے

نھیک ہے تم کہتی ہو تو میں لے لیتا ہوں ابراہیم نے دھیسے سے کہا اور چینگ روم میں شرٹ کا سائز چیک کرنے چلا گیا کچھ لمحوں بعد جب ابراہیم واپس آیا تو شاملہ اور نسیم اسے حیرت سے دیکھتی ہی رہ گئیں ماشاء اللہ شاملہ کے منہ سے بے اختیار نکلا۔

واہ جی واہ آپ تو شہزادے چارلس سے کم نہیں لگ رہے ہیں نسیم نے خوشگوار حیرت سے کہا۔ انہوں نے ابراہیم کے لیے دو شرٹس لیں اور دو جینز کی مینٹیں اور دو جوڑے شلوار قمیض کے خریدے جن کا بل دو ہزار سے زائد کا بنا تھا شاملہ کے لیے یہ کچھ بھی نہیں تھا اس نے رقم ادا کی اور تینوں آؤس کریم کھانے گاڑی میں آ بیٹھے لینڈ پراب ہمیں وہاں لے چلو جہاں ریڈی میٹ کیڑے ملتے ہوں شاملہ نے آؤس کریم کھاتے ہوئے قلیل سے کہا قلیل نے سعادت مندی سے جی کہہ کر گاڑی کا سنیرنگ گھما دیا کچھ ہی دیر بعد ان کی گاڑی کا فورس سنڈیم بھڑی گئی یہاں آپ کو ہر قسم کے ریڈی میٹ ملبوسات ملیں گے بی بی جی ٹھیل نے کہا وہ لاہور کے

بارے میں بہت کچھ جانتا تھا کیونکہ اکثر اوقات زاہد کی وجہ سے اس کا آنا جانا لگا رہتا تھا۔

شکریہ اور آپ بھی کچھ کھا لیجئے گا شاملہ نے کہا اور تینوں گاڑی سے اتر کر مختلف دکانوں کا رخ کرنے لگے انہوں نے کافی دکان میں دیکھیں مگر انہیں کچھ پسند نہ آیا بلا آخر انہیں اپنے پسندیدہ دکان مل گئی جس میں داخل ہو کر وہ نگ رنگے ملبوسات دیکھنے لگے

مجھے یہ ڈریس تمہارے لیے بہت پسند آئی ہے کیا تم مرے لیے اسے خریدو گی ابراہیم کا اشارہ شاملہ کی طرف تھا جی بالکل کیوں نہیں شاملہ نے شرمانے ہوئے نظریں جھکا لیں نسیم دونوں کو بہت غور سے دیکھ رہی تھی نسیم کو اپنے لیے بلیک اور براؤن رنگ کے ملبوسات پسند آئے جو لمبی میض اور چوڑی دار پجامہ پر مشتمل تھے شاملہ نے اپنے لیے گرے اور پریل ٹر پکے پسند کیا اور دونوں لڑکیوں نے دو دو جوڑے خریدے اور مینٹ ادا کرنے کے بعد انہوں نے شارپ قلیل کو دے دیئے جو اس نے ابراہیم کے کپڑوں کے ساتھ ڈکی میں رکھ دیئے تھے اسی اثناء میں ایک لڑکا شاملہ کو کافی دیر سے بڑی غور سے دیکھ رہا تھا اسے شاملہ کا چہرہ شناسا سا لگ رہا تھا لیکن اس نے اپنے اس خیال کو ذہن سے جھٹک دیا اور وہاں سے چلا گیا وہ لڑکا اپنے بانی دوستوں کے ساتھ تھا جو چھ ساتھ لڑکوں پر مشتمل گروپ تھا وہ ساتے کے ساتے جوئے لینڈ کے اندر جا چکے تھے۔

جھپٹو بہت بھوک لگی ہے چلو چل کر کچھ کھاتے ہیں شاملہ نے کہا اور تینوں طلحہ ریسٹورنٹ میں چلے آئے تینوں نے باری باری اپنے پسند کا کھانا سلیکٹ کیا اور کھانے کا انتظار کرنے لگے ان کی میز پیش کی دیوار کے ساتھ تھی جس سے باہر کا سارا نظارہ نظر آتا تھا ایسا لگ رہا تھا جیسے لاہور کے لوگوں کو سیر و تفریح کے علاوہ اور کوئی کام ہی نہیں دیکھو تو کتنے لوگوں کا جھوم ہے لاہور کی ہر سڑک پر لوگ ہی لوگ نظر آتے

طرف اکا دوکا لوگ نظر آرہے تھے وہ تینوں کچھ دیر
آبشار کے پاس کھڑے رہے پھر دوبارہ چلنے لگے
یہاں کا ماحول کتنا پرسکون ہے ابراہیم نے ادھر ادھر
دیکھتے ہوئے کہا دونوں نے ابراہیم کی بات کی تائید
کی اور وہ تینوں چلتے چلتے جھیل کے کنارے آ پہنچے
دونوں بیچ پر میٹھوڑا اور ہوم کر آئی ہوں دونوں کو
یہی ملوں گی تسنیم نے کہا اور چلی گئی وہ ابراہیم اور
شاملہ کو ایک ساتھ وقت دینا چاہتی تھی ابراہیم اور
شاملہ نے ایک دوسرے کو مسکراتے ہوئے دیکھا اور
پھر ساتھ بیچ پر بٹھ گئے آپ یہ ہم اپنے آئینڈی پر
اکٹوٹ کرنا چاہتے گا اور جب بھی میری ضرورت ہو
مجھے فون کر دیجئے گا میں بیچ جاؤں گی شاملہ نے
ابراہیم کی طرف دیکھے بنا کہا ابراہیم مسکرایا آپ نے
کتنا پیسہ خرچ کر دیا ہے ہم پر مجھے افسوس ہو رہا ہے
کہ ایک لڑکا ہونے کے باعث یہ فرائض مجھے انجام
دینے چاہئے تھے لیکن آپ نے یہ سب - ایسا مت
سوچیں مجھے خوشی ہوتی ہے آپ دونوں کے لیے کچھ
کرنے میں اور میں انشاء اللہ آگے کی وہ سب
کرنے کی کوشش کروں گی جو میں کر سکتی ہوں شاملہ
نے ابراہیم کی بات کاٹتے ہوئے کہا ابراہیم اثبات
میں سر ہلا کر رہ گیا کچھ لمحے دونوں کے بیچ خاموشی
جالت رہی پھر اس خاموشی کو شاملہ نے توڑا آپ کو
کبھی کسی سے پیار ہوا ہے میرا مطلب بھی کوئی لڑکی
پسند آئی - شاملہ نے چپکچپ کر پوچھا شاملہ کے اس
اچانک سوال پر ابراہیم نے افسانہ بنس پڑا شاملہ
کیلئے ابراہیم کی ہنسی غیر متوقع تھی جس وجہ سے وہ
اسے حیرانی سے دیکھنے لگی نہیں ایسا ابھی تک تو کچھ
نہیں ہوا ہاں بس ایک لڑکی پسند ہے لیکن محبت نہیں
ہے اس سے ابراہیم نے موقع غنیمت جان کر بڑی
چلائی سے جواب دیا -

وہ کون سے شاملہ جیسے بے چین ہوئی -

بے بس کوئی بہت ہی خوبصورت ابراہیم نے

ہیں تسنیم نے شیشے سے باہر دیکھتے ہوئے کہا ہوں
مجھے تو آج بہت مزہ آیا شاملہ نے ایک ہاتھ میز پر
اور دوسرا ہاتھ میز پر نیچے رکھتے ہوئے کہا اب
کہاں چلنے کا ارادہ ہے ابراہیم نے گفتگو میں حصہ لیا
کسی پارک میں چلیں گے جہاں سکون ہو لوگوں کا
ہجوم نہ ہو شاملہ نے جوابا کہا دونوں شاملہ کی بات پر
غور کرنے والے انداز میں سر کر جھنش دی ویٹر کھا
لے آیا اور وہ تینوں کھانے میں مصروف ہو گئے
کھانے کے دوران ہلکی پھلکی گفتگو ہوتی رہی کھانے
سے فارغ ہو کر شاملہ نے ویٹر کو بل ادا کیا ارادہ سب
باہر آگئے انہوں نے جو اے لینڈ کی سیر کی مزید
دکانوں میں گئے جن میں سی ڈی ایس وغیرہ کی بھی
دکانیں شامل تھیں باہر سٹار کا بھی دورا کیا شاملہ نے
وہاں سے کھانے پینے کی اشیاء خریدیں اور اپنے
والدہ اور والدہ اور دادی کے لیے تحفے تحائف بھی
لیے اور ابراہیم کو نکلیا کا جدید ٹیکو بوجی والا نیا ماڈل
لے کر دیا اور اپنے لیے بھی سسٹم گ خرید اس کے تو
بٹن ہی نہیں ہیں بہت مشکل ہے ابراہیم نے موبائل
کو الٹ پلٹ کر دیکھتے ہوئے کہا ٹین والے پرانے ہو
گئے ہیں یہ چل رہے ہیں آجکل کوشش کر کے دیکھیں
شاملہ نے پیار بھرے لہجے میں کہا شاملہ نے تسنیم کو
لے کر دینا چاہا لیکن اس نے انکار کر دیا شاملہ کے
بے حد اصرار پر بھی اس نے انکار کر دیا کہ اسے اس
کی کوئی ضرورت نہیں ہے شاملہ نے ٹیلی فون کی ایک
سم کی ابراہیم کے لیے اور ابراہیم سمجھ گیا کہ یہ چاہتی
ہے کہ میں اس سے فون پر باتیں کیا کروں ہوں
دلچسپ بہت دلچسپ ابراہیم دل ہی دل میں مسکرا رہا
تھا تینوں واپس گاڑی میں آکر بیٹھ گئے اور گاڑی
پارکنگ ایریا سے نکل پڑی -

شکیل نے گاری ریس کورس جیلانی پارک
کے پارکنگ ایریا میں پارک کی اور وہ تینو گاڑی
سے باہر نکل کر جیلانی پارک میں داخل ہو گئے ہر

نیلے آسمان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا پھر بھی آپ مجھے نہیں بتائیں گے اب تو ہم دوست ہو چکے ہیں کہاں رہتی ہے وہ کیا نام ہے اس کا شائلہ نے ایک ہی سانس میں کئی سوال کر ڈالے تھے اس نے اس کا دل بے چین ہو رہا تھا کہ اس کے محبوب کے دل میں آخر کس نے جگ لے رکھی ہے شائلہ کا بس نہیں چل رہا تھا ورنہ وہ ابراہیم کے دل میں جھانک کر دیکھ لیتی کہ آخر وہ چڑیل کون ہے۔

وقت آنے پر سب بتا دوں گا ابھی میں یہ تو جان لوں کہ وہ مجھ سے پیار کرتی ہے یا نہیں ہمارے گاؤں میں ہی رہتی ہے اور نام معلوم نہیں ابراہیم نے گہری سانس لے کر کہا وہ ہر سوال کا جواب بہت دھیان سے سوچ کر دے رہا تھا بے شک وہ جانتا تھا کہ اگر وہ شائلہ سے اظہار محبت کر بھی دے گا تو وہ خوش سے پھولے نہیں سمائے گی لیکن پھر بھی اس نے سب کچھ احتیاط سے کرنے کا سوچ رکھا تھا لیکن شائلہ تو محبت کی اس سیج پر تھی جہاں اسے سوچنے کی کوئی توفیق نہیں تھی کہ ابراہیم کو اس کی دولت سے بھی دشمنی ہو سکتی ہے۔

شائلہ کی آنکھوں میں نمی بھرا آئی جنہیں ابراہیم نے محسوس کر لیا مگر وہ جان کے انجان بن رہا تھا شائلہ میں مزید اس موضوع پر بات کرنے کی ہمت نہیں تھی اس لیے وہ خاموش ہو گئی کافی دیر خاموشی رہی پھر ابراہیم نے اس خاموشی کو توڑا کیا آپ کو کوئی پسند یا محبت ہوئی کسی سے ابراہیم نے سوالیہ نگاہوں سے شائلہ کے چہرے پر مڑ کر دیکھا۔

جی۔۔۔ وہ۔۔۔ ہاں۔۔۔ سوال اتنا اچانک تھا کہ شائلہ سمجھ ہی نہ سکی لیکن پھر وہ سنبھل گئی ارے واہ کس سے ابراہیم نے دلچسپی لیتے ہوئے پوچھا گو کہ وہ اچھے سے شائلہ کے دل کا حال جانتا تھا مگر اس کو یہ سب پوچھنے میں بہت مزہ آرہا تھا اور وقت آنے پر بتا دوں گی شائلہ نے پھیکے لہجے میں کہا کیا نام ہے اس کا

ابراہیم نے چاہنے کے باوجود بھی نامعلوم ہونے والی اداکاری کی معلوم نہیں شائلہ نے خجندی سے کہا سلم آن یار ہم دوست ہیں مجھے نہیں بتاؤ گی ابراہیم نے تالی مارتے ہوئے کہا ابھی پہلے میں یہ تو جان لوں کہ وہ مجھ سے پیار کرتا ہے یا نہیں شائلہ نے بغیر کسی تاثر کے کہا ابراہیم نے بے شکل اپنی ہنسی ضبط کی وہ شائلہ کے جوابوں سے اندازہ لگا سکتا تھا کہ اسے کتنا برا لگا ہے جی تو وہ میرے سوالوں کا جواب میرے ہی دئے جا رہی تھی کہاں رہتا ہے وہ دھکتا کیلا ابراہیم کو کریدنے میں بہت مزہ آرہا تھا۔

ہمارے ہی گاؤں میں رہتا ہے بہت خوبصورت ہے شائلہ نے آہ بھر کر کہا جس پر ابراہیم بھنویں اچکا کر رگیا پہلے بار کہاں دیکھا تھا سے ابراہیم نے مسکراتے ہوئے پوچھا اس سے پہلے کے شائلہ جواب دیتی تسنیم وہاں آپ پہنچ تھی اور ابراہیم کے پاس مزید سوالوں کی غنجائش نہ رہی تھی۔

میں نے تم دونوں کو ڈسٹرب تو نہیں کیا تسنیم نے نرمی سے پوچھا۔

تسنیم کا ماتھے پکڑ کر اپنے اور ابراہیم کے بیچ میں بٹھا لیا تسنیم نے دونوں کو ترجیحی نگاہ سے دیکھا۔ کیوں بھی خیریت تو ہے تسنیم نے باری باری دونوں کو غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا ابراہیم جو قبل اس سے پہلے سوچ رہا تھا کہ تسنیم غلط وقت پر آگئی ہے تسنیم کے سوالوں پر بولا دیکھو تسنیم یہ ہماری سہیلی ہے اور ان کو ایک لڑکا پسند ہے لیکن بتائیں رہی کہ کون ہے میں نے پوچھا بھی ہے پھر بھی نہیں بتایا۔ ان کو بھی ایک لڑکی پسند ہے اور یہ بھی مجھے نہیں بتا رہے تو میں جی کیوں بتاؤں شائلہ نے خجندی سے کہا اور ہاں آپ کا آخری سوال تھا کہ میں نے پہلی بار اسے کب دیکھا تو مجھے یاد نہیں شائلہ اتنا کہہ کر وہاں سے اٹھ کر چلی گئی تسنیم کو سارا معاملہ سمجھ آ گیا تھا کیا

کی بات کاٹ کر مسکراتے ہوئے کہا ابراہیم حیرانی سے دیکھتا رہ گیا وہ تیونوں کا کافی دیر ادھر ادھر ٹھہرتے رہے اور پھر گاڑی جیلانی پارک سے نکل پڑی۔

مجھے پریشانی ہو رہی ہے شام تک ٹھیک بھی ہوگی یا نہیں پتا نہیں اس وقت کہاں اور کیا کر رہی ہوگی میری بچی عظمیٰ بی بی نے پریشانی کے عالم میں کہا۔ کیوں فکر کرتی وہ اب وہ بڑی ہوگئی ہے اچھا برا سب جانتی ہے جاوید حیات نے سلی دیتے ہوئے کہا جوان ہوگئی ہے سچی تو فکر ہو رہی ہے مجھے اپنی شامک پر چڑھو سنو ہے لیکن دنیا والوں پر نہیں عظمیٰ بی بی نے سر پکڑ کر کہا خاں نے اور لکٹی دیر لگے کی اسے واپس آنے میں عظمیٰ بی بی کی باتوں پر جاوید صاحب مسلسل مسکراتے رہے تھے یہ تم غورتوں کا وہم ہے اور کچھ نہیں ہے۔

یہ وہم بھی ایک اشارہ ہوتا ہے عظمیٰ بی بی نے کہا بی بی تھکا کر فون کی ہنستی بجنے لگی فون کی گھنٹی پر عظمیٰ بی بی کا دل دھڑ دھڑ کرنے لگا جاوید نے فون اٹھا لیا۔ بیلو دوسری طرف سے آواز آئی ہاں بیٹا بیلو جاوید صاحب نے آواز پہچان کر نرمی سے کہا اور عظمیٰ بی بی کو دھیسے سے بتایا کہ زائد کا فون ہے عظمیٰ بی بی کو پھر بھی سلی نہیں ہوئی الٹا انہیں مزید وہم پڑ گیا شاید کوئی بری خبر ہے لیکن خود ہی انہیں اپنی سوچ کی نفی کرتے ہوئے کانول کو ہاتھ لگائے اور درود شریف کا ورد کرنے لگیں بابا شامک کہاں ہے زائد نے پوچھا۔

لاہور ہے بیٹا کیوں کیا ہوا ہے تم کیوں پوچھ رہے ہو خیریت تو ہے ناں جاوید صاحب کرم بھی اب گھر آہٹ ہونے لگی عظمیٰ بی بی نے بھی فون کے ساتھ کان لگا کر کھڑی ہو گئیں تھیں۔

ہاں جی آپ فکر نہ کریں سب ٹھیک ہے آج میں دوستوں کے ساتھ تو فیئرس سٹیڈیم گیا ہوا تھا تو

ضرورت تھی بکواس کرنے کی تسنیم نے غصے سے پوچھا پہلے تو اس نے مجھ سے بات شروع کی تھی ابراہیم نے لا پرواہی سے کہا۔

تم کبھی نہیں سدھو گے دیکھو تم نے اسے ناراض کر دیا تسنیم نے کہا اور اٹھ کر شامک کے پیچھے چل دی۔ شامک جھیل کی دوسری طرف گردن جھکائے بیٹھی تھی تسنیم اس کے پاس آ کر بیٹھ گئی ناراض ہو ہم سے اگر ان کی کسی بات کا برا لگا ہے تو میں معافی مانگتی ہوں ان کی طرف سے تسنیم نے کان پکڑ لیے۔

ارے نہیں میں ناراض تو نہیں ہوں بس پاگل ہوں ناں حالانکہ میں جانتی ہوں کہ انہیں نہیں پتا کہ میں ان سے محبت کرتی ہوں پھر بھی اٹھ کر چلی آئی دراصل ان کے منہ سے یہی دور کی تعریف میرے لیے قابل برداشت نہیں شامک نے روٹھے روٹھے لہجے میں کہا۔ بکواس کرتا ہے اسے کوئی لڑکی نہیں پسند میں اسے اچھے سے جانتی ہوں ویسے ہی نہیں تنگ کر رہا ہوں گا تسنیم نے سلی دیتے ہوئے کہا۔

شامک نے سر اٹھا کر تسنیم کو دیکھا اور بولی تم نے انہیں بتایا کہ مین انہیں جانتی ہوں۔ نہیں جیلا میں کیسے بتاتی تم کو میں نہیں بتا دیتی کوئی اچھا سا موقع دیکھ کر اب تو تمہارے پاس فون بھی ہے اور جاوید ملاقات کر لو اکیلے میں تسنیم نے کچھ سوچنے کے بعد کہا تسنیم کے ایسا کہنے پر شامک بہت کچھ سوچنے پر مجبور ہو گئی۔

ٹھیک ہے میں سوچ کر کوئی اچھا سا فیصلہ کروں گی اور موقع دیکھ کر ضرور بات کروں گی شامک نے دو ٹوک انداز میں کہا۔ میں تمہارے ساتھ ہوں تسنیم نے مسکراتے ہوئے کہا اور وہ دونوں واپس ابراہیم کے پاس آ گئیں میری کوئی بات بری لگی ہو۔ نہیں میں ناراض نہیں ہوں شامک نے ابراہیم

وہاں میں نے شاملہ کو دیکھا مجھے لگا کہ شاید کوئی اور ہے کیونکہ شاملہ کو یہاں دیکھنے کی توقع نہیں تھی لیکن آپ نے بتایا تو یقین ہو گیا کہ وہی تھی زیادہ تفصیل بتائی جاوید صاحب اور خاص طور پر عظمیٰ بی بی کی جان میں جان آگئی۔

کتنی سہیلیاں تھی اس کے ساتھ جاوید نے پوچھا وہ زائد انکا ہوگی کوئی پانچ چھ مجھے ٹھیک سے نہیں بتا زائد نے لاہروادی کا اظہار کیا۔

شاملہ تم سے ابھی تک ملی نہیں جاوید نے پوچھا ابھی تک تو نہیں زائد نے جواب دیا کافی دیر ادھر ادھر کی گفتگو ہوتی رہی پھر رابطہ منقطع ہو گیا زائد کافی دیر شاملہ کے ساتھ اس لڑکے کے بارے میں سوچتا رہا وہ نہیں چاہتا تھا کہ ابھی اس معاملے کی کسی کو بھی ہو لگے کیونکہ اس بارے میں وہ خود ٹھیک سے sure نہیں تھا وہ اس بات پر خود ہی غور کرنا چاہتا تھا تم دونوں گاڑی میں ہی میرا انتظار کرو میں بھائی سے مل کر آتی ہوں شاملہ نے کاشیبل کو زائد کا نام وغیرہ بتایا کاشیبل نے شاملہ کو کچھ دیر انتظار فرمانے کے لیے کہا تھوڑی دیر بعد زائد وہاں آپہنچا اور شاملہ اپنے بھائی کو دیکھ کر حیران رہ گئی دراز قد گوری رنگت ایک دم نوجوان آدمی شاملہ نے زائد کو بے اختیار گھٹ لگا لیا زائد ہنسے لگے۔

کیسے ہو بھائی شاملہ نے مسکراتے ہوئے پوچھا تمہارے سامنے ہوں زائد نے مانہیں پھیلاتے ہوئے کہا تم جیسی ہو۔

آپ کے سامنے ہوں شاملہ نے کہا تو دونوں قہقہہ مار کے ہنس پڑے کسی کے ساتھ آئی ہو زائد نے غور سے شاملہ کو دیکھا۔۔۔ آ۔۔۔ وہ شاملہ کو جھک سا لگا میری سہیلیاں ہیں باہر۔۔۔ چلو آؤ ان سے بھی مل لیتے ہیں زائد نے کہہ کر چلنا ہی چاہا کہ شاملہ نے فوراً اسے پہلے زائد کا بازو پکڑ کر اسے روک لیا کیوں جناب آپ نے لڑکیوں سے مل کر کیا کرنا ہے

- کچھ بھی نہیں زائد شاملہ کی بات کا انتظار کیے بغیر ہی وہاں سے باہر نکل آیا شاملہ کو شدید خوف محسوس ہو رہا تھا اس کے پسینے چھوٹ رہے تھے زائد اور شاملہ گاڑی کے پاس پہنچے تو گاڑی میں صرف شکیل ڈرائیور ہی تھا اور گاڑی سے کچھ فاصلے پر تنیم کچھ سہیلیوں سے گپ شپ کر رہی تھی شاملہ کی جان میں جان آئی لیکن اسے تشویش بھی ہوئی کہ ابراہیم کہاں چلا گیا ہے اور یہ ساری لڑکیاں یہاں لاہور میں کس طرح کیونکہ یہ سب لڑکیاں شاملہ کی کالس فیوزرہ چلی تھی زائد اور شاملہ چل کر تنیم کے پاس آئے شاملہ نے بغیر آواز کے ہونٹ ہلا کر تنیم کو بتایا کہ یہ میرا بھائی ہے تنیم کچھ گئی اور وہ اچھا اور اپنی بانی سہیلیوں کا تعارف کروانے لگی کہ ہم سب لاہور سیر کرنے آئی ہیں زائد کا سارا شک و وہ ہو گیا اس نے اس لڑکے کے خیال کو کھنکھایا ایک غلط فہمی سمجھ کر ہمیشہ کے لیے اپنے ذہن سے جھٹک دیا وہ خوش تھا اور شامندہ بھی تھا اس لیے اس نے اپنی بہن پر غلط شک کیا شاملہ نے زائد کو تھنہ دیا اور سب سہیلیاں زائد کو خدا حافظ کہہ کر گاڑی میں بیٹھ کر ہوسٹل سے چلی گئی زائد تب تک انہیں دیکھتا رہا جب تک وہ گاڑی اس کی نظروں سے اوجھل نہ ہوئی۔ تھوڑی دور جا کر شکیل نے گاڑی روک دی اور وہ سب لڑکیاں نکل آئیں اور ابراہیم اندر آکر بیٹھ گیا شاملہ کو کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا وہ حیران تھی۔ کہ یہ سب کیا ہے شاملہ کو حیرانی میں دیکھتے ہوئے تنیم نے پوچھا ہوں تنیم مسکرائی ہمیں معلوم تھا کہ زائد بھی باہر آ سکتا ہے اور اس لیے کہ کوئی تماشہ بننے سے پہلے ہم میں نے ابراہیم کو کہیں اور بھیج دیا تھا اور اسے کہا تھا کہ ہم یہاں سے آپ کو یک کر لیں گے اور ہماری کلاس فیوزر لاہور میں میڈیکل کی تعلیم حاصل کر رہی ہیں اتفاق سے وہ سب مجھے یہاں مل گئی اور وہ سب بھی

آئی ہے شائلہ نے جمانی لیتے ہوئے کہا۔
آپ دونوں کیوں نہیں سوئے اچھی تک۔
تمہارے آنے سے پہلے کیسے سو جاتے جاوید
نے پیار سے کہا شائلہ کو اپنے والدین پر پیار آیا کہ وہ
اس سے ملتی محبت کرتے ہیں۔

ٹھیک ہے ماما پایا آپ دونوں بھی سو جائیں
میں بھی سونے جا رہی ہوں صبح بات ہوگی شائلہ نے
کہا نو جاوید صاحب اور عظمیٰ بی بی اپنے کمرے میں
چلے گئے شائلہ بھی اپنے کمرے میں نیم دراز ہوئی وہ
اتنی تھکی ہوئی تھی کہ بستر پر لیٹتی ہی اسے نیند نے اپنی
آنکھوں میں لے لیا۔

اگلی صبح شائلہ کی آنکھ کھلی تو کھڑکی سے آنے
والی سورج کی روشنی بہت تیز تھی اس نے انگڑائی لی
اور گھڑی کی طرف دیکھا دوپہر تھی لیکن منظر رعبے
تھے وہ حیران رہ گئی کہ اتنا کیسے سوئی تھی وہ بیٹے سے اتنی
اور اپنے پڑوں پر نظر ڈالی اور رات لاہور سے
واپس آکر اس نے پڑے بھی تبدیل نہیں کیے تھے
وہ اس وقت اتنا تھک چکی تھی کہ اس کا ذہن ماؤف
ہو چکا تھا لیکن اب وہ ملل تازہ دہی میں اس نے مشاور
لے کر کپڑے تبدیل کیے اور نیچے ناشتے کی میز پر
آگئی عظمیٰ بی بی نے اس کے سامنے ناشتہ رکھا ماما
آپ نے مجھے گھایا کیوں نہیں شائلہ نے بریڈ
چباتے ہوئے کہا۔

تم اتنا تھکی ہوئی تھی کہ دل ہی نہیں کیا تمہیں
ٹنگ کرنے کو عظمیٰ بی بی نے مسکراتے ہوئے کہہ ٹھوم
بگم بھی وہاں آن چکی تھی۔

بابا کدھر ہیں شائلہ نے پوچھا۔

کالم پر بیٹا ٹھوم بگم نے جواب دیا۔

جانتی ہو کل تمہارے بھائی نے تمہیں فون پر
سنیڈیم میں دیکھا اور تمہیں پہچان ہی نہیں پایا اس
نے ہمیں فون کر کے تمہارا معلوم کیا تو ہم نے بتایا
کہ تم لاہور ہی ہو عظمیٰ بی بی نے بتایا تو شائلہ کو ایک

سیر کی غرض سے اساس وقت باہر نکلی ہوئی تھیں
باتوں باتوں میں میں نے انہوں نے مجھے اپنے بارے
میں بتایا اور میں نے انہیں یہ سب بتا دیا کہ اور دیکھو
انہوں نے ہمارا ساتھ دیا انیم نے تفصیل سے بتایا۔
شائلہ کو یقین نہیں آ رہا تھا کہ وہ سنیم کی نقل
مندى پر داد دینے بغیر نہیں رہ سکی گاڑی اب واپس
گاؤں کی طرف رواں دواں تھی۔

شائلہ بتاواں کیا تمہاری رو باب سے لڑائی
ہوئی ہے ایک طویل خاموشی کے بعد سنیم نے
سنجیدگی سے پوچھا ہاں۔

یاں یا رائلہ نے بے زاری سے کہا اور سنیم کو
ساری تفصیل بتا دی سب سن لینے کے بعد سنیم کے
چہرے کے تیور ہی بدل گئے جنہیں شائلہ بھانپ گئی
تھی۔ کیا ہوا شائلہ نے دھتے سے پوچھا۔
نہیں کچھ نہیں جو کیا اچھا کیا تم یہ سنیم نے
دھتے سے لہجے میں جواب دیا شائلہ سنیم کے
جواب پر خاموش ہوئی گاڑی میں ایک بار پھر طویل
خاموشی چھائی۔

شام ڈھل چلی تھی پورے چاند کی رات تھی ہر
چیز چاندنی میں نہانی ہوئی تھی شائلہ نے سنیم اور
ابراہیم کو ان کے کھراتار اور خود بھی اپنے کھڑکی وہ
تھکے تھکے قدموں کے ساتھ گھر کے اندر داخل ہوئی
تو عظمیٰ بی بی اور جاوید صاحب اسے دیکھ کر خوشی سے
کھل اٹھے تھے بابا لاہور بہت خوبصورت ہے شائلہ
نے صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

ابھی تو تم نے کچھ بھی نہیں دیکھا ورنہ لاہور تو
تمہارے خیال سے بھی کہیں زیادہ خوبصورت ہے
جاوید نے مسکرا کر کہا۔

خوب مزے کے اب تو تم تھک گئی ہو گی ناں
میری بیٹی کچھ کھا لو عظمیٰ بی بی نے شائلہ کے سر پر
پیار دیتے ہوئے کہا۔

نہیں ماما ہم سب کھا کر آئے ہیں اب مجھے نیند

میں بولی میں شامل کیسے ہیں آپ۔
میں ٹھیک ٹھاک ہوں آپ سنائیں ابراہیم
نے ایسے کہا جیسے اسے شاملہ کے ہی فون کی توقع تھی

اللہ کا شکر ہے شاملہ نے آہ بھر کر دھیمی سے
آواز میں کہا۔ کیا ہو رہا ہے ابراہیم نے سوال کیا۔
کچھ خاص نہیں شاملہ نے مختصر کیا۔ دفتر نہیں گئی
ابراہیم نے پھر سوال کیا۔

میں دل نہیں کیا آپ کیا کر رہے تھے کام پر
نہیں تھے شاملہ نے نرمی سے پوچھا۔ نہیں میرا بھی
دل نہیں کیا تھا ابراہیم نے ہنستے ہوئے کہا مجھے آپ
سے کچھ کہنا ہے۔

شاملہ کے دل کی دھڑکنیں تیز ہو گئی مجھے بھی
آپ سے کچھ کہنا ہے۔

پہلے میں کہوں گا پھر آپ کہو گی ابراہیم نے سر
سری انداز میں کہا۔ جی کیسے شاملہ نے ہنسنے سے کہا
خیر چھوڑیں ابراہیم نے طویل وقفے کے بعد کہا
آپ بتائیں آپ کو کیا کہنا ہے۔

تسلیم کدھر ہے شاملہ نے سوال کیا۔ یہ کہنا تھا
آپ نے۔ ابراہیم نے حیرانی سے پوچھا۔ نہیں۔

۔۔۔ وہ۔۔۔ بس ایسے ہی شاملہ کا گلا خشک ہو
رہا تھا سانس تیز ہو رہی تھیں۔

تسلیم سو رہی ہے ابراہیم نے بتایا۔ آپ کو کچھ
کہنا تھا شاملہ نے خود پر قابو پاتے ہوئے کہا کہہ
دیں آپ کو برا لگتا۔ ابراہیم نے تو پر زور دیتے
ہوئے کہا۔ نہیں مجھے برا نہیں لگے گا شاملہ کو تشویش
ہونے لگی دیکھ بد میں سنجیدہ ہوں وعدہ کریں آپ
معارض نہیں ہوگی ابراہیم نے بچوں کے سے انداز
میں کہا۔ نہیں میں وعدہ کرتی ہوں کہ ناراض نہیں
ہوگی شاملہ کو جسے ہو رہا تھا میں آپ سے محبت کرتا
ہوں ابراہیم نے نہایت ہی سنجیدگی سے کہا۔

بات اتنی اچانک کی گئی تھی کہ شاملہ پر سکونت

دم سے جیسے جھٹکا سالگ کچھ لمحے کے لیے وہ بول ہی
نہ سکی اسے اس بات کا دھڑکا لگ گیا تھا کہ کہیں زاہد
نے ابراہیم کو دیکھ تو نہیں لیا شاید بھی تو وہ سہیلیوں
سے ملنے کے لیے اصرار کر رہا تھا لیکن ایسا بھی تو وہ
سکتا ہے کہ نادیکھا ہو اگر دیکھا ہوتا تو یقیناً وہ بابا کو
بتاتا مگر ایسا بھی تو ہو سکتا ہے کہ دیکھ لیا ہو مگر بعد میں
گاڑی میں صرف لڑکیاں ہی دیکھ کر غلط فہمی دور ہو گئی
ہو یہ سب شاملہ سوچ رہی تھی پھر کچھ دیر کے بعد
کیا کہا ناہوں نے کچھ نہیں مٹی بس یہ کہا کہ تم ٹھیک
ہو اور سہیلیوں کیسے اٹھ ہو عظمیٰ بی بی کے بتانے پر
بھی شاملہ کو سلی نہیں ہوئی اس کی پریشانی بڑھتی گئی۔

شام کو جب جاوید کام سے لوٹے تو شاملہ نے
سب گھر والوں کو تحفے تحائف دیئے ہو لاہور سے
لائی تھی ان کے لیے ساتھ میں لاہوری سیر کی پوری
تفصیل بتائی سب میں ابراہیم کا ذکر وہ گول لڑ گئی
شاملہ نے ان کے جھولے میں بیٹھ کر شام کی چائے
پی اور کافی دیر ابراہیم کے پیارے میں سوچتی رہی
شاملہ کو قدرت بہت اچھی لگی تھی اس کا دل چاہتا تھا
کہ وہ بھی پرندوں کی طرح آسمان کی پرواز کرے
اپنے محبوب پر شعر و شاعری کرے بارش میں بھیکے
موسم بہار میں ابراہیم کے ساتھ وقت گزارے یہ
سب سوچتے ہوئے اسے اپنے سب فون کا خیال آیا
تو وہ اپنے کمرے میں چلی گئی اور سب فون اٹھا کر
اسے گھورنے لگی وہ سوچ رہی تھی کیا ابراہیم کا نمبر
آن ہو گیا ہو گا شاملہ نے تو کچھ دیر پہلے ہی اپنا نمبر
آن کر دیا تھا اس نے مزید نہ سوچا اور ابراہیم کا نمبر
ڈائل کیا وہ یہ جان کر مسرت سے ابھری کہ بیل جا
رہی تھی کافی دیر بیل جاتی رہی پھٹ دوسری طرف
سے فون اٹھا لیا گیا بیوہ دوسری طرف سے آواز آئی

شاملہ نے آواز پہچان لی اور سہمے ہوئے لہجے

طاری ہو گیا کچھ لمبے تو وہ بولنے سوچنے اور سمجھنے کے قابل ہی نہ رہی اسے ایسا لگ رہا تھا جیسے کسی نے اسے سواٹ کا کرنٹ لگا دیا ہو اسے اپنے کانوں پر یقین نہیں آ رہا تھا کہ اس کا محبوب اسے چاہنے لگ گیا ہے اور اس سے اظہار محبت کر رہا ہے شامکے کے پورے بدن میں ٹھنڈکی سی لہر دوڑ گئی تھی وہ خاموش تھی صرف س کے سانس لینے کی آواز ابراہیم سن سکتا تھا کہا تھا نا کہ آپ کو برا لگے گا ابراہیم نے منہ بنا تے ہوئے کہا۔۔۔ نہیں۔۔۔ نہیں کس نے کہہ دیا آپ سے کہ مجھے برا لگا شامکے نے رک رک کر کہا۔

آپ کی خاموشی نے۔ ابراہیم کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آنے لگی سو نے کی چڑیا اس کے ہاتھ میں تھی مجھے تو اچھا لگا ایک بات مجھے بھی منہ ہی تھی شامکے نے ہمت سے کہا۔

جی کہیں۔۔۔۔۔ سچ یا جھوٹ۔

سچ۔۔۔ میں نے جس دن سے آپ کو دیکھا ہے اس دن سے میں آپ سے بے پناہ محبت کرنے لگی ہوں آج بھی کرتی ہوں اور مرتے دم تک کرتی رہوں گی شامکے نے تیزی سے اتنا کہہ کر ابراہیم کے جواب کا انتظار کیے بغیر ہی جلد سے فون بند کر دیا اور لمبے لمبے سانس لینے کی وہ اب تک ٹھیک سے سنبھل نہیں پاتی تھی کہ یہ سب کیا ہو گیا ہے وہ اس سب معاملے کے بارے میں سوچ ہی رہی تھی کہ موہاں کی کتنی بڑے لگی شامکے نے سکرین پر دیکھا تو ابراہیم کا سی نمبر آ رہا تھا شامکے نے فون اٹھا کر کان سے لگا لیا۔ میں آپ سے ملنا چاہتا ہوں رابطہ ہونے ہی ابراہیم بولا۔

کہاں اور کب شامکے نے حیرت سے پوچھا۔

جہاں آپ کو مناسبت لگے ابراہیم نے کہا لیکن صرف آپ اور میں ٹھیک ہے شامکے نے ابراہیم کو ملنے کی جگہ اور وقت بتا کر فون بند کر دیا شامکے کی حالت پہلے سے بھی زیادہ وجہ ہو رہی تھی کیونکہ

سب کچھ اچانک سے ہو گیا تھا اور ابھی رہا تھا خوشی بھی تھی اور تسکین بھی وہ سارا دن اگلے دن کا انتظار کرتی رہی جوں تو کر کے رات چھائی گئی لیکن شامکے ساری رات ٹھیک سے سو نہیں سکی اسے ابراہیم کی باتیں اور کل کیا ہوگا اسے یہ سب کچھ ستا رہا تھا اسے خود ہی معلوم نہ تھا کہ اس نے ملاقات کے لیے ہاں کیسے کر دی ہے۔

جیسے تیسے کر کے رات بیت گئی اور فجر کی اذانیں شروع ہو گئی شامکے نے مزید سونے کی کوشش کا فیصلہ نہ کر پایا اور وضو کر کے غسل خانہ میں چلی گئی اس نے با وضو ہو کر نماز فجر ادا کی اور ابراہیم سے ملنے کے منصوبے پر غور کرنے لگی۔

دوسری طرف ابراہیم بھی تمام رات سو نہ سکا تھا وہ بھی اسی تجسس میں تھا کہ کل کیا ہوگا وہ شامکے سے کیا کہے گا اور شامکے جواب میں کیا کہے گی رفتہ رفتہ سورج کی تیز روشنی چاروں طرف پھیل گئی ابراہیم نے ساری بات سنیم کے غوش گزر دی تھی سنیم اس فیصلے پر بہت خوش تھی کہ اب دونوں اپنی زندگی کی نئی شروعات کریں گے۔ شامکے نے بہت سوچا اور آخر وہ سچ فیصلہ کرنے میں کامیاب ہو گئی اس نے ابراہیم کو فون کرنا چاہا کہ اسے اپنے منصوبے کے بارے میں بتائے لیکن یہ سوچ کر وہ بار بار رک جاتی کہ کہیں ابراہیم وہاں نہ ہو اور وہ فون کر کے اس کی نیند خراب کرے چونکہ ابراہیم شامکے کی بے پناہ چاہت تھا اس لیے وہ اسے کوئی تکلیف دینا نہیں چاہتی تھی ایک ایک بل ایک صدی کی طرح لگ رہا تھا گھڑی پر سات بج گئے تھے تو انتظار کی گھڑی بھی ختم ہو گئی شامکے نے مزید سوچے بغیر ہی ابراہیم کو فون ملا دیا اور تیل زیادہ نہیں گئی تھی کہ فون اٹھا لیا گیا۔

ہیلو۔ ابراہیم کی آواز آئی۔ ابراہیم کی آواز سننے ہی ایسا لگ رہا تھا جیسے وہ فریٹش ہو۔ آپ کب

اٹھنے شاملہ نے پیار سے پوچھا۔ ساری رات سو یا ہی نہیں جاؤں ابراہیم نے ہنستے ہوئے کہا۔

کیا لیکن کیوں۔ شاملہ ابراہیم کے جانم کہنے سے گھبراہٹی مگر شرمناک بھی۔

تمہارے خیال سونے ہی نہیں دیتے اپنے خیالوں سے کہو کہ کچھ خیال کریں میرا ابراہیم نے بڑی ہی چلاکی سے کہا اسے اب احتیاط برتنے کی ضرورت نہیں تھی کیونکہ اب وقت آگیا تھا جب بہت لے سونے کی چڑیا اس کی ہونے والی تھی۔

جی بالکل شاملہ نے دھیمے سے کہا۔

تم کب آگے ابراہیم نے سوال کیا۔ میں بھی ساری رات نہیں سولی شاملہ نے آہستہ سے کہا تو ابراہیم قہقہہ لگا کر ہنس پڑا شاملہ آگ دونوں طرف برابر کی گئی ہوئی ہے تو سونے دیر کی بات کی اس پر شاملہ بھی بے ساختہ ہنس دی۔

میں نے سٹے کا منصوبہ بنا لیا ہے میں اپنے ذرا نیور ٹھیل کے ساتھ آپ کے گھر آتی ہوں چڑھیں وہاں سے ہم کسی دوسرے گاؤں طے جائیں گے شاملہ نے تفصیل بتاتے ہوئے ابراہیم کو کہا ابراہیم کو شاملہ کا آئیڈیا پسند آیا اس لیے اس نے ہاں میں جواب دیا آپ تیار رہنے کا میں پہنچتی ہوں اور ہاں ناشتہ ہم ساتھ کریں گے شاملہ نے کہا اور خدا حافظ کہہ کر فون بد کر دیا۔

تسلیم تم کس سے محبت کرتی ہو تو تم نے بتایا نہیں تھی تک چھاپاؤ مت کہا نا اچھا ہوا تو شادی کروادوں گا اب تو شاملہ سے بھی شادی کی تمنا نہیں رہی بس دیر ہے ابراہیم نے نرمی سے کہا۔

تسلیم دھک سے رہ گئی کہ اتنی دیر کے بعد بھی ابراہیم کو وہ بات یاد تھی آخر وہ اس بات کو بھول کیوں نہیں جاتا تسلیم غصہ آگیا اب اس بات کو چھوڑ بھی دو ناں بھائی کیوں میرے پیچھے پڑے ہوئے

ہو ایسا کچھ نہیں ہے فکر نہ کریں اگر ہوا تو ضرور بتا دوں گی وہ تو بس اس دن میں ایسے ہی کہہ گئی تھی۔

ابراہیم مطمئن نا ہوا لیکن اس نے اسے ات کو آگے

نہ بڑھایا وہ جانتا تھا کہ تسلیم اس کے پیٹھ پیچھے ضرور کوئی گل کھلا رہی ہے لیکن اس نے خاموشی ہی بہتر سمجھی کیونکہ اس کا خیال تھا کہ پہلے شاملہ کو پری طرح باتھ میں آجائے اور بعد میں میں تسلیم کی خبر لوں گا

کیا آپ واقعہ شاملہ سے محبت کرنے لگ گئے ہیں تسلیم نے سوال کیا اور ترچھی نگاہوں سے ابراہیم

کا جائزہ دیکھا چاہا اس کے اچانک سوال پر ابراہیم کی

سوچوں کا تازہ جائزہ لوٹ گیا اور اس نے تسلیم کے

سوال کا جواب دیا میں دیا ابراہیم کے دل میں

شاملہ کے لیے ذرا سی کمی محبت نہیں تھی لیکن اس نے

بھی شاملہ کو تیلی نگاہوں سے نہیں دیکھا تھا وہ شاملہ

کی بہت عزت کرتا تھا ابراہیم تنبیہ مزاج ا

خوبصورت نوجوان تھا اسے بھی کبھی لڑکیوں میں

دلچسپی نہیں ہوئی تھی اس لیے اس نے بڑی ہی چلاکی

سے ٹھنڈے دماغ سے تسلیم کو ہاں میں جواب دیا

کیونکہ وہ جانتا تھا کہ اگر اس نے سچ بتایا تو وہ پھر

سے تسلیم کوئی تماشہ کھڑا کر دے گی دھوکے فریب ر

طویل ٹیکر دے گی اور شاید شاملہ کو بھی بتا دے اسی بنا

پر ابراہیم نے سچ نہیں بتایا وہ ابھی تک اسی الجھن

میں تھا کہ تسلیم میری اس بات پر غور کیوں کر جاتی

ہے جب بھی وہ اس سے پوچھتا ہے مجھیں کسی سے

پیار ہے تو تسلیم سچ ہو جاتی ہے جو ابراہیم کو بہت کچھ

سوچنے پر مجبور کر دیتی ہے جو شخص جھوٹ بولتا ہے اور

جب جھوٹ بولے پر اس کا جھوٹ پکڑا جاتا ہے تو وہ

سچ اور غصے میں آ جاتا ہے کیونکہ جو سچا ہوتا ہے وہ بے

فکر ہوتا ہے ایسا نہیں تو ہو سکتا ہے کہ بار بار ایک

سوال پوچھنے سے تسلیم تنگ آ جاتی ہو لیکن اس نے

جب بھی پوچھا تسلیم نے غصہ ہی کیا ابراہیم کے دماغ

میں طرح طرح کی سوچیں جنم لے رہی تھیں یہ وہ

وقت تھا جب ابراہیم تیار ہو کر شام کا انتظار کرنے لگا تھا اور اچانک سے وہ یہ سوال کر بیٹھا تھا۔

شام کا درانہ نور شلیل کے ساتھ گاڑی لے کر ابراہیم کے گھر پہنچی اس نے شلیل کو دس ہزار روپے کی رقم دے رکھی تھی شام کا گاڑی سے اتر کر گھر کی اندر آئی تو دونوں کو یہ اپنا منتظر پایا ابراہیم نے شلوار قمیض زیب تن کر رکھی تھی ابراہیم کو دیکھتے ہی شام کا کے رخسار سرخ ہو گئے اور اس نے نظریں جھکا لیں شام کا کی اس ادا پر ابراہیم بے اختیار مسکرا دیا تم تیار کیوں نہیں ہوئی شام کا تسیم سے مخاطب ہوئی میں بھلا کیوں تیار ہوتی ڈیٹ تم لوگوں کی سے میں کباب میں بڈی کیوں بنوں تسیم نے مسکراتے ہوئے شام کا کو جواب دیا پھر ابراہیم سے بولی آپ گاڑی میں میں چل کر تیسویں میں آتی ہوں ابراہیم نے شام کا کی بات کا کوئی جواب نہیں دیا اور جیسی آواز میں تسیم سے مخاطب ہوا تاکہ شام کا سن سکے گھر میں ہی رہنا نہ کہیں جانا اور نہ کسی کو آنے دینا بھی میں تم پوچھو وہ کر رہا ہوں مجھے مایوس مت کرنا ابراہیم نے جیہی سے کہا۔

میں آنی خالہ کے پاس چلی جاؤں گی جناب تسیم نے سچ انداز میں کہا اور منہ دوسری طرف موڑ لیا ابراہیم نے ایک بار پھر تسیم کا غصہ کرنا بڑی سنجیدگی سے لیا اور پچھتے بغیر ہی گھر سے نکل گیا شام کا دونوں کی گفتگو سے بے خبر چپ چاپ کھڑی تھی۔ یہی وہ وقت ہے شام کا ابراہیم کو سب بتا دو تسیم شام کا کا نرم و نازک ہاتھ اپنے آنکھوں میں لپیٹے ہوئے کہا اور یہی بتاتے تو لے جا رہی ہوں دعا کرنا سب ٹھیک ہو جائے اور وہ خوشی سے مجھے بھونک کر لے شام کا نے آہ بھر کر کہا ضرور کرے گا وہ تمہیں قبول آخر تم میں برائی ہی کیا ہے تسیم نے اپنا ہاتھ شام کا کے گال پر رکھ کر کہا شام کا مسکرائی اور

خوبصورت مسکراہٹ اچھا میں چپٹی ہوں اپنا خیال رکھنا شام کا نے کہا اور تسیم کو گھٹے لگا کر گھر سے باہر نکل گئی شام کا کے گاڑی میں بیٹھتے ہی شلیل نے شام کا سے پوچھے بنائی کہاں جانا ہے گاڑی روں دواں کر دی کیوں وہ جاتا تھا کہ جاتا کہاں ہے ویسے دوسرے گاؤں جانے کا منصوبہ اچھا ہے ابراہیم نے شام کا کی جانب چہرہ کر کے کہا۔

ہمارے گاؤں میں مجھے ہر کوئی جانتا ہے اگر ہمیں کوئی دیکھ لے گا تو لوہ چے لگوائیاں شروع کریں گے جس وجہ سے ہم بدنام ہو جائیں گے اور شلیل نے بات میرے والدین تک پہنچ جائے گی ان کی عزت لگ خراب ہوگی اس لیے آپ کی اور میری اپنی عزت کا کا خیال رکھتے ہوئے دوسرے گاؤں جانے کا فیصلہ کیا ہے شام کا نے ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ کہا وہ پیار بھری آنکھوں سے ابراہیم کو دیکھ رہی تھی شام کا آنکھوں میں ابراہیم نے اپنے لیے بے پناہ پیار دیکھا اور نے جتنی زندگی گزارا تھا اتنا پیار اپنے لیے بھی سی کی آنکھوں میں نہیں دیکھا تھا جو آج وہ شام کا کی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا دونوں ایک دوسرے سے ادھر ادھر کی باتیں کر رہے تھے دونوں ایک دوسرے کی قربت پا کر اس قدر خوش تھے کہ انہیں پتا ہی نہیں چلا کہ دوسرا گاؤں آگیا شلیل گاڑی میں ہی رہا جب کہ وہ دونوں گاڑی سے اتر کر کھیتوں کے کنارے جا کر بیٹھے شام کا کچھ شرماتی تو کچھ گھبراہٹ ہوئی تھی وہ پہلے بار ایسا قدم اٹھا رہی تھی اس کے پہلے لاہور کے دورے پر تو تسیم ساتھ ہی لیکن اس بات وہ ابراہیم اکیلے تھے جس وجہ سے شام کا سہمی ہوئی تھی لیکن اندر سے وہ بہت خوش بھی تھی ابراہیم نے پیار سے اپنا ہاتھ شام کا کے ہاتھ پر رکھا آؤ چل کر پہلے ناشتہ کرتے ہیں پھر مسکون سے بیٹھ کر بات کریں گے دونوں نے ایک دھابے سے پراٹھا انڈا اور چائے

اور لاہور میں بھی یہی کہنا چاہتا تھا لیکن کہہ نہیں پایا کہ کہیں تم ناراض نہ ہو جاؤ اور میں تمہیں خود سے ناراض ہوتے نہیں دیکھ سکتا ابراہیم نے شامکے کے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیتے ہوئے کہا شامکے اپنے ہاتھ ابراہیم کی گرفت سے جھڑانے کی کوشش کر رہی تھی لیکن ابراہیم نے انہیں مضبوطی سے تھام رکھا تھا شامکے کا دل زور زور سے دھڑک رہا تھا اسے ایسا لگ رہا تھا جیسے اسے دنیا کی ہر خوشی مل گئی ہے اسے یہ سب خواب سا لگ رہا تھا کہ اس کا محبوب اس کے ساتھ اظہار محبت کر رہا ہے اس کو اپنے اندر بچی کی سی لہریں دوڑتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی تم بھی تو مجھ سے پیار کرتی ہو ناں فون پر تو تم کہہ چکی ہو لیکن میں اس وقت اپنے سامنے تمہارے منہ سے سننا چاہتا ہوں ابراہیم نے شامکے کا چہرہ ٹھوڑی سے پکڑ کر اوپر کیا اور اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہا شامکے اپنی آنکھیں چپکے لٹائی بھول گئی تھی اس کی سانسیں تیز ہو گئیں بھی ابراہیم شامکے کو جواب کا منتظر تھا لیکن شامکے خاموش رہی اس کی بہت نہیں ہو رہی تھی کہ وہ ابراہیم کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اپنے دل کی بات کہہ سکے ابراہیم شامکے کی کیفیت سمجھ رہا تھا اس لیے وہ خود ہی بولنے لگا میرے دل کی آواز سنو شامکے میرے جذبات سچے ہیں ابراہیم نے شامکے کا ہاتھ اپنے دل پر رکھتے ہوئے کہا میں سمجھ رہی ہوں ابراہیم نے جواب طلب نگاہوں سے شامکے کو دیکھا شامکے نے اثبات پر سر ہلا دیا وہ ابراہیم کے منہ سے صرف اور صرف ادنیٰ کی پیشکش سننا چاہتی تھی وہ اب بھی خاموش رہی اور ابراہیم کہنا گیا کیونکہ اس سے اچھا موقع شاید ہی بھیجے آئے لہذا وہ وقت ضائع کیے بغیر کہنا گیا وہ آج پوری کوشش میں تھا کہ وہ شامکے کا ہاتھ لے کر رہے گا وہ بہت خوش تھا کہ قسمت کی دیوی اس پر مہربان ہو رہی تھی شامکے میری خوشی تم ہو مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ میں تمہیں اپنے

ناشتہ کیا اور ناشتے کے دوران دونوں کے بیچ میں کوئی بات نہیں ہوئی تھی شامکے بس دل ہی دل میں سوچ رہی تھی کہ ابراہیم میں وہ ہر چیز ہے جو وہ اپنے ہمسفر میں چاہتی تھی اور سب سے بڑھ کر شرم و حیا تھی وہ ناتوازیوں میں دلچسپی رکھتا تھا اور نہ ہی کسی لڑکی کو میلی نظر سے دیکھتا تھا اگر کسی پر نظر پڑ جاتی ہے تو فوراً انہیں جھکا لیتا ہے اس نے شامکے سے بھی بھیگی ہوئی حوس کا خواہش نہیں رکھی تھی شامکے سوچ رہی تھی کہ یہاں پر ان دونوں کو کوئی نہیں جانتا ابراہیم جانتے تو دو منٹ میں اس کے ساتھ اپنا مطلب پورا کر سکتا ہے لیکن ابراہیم نے ایسی کوئی کوشش نہیں کی تھی اور نہ ہی وہ کرے گا یہ شامکے کا اندھا اعتماد بھی تھا اور ابراہیم کا اچھا اخلاق بھی شامکے یہ سب سو ہی رہی تھی کہ ابراہیم نے اپنا ہاتھ اس کی آنکھوں کے سامنے لہرایا شامکے چونک گئی کہاں ہو گئی ابراہیم نے ہاتھ کے اشارے سے کہا نہیں کہیں نہیں شامکے نے شرمیلی سی مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔ تو پھر بتائیں ابراہیم نے پوچھا۔

جی بالکل شامکے نے کہا اور وہ دونوں اٹھ کر ادھر ادھر گھومنے لگے چاروں طرف ہرے بھرے کھیت بہت خوبصورت لگ رہے تھے آسمان بالکل صاف اور سفاف تھا سڑکوں پر اکا دکا لوگ نظر آ رہے تھے جو اپنے اپنے کاموں میں مشغول تھے دونوں جب چہل قدمی کر کے تھک گئے تو ٹیوب ویل کے پاس آکر بیٹھ گئے شامکے ابراہیم سے کچھ فاصلے پر بیٹھ گئی ڈرو نہیں کچھ نہیں کروں گا میں ایسا نہیں ہوں ابراہیم نے تسلی دینے والے انداز میں کہا۔

مجھے بھروسہ ہے آپ پر شامکے نے ابراہیم کی طرف دیکھے نہ کہا جس پر ابراہیم اسے سرسری سے انداز میں دیکھنے لگا آپ نے لاہور میں کیا کیا تھا کہ آپ کو کس سے محبت ہے شامکے نے بچپن کا گفتگو کا آغاز کیا میں نے کل کہا تھا کہ مجھے تم سے محبت ہے

آپ کے لیے کچھ بھی کر سکتی ہوں اپنی جان پر بھی کھیل جاؤں گی شامکہ کی یہ سب باتیں سن کر ابراہیم بخود رہ گیا اسے آج ٹھیک علم ہو گیا کہ شامکہ اس کی پہنچ سے بھی زیادہ اسے آگے جانتی ہے کیا تمہارے بابا ہماری شادی پر راضی ہو جائیں گے ابراہیم نے نرمی سے سوال کیا۔ میں انہیں منالوں گی اگر نہ مانے تو میں سب کچھ چھوڑ دوں کر آپ کے پاس آ جاؤں گی شامکہ نے پانگوں کے سے انداز میں کہا اس پر عشق کا بھوت سوار تھا جس سے نکلنا نہ ممکن تھا۔

شامکہ کی باتوں سے ابراہیم کو بہت کچھ سونے پر مجبور کر دیا کیونکہ شامکہ نہیں اسے دولت چاہئے تھی اگر شامکہ سچ میں سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر آگئی تب کیا ہوگا ابراہیم کا دل سخت فکر مند تھا مگر پتھر کا نہیں اس کا دل نہیں چاہ رہا تھا کہ وہ شامکہ کو بچ راستے چھوڑ جائے کیونکہ وہ محبت کی اس سچ جیہاں وہ صد سے پہلے بھی ہو سکتی تھی مگر ابھی اس نے اس معاملے پر بعد میں سوچنے کا فیصلہ کیا۔

پیار کے جذبات ہمیشہ زندہ رہتے ہیں میں ہمیشہ آپ سے پیار کروں گی ساری زندگی آپ کے قدموں کی دھول بن کر رہوں گی ساتے تم بھلا دوں گی اب کے کیونکہ اب میں ایسے پیار کروں گی جیسے کل کا دن کوئی ہو ہی نہیں آخر کل کسی نہ دیکھی ہے شامکہ بہت کچھ کہنا چاہتی تھی مگر ابراہیم نے اپنا ہاتھ اس کے گلانی ہونوں پر رکھ کر اسے خاموش کر دیا ابراہیم کا دماغ عجیب کی کشاکش کا شکار تھا۔ جاری ہے

حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم جو بات کرتے یا جو کام کرتے اسے سنت اور حدیث قرار دیا گیا ہے اگر ہم سنت و حدیث پر عمل کریں تو ہماری زندگی سوتلی سوتلی ہے۔ اللہ تعالیٰ عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

☆ جماد ظہری بادی ایڈٹر حاضر شہزادہ گوہرہ

دل دماغ سے کبھی نہیں نکال پاؤں گا میں نے زندگی میں پہلی بار محبت کی ہے اور میں تم سے بے پناہ پیار کرتا ہوں جس پر میرا خدا گواہ ہے میں تمہاری آنکھوں سے پڑھ کر یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ تم بھی مجھ سے بے پناہ پیار کرتی ہو جس کا اقرار تم اپنی زبان اسے بھی کر چکی ہو مجھے صرف ایک موقع دو شامکہ میں تمہیں اپنانا چاہتا ہوں ابراہیم نے اپنی بات مکمل کی اور شامکہ کو گھورنے لگا لیکن شامکہ نے کوئی رد عمل ظاہر نہ کیا اسے دماغ میں اچانک سے تسنیم کی بات گردش کرنے لگی تھی کہ آج نہیں تو کل وہ میرا بھائی تم سے جھوٹ کا انظہار محبت کرے گا اس لیے اچھا ہو گا کہ تم اس سے دور ہی رہو شامکہ کی طرف سے کوئی رد عمل نہ دیکھ کر ابراہیم کو تشویش ہو نے لگی اور تھوڑی سی دیر کے بغیر اس کے سامنے گھٹنے ٹیک کر بیٹھ گیا پھر اس کا ہاتھ چوم کر نرمی سے گویا ہوا جان مجھ سے شادی کروں۔

جس سوال کے لیے شامکہ تڑپ رہی تھی وہ سوال ابراہیم نے کہہ دیا تھا شامکہ نے بے ساختہ ابراہیم کو اٹھا کر اسے گلے سے لگایا صرف یہ ایک لفظ سننے کے لیے شامکہ نے نجائے کتنا انتظار کیا تھا کتنا تڑپ رہی تھی وہ اور آج جب اس کے یہ کان سن چکے تھے تو اس کی رگوں میں خون دوڑنے لگا تھا وہ اپنے آپ کو ایک بار پھر زندہ محسوس کر رہی تھی اس کی خوشی کا کوئی بھکا نہ تھا یہ تھیں اب جس بات کا اندازہ ابراہیم کو ہو گیا تھا تسنیم کے الفاظ ایک بار کہیں گم ہو کر رہ گئے شامکہ کی خوشی کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا تھا کہ وہ ابراہیم کے ساتھ گلے ملے پر خود کو روک ہی نہ سکی۔

باں باں باں میں آپ سے شادی کروں گی مجھے آپ قبول ہو شامکہ نے لمبی لمبی سانسیں لیتے ہوئے کہا میں آپ سے بہت پیار کرتی ہوں پیار نہیں محبت بلکہ محبت بھی نہیں عشق کرتی ہوں میں

سچا انسان

۔۔ تحریر۔ محمد رمضان لکٹی۔ سوئی گیس۔۔

شہزادہ بھائی۔ السلام علیکم۔ امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔
آج میں پھر ایک کچی داستان لے کر حاضری دینے آیا ہوں میں نے اس کا نام۔ سچا انسان۔ رکھا ہے
امید ہے کہ سب چاہنے والوں کو پسند آئے گی یہ کہانی میرے ایک دوست کی ہے جس کو میں نے لفظوں
کا رنگ دے کر آپ سب کی محفل میں پیش کی ہے بعض اوقات انسان سوچتا کچھ ہے اور تقدیر کے
سامنے مدہج نہیں چلتی انسان کا اٹھا ہوا ایک قدم زندگی پر پاؤں کر دیتا ہے۔ اور حالت یکدم انسان کو آسمان
سے زمین پر گرادیے ہیں اور انسان بے بس ہو جاتا ہے اور کچھ کی نہیں کر پاتا۔
ادارہ جواب عرض کی پائی کو مد نظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے
نام تبدیل کر دیے ہیں تاکہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کا ادارہ یا راسخ مددگار نہیں
ہوگا۔

بات ہے رضوان نے کہا یہ بہت راز کی بات ہے
دوست میں یہ نہیں بتا سکتا۔ راز کا رونا نے بہت
اصرار کیا تو پھر رضوان نے کہا سن لے دوست تم میری
راز کی بات کو سننا چاہتے ہو تو سن لو رضوان نے کہا
در اصل بات یہ ہے کہ میں جوان تھا میں نے جوانی کی
دلچسپی پر قدم رکھا تو میرے پاس حسن بھی تھا اور مجھے
عیاشی کا فکر ہوا خود غرض انسان کے پاس جب پیسے
آتے ہیں تو جوانی کے ساتھ تو انسان عیاشی کی طرف
سوچتا ہے وہ کسی نہ کسی قسمت کا سودا کرنا چاہتا ہے
ایک رات میں نے کھانا کھا کر گرمیوں کے موسم میں
اپنے گھر کی چھت پر گھوم رہا تھا میں نے دیکھا کہ
میرے گھر کے سامنے ایک بہت خوبصورت لڑکی کھیل
رہی تھی جب میں نے اسے دیکھا تو مجھے اس لڑکی سے
پیار ہوا اسے میرے دل میں محبت پیدا کر دی میں نے
اس لڑکی سی گفتگو کرنا چاہی میں نے اس لڑکی سے کہا
تھے جتنی دولت چاہئے لے لے تم میرے ساتھ دوستی
رکھو مگر میں جیسا کہوں تم دیا کرو۔

دوستو آج پھر میں ایک کچی کہانی بیان کر رہا ہوں
اس کو پڑھنے اور سننے سے دل کو سون ملتا
ہے دوستو آئے کہانی کی طرف چلتے ہیں۔
دوست تھے دلوں میں بہت پیار اور محبت تھی
ایک دوسرے سے بہت پیار کرتے تھے جن کے نام
تھے ورنا اور رضوان۔ رضوان کی کیفیت یہ بھی وہ جلتے
ہوئے انگاروں میں ہاتھ ڈالتا تھا اس کے ہاتھ پر
آگ اثر نہیں کرتی تھی وہ جلتے ہوئے تیل کی لڑائی
میں ہاتھ ڈالتا تو تیل کی لڑائی کے ہاتھ پر اثر نہیں
کرتے تھے اور بڑے انگارے ہاتھ سے پکڑتا اور
آگ سلکی ہاتھ کو نہیں جلاتا تھا لوگ حیران رہتے تھے
کہ آخر اس نے اند کیا خصوصیت ہے کہ آگ اس کے
ہاتھ پر اثر نہیں کرتی۔

ایک مرتبہ جو رضوان کا خاص دوست نے پوچھا
کہ دوست ذرا یہ تو بتاؤ آخر آگ تیرے ہاتھوں کو
کیوں نہیں جلاتی اور تم آگ کو ہاتھ میں لے لے کر
ناچتے ہو اور آگ تم پر اثر نہیں کرتی یہ تو بہت تعجب کی



مگر وہ لڑکی کوئی معمولی لڑکی نہ تھی آج کل وہ آوازہ لڑکیوں کی طرح سکول اور کالج کی لڑکی کی طرح نہیں تھی اپنی مرضی سے جینے والی لڑکیوں کی طرح نہیں تھی۔

وہ ایک عزت دار ماں باپ کی بیٹی تھی انہوں نے اپنی بیٹی کی پرورش فی دی۔ وی سی آر کے سائے تلے نہیں کی بلکہ وہ لڑکی ایک نیک اور پرہیزگار لڑکی تھی جب اس لڑکی کے سامنے رضوان نے دولت پیش کی اور قسمت کا سودا کرنا چاہتا تو لڑکی نے بڑے پیار سے جواب دیا اے نوجوان عزت کے لیے گناہ مت کر نفرت تو چلی جائے گی مگر گناہ باقی رہ جائے گا نفرت چلی جانے والی چیز ہے اور ایک مرتبہ گناہ کے دفتر میں گناہ لکھا گیا وہ ہمیشہ باقی رہے گا ایک گناہ کی سزا انسان برداشت نہیں کر سکتا ہزاروں گناہوں گناہ کیا برداشت کر گا اس لڑکی نے رضوان سے یہی کہا اور رضوان اس لڑکی کے پیچھے لگا رہا پانچ چھ سال گزر گئے وہ لڑکی رضوان کو نظر نہ آئی اللہ کے خوف سے ڈرتا رہا آخر کار اسی شب کو قطع آگیا اور سوکے پیڑ غریب امیر محل کے دروازے میں بھکاری کی طرح کھڑے ہوئے تھے اور رضوان نے کہا میں ایک مال دار باپ کا بیٹا تھا میرے باپ نے مجھے بہت سارا اناج دیا کہا بیٹا یہ اناج غریبوں میں تقسیم کر دو اور میں اپنے نوکروں کے ساتھ اناج تقسیم کر رہا تھا کہ میرے دروازے پر وہ لڑکی بھی چلی آئی میں نے اس لڑکی کو قطار میں دیکھا میں خوش ہو گیا کہ آج اپنے دل کی خواہش پوری کروں گا۔

میں نے جلدی سے اپنے نوکروں سے کہا سب کو اناج جلد سے دے کر بھگا دو اور اس لڑکی کو میں نے اپنے کمرے میں بلایا میں نے لڑکی سے پوچھا کہ کیا بات ہے کیوں آئے ہو آنے کی وجہ کیا ہے لڑکی نے کہا اے نوجوان تو جانتا ہے میری شادی ہو چکی ہے اور میرے تین بچے ہیں میں ماں ہوں میرے بچے بھوک

کی وجہ سے تڑپ رہے ہیں خدا کے لیے کچھ اناج دے دو تاکہ میرے بچوں کی زندگی بچ جائے اور رضوان نے کہا اے لڑکی میں تیرے قدموں میں دولت کا اور اناج کا اسمبار لگا دوں گا اور تم ایک مرتبہ میرے دل کی تمنا تو پوری کرو وہ لڑکی نے کہا تیرے دل کی کیا تمنا ہے تو رضوان نے کہا تیرے ساتھ پیار کرنا چاہتا ہوں لڑکی یہ بات سن کر لرز گئی کہنے لگی نادان اللہ سے ڈرو اللہ کے رسول فرماتے ہیں لڑکا اور لڑکی کے ملنے پر ان کا ایمان ان کے سینے سے نکل جاتا ہے ایمان دلوں سے رخصت ہو جاتا ہے اور اللہ کے حبیب فرماتے ہیں جب کوئی مسلمان مرد اور عورت بدکاری پر چلے تو زمین رو کر اللہ سے کہتی ہے کہ اللہ تو نے مجھے اتنی طاقت دے تاکہ میں پھٹ جاؤں اور ان دونوں کو اپنے اندر دو بوج لوں اتنا بدترین جرم ہے اور رضوان کو جواب دے دیا تم میرے دل کی خواہش کو پورا نہیں کر سکتی تو میں تیری بات پوری نہیں کر سکتا لڑکی واپس چلی گئی اپنے گھر تو اس نے دیکھا کہ اس کے بچے رو رہے ہیں بچوں نے اپنی امی سے کہا ماں اگر تو ہمیں کھانا نہیں کھلا سکتی تو اپنے ہاتھوں سے ہمارا کانا پاد اور ہمیں مار ڈالو تاکہ ہم بھوک کی شدت سے بچ جائیں لڑکی نے سوچا تین تین بچوں کی زندگی ایک طرف ہے اور دوستی طرف میری بدکاری کا راستہ اور اناج حاصل کر کے بچوں کو کھلا دوں تو میرے بچے بچ جائیں گے بعد میں تو بیکار دروازہ ہمیشہ کھلا رہتا ہے یہ کہہ کر وہ لڑکی چل پڑی دوستو یہ تو شیطان کی سب سے بڑی چال ہے اچھی گناہ کر بعد میں تو بہ کر دو ذرا سوچو تمہارے پاس کیا ثبوت ہے کہ گناہ کرو کیا ہے تو یہ کا موقع ملتا ہے یا نہیں یہ مت سوچو کہ بعد میں تو یہ کا موقع مل جائے گا گناہ کرتے کرتے موت آگئی تو کیا ہوگا میرے آقا فرماتے ہیں جو جس حال میں مرے گا اسی حال میں اٹھایا جائے گا۔

بہر حال وہ لڑکی چلی پڑی راستے میں چلتے چلتے

آگ بھی حرام کر دے رضوان کہتا ہے یہ اللہ سے ڈرنے والی بندی کی دعا ہے جیسے میں آگ میں ہاتھ ڈالتا ہوں تو آگ میرے ہاتھوں پر اور جسم پر اثر نہیں کرتی اسی دعا میں اتنا اثر ہے اس نے مجھے دعا دے دی دنیا پر آگ کر پکڑتا ہوں تو میرے ہاتھوں کو اثر نہیں کرتی اور اس اللہ کی نیک عورت کی دعا میں کتنا اثر تھا سبحان اللہ میں قربان جاؤں اللہ کے نیک بندوں پر جو اس دنیا میں ہر طرح عذاب برداشت کر لیتے ہیں مگر گناہ کی طرف قدم نہیں اٹھاتے آج کے دور میں کیا نہیں ہو رہا دنیا عیش کی خاطر اچھا اور طرح طرح کے کھانے کی کا طرح کیا کچھ کر رہی ہے اور خدا کے عذاب کو بھلا بیٹھے ہیں خدا را کوئی تو اس کہانی سے سبق سیکھے اور گناہ سے بچ جائے اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس دنیا میں بدکاری کی راہ پر چلنے والوں کو اپنی امن و ایمان میں رکھنا آمین اب سب کی دعاؤں کا محتاج محمد رمضان بائی ڈیرا لکھی

غزل

دل کو بھاتا ہے یہ سہا سہا سادہمیر
حال دل سناتا ہے یہ سہا سہا سادہمیر
اس قدر دلکش ہے ادا اس کی
راتوں کو دگاتا ہے یہ سہا سہا سادہمیر
بچ کہوں تو میری آنکھوں کو
آنسوؤں سے جاتا ہے یہ سہا سہا سادہمیر
بے وفاؤں کی یادوں کو سمیٹ لاتا ہے یہ
بہت ستم ڈھاتا ہے یہ سہا سہا سادہمیر
رلاتا ہے تو کیا ہوا خود بھی تو برف کے
آنسوؤں سے روتا ہے یہ سہا سہا سادہمیر
عائشہ نور شاد یوال گجرات
کسی کی یاد نے رضوں سے بھر دیا سینہ حسن
برسائیں پر شے ہے کہ آخری نہ ہو
دین محمد جوتی بولان

سوچنے لگی کہ اگر میں گناہ کر لوں میرے بچوں کی زندگی بچ سکتے تب اگر اللہ چاہے تو کھانے کے بعد بھی مر سکتے ہیں تو ضروری نہیں کہ کھانا کھا کر مر جائیں لازمی تو نہیں ہے کہ بھوک سے بھی انسان مر سکتا ہے تو بچوں کی خاطر اپنے اوپر داغ لگوالوں جس نبی کے صدمے مجھے عزت ملی میں اس کا دل کیوں دکھاؤں یہ سوچ کر وہ لڑکی رضوان سے کہا میرے بچوں پر رحم کرو کچھ دے دو تو رضوان نے پھر کہا تو میری خواہش پوری کر میں تیری خواہش پوری کروں گا وہ لڑکی نے کہا اے نوجوان کان کھول کر سن لے اپنے ایک ایک بچے کو بھول سے تڑپ تڑپ کر مرتے دیکھنا گوارہ کر سکتی ہوں مگر اپنے نبی کی نافرمانی نہیں کر سکتی سن لے اب میں گناہ کی طرف نہیں جاؤں گی۔

یہ کہہ کر وہ لڑکی پلٹ گئی اور آخر حضرت فاطمہ کی سنت کو ادا کیا وضو کیا اور سر سجے میں رکھا اور اپنے رب سے کہا اے مولا تو نے گناہ سے چالیا اور کہا میں بچ گئی اب میرے بچوں کو بچانا تیرے کرم کی بات ہے ادھر یہ دعا کی تھی ادھر دروازے پر دستک ہوئی دروازہ کھولا دیکھا تو وہ نوجوان رضوان اپنے نوکروں کے ساتھ کھڑا ہوا اس کے پاؤں میں بیٹھ کر سارے روپے کی تھالی اور نوکروں کے ہاتھوں میں کھانا اور اناج موجود تھے لڑکی نے کہا کیا بات ہے کیوں آئے ہو یہاں رضوان نے کہا اے عورت تو غریب بھوکی پیاسی ہو کر اللہ سے اتنا ڈرتی ہے اور تو میں مال دار ہو کر اللہ سے کیوں نہیں ڈرتا اب میرا دل تیری برہیز گاری سے بدل گیا ہے آج کے بعد میں تجھے اپنی بہن مانتا ہوں سارے ناپاک ارادوں سے میں نے توبہ کر لی یہ لے میری طرف سے قبول فرما اور اپنے بچوں کو کھلا دو اسی لڑکی نے کہا رک جا پھر لڑکی نے سجدہ کیا اور کہا اے اللہ یہ نوجوان اگر اپنے قول میں سچا ہے یہ اگر مجھے بہن کہتا ہے تو تیری بندی تیری بارگاہ میں دعا کرتی ہے تو اس پر دنیا کی آگ حرام کر دے اور جہنم کی

سکھ نال نصیباں دے

۔۔۔ تحریر۔ مسرت شاہین۔ سرگودھا۔

شہزادہ بھائی۔ السلام علیکم۔ امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔ میں پہلی بار آپ کی بزم میں ایک کہانی لے کر حاضر ہوئی ہوں امید ہے کہ ادارہ جواب عرض اور بھائی ریاض احمد صاحب مجھے مایوس نہیں کریں گے میں نے ہمت کر کے یہ کہانی آپ تک پہنچائی ہے امید ہے کہ جلد ہی کسی قریبی شمارے میں شائع کر کے شکر کا موقع فراہم کریں گے میں نے اس کہانی کا نام سکھ نال نصیباں دے رکھا ہے امید ہے کہ سب قارئین کو بہت پسند آئے گی اور سب اپنی قیمتی رائے دے نوازیں گے یہ کہانی میری ایک دوست کی آپ بنتی ہے۔

ادارہ جواب عرض کی پالیسی کو مد نظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے نام تبدیل کر دیئے ہیں تاکہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کا ادارہ یا راسخ مدہ وارانہیں ہوگا۔ اس کہانی میں کیا چھپے ہے یہ تو آپ کو پڑھنے کے بعد ہی پتہ چلے گا۔

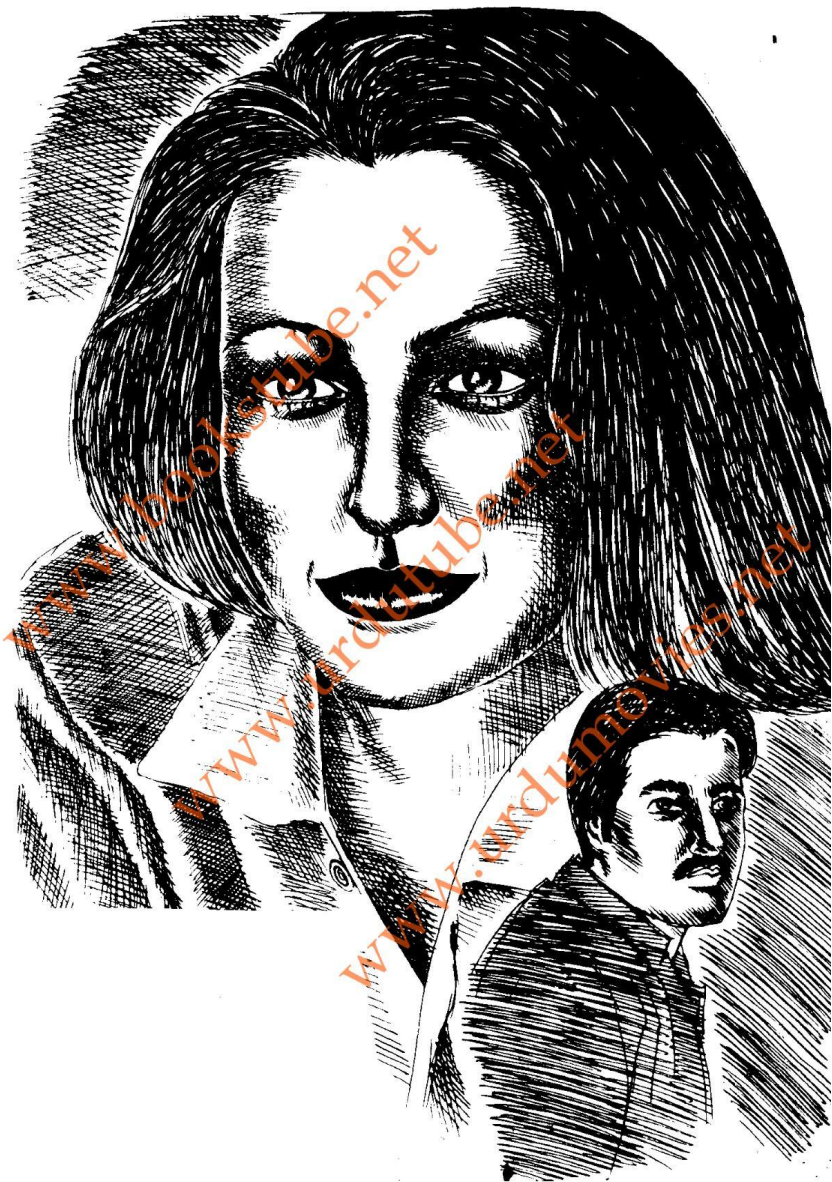
رات دعا کرتے پیر فقیروں کے پاس چکر لگاتے کے کہ یہ ٹھیک ہو جائے آخر ایک سال بعد این کچھ ٹھیک ہو گیا آخر سب کی کوششیں رنگ لائے لیکن یوں میں اس وقت چھٹی کلاس میں تھی وہ اب ہمارے گھر میں ہی رہتا تھا۔

این نے بھی کسی کی طرف آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھا تھا نہ ہی اس نے آج تک اوپر دیکھا تھا وہ زمین پر ہی کچھ ڈھونڈ مار رہتا تھا میں بہت پریشان رہتی کہ آخر وہ زمین پر کیا تلاش کر رہا ہے میری امی جو شروع سے ہی بہت سخت تھی جتنی امی سخت تھی اب اتنے ہی رحم دلی اور ایماندار انسان تھے میری امی این کو بہت شریف سمجھتی تھی اور دن رات اس کی خدمت کرتی کہ بڑا اچھا انسان ہے این جیسے اس دنیا میں انسان ہی نہیں ہیں آخر میرے ابو نے اسے جانے کو بولا کہ ایک سال ہو گیا ہے تو ہمارے گھر میں رہتا ہے اب اپنے گھر جاؤ اور اپنی زندگی کا کچھ سوچو ابونے کہانی تو این کا منہ بن گیا اور وہ ناراض ہو کر چلا گیا تھا امی کو جب پتہ چلا تو

قارئین میری دوست کی کہانی آئیے اسی کی زبانی سنتے ہیں۔

میں شاہین میرے ابو نے میرا نام شاہین رکھا ہے اور میں ایک بہن اور تین بھائی ہیں میں سب سے بڑی ہوں میرا ابو میرے ابو ایک اونچے اوچھڑے پر تھے جب میں پانچ سال کی ہوئی تو ہم مری تھے پھر ہم واپس آ گئے اسی وقت میں اور ایک بھائی تھے ابو نے نوکری چھوڑ دی ہم واپس اپنے گاؤں آ گئے پھر میں قریبی سکول میں داخل ہوئی جب میں پرائمری سکول سے پاس ہوئی تو اس وقت ہمارا گھر برباد ہونے لگا تھا خوشیاں ہم سے روٹنے لگی تھیں۔

میرے ابو کا ایک کزن ہمارے گھر میں آ گیا شاید وہ باہر کچھ کر کے آیا تھا جس سے ابو بہت پریشان ہوئے تھے یوں دن گزرتے رہے اور ابو نے اس کزن کا نام این تھا اور ابو کے ماموں کا بیٹا تھا اک ابو کا ماموں مطلب این کے ابو اور امی ہمارے گھر میں رہتے تھے این کی وجہ سے بہت پریشان تھے اور دن



امی نے ابو کو خوب لڑائی سنائی ابو چپ چاپ امی کی لڑائی سنتے رہے میں بڑی تھی اور لاڈلی بھی تھی دو دن گزر گئے این واپس نہ آیا پتہ نہیں کہاں چلا گیا امی تھی کہ ابو سے لڑائی کرتی رہتی تھی ان کی لڑائی دن بدن بڑھتی جا رہی تھی۔

تین دن کے بعد این آگئے مگر وہ ہمارے گھر نہیں آئے تھے وہ صرف چاچو کے گھر گئے تھے جب امی کو پتہ چلا کہ این واپس آ گیا ہے تو امی نے پھر ابو سے لڑائی شروع کر دی پھر امی نے مجھے آواز دی کہ شاہین بنی ادھر آس وقت میں ساتویں کلاس میں تھی امی نے مجھے کہا بیٹا تم کاغذ اور پنسل لاؤ میں لے آئی امی نے مجھے کہا کہ بیٹا این کو ایک رکا لکھو کہ تم کیوں ناراض ہو کیوں ہمارے گھر نہیں آتے ہو میری امی کو پڑھنا لکھنا نہیں آتا تھا میں نے جو لکھا اس کی تحریر کچھ یوں تھی۔

اسلام علیکم۔ این انکل جی آپ ہمارے گھر کیوں نہیں آتے پلیز آپ ہمارے گھر آئیں نہ آپ کے نہ آنے کی وجہ سے امی اور ابو میں بہت لڑائی ہوئی ہے جس سے میں اور میرا بھائی بہت پریشان ہیں آپ کی بیٹی شاہین۔

امی نے جہاں کہ میرے کہنے پر رکا لکھا ہے مگر امی کو نہیں پتہ تھا کہ میں نے اپنی طرف سے لکھا ہے دوسرے دن این چاچو کے گھر میں آیا ہوا تھا میں چھٹی کے وقت چاچو کے گھر چلی گئی این کو دیکھ کر بہت خوش ہوئی اپنے بیک سے وہ رکا نکال کر اور موند دیکھ کر این انکل کو دے دیا این انکل کی عمر چونتیس سال لیا قد سانولا رنگ تھا ابو کا کزن تھا میں انکل ہی بولتی تھی دو دن گزر گئے انکل ہمارے گھر نہیں آئے میں دل میں پریشان ہوئی کہ شاید این انکل اور بھی ناراض ہو گئے ہوں گے امی مجھ سے بار بار پوچھتی کہ تم نے کیا لکھا تھا کہ میں میں کہہ دیتی امی جو بس یہی لکھا کہ کہ این آپ کیوں نہیں آتے ہمارے گھر آؤ بات کیا ہے پلیز

ہمارے گھر آؤ میں ایک بار آپ سے بات کرنا چاہتی ہوں یوں امی کو نال دیتی اور امی کو کہتی میں نے رکا آپ کی طرف سے لکھا تھا اسی طرح جھوٹ بہ جھوٹ بولتی آخر ہمارے گھر میں کیا ہونے والا تھا معلوم نہیں تھا اتوار کے دن ایک دن این انکل ہمارے گھر آگئے میں گھر میں ہی تھی این انکل کو دیکھ کر خوشی ہوئی مگر آگے کیا ہونے والا تھا کچھ معلوم نہیں تھا شام کا ٹائم تھا کہ این انکل نے موند دیکھ کر مجھے ایک رکا دیا میں بہت پریشان ہو گئی میں نے خط کو چھپا کر رکھ دیا کھانا کھانے کے بعد امی اور ابو این انکل سے باتیں کرنے لگے بھائی باہر کھیلنے چلا گیا میں پڑھنے کے بہانے اندر جا کر بیک میں سے خط نکالا جو انکل نے مجھے دیا تھا وہ کھولا تو اس کی تحریر کچھ یوں تھی۔

اسلام علیکم جان سے پیاری میری جان شاہین آپ میری جان ہو میں آپ کی آنکھوں کا آپ کا دیوانہ ہو گیا ہوں اور آج کے بعد مجھے انکل نہ کہنا چاہیے میں مر جاؤں گا میرے خطوط کا جواب پیار سے دینا ورنہ میں خودکشی کر لوں گا میری پیاری شاہین۔

میں نے خط پڑھا اور پریشان ہو گئی کہ مصیبت میں پڑ گئی ہوں میں نے خط کو بیک میں رکھا مگر ساری رات پریشان رہی اگلے دن میں سکول چلی گئی میرا موڈ آف تھا میں نے ناشتہ بھی نہیں کیا تھا جب سکول گئی تو میری ایک ہی دوست تھی میں نے اس کو ساری بات بتائی اور خط اس کو پڑھا یا اس نے خط پڑھنے کے بعد جواب نہ دیا مگر میں نے بھی اس سے کوئی مشورہ نہ لیا مگر اس نے چھوٹی کے وقت کہا کہ شاہین تم پریشان نہ ہونا خدا خیر کرتے گا میں گھر آگئی این گھر پر ہی تھا میں نے اس کی طرف دیکھا تاکہ نہ تھا اور نہ ہی اس نے کھانا کھایا این کو اندازہ ہو گیا اور وہ باہر جا گیا تھا دو گھنٹے بعد پھر گھر میں آیا اور مجھے ایک خط دے کر چلا گیا جس کی تحریر کچھ یوں تھی۔

پیاری شاہین آپ کی پیاری نظروں نے مجھے

نفرت سے جواب دے دیا ہے اگر تم نے مجھے کل اس ناگم پیار کا جواب نہیں دیا تو میں قسم سے مر جاؤں گا کیونکہ میں زہر لے کر آیا ہوں کل اس ناگم تک انتظار کروں گا۔

میں نے خط پڑھا اور پڑھ کر پھر پریشان ہو گئی گئے دن وہ سوہی رہا تھا کہ میں سکول چکی کی تو خط پھر اپنی دوست کو پڑھایا دوست مجھ سے ناراض ہو گئی کہ تم کسی کی جان لے رہی ہو اگر وہ مر گیا تو اس کی ذمہ دار تم ہوں گی اور میں بھی پریشان ہو گئی میں نے اپنی دوست کو کہا کہ پلیز مجھ میں ہمت نہیں ہے تم کچھ کرو تو میری دوست نے مجھے خط لکھ کر دیا جس کی تحریر کچھ یوں تھی۔

جان سے پیارے این یوں اپنی جان کے دشمن بنے ہوئے ہو میں بھی آپ سے بہت پیار کرتی ہوں اور میں بہت پڑھنا چاہتی ہوں ابھی بہت چھوٹی ہوں اس لیے ڈرتی ہوں آپ کی شاہین۔ میں نے وہ خط بیگ میں رکھ دیا اور کھر آئے ہی این کو اپنی طرف توجہ دیتے ہی خط دے دیا این تو جیسے پہلے سے ہی میرے خط کا منتظر تھا لے کر باہر چلا گیا جب اس نے خط پڑھا تو بہت خوش ہوا مگر میں ابھی بھی دل سے پریشان تھی کیونکہ میں ابھی ان چکروں میں نہیں پڑنا چاہتی تھی اس طرح پھر این خط یہ خط بھیجتا رہا اس کے خطوط کا جواب میری دوست دیتی رہی کبھی کبھار میں خود بھی لکھ دیتی یوں کچھ ماگزر گئے این دن بدن میرے قریب ہوتا تھا نہ چاہتے ہوئے بھی چیت نہیں اس کی کیا خوبی تھی کہ میرے دل کو اچھی لگنے لگی تھی ہاں اس کی ایک خوبی تھی مجھے ضرور اچھی لگتی تھی وہ یہ کہ اس نے بھی اوپر نظر کر کے نہ دیکھا تھا صرف زمین پر نظر میں جمائے رکھتا تھا۔

ایک دن این نے خط لکھا جس میں لکھا تھا پیاری شاہین میں نیا گھر تمہارے لیے بنوا رہا ہوں اور میں آپ کا رشتہ گھر مکمل ہوتے ہی مانگ لوں گا اب

میں تمہارے بن نہیں رہ سکتا مر جاؤں گا کیلا میں خط پڑھ کر بہت پریشان ہوئی کیونکہ میں ابھی ساتویں کلاس میں پڑھتی تھی ابھی شادی کے قابل بھی نہ تھی اور شادی بھی کرنا نہیں چاہتی تھی اگے دن پھر این ہمارے گھر آ گیا میں نے نظروں سے بات کی کہ این میں ابھی شادی نہیں کرنا چاہتی میں ابھی پڑھنا چاہی ہوں لڑکیاں میرا مذاق بنا میں گے کی شاہین کی شادی ہو گئی ہے مگر این تو جیسے پہلے ہی جواب سوچ کر بیٹھا ہوا تھا اس نے اس نے بہت سارے وعدے قسمیں شادی کے بعد میں تمہیں سکول چھوڑ کر بھی آؤں گا لے کر بھی آؤں گا اور تمہاری زندگی کو جنت بنا دوں گا این نے اس کی ذات کی تم کھانی کہ میں کچھ نہ کہہ سکی کچھ

دیر بعد این چلا گیا۔ کئی دن گزر گئے این آیا اور بولا کہ میں نے نیا گھر بنوا لیا ہے اور اب میں آپ کا رشتہ مانگنے امی کو بھیجوں گا پلیز مجھے آپ کے ساتھ کی ضرورت ہے اس طرح کچھ دن گزرے کہ این کی امی اور ابو میرا رشتہ مانگنے آ گئے میرے رشتے کا تو سن کر ان کی عمر نوٹ گئی کیونکہ میرے ابو نے بھی ایسا سوچا نہ تھا میرے ابو مجھ سے بہت پیار کرتے تھے میں ایک ہی بہن تھی وہ بھی لاڈلی سی تھی اور بہت ہی خوبصورت تھی میری آنکھیں بہت بڑی بڑی میں اتنی خوبصورت تھی کہ جو کوئی دیکھتا دیکھتا ہی رہ جاتا پورے خاندان میں میری خوبصورتی کا چرچہ تھا میرے ابو میرے رشتے کا سنتے ہی فوراً انکار کر دیا این کے ابو اور امی سن کر فوراً چلے گئے امی نے ابو سے بہت لڑائی کی اور کہہ کر اگر تم نے ان کو شاہین کا رشتہ نہیں دینا تو میں زہر کھالوں گی مر جاؤں گی ہمارے گھر میں قیامت آگئی امی نے مجھے بھی کہا کہ شاہین بیٹی این جیسا کوئی سلجھا ہوا بندہ نہیں ہے اسے ماضی کی غلطیوں نے اتنا سلجھا دیا ہے کہ وہ ساری زندگی تمہارے قدم چومے گا امی نے مجھے اپنے ساتھ مدید ملا لیا اور مجھے کہا کہ تم اپنے باپ کو

بار تو این سمجھ گیا اور شراب چھوڑ دی مگر پتہ نہیں این کو میرے ابو سے اتنی نفرت کیوں تھی مگر مجھے اتنا ضرور پتا تھا کہ میرے ابو این کو میرا رشتہ نہیں دیتے تھے اس لیے این میرے ابو سے نفرت کرتے تھے میں اگر میکے جانی تو این ناراض ہو جاتے اور میں ابو کو مال دیتی کہ میں آؤں گی میرے ابو بہت اچھے انسان تھے مجھ سے بہت پیار کرتے تھے ایسی طرح ہی دن گزرتے گئے اس شراب پینا چھوڑ دی مگر مجھے کہا کہ اگر تم ابو کے گھر جاتی تو میں پیچھے سے نشہ کرنے لگا میں ابو کے گھر نہیں جاتی تھی۔ ابو مجھے مل جاتے اور آئے کا کہتے تو میں ہمیشہ ہی طرح نال، جتی تھی۔

دن گزرتے رہے این مجھ دے بے حد پیار کرنے لگا تھا میں سو جانی تو مجھے ٹھکانا نہیں کرتا تھا مجھے کھانا بنایا بھی این نے ہی سکھایا تھا اور مجھے خوب پیار کرتا تھا میں اب این کے پیار میں کھتی جاتی تھی اور ایک سال بعد اللہ نے مجھے ایک پیاری بی بی سے نوازا دیا اتنی کم عمر میں میں ایک بی بی کی ماں بن گئی ابھر این کی دشمنی میرے ابو سے عروج پر تھی این نے میرے ابو کے خلاف میری امی کو اس قدر کیا کہ امی این کے گھر آگئی اس طرح لڑائی اس قدر ہوئی گئی کہ ایک سال لڑ کر گیا میں ایک بی بی کی ماں تھی میں ابو کے لیے بہت ترس گئی تھی مگر کیا کرنی ابو کے لیے صرف دعا کر سکتی تھی پھر میں تیرے بچے کی ماں بن گئی یوں دن گزرتے گئے این زمین پیچنے لگا تھا میرے پاس تین بیٹیاں تھی اور ایک بیٹا تھا کہ این نے ساری زمین بیچ دی تھی اور ہمیں شہر میں لے کر آ گیا میرے میگے میرا جانا بند کر دیا تھا میرے ابو کو ایک دن بارٹ اٹیک اور وہ اس دنیا سے چل بسے تھے اس دن این مجھے اور میرے بچوں کو لے کر خود گیا اور ساتھ ہی لے کر آ گیا اور مجھے بہت دکھ ہوا کہ زندگی ہر بار اتنا سخت کیوں آزماتی ہے۔

ابو نے بعد نوٹ سی دئی تھی ابو فوت ہوئے تو۔

کہو کہ میرا رشتہ دے دوا گلے دن امی گھر میں نہ تھی لڑائی کر کے بمسایوں کے گھر چلی گئی تھی ابو بہت پریشان تھے ایسا لگ رہا تھا کہ ابو رو رہا ہو میں ہمت کر کے ابو کے پاس گئی اور کہا کہ ابو جی ہم سب کتنے پریشان ہیں نہ سونوں سے کھایا جاتا ہے نہ پینا جاتا ہے تو ابو پلیز آپ میرا رشتہ دو دو این کو میں نے کہا ہی تھا کہ ابو نے رونا شروع کر دیا اور کہا میری جان میری پیاری بی بی تم ابھی بہت چھوٹی ہو مگر میں ابو کو مناجی لیا ابو مان گئے مگر رونے بہت تھے کچھ دنوں بعد میرا رشتہ ہو گیا این کے ساتھ اور شادی کی تاریخ رکھی گئی دن گزرتے رہے میرا جینز تیار ہو رہا تھا کچھ دنوں بعد میرا جینز تیار ہو گیا اور سسرال پہنچ دیا گیا اور اگلے دن میری بارات آئی تھی وہ دن بھی آسپاہا بارات آگئی اور میری رخصتی کا ٹائم آ گیا میں بہت روئی تھی مجھ سے ابو کا حال دیکھا نہیں جا رہا تھا ابو کا حال بہت برا ہو گیا تھا ابو بہت روئے تھے جب میری شادی ہوئی میرا بڑا بھائی چار سال کا تھا چھوٹا تین سال کا تھا اور سب سے چھوٹا دیکھ حال کا تھا۔

میں رخصت ہو گئی مجھے این کے بیوں گھر میں دلہن بنا کر لایا گیا تھا میں دلہن تو بنی بیٹھی تھی مگر مجھے ابھی تک پتہ نہیں تھا کہ شادی کیا ہوتی ہے میں اپنے بیڈ پر بیٹھی کہ کرا خالی تھا این کمرے میں داخل ہوا میرے پاس بیٹھ گیا مجھے منہ دکھائی انگوٹھی دی اور کھانا آ گیا این نے اور میں نے کھانا کھایا میں نظریں جھکا کر بیٹھی تھی اور وہ ڈھیر ساری پیار پیچری باتیں کر کے چلا گیا میں بیڈ پر بیٹھی بیٹھی تھک جاتی تھی دس بجے کا ٹائم تھا کہ این کمرے میں داخل ہوا اس کا چلیہ بے حد خوفناک تھا این نے جی بھر کے شراب پی تھی میرے لاکھ منہ کرنے کے باوجود بھی این نے خوب ذلیل کیا یوں کئی دن گزر گئے این دن کو بہت پیار جتنا تھا تھا اور رات کو جب شراب پی لیتا سب کچھ بھول جاتا تھا میں نے تنگ آ کر امی کو بتایا اور امی نے سمجھایا ایک

کر کے میری خواہش کو پورا کیا جائے گا کیونکہ میں
میں نے سو فیصد میں سے دس فیصد یقین کے ساتھ
لکھی ہے پلیرز میرے اعتماد کو بحال رکھنا۔

غزل
کچھ یادیں ہیں ان لمحوں کی
جن لمحوں میں ہم ساتھ رہے
خوشیوں سے بھرے جذبات رہے
اک عمر گزاری ہے ہم نے
جہاں روتے ہوئے بھی ہنستے تھے
کچھ کہتے تھے کچھ سنتے تھے
ہم روزِ صبح جب اٹھتے تھے
تو سب کے چہرے کھلتے تھے
پر لطف وہ منظر ہوتا تھا
سب مل کر باتیں کرتے تھے
ہم سوچ کے کتنا ہنستے تھے
وہ گونج ہماری ہنسی کی
اب ایک پرانی پار بنی
یہ باتیں ہیں ان لمحوں کی
جن میں لمحوں میں ہم ساتھ رہے
شاہد اقبال چٹوکی

شعر

(۱) دل میں خدا کا ہونا لازمی نہیں ہے۔ اقبال
سجدوں میں پڑے رہتے سے جنت نہیں ملتی
(۲) پلکوں کی حد کو توڑ کر داس میں آگرا
اک آنسو میرے صبر کی توہین کر گیا
(۳) بھر دے اک اک موتی خوشیوں کا اس

کی زندگی میں۔ یارب
کل بھر بھی جائے نوٹ کر تو خوشیاں اس کے
قدموں میں ہوں

شاہد اقبال چٹوکی

کے بعد این نے امی سے دشمنی شروع کر دی اور مجھے
کہا کہ تم نے نیسے جانا ہے تو پھر بھی مجھے میرے گھر سے
نہیں آسکتی اب میرے پاس چار بچے بیٹیاں اور ایک
بیٹا تھا این میرے پاس بھی نہیں آیا جو زمین بیچی تھی
اس کو دس سال اور عیاشی میں ج کھلایا اور اپنے آوارہ
دوستوں کو کھلایا این میرے گھر میں آنکھوں کے
سامنے غیر لڑکیوں کے لے کر آتا ہے بیٹھک میں
دروازہ بند کر لیتا ہے میں اپنے ہاتھوں سے ان کو کھانا
بنا کر دیتی ہوں میرا سب کچھ ختم ہو چکا ہے میں اکیلی
اس دنی میں رہتی ہوں زمین رہی نہ کار و بار ہا بس
امید لے کر بیٹھی ہوں کہ میری بیٹیاں اور بیٹا پڑھ لکھ
جائیں تو ان کی زندگی سنو رہ جائے گی میری آج بڑی
بٹی 9th می پڑھ رہی ہے چھوٹی بٹی 8th کلاس میں
ہے اور چھوٹی 7th میں ہے اور چوتھے نمبر وانی چھٹی
کلاس میں ہے اور بیٹا فور کلاس میں ہے اب میرے
بھائی جوان ہیں بچوں کی فیس وغیرہ وہ پہنچاتے ہیں
این اتنا کم لیتا ہے کہ اپنا خرچہ نہ لیتا ہے میرے بچوں
کے خرچہ آن مجید پڑھ لیے ہیں آج میری عمر عمر پچیس
سال ہے اور میری بیٹی بھی جوان ہے مجھے کوئی اناج
دیکھے تو ماننا نہیں کہ میری شادی ہوئی ہے یا نہیں
میں پانچ تا نتم نماز پڑھتی ہوں ایک بیوہ کی طرح زندگی
گزر رہی ہوں۔

قارئین آپ کو کیا لگتا ہے کہ مجھے کیا کرنا چاہیے
میں ٹھیک کر رہی ہوں یا غلط میں کبھی بھی بہت ٹھیک
جانی ہوں میرے چہرے کو جی نہیں کرتا این نے بھی
میرے ساتھ وہ ظلم کیے ہیں کہ مردوں سے نفرت ہو گئی
ہے تو پلیرز آپ بتائیں اور میرے اور میری اولاد کے
لیے دعا کریں میرے بچے خدا نے بہت خوبصورت
بنائے ہیں ان کی قسمت میں میری طرح بد صورت
بنائی ہے پلیرز جلیز میری حوصلہ افزائی ضرور کرنا۔

تو قارئین امید ہے کہ میری دوست کی کہانی
آپ کو بہت پسند آئی ہوگی مجھے امید ہے کہ سچ کو شائع

تنہائیاں

— تحریر۔ امداد علی عباس۔ میرپور خاص۔

شہزادہ بھائی۔ السلام علیکم۔ امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔
آج پھر میں ایک اور کہانی کے ساتھ آپ کی دھبی کہانیوں کے مجموعے میں حاضر دے رہا ہوں امید ہے کہ آپ ضرور جگہ عنایت فرمائیں گے میں اپنے ایک دوسرے کے اصرار پر یہ کہانی لکھ رہا ہوں امید کے ضرور منظور ہو جائے گی۔ میں نے اس کہانی کا نام۔ تنہائیاں۔ رکھا ہے امید ہے سب کو پسند آئے گی۔
اور میں قارئین کا شکر گزار ہوں کہ وہ میری تحریر کو پسند کرتے ہیں اور مجھے اور بھی لکھنے کا موقع فراہم کرتے ہیں اس دعا کے ساتھ کہ جواب عرض دن بدن ترقی کی طرف گامزن رہے آمین۔
ادارہ جواب عرض کی پابندی کو مدنظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے نام تبدیل کر دیئے ہیں تاکہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کا ادارہ یا اسٹریڈمہ دار نہیں ہوگا۔

بھائی میں نے جب آرمی کو چھوڑا تو اس وقت میری مجبوری تھی کہ میں اپنے والدین کا اکلوتا اور لاڈلا بیٹا تھا میرے والدین کو کون سہارا دیتا اور ابو رنار منٹ کے بعد اکثر بیمار رہتے تھے ان کی خواہش تھی کہ میری اور مقدس کی شادی جلد ہو جائے مقدس میری کزن کا نام ہے اور تایا جان کی سب سے بڑی بیٹی اس کے علاوہ اس کی بہن فضا اور ایک بھائی حادی سے مقدس اپنی سیم ٹیبل کرنا چاہتی تھی میری اور مقدس کی ٹیبلنگ پیچین سے ہوئی تھی اب وہ بی اے کر رہی تھی حادی میٹرک کر کے کالج میں داخل ہو چکا تھا اور فضا نے ابھی میٹرک کے امتحان دینے تھے تایا جان کی بھی یہ خواہش تھی کہ مقدس اپنی تعلیم مکمل کر لے اور پھر اس کی شادی کی جائے۔

ایک دن ہماری اور ان کی فیملی شادی پر سندھ جا رہے تھے کہ راستے میں گاڑی کا ایکسڈنٹ ہو گیا جس سے ان کی فیملی میں مقدس اور ہماری فیملی میں بی بی بچا تھا باقی سب کے سب اللہ کو پیارے ہو گئے تھے

لمحات مسافر ہیں غیب راہ گزار کے
گم نام ہوئے جاتے ہیں صدیوں میں اتر کے
دو دن نہیں مل پاتے تو ہوتی ہے تمنا
یہ دکھ یہ مصائب میرے افراد ہیں گھر کے
یہ کہانی میرے پیارے دوست عباس کی ہے
اور میرے ساتھ آرمی میں بھرتی ہوا تھا اور آج
دو سال کے بعد سروس چھوڑ کر چلا گیا ہے پانچ سال
بعد ہماری ملاقات ہوئی ہے اور آج جب میں نے
عباس کو دیکھا تو اپنی آنکھوں پر یقین ہی نہیں ہوا کہ یہ
وہی عباس ہے وقت نے عباس کو برباد ہی نہیں
تنہائیوں کی دلدل میں ایسا پھینک دیا کہ وہ اب نکلنا
بھی چاہے تو اب اس لیے ناممکن ہے عباس کی
داستان اس کی زبانی سنتے ہیں۔

کسی نے رکھے ہیں دعاؤں میں چراغ
جل رہے ہیں جو ہواؤں میں چراغ
کیا ہوا گزراستے تاریک ہیں
ہم نے بھی باندھے ہیں پاؤں میں چراغ

اصل کاغذات دے دو ورنہ اچھا نہیں ہوگا میں نے عامر کو مکان کے کاغذات دے کر ہمیشہ کے لیے پنجاب سے رشتہ ہی ختم کر دیا جب میری اپنی لڑکی نے وفات پائی تو یہ پتھر اور اینٹوں کے مکان کیا کروں گا میں اب اپنی زندگی کی تنہائی میں گم صدمہ رہتا ہوں مقدس نے ایسا کیوں کیا یہ ہی سوال میرے دل و دماغ پر گردش کرتا ہے آخر مقدس کو کی چیز کی تھی مجھے میرے سوال کا جواب تو نہیں ملا۔ ہاں ایک دن رات تک میرے پاس میری ایک دوست نازیہ سے بات ہوئی نازیہ ہسپتال میں نرس تھی اور ہماری دوستی کب پیار میں بدل گئی یہ میں نہیں جانتا اور دیکھتے ہی دیکھتے ہم نے شادی کر لی اور یہی زندگی میں بھی خوشیاں لوٹ آئیں میں نے مقدس کو بھلا دیا اللہ تعالیٰ نے مجھے ایک پیارا سا بیٹا دیا جس کا نام میں نے مظفر رکھا ہے وقت کرتا نہیں اپنی رفتار سے پھرتا ہے پھر اللہ نے مجھے ایک پیاری سی بیٹی دی جس کا نام میں نے حمیرا رکھا ہے حمیرا کے پیدا ہونے کے عین وقت بعد کے نازیہ مجھے چھوڑ گئی اور ہمیشہ کے لیے اس دنیا سے چلی گئی اب یہ دو چھوٹے چھوٹے بچے ہیں مظفر اور حمیرا اپنی میرا سب بچھ ہیں اور میں سوہنی شادی اس لیے نہیں کرتا چاہتا کہ سوہنی ماں میرے بچوں کی زندگی برباد کر دے گی۔ یار اب تو یہ بتا کہ میں کیا کروں میں نے تو تجھے اپنی کہانی سنا دی ہے اور تیری سروس کسی جا رہی ہے اور شادی کی یا نہیں۔ پس یار میری زندگی میں ایک ایسی لڑکی ہے جو پہلے سے شادی شدہ ہے اور مگر اس نے مجھے ابھی بتایا ہے چند دن پہلے۔ ایم عباس نام ہے اس کا اور وہ ہجیر ہے اور میں تو اس کے عشق میں گرفتار ہوں دعا کریں کہ مل جائے۔ ہاں یار دعا ہے کہ وہ تجھے مل جائے اور ہاں دوست جو تیرے مظفر اور حمیرا کو ماں کا پیار دے سکے خدا آپ کو ایسی کوئی لڑکی دے آمین۔۔۔ پھر میں اپنی ہی سوچوں میں تھا کہ ایک اور دوست آیا جس کو میں نے پریشان

اس طرح ہی ہماری بربادی شروع ہو گئی تھی مقدس کو وحید نامی لڑکے سے پیار ہو گیا تھا وحید ایک فراڈی لڑکا تھا مقدس کسی طرح اس کے چکر میں پھنس گئی تھی تو مقدس کی بد نصیبی تھی وحید نے مقدس سے شادی کا وعدہ کیا اور اس کو گھر سے بھاگ کر اپنے ساتھ لے گیا مقدس کی ساری دولت اپنے نام کر کے سب کچھ بچ کر وہ بیرونی چلا گیا اور مقدس اب در بدر کی ٹھوکریں کھا رہی تھی میں نے بہت تلاش کیا مگر مجھے وہ نہیں ملی میں نے بہت ڈھونڈا مگر مجھے کوئی بھی فائدہ نہیں ہوا ایک دن مقدس خود ہی ہمارے گھر لوٹ آئی اور بہت زور زور سے رونے لگی۔ پھر مقدس نے مجھے اپنی کہانی سنائی اور اس کے ساتھ وحید نے کیا کیا میں نے مقدس کو حوصلہ دیا اور میں اس کمینے کو ضرور تلاش کر کے رہوں گا اس کی اتنی بری حالت کروں گا کہ اس کی آنے والی تسلیں بھی یاد رہیں گی۔ اب تم چپ ہو جاؤ اور میں ہوں نہ تمہارے ساتھ آخر اپنا خون اپنا ہی ہوتا ہے مقدس سب بھول جاؤ اور میں تم سے شادی کرنے کے چار ہوں پھر اس طرح ہماری شادی ہو گئی اور تین سال گزرنے کے بعد بھی ہمیں کوئی اولاد نہ ہوئی مگر پھر میں ہاپس نہیں ہوا مقدس وحید کو بھول چکی تھی ہماری زندگی بہت اچھی گزر رہی تھی مقدس نے مجھے دھوکہ دیا تھا اور ایک لڑکے کے چکر میں پھنس گئی اور میں نے بہت کہا مگر وہ نہ مانی اور طلاق کے لیے ضد کرتی رہی جب میں نے طلاق نہ دی تو اس نے دوسرے طریقے سے طلاق لے لی اور اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئی اس نے عامر سے شادی کر لی میں اپنی تنہائیوں سے تنگ آ کر کراچی چلا گیا اور کراچی میں ہی شفقت ہو گیا مقدس اور عامر پنجاب میں ہی تھے عامر نے مقدس سے اپنی زمین اور وہ گھر جو میرا تھا اپنے نام کر دیا اور اس کو طلاق دے دی اور اب مقدس دوسری بار بھی طلاق لینے کے بعد کہاں جانی ہے اس نے خود کشی کر لی عامر جو مجھے نوٹس بھیجتا رہا کہ

دیکھا اور اس کی پریشانی کا سبب پوچھا تو اس نے کچھ یوں بتایا۔

بدلہ وفا کا دینے بڑی سادگی سے ہم تم ہم سے روکھ جاؤ گے تو زندگی سے ہم کٹ گئی ہے عمر ساری نئیوں کے درمیان کچھ نئی ہے سوچ میں کچھ رنجوں کے درمیان میں کھڑا ہوں ایک مدت سے کسی کا منتظر

خنگ بیڑوں کی طرح ان موسموں کے درمیان میرا نام صائم ہے اور میں بی اسے کر رہا ہوں میری اور نائلہ کی ملاقات ہسپتال میں ہوئی تھی اور پھر ہماری دوستی ہو گئی ہماری دوستی کو دو سال گزر گئے ہیں مگر ہم شرمیل ہیں جی ہوسہ ہسپتال میں ملے تھے اس کے بعد ہماری ونی ملاقات نہیں ہوئی آج دو ماہ بعد جب نائلہ کا فون آیا تو وہ صرف روئے جا رہی تھی اتنے دنوں کے بعد آج کال کی ہے اور نائلہ صرف رورہی ہے آخر بات کیا ہے مجھے کچھ بتاتی کیوں نہیں ہو صائم آج اس نے غیرت نے میرا سب کچھ لوٹ لیا ہے اور مجھے برباد کر دیا ہے اور میری عزت کو داغدار کر دیا ہے اور نے صائم میں اب جینا نہیں چاہتی ہوں تم اگر مجھے اپنا دوست مانتے ہو تو آج سول ہسپتال میں دو بجے ملو اگر تم نہیں آئے تو پھر کبھی بھی میری آواز نہیں سن سکو گے صائم۔ مگر نائلہ میری بات تو سنو نائلہ نے فون بند کر دیا ابھی صبح کے نو بجے تھے میں گوجرانوالہ میں تھا اور گوجرانوالہ سے سائلوٹ جانے میں کافی ٹائم لگ جاتا ہے میں فوراً تیار ہو کر نکل پڑا اور بارہ بجے سائلوٹ آ گیا اور نائلہ کو فون کیا اس نے کال کاٹ کر مجھے فون کیا اور پھر دو بجے ہماری ملاقات ہو گئی اب بتاؤ نائلہ کیا بات ہوئی ہے اچانک یوں کیا ہوا ہے بس صائم میں آپ کو کیا بتاؤں میں ایک لڑکے سے پیار کرتی تھی اور اس کو اپنا سب کچھ مانتی تھی مگر اس نے مجھے دھوکہ دیا مجھے برباد کر دیا صائم ہوا کیا ہے مجھے آرام سے تفصیل سے بتاؤ۔

ہاں صائم میں میٹرک میں پڑھتی تھی تو اس وقت میں نے اپنے محلے کے ایک لڑکے کو بہت بے عزت کر کے مارا تھا اس نے اپنے دوست کے ساتھ مل کر مجھے برباد کر دیا عظمت اور احسان یہ دونوں میرے محلے کے ہیں اور دونوں ہی دوست بھی ہیں مجھے احسان اچھا لگتا تھا اور اس لیے ہماری دوستی کب پیار میں بدل گئی پتہ ہی نہیں چلا تھا احسان نے بھی زندگی بھر ساتھ نبھانے کے وعدے کیے تھے مجھ سے شادی کرے گا یہ بھی وعدہ کیا تھا مگر اب کچھ بھی نہیں رہا صائم ہاں یاد آگئے بتاؤ ہوا کیا ہے اور مجھے آرام سے بتاؤ ہاں تو میں یہ بتا رہی تھی کہ احسان اور ہماری محبت کو کافی عرصہ زندگیاں تھا ہم ہر روز فون پر بات بھی کرتے تھے اور ملاقات بھی دوسرے یا تیسرے دن ہو جاتی تھی احسان بہت اچھا لڑکا تھا اس نے کبھی کوئی غلط بات نہ کی اور کل رات ہمارے محلے میں عظمت کی شادی تھی سب گھر والے شادی میں گئے ہوئے تھے احسان نے مجھے پیغام بھیجا کہ مجھے ملو کیونکہ میں موہاں چھپا کر رکھی تھی تاکہ بھائیوں کو پتہ نہ چلے اسی نے ایک چھوٹے بیچے کے ہاتھ بلوایا پر اکثر جہاں ملتے تھے اس جگہ پرانی حویلی کے ساتھ جہاں ہمارے کھیت تھے میں گردن کو ملتا تو اور بات ہوئی مگر رات کو اسی طرح میں بھی اکیلی گھر سے نہیں نکلی تھی مجھے احسان کی محبت نے مجبور کر دیا تھا اور میں چلی گئی احسان پہلے ہی موجود تھا میٹرک انتظار کر رہا تھا اور اس نے کہا کہ نائلہ تیرے گھر والے بھی بھی تیری مہی شادی نہیں ہونے دیں گے اس لیے تو میرے ساتھ بھاگ چل ہم دونوں مل کر یہ شہر چھوڑ دیں گے اور اپنی دنیا ہوگی نائلہ تیری اور میری دنیا جہاں اور کوئی نہ ہوگا نائلہ مجھے میری محبت کی قسم سے ان پر پیار کرتی ہو تو چل میرے ساتھ اور میں احسان کی باتوں میں آگئی اور وہ مجھے کہاں لے جانے والا ہے مجھے کیا پتہ میں نے احسان کا ہاتھ تھام لیا اور اپنے گھر کی دہلیز آج پار کر

دی یہ نہیں سوچا کہ میرے والدین کی عزت کا کیا ہوگا میرے ابوسول میں ہیڈ ماسٹر ہیں مگر کہتے ہیں کہ عشق اندھا ہوتا ہے میں بھی احسان کے پیار میں اندھی ہو گئی تھی اپنے والدین کے پرورش ان کا پیار محبت سب کچھ بھول گئی تھی میں اب کیا باتوں صائم آپ کو میں و اب مرنا چاہتی ہوں۔

اک ذرا سی بھول ہوئی خواب میں ہم سے شاید پھر کئی آگ تو دنیا سے بھائی نہ گئی

اور پھر احسان کے ساتھ کار میں بیٹھ گئی اور جو کار چلا رہا تھا وہ اس کا دوست عظمت تھا میں اس وقت ڈر گئی تھی مگر عظمت نے کہا نا ملکہ جی ڈر نہیں میں آپ کو آپ کی منزل تک پہنچا دوں گا احسان یہ کیا عظمت کو کیوں لے کر آئے ہو میری جان یہ ہمیں پناہ دے گا اپنے ساتھ لے کر جا رہا ہے جان بھر اؤ مت کچھ نہیں ہو گا اور گاڑی چلتی رہی دو گھنٹے کے بعد کسی ویرانے میں کار روک کر اور مجھے جنگل کی طرف لے گئے وہاں کچھ دور ایک مکان تھا وہاں جا کر احسان کہا جان جی یہ ہے ہمارے منزل پھر دونوں نے مل کر میری عزت کو اُتار کر دیا میں رات بھر ان درندوں کے قابو رہی پھر اور روتی رہی چلاتی رہی مگر ان کمینوں نے میری ایک بھی نہ سنی اور مجھے بے ہوش کی حالت میں انہوں نے کار میں ڈالا اور یہ نہیں رات کو کون سے پہر گھر کے دروازے کے آگے اتار دیا اور واپس چلے گئے جب میں نے دروازہ کھٹکھٹایا تو دروازہ امی نے کھولا تو اس نے کہا نا ملکہ جی کیاں چلی گئی تھی ہم نے بہت تلاش کیا امی وہ میں مریم کے گھر گئی امی سے تو میں نے جھوٹ بولا مگر میری امی نے جب میری حالت پر غور کیا تو ماں تو ماں ہوئی ہے اسے پتہ چل گیا وہ مجھے کمرے میں لے گئی اور کہا کہ کیا بات ہے نا ملکہ تیری طبیعت تو ٹھیک ہے نا۔ ہاں میں میں ٹھیک ہوں مگر سر میں تھوڑا ساد رہا ہے۔

مگر میری امی کو سب پتہ چلا گیا تھا اس نے مجھے

مارا اور پوچھا تو میں نے ان کو سب کچھ بتا دیا اب میری امی میری شادی کروانا چاہتی ہے وہ بھی جلد عظمت اور احسان مجھے راستے میں ملے اور یہ ہی کہہ رہے تھے کہ ہم نے اپنا بدلہ لے لیا ہے اب میں مرنا چاہتی ہوں صائم یہ ہے میری کہانی اب میں چلتی ہوں مجھے شام سے پہلے ہی ہر جانا سے ٹھیک ہے نا ملکہ تم گھر جاؤ میں کچھ کرتا ہوں میں نا ملکہ کی کہانی سن کر سوچوں میں کم ہو گیا کہ اس طرح بھی کوئی کرتا ہے ایک معصوم لڑکی کی زندگی برباد کر کے رکھ دی ان ظالموں نے خدا ان کو سزا ضرور دے گا مگر اب مجھے کیا کرنا ہے یہ سوچتے ہوئے میں گجرانوالہ کی طرف روانہ ہو گیا رات کو مجھے خبر ملی کہ نا ملکہ نے خودکشی کر لی اور نا ملکہ کا آخری متبع صائم تم اگر میرے دوست ہو تو ان دونوں سے بدلہ ضرور لینا تمہاری بد نصیب دوست نا ملکہ عظمت نے نا ملکہ سے بدلا لیا تھا اور اس کی زندگی برباد کی تھی اب میں نا ملکہ کا بدلہ لوں گا اور عظمت اور احسان سے لوں یہ ہی سوچ رہا تھا کہ اب مجھے کیا کرنا ہے نا ملکہ کی زندگی تو ختم ہو گئی اب میں اس کے لیے کیا کروں۔

قارئین آپ کی رائے کا منتظر ہوں پلیز مجھے ضرور بتائیے گا کہ میں کیا کروں عظمت اور احسان نے کیا کہوں کیا بدلہ لوں یہ بھی پاگل پن ہے یا پھر جو احسان نے کیا کیوں کہ احسان کی بہن بھی جوان ہے اور خوبصورت بھی اور عظمت کی بھی جوان اور خوبصورت ہے مگر میں نے بھی ان کی طرح کیا تو ان میں اور مجھ میں کیا فرق رہ جائے گا اس لیے میں بہت ہی نیشن میں ہوں کہ مجھے کیا کرنا ہوگا۔

اس غزل کے ساتھ اجازت دیں اللہ حافظ۔

خود کو یہ سوچ کر دکھائے خواب

وہ کہاں ملتا ہے سوائے خواب

جاگتے رہنے کا مکمل اچھا لیکن

اچھے نہیں پرانے خواب

بکھری زندگی عزت کی قربانی

۔۔۔ تحریر: ناصر اقبال خٹک۔ ضلع کرک۔

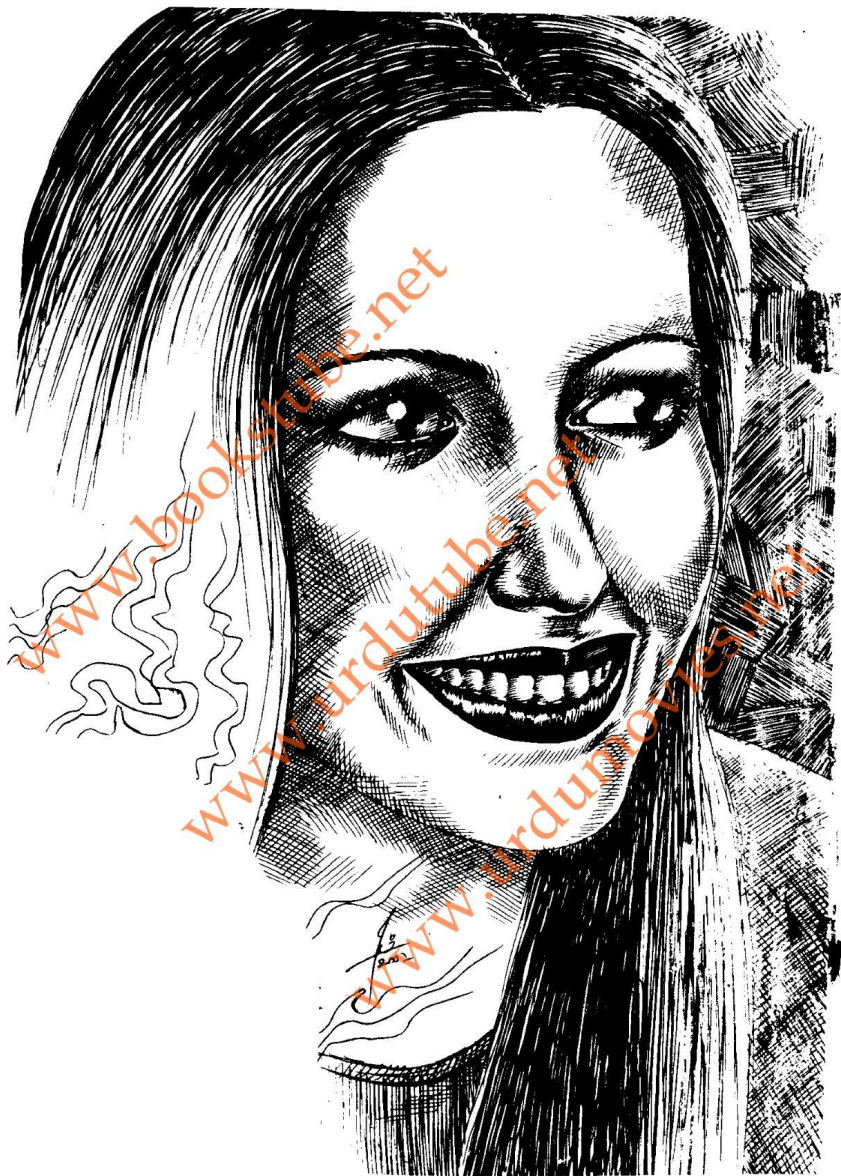
شہزادہ بھائی۔ السلام ورحمہ۔ امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔ میں آج پہلی بار اپنی ایک تحریر بکھری زندگی عزت کی قربانی کے مرآپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں میری یہ کہانی محبت کرنے والوں کے لیے ہے یہ ایک بھگین کہانی ہے اسے پڑھ کر آپ چومیں کے کسی سے بے وفائی کرنے سے احتراز کریں گے کسی کو بھجوا رہے ہیں نہ چھوڑیں گے کوئی آپ کو بے پناہ چاہتے گا کہ ایک صورت آپ کو اس سے مخلص ہونا پڑے گا مرآپ چاہیں تو اس کہانی کو کوئی بہترین عنوان دے سکتے ہیں ورنہ یہی چننے دیں۔ یہ ایسے انسان کی کہانی ہے۔ جو بچنے کے کس کو اور دیکھ لیکن اس نے غیروں کو اپنا کہا اور ان کے لیے وہ بہت کچھ کرنے کو تیار تھا اس نے اپنی خواہشوں کو پورا کیا جو بچے و چاہ وہ پورا ہوا لیکن جب اس کو محبت ہوئی تو پھر اس نے وہ بچہ ہو گیا جو اس نے سوچا بھی نہ تھا اور اس کا دل اس کو میر تاک سزا ملی اور وہ یہ سزا آج بھی محبت رہا ہے لیکن اس نے اپنی محبت کو رسوا نہ ہونے دیا اس نے اپنی محبت کے ساتھ جو وعدہ کیا تھا اس کو پورا کر دیا ہے۔

ادارہ جواب عرض کی باہمی کو مد نظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے نام تبدیل کر دیے ہیں تاکہ کسی کی دل نشینی نہ ہو اور بظاہر محض اقلیت ہی ہوگی جس کا ادارہ یا رائے ذمہ دار نہیں ہوگا۔ اس کہانی میں کیا بکھرتے ہوئے آپ کو پڑھنے کے بعد پتہ چلے گا۔

کاؤں میں ہر حال میں ان کی مدد کرتے تھے ویتیم محمد کو ان کا درجہ دیا تھا ہر طرح کا خیال رکھا ویتیم محمد بعد اہل خانہ کا اولین فرض تھا۔

قارئین نور محمد کے خاندان میں اس کا بابا ماں ایک بھائی ایک بہن ایک چچا بیوی اور چار بچے کوئل سات خاندان پر مشتمل یہ خاندان تھا جو اپنے کہ اس کاؤں میں رہنے لگے تھے۔ ویتیم کے سخت مزاج کی وجہ سے پورا کاؤں ان سے دُرتا تھا ویتیم محمد کاؤں میں سب لوگ ایسے نام سے پکارتے تھے انہوں نے چونتیس سال تو کمری کی تھی بہت ایماندار اور بہادر انسان تھے ویتیم محمد کے چھ بچے تھے دو بیٹیاں تھی ویتیم محمد کی دو شادیاں ہوئیں تھیں پہلی بیوی ایک سال کے بعد فوت ہوئی جس کا نام شبنم تھا۔

نور محمد کے بچے بنگلہ دیش کے ایک قومی بنگ میں ایک فکر کرک کی حیثیت سے کام کرتا تھا لیکن کسی سکین بات کی وجہ سے نور محمد کو ہجرت کرنا پڑی تھی شاید نور محمد نے بکری سوچا کہ پاکستان میں سکون کی پناہ اختیار کر سکوں اس حزم کے ساتھ وہ اپنے اہل خانہ کو لے کر پاکستان آ گیا لیکن پاکستان کے صوبے سرحد کے ایک علاقے ضلع کرک کے ایک کاؤں میں ایک ویتیم محمد کے گھر میں رہنے پھر ویتیم محمد نے اپنے گھر کے ساتھ ہی اس کا گھر بنوایا جو کہ چند قدم فاصلے پر تھا یہ گھر ویتیم محمد کے بھائی کا تھا لیکن وہ کافی عرصے سے کرک شہر میں رہا تھا پھر پڑھا اس کا گھر خالی تھا کہ کسی چاہیاں نور محمد کو دے دیں ویتیم کا ایک دوست کرچی میں تھا جاوید کے ذریعے ویتیم تک پہنچے تھے ویتیم محمد



شبنم سے ایک بیٹا جس کا نام اقبال تھا اور ایک بیٹی جس کا نام سلوار رکھا تھا لیکن شبنم کی موت کے بعد اقبال بیٹے کی بیماری لگنے کے وجہ سے ایک سال بعد فوت ہو گیا تھا پھر محمد وسیم نے گاؤں کی ایک بہادر خاتون سے شادی کی جو گاؤں کی بہت امیر باپ کی بیٹی تھی اور بھائی بھی جس کا نام شمیم تھا۔

قارئین تعارف تصور اسما لہا ہو گیا ہے لیکن جب تک کسی کہانی کا صحیح اندازہ اس کے کردار سے نہ ہو تو کہانی کا مزہ نہیں آتا کہ کون کس کردار میں سے ایس ایم محمد کے اور اس کے بیوی اور گھر والے بنی نہیں بلکہ پورا گاؤں اس کہانی کی زندگی کا ایک اہم حصہ ہیں یہ بتانا بے حسہ وری تھا۔

قارئین نور محمد کی پانچ اولاد ہو گئی تھی دو بیٹیاں جس کے نام لانا تہ اور رفعت تھیں تین بیٹے جنید اور صدام اور ساحل ایک کی پیدائش پاکستان میں ہوئی تھی جو گیارہ ستمبر کا قتلح کرک میں ہوئی جس کا نام ساحل اقبال رکھا گیا پورا گاؤں نور محمد سے پیار کرتا تھا کیونکہ وہ ایک شریف اور حیا والا انسان تھا وہ گاؤں کے بچے کی بھی عزت کرتا تھا گاؤں کے ہر غم میں خوشی میں شامل ہوتا اس کا فرض تھا گاؤں والے تو شاید بنگلہ دیش کی وجہ سے بھی محبت کرتے تھے سب گناہوں والے بنگالی ماما کہہ کر پکارتے تھے بچے کی پیدائش پر گاؤں میں کافی شور مچا ہوا مضافی تقسیم کی گئی صدقے خیرات ہوئے گاؤں کا ہر باشندہ بنگالی ماما کو مبارک باد دے رہا تھا بنگالی ماما اس بچے کی پیدائش پر بہت خوش تھا زندگی سکون سے بسر کر رہا تھا۔

قارئین گاؤں میں زیادہ فریب نہ وسیم ہی تھا یا ساتھ میں پڑوسی وکیل مرحوم کا گھر تھا بہت خوشیاں بھی منانا اچھا نہیں ہوتا خوشیوں کی عمر بہت کم ہوئی نے تحیک بین بعد کیا۔ ورنہ پوری کا دن تھا گاؤں میں اس میں ملتی باہر رہتی تھی لیکن اس دن گاؤں کا ایک آدمی جس کا نام سلوار تھا وہ فوت ہو گیا تھا۔

قارئین یہاں یہ بات بھی بتانا چلوں کہ اس علاقے میں خصوصاً اس کرک کے علاقے میں جب کسی کی موت ہوتی ہے تو اسی دن جنازے کے بعد ثواب کی نیت سے مردوں کے پچھلے خیرات کرتے ہیں وہ زمانہ لڑکیاں جلا کر عورتیں روئیاں پکایا کرتی تھی آج کا دور تو کیس کا دور ہے لیکن اس گاؤں کا یہ رواج تھا کہ گاؤں کی خصوصاً عورتوں میں جو روٹی پکانے کی ماہر تھی جانی تھیں وہ اس گھر میں رات جالڑ پھر رات کے دوسرے پہر اٹھ کر روئیاں پکانا شروع کر دیتی تھیں لوگوں کے آنے اور ختم ہونے تک روئیاں پکاتی تھیں کیونکہ گاؤں کی عزت کا سوال ہوتا تھا اس دور میں سب ایک دوسرے کا بہت خیال رکھتے تھے دکھ درد بانٹتے تھے دوسروں کی عزت کا بھی خیال رکھتے تھے۔ خیر نور محمد کی بیوی بھی اس رات میں تھیں ساحل کو اٹھا کر اس گھر میں اہماں فوتی ہوئی تھی وہاں روٹی پکانے کی غرض سے رات سے ایلرگ تھی ماما اس گھر میں روئیاں پکائے۔ یا دوسری عورتوں کا کام میں تھا۔ اٹھا سکے وہاں کام کرنے میں مصروف ہو گئی۔

قارئین پھر اچانک ایک دن یوں ہوا کہ نور محمد اپنے اہل خانہ کے ساتھ ایک رات سوئے ہوئے تھے کہ اچانک سب کو بچانے کیا ہوا کن لوگوں نے ان پر حملہ کر دیا کہ صبح سب کے سب بنی گہری غیند سو گئے تھے ان کے بورھے ماں باپ بھی نہیں بچ پائے تھے جہاں تک بچ گاؤں میں تہلکہ مچ گیا تھا وہاں ساحل اور اس کی ماں بھی مرنے میں اپنی زندگیوں میں غم سم تھے تھے گاؤں کی عورتوں کو بھی پتہ چلا سب ایک دوسرے کے کانوں میں سرگوشیاں کرنے لگیں اچانک ایک عورت آئی اس نے نور محمد کی بیوی کو گلے لگایا اور تصور ادا دکھتو ہوا کہ وہی خیریت کی بات نہیں ہے مجھ سے چھپا جا رہا ہے اتنے میں ان کے پڑوس کی عورت آئی اس نے بھی بی بی سارا کے کان میں چھپو کہا اور وہ اچانک چیخ پڑی لیکن حوصلہ نہیں ہارا اس وقت خدا نے پانی ت

دی تھی سیدھا بھاگتے بھاگتے اپنے گھر پہنچ گئی
پینتالیس منٹ کا فاصلہ پندرہ منٹ میں طے کیا
قریب دیکھا تو پورا گاؤں وہاں جمع ہو گیا تھا سب
لوگ رور سے تھے گھر میں کافی رش تھا جب گھر میں
داخل ہوئی سفید کنٹن میں نو نو تھیں دیکھی اور وہ اسی
صدے سے بے ہوش ہو گئیں تھوڑی دیر بعد اس
نروں رہنواز نے اسے ہوش میں لایا نور محمد کی بیوی
کافی حوصلے والی تھی لیکن قارئین ایسا درد ناک منظر
دیکھ پرندے بھی رو پڑتے ہیں جو حالِ باطل کی ماں کا
تھا اس کی زندگی تو ختم ہوئی تھی صرف سانس ہی۔
قارئین اس بات سے اندازہ لگائیں کہ جب
ہمارا ایک فرد ہی فوت ہو جاتا ہے تو اس کی میت
سانے رہی ہو تو ہم کتنا روتے ہیں مردے کے اوپر گر
جاتے ہیں اللہ سے شکوہ کرتے ہیں یہ تو پھر نو نومیں
تھیں جس میں خاوند بھی۔ لخت جگر بھی ماں باپ بھی
شامل ہوں تو اس عورت پر کیا گزرتی ہے تدفین کا
سارا انتظام ویتیم نے کیا ایک پڑوسی کے حق ادا کرنے
میں کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی میرا ایمان کہتا ہے کہ اللہ
تعالیٰ ہر حال میں ویتیم محمد کو پڑوسی خیال رکھنے پر بھی
جنت سے بھی محروم نہ کرے یہ ایک عزم نہیں ہے بلکہ
پورے گاؤں کا عزم ہے آج بھی گاؤں والے یہی دعا
مانگتے ہیں کہ اے خدا ہمیں پڑوسی۔ تو ویتیم محمد جیسا
پڑوسی ہو۔ پھر گاؤں کے بڑے بڑے لوگوں نے
ہمت کر کے نو قبریں کھودیں اور ان کے سپرد خاک کیا
گیا مرنے کے بعد بھی ویتیم محمد کی ذمہ داری تھا۔

پھول پھول سے جدا ہو سکتے خوشبو سے نہیں
نور محمد ہم سے جدا ہو سکتے ہو مگر دل سے نہیں
قارئین ٹھیک تین دن بعد ایک اور دردناک واقعہ
ہوا کہ نور محمد کی بیوی بی بی سارہ نے اپنے لخت جگر ننھے
سے سال کو ابس الیم ویتیم محمد کی بیوی کو دیا اور خود
رو پوش ہو گئی صرف یہ کہہا کہ میرے سال کا خیال رکھنا
میں جلد لوٹ کر آؤں گی سال کی ماں کا ویتیم کی بیوی

سے بہنوں جیسا تعلق تھا میرے آنے تک میرے بیٹے
کا خیال رکھنا تم لوگوں کے مجھ پر بہت احسانات ہیں
پھر بھی وہ احسانات بھول نہیں پاؤں گی ویتیم محمد کی بیوی
کا تو یہی خیال تھا کہ گاؤں میں کسی کے ہاں کئی ہوگی
شام تک واپس آجائے گی ویتیم محمد کی بیوی کو کیا خبر
تھی کہ وہ واپس نہیں آئے گی ہزار سوال ویتیم لے رہے
تھے کہ آخر بی بی سارہ کہاں بنی بہت انتظار کیا کافی
جانبوں پر تاش کی لیکن کہیں سران نہ ملے۔ سارا بیگم کو
نینھائی ماماں نکل گیا لیکن ساحل اور ساحل کی
پہلے شہینہ راج بھی اس انتظار میں ہیں کہ ماں آئے
کی کسی نہ کسی دن لیکن صدیاں گزرتی ہیں وہ نہ آئی
ہے اور نہ ہی آتا تھا۔
لیکن ساحل کو گود لینے کے بعد گھر میں ویتیم محمد
نے کافی مشکلات کھڑی کر دیں پچھلے دنوں اب
ہم سب کو بھگتنا پڑے گا ویتیم محمد کی سوچ کافی حد تک
ٹھیک تھی شہینہ کے ساتھ اختلافات ہوئے بات یہاں
تک بھی پہنچ گئی کہ ویتیم محمد کی بیوی اپنے ساحل کو لے
کر اپنے مینے پہلے چلی گئی کچھ عرصہ وہاں باپ کے گھر میں
شہینہ نے گزارا لیکن پھر بڑوں کے فیصلے ویتیم محمد اپنی
بیوی کو اپنے گھر لے آیا پھر اس دورے کہ ویتیم محمد کو
گاؤں چھوڑنا پڑا جب وہ بنی گئی اس نے اپنے کے ساتھ
میرے بچوں پر بھی مسئلہ نہ بن جائے ویتیم محمد دار تھا
کیونکہ حالات نازک تھے یہ کیلئے اس کا چچا تھا اور تھا
پھر آخر اس گاؤں کو ہمیشہ کے لیے چھوڑنا پڑا وہ اپنے
بچوں کو لے کر کراچی چلا گیا وہاں ایک نوکری ملی وہاں
اس نے کافی عرصہ گزارا گاؤں چھوڑنے کا دکھ ضرور تھا
لیکن ویتیم محمد ہر وقت خوفزدہ رہتا تھا۔

کرنے لگا تھا، جنہوں بہت اچھا تھا لیکن ساحل شیعان جی تھا ساحل نے پھر یہاں سے میسرک کیا پھر ساتھ ہی کالج بس ایف جی کالج میں ایف ایس سی اتھے تھروں سے پاس کیا گھر میں سب بہت خوش تھے اس کی تعلیمی زندگی تھی۔

وسیم محمد کے چھ بھائی تھے وہ بنیائیں تھیں میں پہلے بھی بنا چکا ہوں لیکن ساحل کی تائیں بہت اچھی دوتی تھی بہنوں میں بھی بہت اچھے طریقے سے رہتا تھا ساحل سب کو پیارا لگتا تھا سب نے دل کی گہرائیوں سے بھائی مانا ہوا تھا ماں باپ نے بنانا تھا ساحل بہت خوبصورت تھا پانچ فٹ گیارہ انچ قد کا مالک تھا اس کی آنکھیں بہت پیاری تھیں خوبصورت سمارٹ جسم تھا اس کے چہرے کے گال پھر کا لائل اس کے حسن کی مثال تھا وہ تو سن کا سن بہت ہی پیارا تھا کافی لوگ مرتے تھے بہت ہی نازک بڑھا ہوا تھا ہاں وسیم محمد نے مارا بھی بہت تھا جی بہت ہی تھی اس کے فائدے کے لیے اور اس کی زندگی کو اچھا کرنے کے لیے ایس ایم صاحب کی قیادت میں تو کوئی شک نہیں تھا اب وسیم محمد کے بیٹے اپنے اس بھائی کے سامنے بیٹھتے تو گاؤں کے لوگ ایک مثال کی مشہوری تھی ایس ایم صاحب کی مثال بندہ ونسی ہے بچے بہت دہرتے تھے اور جان سے۔ ایف ایس سی کے بعد ساحل کی پڑھائی ختم ہو گئی وہ ایک سرکاری محکمے میں جبری ہو گیا وسیم محمد نے واپس گاؤں جانے کا ارادہ کیا۔

قارئین کافی وقت گزر گیا تھا وسیم محمد کو اندازہ تھا کہ اب خطرہ نہیں ہے وسیم محمد کے گھر میں بہت محبت تھی اور اتفاق میں کھانا کھاتے آپس میں بہن بھائیوں میں بہت اتفاق تھا بہت محبت کرتے تھے ایک دوسرے سے بہت خیال رکھتے تھے۔

وسیم محمد کو ایک سرکاری طور پر درس ملے کا پلاٹ ملا تھا وہ بھی لاہور میں وسیم محمد نے لاہور جانے کے

بجائے گاؤں جانا مناسب سمجھا اگر کوئی خطرہ محسوس کرتے پھر بھی گاؤں نہیں جاتے لیکن وسیم محمد نے گاؤں جانے کا فیصلہ کر لیا تھا پھر کچھ عرصہ بعد اپنے وطن واپس اپنے گاؤں میں آئے۔ لیکن قارئین وسیم محمد کے بیٹے اونچے ہمدے پر فائز ہو گئے تھے ساحل بھی ایف ایس سی میں 641 نمبر لے کر بہت خوش تھا نوکری کرنے کا خواہش مند تھا۔

قارئین اگر دیکھا جائے تو لڑکا ہو یا لڑکی اس وقت اپنا مستقبل خراب کر جاتے ہیں جب لڑکا یا لڑکی لوگوں یا دوسروں جماعت میں ہوا گرفتار ہو جائے دودو کلاسوں میں عشق سے بچ جائے تو پھر ایف ایس سی میں اپنا مستقبل اس وقت ٹھوڑے ہیں جب وہ عشق میں گرفتار ہو جائے جس کی سب سے بڑی وجہ عشق وسیم محمد کے دور کی وجہ سے عشق کا پتھر کا سوچا بھی نہیں اور پھر بورڈ کے سینیڈر کا اندازہ سب کو بخوبی سے ایجوکیشن کے لحاظ سے سب سے بہت بڑا دنیا سے بھی تسلیم کیا ہے پھر اس بورڈ میں تعلیم حاصل کرنا ایک طرف پھر دوسری طرف محمد سلیم کا خوف اور پھر اپنے ہی تائیں کے کیا عشق کرنا آسان کام ہے نہیں ہرگز نہیں وسیم محمد نے بی بی فرحانہ سے کہا ہے اور اس کے بچے کا میاں ہو گئے ہیں سب اچھی نوکری پر فائز ہیں دانش آفیسر ہے اور تائیں انجینئر ہے منتاب اور نجم اقبال سرکاری اور چھوٹا بھائی عاتق تعلیم میں زیر تعلیم ہے ایک بی بی انجینئر دوسری بی بی انجینئر

کہانی کی طرف جلتے ہیں ہاں تو ایک ضرور بات یہ بھی تھی کہ وسیم محمد نے نادرا میں بھی ساحل کو اپنا بیٹا تسلیم کر لیا اور ہر طرح سے اسے اپنا بیٹا مان کر اس کو باب کا درجہ ملا ساحل کو شروع سے ہی جہاز اڑانے کا بہت شوق تھا وہ اکثر کابندوں کے صفوں سے جہاز بنا کر بیچ سے چھوٹ کر مار کر ہوا میں اڑایا کرتا تھا اس دوران جب گاؤں میں واپس کی آمد ہوئی کچھ عرصہ گزرنے کے بعد حضور ابہت پتہ بھی چلتا رہا کہ یہ لوگ

میرے اپنے نہیں ہیں۔
 قارئین حلاقے میں ایسے لوگ موجود ہوتے
 ہیں جو اشتیاق پیدا کر دیتے ہیں یا فطری شیطانی ذہن
 کے لوگ ہوتے ہیں جو بچے کو مختلف باتوں میں کرنے
 میں ہمدردی نہ کر کے کامیاب ہو جائے ہیں شاید
 چھوٹے ایسے ہی عناصر اس گاؤں میں بھی موجود تھے
 کیونکہ حالات اور وقت کے ساتھ لوگ بھی بدل
 جاتے ہیں کسی کی خوش دیکھی نہیں جاتی اب تو ایسا
 دور ہے کہ ایک مسلمان کی خوشی ہو تو دوسرے مسلمان
 اس کی خوشی پھر افسوس کرتا ہے اس کی خوشی نہیں دیکھا
 جانی حالانکہ اسلام میں ہے کہ اپنے ساتھی کی خوشی پر
 ناز کرنا بھی صدقہ ہے۔ ایک شام کو جب ساحل گھر آیا
 ساحل نے ماں کو کہا۔
 کہاں ہو ماں۔
 جی بیٹا کیا ہو خبریت تو ہے
 ہاں ماں خیر یہ ہے اب ایک بات کہوں چاہتا
 ہے جو تم کو نہیں بولنا۔
 جی بیٹا ایک ماں بھی اپنے بیٹے سے جھوٹ
 نہیں بولتی ماں نے سسرالے ہوئے کہا پوچھو بیٹا کیا
 بات ہے۔
 ماں میں کون ہوں تم لوگ میرے کون ہو۔
 ماں نے بغیر جواب دینے سوچے بنا ساحل کو
 خوبصورت گال پر زور سے پھینک مارا ماں کے ہاتھ میں
 جتنا درد محسوس ہوا وہ ماں آج بھی اس درد کو یاد کر کے
 روتی ہے مانتے ہیں کہ ماں نے ساحل کو ہم نہیں پایا تھا
 لیکن جہنم سے جنت تک کا راستہ بھی اس ماں نے ہی
 دکھایا تھا اس ماں ہی نے اس کے لیے بہت زخم
 اٹھائے تھے خاندان کو چھوڑ دیا تھا یہ سب کچھ ساحل تو
 نہیں جانتا تھا کاش کہ بتانے والے نے یہ راز اگر
 ساحل کو بتایا ہی ہوتا کم سے کم وہ اس ماں کی تکلیف
 بھی بتا دیتا تو تکلیف اس کی ماں نے اس کی خاطر
 اٹھائی تھی خیر کسی نہ کسی دن تو ساحل کو حقیقت کا پتہ چل

ہی جائے گا جو آہستہ آہستہ وقت کے ساتھ گاؤں
 والے فطوری لوگ بتارے تھے چوری چپکے سے۔
 قارئین یقین کریں ماں نے باجی دن تک
 ساحل سے بات نہیں کی تھی بولنا ترک کر دیا تھا پھر
 ساحل کو احساس ہوا کہ ماں مجھ سے ناراض ہے پھر
 معافی مانگی رات کے وقت جب سب گہری نیند سو
 رہے تھے تب آہستہ آہستہ جا کر ساحل نے ماں کی چار
 پانچ پراں کی طرف پیچھ کر ماں ایک دم بھی حاصل
 کرنے دوں یا پھر جوڑے ہوئے تھے معافی مانگ رہا تھا
 ساتھ میں رو بھی رہا تھا
 ماں نے جواب نہ دیا
 ماں نے کہا میں نے ایک شرط ہے کہ پہلے وعدہ
 کرو تم مانو گے۔
 ہاں ماں میں کیوں نہیں مانوں گا پولیس ماں میں
 وعدہ کرتا ہوں۔
 ماں نے کہا۔ ساحل جیسا اب تم زندگی میں کسی
 سے کوئی بات ایسی نہیں کرو گے نہ باپ سے نہ
 بھائیوں سے کوئی ایسا سوال نہیں کرو گے جو تم نے
 میرے ساتھ لیا تھا ورنہ میں تمہیں بھی حق نہیں بخشوں
 گی اور تم میرا مزے کا منہ بھی نہیں دیکھ پاؤ گے۔
 نہیں ماں میرا تمہارے سوا کون ہے کوئی نہیں
 پھر کبھی یہ ظلم نہ کرنا۔
 جی ہوئی ساحل نے ناشیہ کیا پھر اچانک اس کی
 نظر میز پر پڑی اخبار اٹھائی ایک دیکھا چھلنے لگا کہ دیکھو
 ماں اخبار میں پی ایس ایف کی خبر تیا آئی ہیں وہ بھی
 پائلٹ کی۔
 ماں کو زور سے پکارا ماں میں نے کل جانا ہوگا
 میں بلانی کرنا چاہتا ہوں اگر تم اجازت دو
 ہاں بیٹا ضرور تم اپلائی کرو
 ماں مجھے بھرتی کے لیے پشاور جانا ہوا
 نہیں تم موزا کیلے نہیں جاؤ گے تمہارے ساتھ
 تابش جائے گا

سلیکشن سینٹر میں کاغذات جمع کیے اور دو دن تک وہاں تک گزارنے پرے کیونکہ پہلے رٹن ٹیسٹ پھر فیزیکل پھر میڈیکل کا مرحلہ تھا اور ان سب مرحلوں میں ساحل نے اچھی طرح کامیاب حاصل کی تھی پھر انٹیلی جنس سلیکٹ بھی ہوا سب مرحلوں سے گزرنے کے بعد دونوں بھائیوں کی واپسی ہوئی جب لہر آیا ہر وقت ماں سے کہتا کہ امی میرے لیے دعا کرنا کہ میں سلیکٹ ہو جاؤں ماں ہر بار یہی کہتی کہ ہاں بیٹا میں یہی تمہاری دعا کرتی ہوں کافی دن گزر گئے لیکن کچھ پتہ معلوم نہ ہو۔ کہ گرمیاں شروع ہو چکی تھیں اپنے پیچھے میں بیٹا ہوا ساحل مڑے کی نیند کر رہا تھا کہ دانش کے ماموں وحید آئے وحید صاحب اچانک بنگ نیچر تھے وہ لیٹر لے کر آئے تھے اور ساحل کے ابو کو دیا کیونکہ وہ لیٹر ساحل نے ابو کے نام تھا جب لیٹر ساحل کے ابو نے کھولا تو نہ جانے انھوں سے آنسو نکل رہے تھے ماموں وحید بھی گھبرا گیا کہ کوئی پریشانی ہے وحید ماموں نے ابو سے کہا۔

کیا ہوا تم دو کیوں رہے ہو
کچھ نہیں یہ لیٹر اصل میں میرے لیے نہیں ہے
یہ تمہارے لیے آیا ہے۔۔۔۔۔

تمہیں۔۔۔۔۔ تمہیں۔۔۔۔۔ ادھر آؤ جذبات میں اونچی آواز میں کہا ساحل کی آنکھ بھی بیدار ہوئی تمہیں مبارک ہو تمہارا ساحل پائے سلیکٹ ہو گیا ہے
خیر مبارک لیکن ساحل کیا تمہارا نہیں ہے ماں نے آسمان کی طرف دیکھ کر خدا کا شکر ادا کیا ویسے تم مذاق تو نہیں کر رہے ہو بھائی تم جی بتاؤ کہ کیا سچ ہے وحید صاحب نے کہا۔

آج تک وہیم محمد کبھی جھوٹ نہیں بولا ہے مجھے یقین ہے تمہیں بھی یقین ہونا چاہئے ویسے سالے جی تم کیوں رو رہے تھے

نہیں سالے وہ آنسو خوشی کے آنسو تھے ہم نے ساحل کو کتنی مشکوں سے پالا ہے میری زندگی کی

ٹھیک ہے ماں جو آپ کا علم ہو گا لیکن ماں آخر میں کب بڑا ہو گا کہ میں گھر سے اکیلا نکلا کروں گا اگر میں بھرتی ہو گیا پھر بھی آپ کو میرے ساتھ میرا خیال ہے ایسا ہی چتا رہے گا۔

خیر ماں کی دعا میں لیں اور گھر کے اصولوں کے مطابق سب نے اکتے ہو کر ماتھ اٹھا کر دعا کی سب کی دعاؤں میں رخصت ہوا دونوں بھائیوں نے ماں باپ کی دعا میں اور گھر سے نکل پڑے ساحل پہلی بار نوکری کی غرض سے گھر سے نکلا تھا۔

قارئین جہاں سے اس گاؤں سے بازار کی طرف جانے کے لیے گاڑی ملتی ہے وہاں ایک قبرستان کا آخری کونا ہے جہاں پر گاؤں والوں نے اڑا سا بنایا ہوا تھا جہاں دو تین کاڑیاں بازار جانے کے لیے مل جاتی تھیں یہ اڑا وہیم نے گھر سے زیادہ دور نہیں تھا جب بھی وہیم محمد کی ٹیلی کا کوئی خبر بھی یہاں سے گزرتا تھا تو وہ نور محمد کی قبر پر پیدر قدم آنے والی کرتے تھے وہ کرتے تھے بھی ان کی قبروں پر سے سیدھا نہیں گزرتے تھے لیکن اس دن بھی یہ دستور ساحل اور تابش نے ان قبروں پر دعا کی لیکن قارئین آج تک ساحل کو حج نہیں ہوا تھا کہ یہ کن کی قبریں ہیں نور محمد کی قبروں پھر دعا کرنے کے بعد دونوں بھائی گاڑی میں سوار ہوئے لیکن تابش نے ابجائے لیوں آج تابش کو آنکھوں میں پانی چمک رہا تھا شاید اس نے ساحل کے لیے دل میں درد دکھائے کہ وہ ہر بار ہمارے ساتھ اپنے اہل خانہ کے لیے دعا کے لیے آتا ہے لیکن آج تک مجھ نہیں پایا کہ یہ کون ہے اور ساحل آج جواب ہو گیا اور نوکری کی تلاش کے لیے گھر سے نکلا

ہے ہمارے علاوہ اس کا کوئی نہیں ہے اس کی اپنی ماں نے بھی آج تک نہیں پوچھا تھا اپنی ماں سے ساحل آج تک بے خبر ہے ساحل آج بہت پیارا بھی لگ رہا تھا۔

قارئین جب پشاور پہنچ گئے تو وہاں ایگر ومنت

ماں بچ میں۔

ماں بیٹا یہ لیسر آیا ہے ماں نے لیسر دیا لیسر دیکھ کر
یقین نہیں آتا تھا جھٹ ماں کے گلے لگ گیا اچھا
مجھے چھوڑو باہر سب گھر والے تمہارے انتظار کر رہے
ہیں نور باہر آیا

ابو ابو

لیکن اب تو نماز کے لیے کھڑا تھا نماز پڑھنے کے
بعد ساحل کو مہار کہا دوی گلے لگا دیا اور ساحل سے کہا کہ
مجھے تم برحق سے تم نے میرا سر اونچا کر دیا کافی حوصلہ
اڑائی ملی سب گھر والے بھی مہربان باد دے رہے
تھے پھر ساحل نے وضو کیا نماز ادا کی رب کا شکر ادا کیا
نماز کے دوران آج کافی سو سے آ رہے تھے کافی دفعہ
نماز میں غلط ہوا۔

قارئین ساحل ایک شریف انسان تھا پانچ وقت
کا نمازی تھا بچپن سے جس کی عزت کو بری نگاہ
سے نہیں دیکھا تھا اس کی شرافت کے چرچے پورے
گاؤں میں تھے لیکن آج کی نماز لمبی ہوئی تھی وہ نماز
میں یقیناً یہی سوچ رہا تھا کہ میں کون ہوں یہ کون لوگ
ہیں حقیقت کیا ہے میں پوچھ بھی نہیں سکتا اور میں نے
ماں سے ایک رات وعدہ کیا تھا کہ میں بھی نہیں
پوچھوں گا

ساحل کی ماں نے کہا آج تم نے کافی لمبی نماز
پڑھی ہے بہت دیر لگا دی۔
نہیں ماں ایسی کوئی بات نہیں لیکن تم زیادہ خوش
نہیں ہو تمہارا تو پائلٹ بننا ایک خواب تھا جواب پورا
ہو گیا

میں ہر نماز میں ہر دعا میں تمہارے ارمانوں کی
دعا کرتی ہوں خدا تمہارا ہر ارمان پورا کرے۔
ساحل نے کہا۔ میں جانتا ہوں ماں تم بہت عظیم
ہو۔ میری دعا ہو تم چاہو میری جان بھی لے لو
ماں نے کہا۔ خبردار اگر تم نے پھر جان والہ کی
بات کی تو ساحل کے منہ پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا

نہیں یہ میرے آرام کے دن میں نے اپنی زندگی
ساحل کی زندگی کے لیے دن رات جاگ کر گزارے
ہیں تمہیں کے ساتھ کتنی لڑائی ہوئی ہیں میرے اور تمہیں
کے درمیان جدائی بھی ہوئی تھی لیکن آج اللہ تعالیٰ نے
اتنی خوشی دی کہ میں سب غم بھول گیا ہوں کہتے ہیں
کہ ہمیشہ بچوں کو حلال کھلاؤ تو اس کا صلہ ضرور ملتا ہے
ساحل میرا اپنا خون تو نہیں تھا لیکن پھر بھی ساحل سے
اتنا ہی پیار کیا ہے جتنا اپنے بیٹے دانش سے لے کر
چھوٹے بیٹے قاتب کو کیا ہے ہم نے کسی چیز کی کمی
محسوس نہیں ہونے دی وہ ہم گھر کا جی بٹائی سے بول رہا
تھا جذبات قابو سے باہر تھے۔

شاید ساحل جاگ رہا تھا آنکھیں ابو کی آواز
سے کھل گئی تھیں جب وہ تمہیں کہہ رہے تھے آج اس کو
حقیقت کا بھی تصور ابہت پیچل گیا تھا کہ ماں نے
دروازہ کھولا ساحل فوراً آنکھیں جھپٹ موٹ بند کر
ویں ماں سمجھ گئی ساحل سو رہا ہے چلو کھڑی دیر بعد
جب نماز کے لیے ساحل اٹھے گا تو میں خوشخبری دوں
گی۔

قارئین وہ ساحل سے اتنا پیار کرتی تھی کہ اس
کی خوشی کے لیے بھی ماں اس کی نیند کو دسرب نہیں
کرتا چاہتی تھی کہ جان بوجاؤں اسی ماں پر جب پھر
اذان ہوئی پہلے تمہیں نماز اور شکرانے کے نوافل ادا
کیے پھر بعد میں ساحل کو اٹھانے کے لیے چلی گئی سب
گھر والوں کو ساحل کے جانے کا شرت سے انتظار تھا
ساحل جان بوجہ کہ الٹا لیٹا ہوا تھا لیکن اپنی سوچوں
میں ڈوبا ہوا تھا ماں نے آرام سے آواز دی۔

ساحل بیٹا اٹھ جاؤ نماز کا نام ہو گیا ہے۔
اچھا ماں تم جاؤ میں اٹھ جاؤں گا
نہیں اٹھو تمہارے لیے خوشخبری ہے۔
جی ماں کی خوشخبری سے جلدی بتاؤ
بیٹا تمہیں بہت بہت مبارک ہو تم پائلٹ
سیکٹ ہو گئے ہو

اپریل 2015

جواب عرض 141

کھتری زندگی عزت کی قربانی

جنم لیا ہے آج شہید کا ضمیر مطمئن نہیں تھا لیکن وہ راز نہیں بتانا چاہتی تھی وہ ساحل کو دھجی نہیں کرن نہیں چاہتی تھی۔ شاید وہ نہیں بتانا چاہتی تھی کہ وہ اس کی اصلی ماں نہیں ہے حالانکہ چھ حقیقت کا اندازہ ساحل کو ہوئی گیا تھا

ماں نے کہا جاؤ بیٹے اپنے نانی لوگوں کے گھر جاؤ ان کو اس خوشی کی اطلاع دے دو۔

قاریمن اس گاؤں میں ساحل کے پائلٹ سلیکشن کی خبر پورے گاؤں میں آگ کی طرح پھیل گئی کہ ایس ایم وسم محمد کا بیٹا ایک پائلٹ بن گیا ہے شاید اس گاؤں میں تو کیا پورے ضلع میں یہ پہلا پائلٹ تھا گاؤں کو جلن بھی ہوئی کافی لوگوں کو خوشی بھی ہوئی لیکن ہر چلنے اور خوش ہونے والا ایس ایم وسم محمد کے گھر مبارک باد دینے کے لیے جاتے رہے اس خوش میں مٹھائی بھی تقسیم کی گئی مقررہ تاریخ جانے سے ایک دن پہلے ایس ایم صاحب نے خیرات کا پروگرام بنایا جن میں گاؤں کے سب ہی لوگوں نے شرکت کی خیرات میں بھی ایس ایم صاحب کا شملہ ادا تھا ہر کوئی اس کو مبارک باد دے رہا تھا ہر بندہ ساحل کے لیے دعا گو تھا کیونکہ اس گاؤں کا ایک ستارہ پائلٹ بنے جا رہا تھا اس نے گاؤں کا نام روشن کر دیا گاؤں کے لوگوں نے کافی عزت دی ساحل اس گاؤں کا چمکتا ہوا ستارہ تھا۔

قاریمن کل ساحل کے جانے کا وقت ہوا ساحل کی ماں کا دل خفا تھا وہ کافی اداس تھی کیونکہ ساحل سے جدائی کا اس نے بھی سوچا بھی نہیں تھا وہ ساحل سے بے پناہ محبت کرتی تھی وہ روکنا چاہتی تھی لیکن اس کے روشن مستقبل کے لیے جدائی برداشت کرنا ایک مجبوری تھی اس نے زندگی کے اس بیج پھر جانا تھا جو اس کا ارمان تھا اور کوئی خوش قسمت ماں ہی شاید ایسے خواب دیکھے کہ اس کا بیٹا پائلٹ بن جائے یہ تو دستور ہے دنیا والوں کا کہ کسی کو پائلٹ بنا دیتی ہے کسی کو

میرے ساحل بیٹے آج تم مجھے وچن دو کہ ہمیشہ وفادار رہو گے افسر بن کر اپنے والدین کو کبھی بھول نہ جانا ماں تم بیٹی بات کر رہی ہو تمہاری گود سے جنم لیا۔ تمہارے پیٹ میں تو ماہ تک رہا ہوں باپ نے کتنی اچھی پرورش کی تم نے میرے لیے جتنے درد اٹھائے وہ سب مجھے یاد ہے۔ جو تم نے میرے لیے کیا میری پیدائش پر تم جسمانی درد اٹھایا ماں میں کیسے تمہارے درود کو بھول سکتا ہوں ماں تمہارا اپنا بھی کدو عرض نہیں ہو سکتا۔ حالانکہ یہ سب کچھ ساحل جان بوجھ کر کبہر ہاتھ دیکھنا چاہتا تھا کہ ماں آج حج بولتی ہے راز کو راز ہی رکھے گی ماں کی آنکھوں سے دریائے طرح آنسو نکل رہے تھے آنسو کی جگہ خون دیکھائی دے رہا تھا۔

ماں تم روری ہو۔
نہیں بیٹا۔ یہ خوشی کے آنسو ہیں۔

ماں تمہارے لیے ہر وہ کام کروں گا جس میں آپ کی عزت ہو ماں آج تمہاری آنکھوں کے آنسوؤں کی خوشبو آ رہی ہے واقعی وہ ساحل سے بہت پیار کرتی تھی۔

قاریمن گرام جب نبی پاک ﷺ کے دانت مبارک سے ہوئے قطرے زمین پر گرنے لگے تو اللہ تعالیٰ کو یہ گوارا نہ ہوا کہ اس کے حبیب ﷺ کا خون زمین پر ایک قطرہ بھی کرے تو اللہ تعالیٰ نے احد کے میدان میں ایک گلاب کا پودا وہاں اگایا خون زمین کے بجائے گلاب پر گرا پھر اسی گلاب سے نبی پاک ﷺ کے خون کی خوشبو آگئی یہ خدا کی محبت تھی اپنے محبوب ﷺ سے اسی طرح ماں بھی جب اپنے کسی نخت جگر کے لیے آنسو بہاتی ہے تو اللہ تعالیٰ ماں کی آنکھوں کے آنسوؤں میں خوشبو بھر دیتا ہے یہ تو وہی محسوس کرتا سکتا ہے جس نے زندگی میں ماں کا خیال رکھا ہو۔ ماں ذرا ہلکی ہوئی تھی شاید آج شہید بنی سوچ رہی تھی کہ ساحل کیا جانتا ہے کہ اس نے کسی گود سے

سپاہی بنادیتی ہے۔ خیر ماں کی بدایات پر ساحل گاؤں کے ہر گھر پر رخصتی کے لیے کیا ساحل ہر کسی کو یہی کہتا تھا کہ میرے لیے دعا کرو میں کل جا رہا ہوں سب دوستوں سے ملا شام کو گھر لوٹ آیا ساحل لیکن ماں کی حالت بہت خراب تھی لیکن ساحل پر ظاہر نہیں کرنا چاہتی تھی لیکن ساحل کوئی بچہ تو نہیں تھا کہ اپنی ماں کی مایوسی کو سمجھ نہ سکے شام کو ماں نے اپنے ہاتھ سے مرئی چاول پکائے سب نے ساحل کے ساتھ مل کر کھائے کھانا کھایا یوں رات بھی آگئی ساحل تو اپنے کمرے میں آگیا لیکن ماں ساری رات ساحل کی جدائی کے بارے میں سوچتی رہی نہ خانے کب آنکھ لگ گئی۔ خیر وقت بھی نہ کرتا نہیں ہے اگر وقت رکنا تو دنیا میں کسی کی موت نہ ہوتی وقت اگر نہ ہوتا تو دنیا میں جدائی نہ ہوتی کسی چیز کی پیدائش نہ ہوتی وقت کی بہت اہمیت ہے لیکن یہ ناہمیں تھا کہ ساحل کو ماں سے جدا نہ ہونا پڑتا آخر صبح ہوئی اذان ہوئی ماں ابھی ناشتہ تیار کیا سب گھر والوں کو ابھایا سب نے مل کر ناشتہ بھی کھانے کے ساتھ اٹھا کیا سورج کی کرنیں نمودار ہوئی سورج آج ساحل کی جدائی کی گھنٹیں اسنے میں تیار ہوا سامان وغیرہ کو شام سے پیک کیا تھا کافی سامان تھا جو وہم محمد نے لے کر دیا تھا جو دوران فرینک کیڈ ڈانی سامان استعمال کرتا ہے۔ وہ چیز لے کر دی گئی جو ساحل کی ضرورت تھی اسنے میں ساحل کے پھر دوست بھی آگئے جن کے نام لکھنا ضروری سمجھوں گا۔ خالد عثمان۔ شبیر الرحمن محمد عمر۔ طاہر۔ مجاہد۔ آصف چپاڑو۔ کرامت اللہ اس سے پہلے جو دوست ملاقات کے لیے آئے تھے ان میں سے عمر۔ زبیب۔ سعید نواز محمود۔ ماجد نیاز۔ رسول محمد۔ مدرثر۔ اسرار۔ ذوالفقار۔ اقصہ عباسی۔ تیمور خان۔ زاہد بابا۔ راشد دل جیلے۔ آصف۔ نجیب کنڈی۔ فیض محمد محمود۔ رحمانی ڈور۔ گل محمد محمود۔ مہربان شاہ۔ عرفان عابد شکر درہ۔ سنج۔ خان نعمان احمد خان نیاز۔ فرزند علی۔ ظہیر عباس

عابد بن ویر۔ علی محمد محمود۔ اور شیر بخش۔ عیف الرحمن۔ مہمان بھی تھے اور ساحل ان کے شانہ بڑھی تھے بے پناہ محبت حاصل کی تھی اساتذہ سے جانے کو وقت آگیا سب نے مل کر اٹھنی دعا کی اور سامان اٹھا اور کوئی کی شکل میں دھیمے دھیمے قدم آ کر گھر سے نکل پڑا اچانک کسی کی موبائل میں گانے کی آواز آئی مسافر جانے والے بھی نہ ملے کے آئے والے چلو ایک دوسرے کو کریں رہ گئے حوالے۔ قبرستان کا اڈا و اتنا دور تھا گازی کے فریڈر پہنچے شاید گازی حاصل کا انتظار ہی کر رہی تھی اس پر ابھی سی کو جدا امت لڑنا جدا کرنا بھی سے تو کسی ماں سے اس کا جینا جدا مت لڑنا۔

ساحل اپنے گھر والوں کے باری باری سب سے ملا ساحل اپنی بہن محمد سے بہت پیار کرتا تھا مختصر سے ملنے پر وہ دیا بھی اپنا خیال دیکھتا تھا روتے ہوئے کہتا ساحل کی نانی زیور جانہ صاحبہ تیں ساحل کو رخصت کرنے کے لیے قبرستان اڈے آئی تھی قبرستان پر دعا کی اپنے ماں باپ کی قبروں پر سب سے آخر میں اس کا سامنا شہینہ ماں سے ہوا افس خدایا! کیسا درد سے ماں میں آتا ہے بنا جی تو نہیں سکتا لیکن تمہارا ہے لیے تمہاری خوشی کی خاطر میں ہر حال میں جینے کی کوشش کرتا رہوں گا ماں نے بھی کہا جینا میں تمہارا ہے ناجی نہیں سکتی لیکن آنے کے انتظار میں جینے کی کوشش کروا لگی اپنا خیال رکھنا فرینک شوق سے کرنا خط لکھنے بنانا میں تمہارے خط کا ہر روز انتظار کروں گی اس وقت موبائل کی دنیا نہیں تھی۔ خطوں کا رواج تھا جس دن تم افسر بنو گے میں دیکھنے سے نہ آؤں گی اچھا ماں چتا ہوں ساحل بیوں کی طرف رو رہا تھا ماں چپ چاپ رو رہی تھی ساحل سے سر جھکا یا ماں

قارئین کرام ساحل کی ٹریننگ شروع ہو گئی
ساحل فیصلی طور پر بہت فٹ تھا بھگ دوڑ میں
سب سے آگے ہوتا ٹریننگ بہت شوق سے کرتا تھا۔
کافی لوگوں سے دوستیاں بھی ہوئیں وہاں یہ ایک فی
میل ٹیچر بھی تھی جو انجینئرنگ پڑھایا کرتی تھی جس
کا نام میڈم ٹیمن تھا وہ بھی ٹرک کے رہنے والی تھی
اور ساحل کے ماضی کے بارے میں تھوڑا بہت جانتی
تھی ٹیمن اس کا بہت خیال رکھتی تھی یہاں پر یہ بھی کہہ
سکتے ہیں کہ وہ چچی ہوئی محبت تھیں ساحل کے ساتھ ضرور
کرتی تھی لیکن اظہار بھی نہیں کیا اور ایسے ہی شکر
اسانڈا کا بھی رشتہ تھا اظہار کرنا سوانہ بن پیدا نہیں
ہوتا تھا خیر اس دوران ماں سے ملنے نہ جاتا رہا۔
ٹریننگ پڑھتی ہی کیا تھا

ساحل کے دو سال کی ٹریننگ ختم ہونے والی تھی
گھر والے ایک ایک دن کا شدت سے کن کر
گزارتے تھے گھر والے بہت خوش تھے کہ کچھ عرصہ
کے بعد ساحل پانچ بن جائے گا آخر وہ دن بھی
آگیا کہ اکیڈمی سے ایک لیٹر آیا جس کے اندر پانچ
وزیرت کارڈ بھی وصول ہوئے جو پانچ آؤٹ پورٹ
کے تھے لیکن گھر کا ہر بندہ جانے پر ضدی تھا لیکن یہ تو
فون ہے فون کے بھی اپنی پالیسی ہوتی ہے کارڈ م تھے
گھر والے زیادہ تھے لیکن بہت مشکل سے یہ فیصلہ ہوا
کہ امی ابو عرصہ دانش رفت بہن یہ ساحل کی حوصلہ
افزائی کے لیے اکیڈمی پانچ پریڈ دیکھنے جائیں گے
لیکن چھوٹے شائبہ کو بھی ساتھ لے گئے تھے چرواہا
میڈم ٹیمن کے ذریعے اس کو مزید ایک کارڈ مل گیا تھا
ساحل بے تابی سے اپنے گھر والوں کا شدت سے
انتظار کر رہا تھا کہ اچانک دور سے اپنے ماں باپ
گھر والوں کو دیکھ کر دوڑے چل کے ساتھ بٹ پانچ
گیا سب کو سلام کیا باپ بھائیوں کے گلے لگایا بہنوں
سے ہاتھ ملایا
کاش آج ساحل کی ماں سارہ بی بی زندہ ہوتی

نہ مانتے پر سوسہ دیا پھر ہاتھ رکھ کر رخصت کیا ماں تو
ماں ہوئی ہے باپ وہ اپنی ہوا پر اپنی ماں کی ہر درد
جانتی ہے جہاں تک کاری دکھائی دے رہی تھی اس
وقت تک وہ دیاں گھڑی اس گاڑی کو دیکھ رہی تھی
اور آنسو بہا رہی تھی واپس پر نور محمد کی قبروں پر لمبی دعا
کی لڑنے والے سے گھر واپس آئی گھر ویران لگ رہا تھا
گھر کی لک رہا تھا گھر میں مذاق کون کرتا ساحل کی
ہر بات پر گھر والے ہنستے تھے ساحل کی باتیں سب کو
انجلی لگتی تھیں اللہ نے آواز بھی بہت پیاری دی تھی
لیکن آج گھر خالی خالی لگ رہا تھا۔ ساحل کے والد
وسیم محمد بھی سفر میں اس کو اکیڈمی تک چھوڑنے کے لیے
ساتھ تھے سارے راستے میں ساحل یہی سوچ رہا تھا
کہ میں کون ہوں یہ لوگ میرے لیے اتنا درد کیوں
اٹھاتے ہیں یہ باپ جو میرے ساتھ ہے یہ کیوں اتنا
خوش ہے یہ سب کیا ماجرہ ہے ہزاروں سوال اپنے
ساتھ کر رہا تھا لیکن کسی سے پوچھنے کی ہمت بھی نہیں
تھی اور نہ ہی پوچھنا چاہتا تھا کیونکہ کہیں کچھ کوئی غلط
نہ بتا دے میرا دل اس گھر سے ٹوٹ جائے جو میں کسی
بیت پر ایسا نہیں کرنا چاہتا تھا

پانچ ہنستے بعد ساحل اپنی منزل مقصود پر اپنی
پیاری اکیڈمی پہنچ گیا باپ نے کیپ میں انٹری
کروادی آخر میں باپ نے الوداعی ملاقات میں
ساحل کو کچھ نصیحت کی کہ بیٹے کبھی بزدلی نہیں دکھانا
دو سال کی ٹریننگ ختم ہونے کے بعد کرسی بین تمہارا
انتظار کر رہی ہوگی ٹریننگ نام ہی جتنی کا ہے۔ ٹریننگ
میں بھی پیچھے مت بننا اپنا خیال رکھنا ہم پھر پہلے سے
ہی قانونی فوجی تھے فوج کے اسلوں کو اچھی طرح
جانتا تھا ساحل نے کہا
اچھا اب جی آپ دعا کرنا خدا حافظ۔
باپ سے جدا ہونے کے بعد ٹریننگ کی طرف
بڑھا یہاں سے ایک نئی زندگی ایک نئے عزم کے
ساتھ شروع کی۔

اپنے بیٹے کو دیکھ پاتی یہ دیکھنا اس کا حقیقی حق تھا خیر یہ لوگ بھی حق میں اتنے ہی برابر ہیں شبنم سے آسمان کی طرف دیکھ کر صرف سوچا شبنم بھی گھر والوں سے ملی تھی۔ پریڈ کا آغاز تلاوت قرآن پاک سے ہوا باقاعدہ تقریب شروع ہوگئی چاق و چوبند دستے گراؤنڈ میں لائے گئے گھر والوں کو تو ہر طرف ساحل ہی دکھائی دے رہا تھا پریڈ کے ہر ادراپ تماشاخیوں نے خوب داد دی اپنے پیادوں کو ساحل نشاد کے طور پر نمودار ہوا جو پریڈ میں پریڈ مکا نڈر کے پیچھے اور پریڈ کیڈٹ کے آگے ہوتا ہے سب گھر والے ساحل کو بہت فخر کے ساتھ دیکھ رہے تھے سب تماشاخی بہت لطف اندوز ہو رہے تھے آخر میں پریڈ کا معائنہ کرنے کے لیے مہمان خصوصی آگئے پریڈ کا معائنہ کیا جوانوں سے ملک و قوم کی وفاداری کا حلف لیا پھر مہمان خصوصی نے تقریر کی کیڈٹ کی کارکردگی کو سراہا اور بہترین تین کیڈٹ کو انعام دیئے جس میں ساحل کو میسٹ کیڈٹ کی اعزاز می شہر تلواردی گئی یہ منظر نہایت ہی دلکش تھا سب نے تالی بجا کر خوب داد وصول کی بعد میں پریڈ مارچ پاس کرتے ہوئے گراؤنڈ سے باہر نکل گئے اسی دوران اعلان ہوا کہ آنے والے مہمانوں کو خوش آمدید اور دوسری جانب مہمانوں کے لیے لی بی ریک کا انتظام کیا گیا ہے لی بیک کے ختم ہونے کے بعد اپنے کیڈٹ کو ساتھ لے جاسکتے ہیں اس اعلان سے سب خوش ہو گئے تماشاخی نے پھر تالی بجا کر اعلان کرنے والے کو داد دی۔

ساحل ہمیں دور سے دکھائی دے رہا تھا کہ ہماری طرف آرہا ہے ہم بھی اسی انتظار میں تھے کہ ساحل کب آئے گا ساحل وردی میں بہت پیارا لگ رہا تھا آسمان میں چمکتے ستارے کی طرح لگ رہا تھا وہ دراز قد سمارٹ باڈی اپنی خوبصورتی کی وجہ سے کافی لوگوں کی نظروں کا مرکز ہو رہا تھا ہمیں اندازہ بھی لگ رہا تھا جب ہمارے قریب آگیا تو پہلے اس نے

ہوشیار کھڑے ہو کر پاؤں زمین پر مار کر بائیں ہاتھ سے سلوٹ کیا ابو نے بھی سلوٹ کا جواب سلوٹ مار کر دیا۔ پھر ایک قدم ہو کر ساحل کو گلے لگایا ابو کی آنکھوں سے آنسو روکنے کا نام نہیں لے رہے تھے پھر ساحل ایک قدم پیچھے ہٹ کر زور سے زمین پر پاؤں مار کر دائیں ہاتھ سے ماں کو سلوٹ کیا جیسے ایک سپاہی اپنے جرنل کو سلوٹ کرتا ہے ساحل نے بھی ماں کو اس جذبے کا سلوٹ کیا سلوٹ کو دو منٹ آنکھ کے ساتھ لگائے رکھا ساحل اور ماں کی آنکھوں سے ایسے آنسو آرہے تھے کہ پیچھے ساتھ میں کھڑی شبنم میڈم بھی روری تھیں پھر ماں ایک قدم آگے ہو کر اپنے بیٹے کا ہاتھ نیچے کر کے پیٹ ہاتھ کو بوسا پھر بننے کے کالوں کو آنسو اپنی چادر سے ایک سرے سے صاف کئے پھر عصمہ سے ملا لیکن عصمہ نے کہا

بھیا ایک سلوٹ مجھے بھی تو دکھو ناں
سب بس پڑے ساحل نے عصمہ کو بھی سلوٹ کیا آسمان کی طرف دیکھ کر پھر عصمہ نے کہا۔

آسمان باش ایک دفعہ پھر سب بس پر سے ساحل بھی بس پڑا عصمہ کو سر پر پکی دی عصمہ بہت شیطان تھی لیکن ساحل کی میسٹ فریڈ بھی ماں تو شبنم میڈم کے ساتھ مصروف تھیں پھر میڈم شبنم نے کہا مبارک ہو ساحل پائلٹ بننے پر شکریہ میڈم آپ بہت اچھی ہیں شبنم کی آنکھیں بھیگ گئیں اور سب کو خدا حافظ کہا اس نے ایک بار پیار بھری نظروں سے ساحل کو دیکھا کیونکہ یہ آخر بار تھا ساحل کو دیکھنا شبنم جانتی تھی کہ پھر شاید ساحل کو کبھی نہ دیکھ سکے ساحل پیچھے ہی دیر بعد اپنے گھر والوں کے ساتھ گاؤں کی طرف چل دیا۔

گاؤں پہنچے پر ساحل کے ماموں لوگ باقی گھر والے اور گاؤں کے دوست سب قبرستان میں اٹھنا ہو کر ساحل کا انتظار کر رہے تھے ہاتھوں میں ہار بھی پکڑے ہوئے تھے شبنم نے تو دھول والے کو بھی بلایا

بھائیوں کو یہ غیرت گوارا کر رہی تھی کہ ہمارے ساحل کو رشتہ نہیں دیتے تو یہ ہمارے انکل تو نہ ہوئے ناں سب بھائیوں نے انکار کر دیا بھائی بھی اسی ضد پر قائم تھے کہ ہمیں وجہ بتائی جائے وہ عزت دار آفیسر بھی ہے مرد بھی ہے تو پھر کیوں رشتہ نہیں دیتے لیکن عزت محمد نے یہ وجہ بتائی۔

یہ بنگالی کا خون ہے تمہارا اپنا بیٹا تو نہیں ہے میں اپنی بیٹی کسی لکھی اور کو نہیں دے سکتا وسیم محمد کی آنکھیں بہت غصہ کی وجہ سے لال سرخ تھیں لیکن پھر بھائی کو کہا۔

تو میرا بڑا بھائی ہے آج تو شکل دکھادی ہے آج کے بعد میری شکل مرنے کے بعد بھی نہیں دیکھنا جو ساحل کو ہمارا خون نہیں مانتا اس کے ساتھ میرا ہر قسم کا رشتہ ختم کرنے کا اعلان ہے آج کے بعد میں بھول جاؤں گا کہ میرا بھی کوئی بڑا بھائی تھا

وسیم محمد کے ساتھ ہمیشہ رشتہ ختم کرنے کا جذبہ جاتی فیصلہ کر لیا ہمیشہ جذبات میں آکر غلط فیصلہ کرتا ہے کیونکہ اگر وسیم محمد اپنے بھائی سے محبت کے ساتھ معاملہ طے کر لیتا تو کام بن جاتا شاید لیکن ساحل کی خاطر بھائی سے رشتہ ختم کر لیا۔ حالانکہ عزت محمد کی چھ بیٹیاں تھیں اور تین بیٹے تھے وسیم محمد کے سب بچوں کا حصہ بن سکتی تھی لیکن شاید قدرت کو منظور نہ تھا رشتہ تو آسمانوں پر بننے میں عزت نور بھی کافی خود غرض انسان تھا اس نے اپنی بیٹی کی شادی گاؤں میں اس خاندان میں کروائی جس خاندان کی وسیم محمد سے دشمنی بھی تھی پھر ایسے لڑکے سے کروائی جو اپنا بیٹا خاندان کو دیکھ سکتا تھا لیکن رات کو نہیں دیکھ سکتا تھا آخر اپنا خون اپنا ہوتا ہے عزت محمد نے تو جان بوجھ کر وہاں شادی اس لیے کروائی کہ وہ اپنے بھائی کو جلا سکے سے اس آگ میں جلا یا جائے محمد وسیم اور خاندان والوں کو صرف یہ دکھ تھا کہ بے شک ہمیں زائدہ کا رشتہ نہ دیتا لیکن کسی نابینا انسان کے ساتھ زائدہ کی شادی کروانا

ہوا تھا آخر ساحل گاؤں پہنچ گیا سب نے پر جوش استقبال کیا ماں کے اشارے پر باپ کے قبروں پر دعا کی پھر گھر تک دھول کی تھاپ سے لایا گیا گھر میں گاؤں میں خوشی کا سماں تھا دوسرے دن وسیم محمد نے ایک بڑی خیرات کی گاؤں کے تمام لوگوں نے شرکت کی اب گاؤں والوں نے ساحل کو پائلٹ بولنا شروع کر دیا پندرہ دن کی چھٹی کے بعد ساحل نے اپنے سنے سفر کی طرف جانا تھا پندرہ دن بھی گزر گئے پتہ نہیں نہیں چلا کل اس نے اپنی پونٹ جانا تھا پھر سے گھر سے جدا ہونا تھا کل ماں کو کہا۔

ماں میرے لیے دعا کرنا میں بہت جلد لوٹ آؤں گا اور دعا میں بھی مجھے بھول نہ جانا میری سویت ماں پھر ماں مٹے بھی سو جاوے گا کہ بیٹا ماں خدا حافظ۔ وہ دل ہی کیا جو تیرے ملنے کی دعا نہ کرے میں تجھے بھول کر زندہ رہوں خدا نہ کرے میری وہ دعا ہی قبول نہ کرے جس میں ایک ماں تیری دعا نہ کرے۔

قارئین ساحل کی پہلی پوسٹنگ پشاور میں ہو گئی ساحل اپنی نئی جگہ پر کافی خوش تھا یہاں پر ایک اور بات بتانا چاہوں کہ محمد وسیم کا ایک بھائی جو ضلع کرک میں رہائش پذیر تھا جس کا نام عزت محمد تھا اس کی ایک بیٹی جس کا نام زائدہ اور تھا جو بچپن سے ساحل کے نام تھیں لیکن عزت محمد کا مطالبہ تھا کہ وہ ساحل سے زائدہ کے رشتے کا خواہش مند نہیں تھا وہ زائدہ کی شادی دوسرے بیٹے سے کروانا چاہتا تھا جبکہ زائدہ نور کو ہمیشہ ساحل پسند کرتا تھا ساحل نے چھپا ہوا چار ضرور کیا تھا بچپن سے یہ بات طے ہوئی تھی کہ زائدہ کا رشتہ ساحل سے ہوگا ساحل بھی ہمیشہ یہی سمجھتا رہا کہ زائدہ میری ہوگی ایک دن جب ساحل کے لیے رشتہ مانگا گیا تو انکل لوگوں نے صاف انکار کر کے سب کو حیران کر دیا لیکن وسیم محمد بھی بہت ضدی تھا وہ زائدہ کا رشتہ کسی اور بیٹے سے نہیں کروانا چاہتا تھا اور نہ ہی ساحل کے

بھی جائز نہ تھا۔

ہماری بیٹی تو بیوہ ہو جائیگی ماں کچھ لوگوں نے ساحل پر پتہ نہیں کیا کیا لفظ بول دے لکھنا میرا گوارا نہیں کرتا جیسے گاؤں کے ماحول میں گندی سوچ رکھتے ہیں ایسے چند لوگ ہوتے ہیں پہلا دور اچھا تھا سب ایک دوسرے کے کام آتے درد خوشی میں ساتھ دیتے اب کا دور تو ماذن ہے ہر گھر پاکستان کا مالدار ہے لوگ استغنا مصروف ہیں کہ درد خوشی کے لیے وقت ہی نہیں ملتا اچھے لوگ بھی مل جاتے ہیں برے لوگ بھی مل جاتے ہیں وسیم محمد نے بھی ان تمام لوگوں کے ساتھ مکمل لپیکٹ کر دیا جس نے ساحل کی شان میں توہین کی تھی ساحل بھی جب اپنے باپ کی تصویر کو دیکھتا تو یہ گیت گنگنااتا تھا۔

میرے لیے تو کتنا درد اٹھاتا ہے

دیکھ کے تجھ کو دل کو میرے سینے میں آتا ہے

ہاں کچھ ایسے لوگ بھی گاؤں میں تھے جو خود اگر امی ابو سے ساحل کے رشتہ کی بات کرتے لیکن ان لڑکیوں میں مسئلہ یہ تھا کہ وہ کبھی بڑھی نہ ہوتی تھیں اور ساحل کے والدین چاہتے تھے کہ کم سے کم میٹرک پاس ہونا کہ زندگی کے کسی موڑ میں ساحل کو شرمندہ نہ ہونا پڑے جس کی وجہ سے وسیم محمد نہیں مانتا تھا خیر ساحل اپنی زندگی میں جس اپنی نوکری کر رہا تھا اسی دوران ملکی حالات بھی خراب تھے ساحل کی ایک پونٹ کوشالی وزیرستان واند جانے کا حکم ملا اس سکاؤن میں ساحل بھی شامل تھا جو اندے آپریشن کا حصہ تھا ہر فلائٹ سے پہلے ساحل اپنی ماں سے دھالے کر پرواز کرتا اس دن معمول کے مطابق ماں سے بات کی دعائی اور آپریشن کے لیے روانہ ہو گیا واند کا ٹھنڈا موسم ختم ہونے والا تھا گرمیاں شروع ہونے والی تھی اپریل مئی کا مہینہ تھا کچھ شریپند عناصر کی جیسے واند میں کافی حالات خراب تھے ہر طرف آرتھری فائز کی گولہ باری ہو رہی تھی ساحل جٹ طیارے سے واند میں مقیم شریپند عناصر کے ٹھکانے پر بمباری کر کے

قارئین ماحول میں وقت کے ساتھ تبدیلیاں ضرور آتی ہیں گاؤں کے لوگ اپنی اولاد کو ساحل کی مثال دیتے تھے آپ کو پہلے بھی بتا چکا ہوں کہ ساحل بچپن سے ہی بہت خوبصورت تھا پھر پائلٹ بھی تھا ایک شریف انسان ہنس کھانا انسان تھا ہمیشہ ہر دکھ کو اپنی مسکراہٹ میں چھپالیتا تھا ساحل اچھے بچے کی طرح ہر ماہ اپنی جب خرچ کے علاوہ باقی تمام پیسے خواہ اپنے ابو محمد وسیم کو دیتا تھا گاؤں کا ہر انسان ساحل کی طرح اولاد کی تمنا کرتے تھے اچھا گاؤں میں بھی وقت کے ساتھ کچھ ایسے عناصر بھی پیدا ہوئے جو ساحل کو ذہنی یا چار ڈبل مائنڈ بنانے کی کوشش کرتے تھے ساحل مکمل طور پر جٹ طیارے وغیرہ کا ایک مختصی پائلٹ بن چکا تھا ساحل کو اسے انکل کے انکار کا صدمہ ضرور ہوا تھا دل ٹوٹ چکا تھا لیکن ساحل بہت بہت والا انسان تھا اس کی ہمت کا اندازہ یہاں سے لگائیں کہ وہ یہ جانتے ہوئے بھی کہ میں ان کا اپنا بیٹا نہیں ہوں میں پھر بھی وہ گھر کے کسی فرد سے نہیں پوچھ سکا کیونکہ ماں سے وعدہ کیا تھا ہمیشہ صبر کیا ہمیشہ حوصلہ بلند رکھا ساحل ہمیشہ بننے والا انسان تھا مذاق عادت تھی مسکراتا اس کی فطری تجبوری تھی ہر دکھ درد کو اپنے سینے میں سماتا تھا کوئی یہ ثابت نہیں کر سکتا تھا کہ ساحل کو بھی دکھ یاد درد ہو سکتا ہے یہ تو صرف خدا ہی جانتا تھا وسیم محمد نے گاؤں میں مناسب رشتہ تلاش کرنے کی کوشش شروع کی کئی جگہ سے انکار ہوا جو اچھے رشتے تھے جو ساحل کی لائق بھی انکے گھر والے سوچ کا بعد انکار کر دیتے تھے انکار کی وجہ بھی یہ بتاتے کہ آپ کے اپنے بھائی نے ساحل کے لیے اپنی بیٹی کا رشتہ نہیں دیا کہ وہ تمہارا اپنا خون نہیں ہے تو ہم کیوں اس ذلت میں بڑ کر اپنی بیٹی ایسے شخص کو دیں کہ جس کا اس دنیا میں کوئی نہ ہو وقت کو بدلنے میں اتنی دیر تو نہیں لگتی پھر اگر ساحل کے دشمن آگے ساحل کو مار دیا تو

سین کو یاد کر رہا تھا پھر ساحل کا اسی جگہ ہر روز جانے کا معمول بن گیا لیکن لیکن سول کپڑوں کے لباس میں جاتا اس کو تلاش کرتا مابوں ہو کر واپس آ جاتا کاش ایک بار وہ شام پھر آ جائے کہ میں ایک نظر دیکھ سکوں ساحل کی لے تابی بڑھتی جا رہی تھی پھر اس نے ایک دوست اسد کو بھی بتائی

اس نے جواب میں کہا تم یہاں جنگ لڑنے آئے ہو عشق لڑانے نہیں آئے ہو پھر اپنے ماں باپ کا وچو جب ماں باپ کا احساس ساحل گود لایا تو پھر ساحل تھوڑا سا سنبھل گیا لیکن جسے عشق ہو جائے وہ کبھی نہیں سمجھے خیر حالت قدرے بہتر ہونے کی وجہ سے سکاڈن کو واپس جاسنے کا حکم ملا ساحل کو جب یہ بات معلوم ہوئی وہ بہت عکین ہوا وہ اس شہر کو نہیں چھوڑنا چاہتا تھا یہ نہیں یوں سرکاری نوکری ہے جانا تو پڑے گا جب واند بازار سے جہاز گزرنے لگا تو ساحل کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اسے لوگ رہا تھا کہ وہ ہمیشہ کے لیے اس شہر کو چھوڑ رہا ہے۔ بس تھا ایک زندہ لاش تھا اس کا دل ہمیشہ اسے یاد کرتا رہا۔

قارئین اگر محبت سچی ہو تو ڈھونڈتے ڈھونڈتے خدا بھی مل جاتا ہے لیکن ساحل ہمت ہار گیا تھا۔ پھر ساحل کے سکاڈن کو سیاہ جین کے محاز پر جانا پڑا کچھ عرصہ کے لیے وہاں تقریباً دو سال لگائے۔

گھر جب آیا تھا تو اس واقعہ کا ذکر اپنی بہن عصمہ سے کیا وہ اس دن بہت نرس رہی تھی شاید اسے یقین نہیں ہو رہا تھا کہ بھائی بھی عشق و عشق سے واقف ہے پھر ہر وقت عصمہ بھائی کو بہت تنگ کرتی تھی لیکن بھائی کی محبت کے لیے دعا ضرور کرتی تھی ماں سے بھی کہتا تھا۔

ماں میں پانچ سال کے بعد شادی کروں گا ماں نے کہا ٹھیک ہے ہم پاگل ہیں جو پاگلوں کی طرح کسی شیزوادی کو ڈھونڈ رہے ہیں ماں نے ناراض لہجہ میں کہا۔

اسکے کمپ کوڑا یا ساحل کے واند میں دن گزرتے گئے جولائی کا مہینہ تھا ساحل اپنی سرکاری گاڑی میں بیٹھ کر زیڈ این سی سے ایف کی کمپ کے گیٹ سے باہر بازار کی طرف نکلے ہی تھے کہ راستہ میں ایک لمبی کار جسے گنتی کہتے ہیں وہ نظر آ گئی ساحل کی نظر اس گاڑی پر پڑی جس میں ایک خاتون جس نے نقاب کیا ہوا تھا صرف آنکھیں دکھائی دے رہی تھیں گاڑی میں سوار تھیں ساحل نے شاید پہلی دفعہ کسی آنکھیں دیکھی وہ آنکھیں نہیں ایک مجزہ تھیں قدرت کا ایک عجیب کرشمہ تھا ایسا لگ رہا تھا کہ خدا نے اپنے ہاتھ سے یہ آنکھیں بنائی ہوں خاتون بالکل نا آشنا تھی اور نہ ہی ساحل کو دیکھا تھا خاتون بے خبر تھی کہ کوئی اس کی طرف بار بار دیکھ رہا ہے وہاں تنگ بازار میں کافی رش کی وجہ سے گاڑی تقریباً دس منٹ تک رکی رہی پھر آہستہ آہستہ ساحل کے قریب سے گزر گئی جہاں ساحل وردی پہنے کھڑا تھا شاید اس بار ایک نظر خاتون کی ساحل پر نظر پڑی ہوگی کیونکہ ساحل یونیفارم میں جس کی مثال اپنی آپ ہی تھا مرد بھی اس کی توجہ کا مرکز بنے رہے شاید اس بازار میں پہلی دفعہ کوئی پانکٹ آیا ہو خاتون کی گاڑی گزرنی۔

سمندر تک پہنچ کر بھی سمندر سے پانی نہ پی سکا گزرنے والا تو گزر گیا گاڑی میں گانا بھی لگا ہوا تھا کہیں پیار ہو جائے گا۔ ساحل کی بنجانے کیوں اس کے گزرنے کے بعد جان نکل رہی تھی بہت اداس سا ہو گیا پھر بھی دیکھ نہ سکے گا آخر درد دل کے ساتھ اپنے کمپ آ گیا جہاں وہ رہائش پذیر تھا بہت مضرب تھا شاید ساحل کو آج محبت ہو گئی تھی آج ساحل نے سوچا کہ محبت ایک پاکیزہ رشتہ ہے محبت کے بغیر انسان کتنا ادھورا ہے محبت خدا تک پہنچنے کا ذریعہ ہے محبت ہی ایک جذبہ ہے محبت زندگی کی ضرورت ہے بے چینی محبت کا حق ہے محبت کرنا بھی انسان کا حق ہے پتہ نہیں ساحل کو کیا ہو گیا اور وہ پوری رات اس منظر

او ہوا ماں۔ ماں میری۔ ماں تمہیں کیسے سمجھاؤں
اچھا ماں جب میں سیاہ چین سے واپس آ جاؤں گا پھر
جہاں تو چاہے میری شادی کر لینا۔

ماں مسکرا دی بہت بے شرم ہوتا ہوا مطلب میں
اچھی طرح جانتی ہوں ایک پچل دے ماری
عصمہ بہن تم مجھے یہ بتاؤ کہ میری کزن زادہ
نے ایسا کیوں کیا ہے وفا نگیں بزدل نکلی۔

عصمہ نے کہا بھائی اس میں خدا کی بہتری ہوگی
تمہاری محبت اس بھی زیادہ مضبوط اور بہادر ہوگی یہ
میرا ایمان کہتا ہے۔
تمہارا کیا خیال ہے کہ مجھے میری محبت مل جائے
گی۔

خیال نہیں یقین ہے بھیانور ورطے کی اللہ تعالیٰ
محبت کرنے والوں کو کبھی جدا نہیں کرتا خدا نے بھی
اپنے رسول پاک ﷺ کے ساتھ محبت کی تھی تمہاری
محبت کا نامنا ممکن ہے لیکن ناممکن نہیں ہے۔

اس دوران چھٹی بھی گزر گئی تھی ایک سال کا
عرصہ گزر گیا کہ واندہ کے پھر حالات خراب ہو گئے۔
حکومت نے جو جہازوں کو ایمر جنسی میں سیاہ چین
سے واندہ کی طرف جانے کا حکم کیا جس میں ساحل کا
سکاؤن بھی شامل تھا واندہ کی خبر ملتے ہی ساحل کی جان
میں تو جان آگئی خوشی مگنی چند گھنٹے بعد وہاں سے

روانہ ہوئے اور واندہ زیدان بنی اترے تھوڑا ریسٹ کیا
قارئین میں یہاں یہ بتاتا چلوں کہ واندہ کا موسم اکثر
خراب رہتا ہے سی خراب موسم کا فائدہ اٹھاتے ہوئے
ساحل خود گاڑی لے کر اسی جگہ چلا گیا لیکن وہاں پر تو

وہ جگہ ہی نہیں تھی جہاں پر اس نے اپنی محبوبہ کو دیکھا
اور چھوڑ کر گیا تھا کیونکہ وہاں وہ نقشہ ہی بدلا ہوا تھا اس
جگہ پر مکانات دکائیں بن گئے تھے روڈ کو دوسری
طرف منتقل کر دیا تھا آج اسے لگا کہ سب ختم ہو گیا ہے
اس کے آنسو نکل گئے اللہ تعالیٰ سے شکوہ کیا کہ میں کتنا
بد نصیب ہوں کہ آج تک خود کو کبھی نہیں جان سکا کہ

میں کون ہوں اور میں نے زندگی میں پہلی بار محبت
شروع کی تھی تو نے وہ جگہ ہی ختم کر دی تو نے دل کے
ساتھ واپسی کا ارادہ کیا یہ تھا کہ میں اسی وقت شر
پسند لوگوں نے فائرنگ شروع کر دی حالات بہت
خراب ہو گئے تھے وہ جس گاڑی میں بازار گیا تھا وہ
گاڑی بھی حملے کا شکار ہوئی درانیور بھاگنے میں
کامیاب ہو گیا تھا گاڑی کی کافی زخمی حالت تھی لیکن
ساحل کو بازار میں ہی چھوڑ دیا ساحل وردی میں بھی تھا
شر پسندوں نے آواز دی ساحل کو کہ رک جاؤ ورنہ گولی

مار دیں گے لیکن ساحل بالکل بازار کے مخالف سمت
بھاگ رہا تھا شر پسند بھی اس کے پیچھے بھاگ رہے
تھے انہوں نے پیچھے سے گولی بھی چلائی جو ساحل کی
ناٹک میں لگی لیکن سر نمون کی وجہ سے وہ زخم کی پرواہ

نہ کرتے ہوئے دیوانہ وار بھاگ رہا تھا لیکن وہ بازار
کے ایک ہسپتال میں گھس گیا ہسپتال میں عورتوں کا
کافی رش تھا وہ ساحل کو دیکھ کر چلائی کافی خوفزدہ
ہوئیں لیکن اس نے ایک ہی سانس میں سب ماجرہ
سمجھایا عورتوں نے اور ہسپتال کے عملے نے خرس کھا

کر اندر آنے کو کہا ساحل کو محفوظ کمرے میں رکھ دیا
ڈاکٹر صلابہ بھی آگئی وہ بھی اسے دیکھ کر پہلے تو ڈر گئی
پھر ایک خرس نے سب ماجرہ بتایا ڈاکٹر شاید کسی
ڈیپورٹی میس میں مصروف بھی تھیں لیکن اس نے کہا۔

اس کی وجہ سے ہم تکلیف میں پڑ سکتے ہیں
یہ بات سنتے ہی ساحل نے کہا۔

میڈم میں پاکستان آفیسر ساحل اقبال ہوں میں
کسی ضروری کام سے بازار آیا تھا لیکن کچھ شر پسندوں
نے ہماری گاڑی پر حملہ کر دیا اب میری زندگی خطرے
میں ہے میں بھاگ بھاگ کر یہاں تک پہنچا ہوں

اب چاہے آپ جو سلوک کریں نجائے کیوں ڈاکٹر
صلابہ ورنہ آئیے لیکن جب ساحل اس ڈاکٹر سے بات
کر رہا تھا آنکھیں میچے حیا میں بات کر کے زندگی کی
بھیک مانگ رہا تھا۔ ڈاکٹر فوراً کمرے سے باہر چلی گئی

ویسے ہی کیا یعنی دے تم یہاں محفوظ ہو کسی قسم کی کوئی تکلیف نہیں ہوگی تمہیں اس وقت تمہیں آرام کی ضرورت ہے تم آرام کرو او کے گڈنائٹ صبح ملاقات ہوگی۔

اس کے جانے کے بعد ساحل پوری رات یہی سوچ رہا تھا کہ زندگی تو خدا کے ہاتھ میں ہے وہ جسے چاہے زندگی گے جسے چاہے زندگی لے لے قارئین ساحل کی زندگی کا ایک اصول یہ تھا کہ وہ ہر عورت کو عزت کی نگاہ سے دیکھتا تھا اور یہ ڈاکٹر تو اس کے لیے فرشتے کی طرح تھی جس نے جان بھی بچائی اور علاج بھی کیا ساحل نے خدا کا شکر بھی ادا کیا۔

قارئین ساحل نے کھڑکی کھولی شاید وہ باہر کے حالات کا اندازہ لگانا چاہتا تھا شاید وہ یہاں سے نکلنا چاہتا تھا کسی طرح یہ سوچ جانا چاہتا تھا اسکے یونٹ والے پریشان ہوں گے یہی سوچ رہا تھا کہ اس کی نظر نیچے کی طرف چلی گئی نیچے ایک گاڑی جا رہی تھی کہ اس نے زور سے سرس کو بلایا۔

سسر جلدی آؤ پلیز۔
وہ بھی جلدی سے آئی جی بھائی عابدہ نے کہا سسر یہ نیچے گاڑی کس کی ہے۔
او ہو ڈرو مت یہ ڈاکٹر باجی کے لیے آئی تھی باجی گھر چلی گئی ہے۔

یہ کون ڈاکٹر تھی۔
بھائی یہ وہی ڈاکٹر ہے جس نے آپ کی جان بچائی ہے۔
کیا کیا۔

ہاں جی یہی ڈاکٹر صاحب ہیں جو ابھی یہاں سے گئی ہیں تھوڑے ہی لمحے گزرے تھے کہ عابدہ کے موبائل پر کال آئی۔

عابدہ دیکھو مریض کا خیال رکھنا دوسرا انجکشن بھی لگا دینا اگر ٹانگ میں زیادہ درد ہو۔
او کے میم آپ بے فکر ہو جائیں۔

اگر کوئی یہاں آتا ہے کوئی کسی کو کچھ نہیں بتائے گا۔ اور اگر کوئی اس آدمی کے بارے میں پوچھتا بھی ہے کوئی تو کہنا کہ دوسری طرف آدمی بھاگ رہا تھا غلط راستہ بتا کر اس بندے کی ہر کوئی جان بچانے میں مدد کرے گا تھوڑی دیر بعد پانچ نقاب پوش لوگ ہسپتال میں گھس گئے اور رعب دار آواز میں کہا۔

وہ آدمی یہاں پر کسی نے ایک آدمی کو بھاگتے ہوئے دیکھا ہے

سب عورتوں نے کہا کہ ہاں اس طرف بھاگ رہا تھا وہ لوگ اس راستے کی طرف چل دیئے۔

ڈاکٹر بہت بہت شکریہ تم نے میری جان بچائی ہے ساحل نے کہا۔

کوئی بات نہیں یہ ہماری انسانیت کا فرض تھا۔ اوہو یہ تمہیں تو خون بہہ رہا ہے عابدہ عابدہ جلدی کرو ٹریسٹ کا سامان لے آؤ ڈاکٹر نے پہلے نشے کا انجکشن لگایا پھر ٹریسٹ شروع کی جلدی خون رک گیا دوران ٹریسٹ کی ساحل کو آرام بھی آیا پھر ساحل کو دوسرے کمرے میں لے گیا جو بلانی منزل میں تھا شاید ساحل کو اوپر کمرے میں جانے کے لیے تکلیف ہو رہی تھی پھر ایک طرف عابدہ نے ہاتھ سے پڑا دوسری طرف ڈاکٹر صاحبہ نے خود ہاتھ سے پکڑ کر سہارا دیا اوپر لے جا کر فوراً گرم دودھ پلایا کھانے کے لیے بھی کچھ دیا کافی نام ہو گیا تھا پھر ڈاکٹر نے کہا۔

عابدہ اس کا خیال کھٹا صبح تک یہ یہی رہے گا۔ میں صبح تک کپڑوں کا بھی بندوبست کر لوں گی وردی میں بازار جانا مناسب نہیں ہوگا۔

ساحل نے ڈاکٹر کی طرف دوبارہ دیکھا وہ جا نے والی تھی ڈاکٹر ایک بار پھر تمہارا شکر یہ ادا کرنا ہوں تمہارا مجھ پر احسان ہے

ڈاکٹر نے کہا دیکھو تم مجھے بار بار شرمندہ مت کرو میں ایک ڈاکٹر ہوں یہ میرا فرض بنتا ہے کہ میں کسی انسان کی جان بچاؤں سو مجھے جو اچھا لگا میں نے

اور میں عابدہ کو دیکھ کر بے حفا ہو گیا۔
ہیلو بھائی کیا ہوا آپ پریشان کیوں ہیں کوئی
مسئلہ ہو تو مجھے بتائیں۔
وہ مل گئی۔ ساحل کے منہ سے نکلا۔
کیا مطلب بھائی وہ مل گئی۔ عابدہ نے حیرانگی
سے پوچھا۔

نہیں نہیں کچھ نہیں۔ وہ زندگی مل گئی ہے یہی
سوچ رہا تھا تمہاری باجی کتنی اچھی ہے ساحل نے بات
کو بدلتے ہوئے کہا۔
ہاں بھائی وہ بہت اچھی ہیں۔
وہیے تمہاری باجی کا نام کیا ہے۔

ہماری باجی یہاں دانہ کی مشہور ڈاکٹر ہیں باجی کا
نام زدا ہے۔ زدا کے نام سے پورا دانہ جانتا ہے بہت
مشہور ڈاکٹر ہے یہاں پر اس سے زیادہ مشہور کوئی
ڈاکٹر نہیں ہے۔

ہاں وہ تو میرے زخم ٹھیک کرنے کے دوران
مجھے اندازہ ہوئی گیا کہ وہ بہت قابل ڈاکٹر ہیں تمہاری
باجی کے خاندان کیا کرتے ہیں بہت اونچے خاندان کی
لگتی ہیں عزت دار گھر ان سے لگتی ہیں یہ سوال جان
بو جھ کر کیا تھا تاکہ پتہ لگا سکے کہ وہ شادی شدہ ہیں یا
غیر شادی شدہ۔

عابدہ ہنس پڑی۔ نہیں بھائی باجی کی شادی
نہیں ہوئی ہے اللہ کرے اس کو کوئی اچھا ہمسفر مل
جائے اچھا آپ آرام کریں آپ کی طبیعت ٹھیک نہیں
ہے کافی خون بہہ چکا ہے وہ دروازہ بند کر کے چلی گئی
آرام تو میرا ٹھیک ہو گیا ہے زخمی پاؤں کے
ساتھ سیدھا سیدھے میں گر گیا اپنے رب سے معافی
مانگی اے اللہ تو ہی عظیم ہے تو ہی سب کچھ ہے میں نے
جو شکوہ کیا تھا وہ غلط تھا تو رحیم ہے تو کریم ہے مجھے شکوہ
کرنے پر معافی دے بے شک تو معاف کرنے والا
ہے۔

آپ بھی سمجھ گئے ہو گئے مجھ کو سمجھانے کے بعد

انسان کتنا مجبور ہوتا ہے دل لگانے کے بعد
ہم خود ہی دل لگاتے ہیں پھر اللہ سے شکوہ
کرتے ہیں صبر نہیں کرتے حالانکہ اللہ تعالیٰ ہر وقت
ہمیں صبر کی تلقین کرتا ہے خود پر یقین نہیں آ رہا تھا خیر
سو جانے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا کہ سو بھی
جاؤں گا یہی سوچ رہا تھا کہ صبح کب ہوگی میں کب ذرا
کو دیکھوں گا مجھے کیا کرنا چاہیے ایک طرف یونٹ کا
خوف بھی تھا دوسری طرف میری محبت بھی بہت
زبردست تھا خیر یہ سوچ لیا کہ میری جان بھی جائے میں
اسے دیکھنے بنا نہیں جاؤں گا ہر وقت گھڑی کی طرف
دیکھ رہا تھا کہ نامم جلدی جلدی گزر جائے محبت میں
زیادہ درد انتظار کا ہوتا ہے یہی سوچ رہا تھا کہ عابدہ پھر
آگئی اس نے کہا۔

بھائی جان ہمارے کمرے کا سیونچ بورڈ خراب
ہے میں اپنا موبائل یہاں چارج پر لگاتی ہوں۔
میں نے کہا او کے لگا لو۔

وہ موبائل کمرے میں لگا کر کمرے سے باہر چلی
گئی میں فوراً بھاگ کر اس کے موبائل میں ریو کال
کے آپشن کو کھولا اس کا نمبر دیکھا میں نے نمبر فوراً یاد
کر لیا پھر دل پر لکھ لیا۔ نمبر بہت ہی آسان تھا پھر آرام
سے سو گیا پاؤں میں تکلیف بھی صبح جب اٹھا تو
ڈاکٹر زار آئی ہوئی تھیں۔

اسلام علیکم۔ کیا حال ہے طبیعت کیسی ہے رات
کیسی گزری کوئی تکلیف تو نہیں ہوئی میں نے ایک
نگاہ اس کے حسین چہرے پر ڈالی۔

ہم کو تو لوٹ لیا دل کے حسن والوں نے گورے
گورے گالوں نے۔ نہ پوچھو میری زرا کیسی تھی اگر
حسن کی تعریف کرنا شروع کر دوں تو تجھے جواب عرض
کے سارے صفحے ختم ہو جائیں گے تعریف چھوڑ دیتا
ہوں کیونکہ جواب عرض میں لکھنے کا حق دوسروں کا بھی
ہے

وعلیکم سلام ڈاکٹر میں پہلے سے بہت زیادہ بہتر

کا برقعہ بھی پہن لیا بہت عجیب لگ رہا تھا وہ دونوں ہنس پڑیں میں کافی شرمندہ ہوا لیکن مجھے زرا کا مسکراتا بہت اچھا بھی لگا۔ پھر میں نے کہا۔
ڈاکٹر اپنی فیس بتادو۔

میری اس بات پر زرا کے لہجے میں تھوڑا غصہ ضرور تھا اس نے کہا۔ مسٹر ساحل ہم ڈاکٹر ہیں بھی کاری نہیں ہیں کسی مریض کا ناجائز استعمال کریں یہ ہمارا فرض تھا پھر میں نے کہا۔

میں ایسے نہیں جاؤں گا۔ ہاں ڈاکٹر میرے پاس پیسے بھی نہیں ہیں لیکن آپ کو میری ایک چیز دینی ہوگی۔
وہ بولی۔ کیا۔

ساحل نے اپنے گالے سے لاکٹ اتار دیا اور کہا میڈم تم کو یہ رکھنا ہوگا وہ۔ میں بہت ضدی ہوں اس نے بلا سوچے وہ جلدی سے لے لیا اور کہا۔

اب جاؤ نکل جاؤ تم باطل ہو۔
میں نے کہا تم بھی باطل ہو ایک ٹھیک انسان کو باطل کہتی ہو۔ میں نہیں جاؤں گا۔

اف خدایا کس مصیبت سے واسطہ پڑ گیا ہے تم بہت اچھے ہو میری عزت کی خاطر جاؤ پلیز۔
او کے جاتا ہوں ڈاکٹر تمہارا شکر یہ دونوں نے

ایک دوسرے کی طرف دیکھا ساحل جاتے ہوئے ہاتھ ملانا چاہتا تھا لیکن ساحل کو لگا کہ شاید وہ ہاتھ نہ ملائے اور میری بے عزتی نہ کر دے وہ برقعہ پہن کر

عابدہ کے پیچھے روانہ ہو گیا خدا حافظ ڈاکٹر۔
قارئین کرام ساحل کی زندگی کا مشکل ترین سفر تھا برقعہ والا بھی گرتا جاتا بھی کسی پتھر کے ساتھ ٹکرا

جاتا بہت تکلیف کے ساتھ عابدہ کے پیچھے چل رہا تھا پتھر کے گیسٹ پر خیریت سے پہنچ گیا۔ عابدہ کا شکر یہ ادا کیا عابدہ واپس چلی گئی عابدہ سارے راستے

میں ہنس رہی تھی عابدہ تمہاری ڈاکٹر اچھی بھی ہے ظالم بھی ہے خدا حافظ کہا اور پھر گیٹ والوں کو حقیقت

ہوں آپ کیسی ہیں۔
او ہو گند۔ میں ٹھیک ہوں اب تم کو یہاں سے جانا ہوگا میں تمہارے لیے کپڑے بھی لائی ہوں اور برقعہ بھی لائی ہوں تم جلدی سے یہ کپڑے پہنو پھر عابدہ نکالنے میں تمہاری مدد کرے گی۔

جی جی میں عورتوں کے کپڑے پہنوں گا اور یہ ٹوپی والا برقعہ پہنوں گا ہرگز نہیں تمہارا داماغ تو ٹھیک ہے میں نے ایک پل بھی نہیں سوچا کہ یہ میری محنت ہے مجھے ایسے جواب نہیں دینا چاہیے نہ جانے وہ مجھے کیوں اپنی اپنی لگ رہی تھی ایسا لگ رہا تھا کہ میں بچپن سے جانتا ہوں میں نے کہا کہ میری جان بھی جائے میں یہ کام نہیں کروں گا۔

وہ بولی۔ تمہیں تمہاری اس وزدی کی قسم تمہیں تمہاری ماں کی قسم تمہیں ایسا کرنا ہوگا یہ میری مجبوری سے اور تمہاری زندگی کے لیے بھی آج یہ کرنا ایک مجبوری ہے پلیز انکار مت کرو میری عزت کا سوال ہے اگر تمہیں یہاں کسی نے دیکھ لیا تو میری عزت چلی جائے گی۔

اچھا اچھا چلو ٹھیک ہے لیکن میرا زخم درد کر رہا ہے تم اس کو چپک کر اور نئی کپڑو تاکہ میں آسانی سے واپس جا سکوں ساحل کا مطلب اس کے جسم کو ہاتھ لگانا تھا کہ کسی طرح زرا میری ٹانگ میں ہاتھ لگا دے۔ اس نے بھی جلدی جلدی سے پٹی کھولی دوسری پٹی لگائی اور کہا۔

تم جب تک پہنچ جاؤ پھر دوبارہ کسی ڈاکٹر سے معائنہ کروانا۔ پٹی کھولتے وقت اس نے عابدہ کو یہ بھی کہا کہ سانپ جب گرم ہو جائے پھر بد معاشی کرتا ہے یہ بھی اب خطرے سے باہر ہے بد معاشی کر رہا ہے لیکن تم اس کو اس کی منزل کی طرف جلد پہنچا دو۔

او کے باجی۔ آپ فکر مت کریں۔
پھر کیا تھا وہ کپڑے پہن لیے کپڑے بھی لال سرخ کالر میں تھے اوپر سے پرانا گرین کپڑے والا ٹوپی

بتا کر اپنا تعارف کروایا اور گیٹ کے اندر چلے گئے۔
پھر نور ایس بولس آگئی ہسپتال پہلے لے گئے وہاں بھی
طبعی معائنہ کیا میرے آفیسر صاحبان بھی آگئے مجھے
زندہ دیکھ کر سب خوش ہو گئے میں نے اپنے سفیر کو
سب صاف صاف بتا دیا۔

آفیسر نے کہا ہم نہ کرو میرے ہوتے ہوئے
تمہیں کچھ نہیں ہوگا پھر انکواری ہوئی مجھے پشاور لے
گئے وہاں کچھ عرصہ سی ایم ایچ میں زیر علاج رہا لیکن
گھر والوں کو بے خبر رکھا۔

ساحل کو نیلی آنکھوں سے محبت تو ہوگئی تھی پر
بہت سوچا کہ میں کیا کروں دھیان سب ذرا کی طرف
تھا ساحل کا ایک دوست محمد ارشد عباسی جو کہ اس کی
زندگی کا بہترین دوست تھا جو بیو مری گلوہ گل کا رہنے
والا تھا ساحل نے پہلی دفعہ اپنے دل کا راز اپنے
دوست کے ساتھ شہر کیا تھا ارشد عباسی اسے اکثر تنگ
کرتا تھا کہ سبز آنکھوں والے بے وفا ہوئے ہیں کبھی
کہتا کہ سبز آنکھوں والے انسانوں کی نظر بہت ہلکی ہے
مجھے ڈر ہے کہ میں تمہیں نظر نہ لگ جائے اس پر ساحل
بولس بولا لیکن یہ کہتا تھا کہ زرا بے وفا ہو خطرناک ہو
نیلی آنکھیں ہوں۔ خالم ہو جو بھی ہو لیکن ساحل کو تو
محبت ہوگئی ہے ناں۔

قارئین ارشد عباسی ولد خوشی محمد ہی واحد دوست
تھا جو ساحل کے ساتھ بہت غلطی اور محبت کرنے والا
تھا جب ساحل آٹھویں کلاس میں تھا تب ارشد کے
ساتھ دوستی ہوئی تھی جو تاحیات رہے یہ ہمیشہ ہوگی
دونوں کے درمیان بے پناہ محبت تھی ارشد بھی ساحل
کی طرح ایک سچا اور ایک عظیم انسان تھا خیر پھر ساحل
نے ارشد کے ساتھ فون پر بات کرنا کم کر دیا تھا کیونکہ
ساحل نہیں چاہتا تھا کہ زرا کو کوئی مذاق میں بھی برائی
کرے لیکن ارشد کے مشورے سے ہی ساحل نے زرا
کو کال کی تھی۔
ہیلو اسلام علیکم۔

علیکم اسلام۔ جی آپ کون۔
جی جی میں سچ بتاؤں یا جھوٹ۔
دیکھیں لگتا ہے کہ آپ کا رانگ نمبر لگا ہے
نہیں نہیں زرا پلیز غلط نمبر نہیں ہے یہ بالکل
ٹھیک نمبر ہے میں ساحل بول رہا ہوں۔

تم ساحل ہو تم نے میرا نمبر کہاں سے لیا۔
اور بتاؤ کہ تم کیسے ہو۔
میں ٹھیک ہوں لیکن تمہاری وجہ سے مجھ پر حملہ ہوا
تم میری مجرم ہو میڈم۔

میری وجہ سے زرا نے پریشان لہجے میں کہا۔ وہ
کافی پریشان ہوئی۔ میری وجہ سے کیا مطلب۔
مطلب یہ کہ اس دن تم نے کہا تھا ناں کہ
تمہیں تمہاری ماں اور میری عزت کی قسم تم یہ کپڑے
پہن لو میں نے بھرم رکھا کیڑے پہن لیے آج
میں تمہیں ماں کی قسم دیتا ہوں کہ تم کال اس وقت تک
ڈراپ نہیں کرو گی جب تک میں نہ ہوں۔

اوکے ٹھیک ہے بولو کیا کہنا ہے۔
پھر ساحل نے وہ ساری بات بتائی جو پہلے دن
سے ہوا تھا آخری دن پھر قسم ہوا زرا کی تو جان ہی نکل
گئی تھی یہ سب سن کر وہ بہت اداس ہوگئی تھی پھر اس
نے کہا۔

میں یہ سب نہیں جانتی تھی یہاں مجھے اتنا یاد ہے
کہ میں نے کسی کو یو پیٹا نہیں دیکھا تھا لیکن کبھی ایسا
خیال سوچ بھی نہیں سکتی تھی اور جب آپ ہمارے
ہسپتال آئے میں نے اس وقت بھی نہیں پہچانا ساحل
نے اپنے سارے جذبات بیان کر دیئے پھر اس نے
کہا کہ میں تب بھی جذبات کی قدر کرتی ہوں آخر وہ
بھی انسان تھی اس کو یہ محبت کرنا اس کو تسلیم کرنا مجبوری
تھی پھر کال ڈراپ کر دی۔

قارئین کرام پھر یہاں سے ایک نئی زندگی
شروع ہوئی ہم ہر روز گفتگوں بات کرتے تھے وہ میرا
ہر وقت میرا حال پوچھتی تھی مجھے ایسے لگا کہ ایک نئی

زندگی مل گئی ہو میری زندگی میں خوشی آگئی۔

یہ دنیا تم دیتی ہے شریک تم نہیں ہوتی

کسی کے دور رہنے سے بھی محبت تم نہیں ہوتی

میں بہت جلد صحت یاب ہو گیا اس دوران میری کسی دوست نے میرے گھر والوں کو اطلاع دی تھی وہ فوراً مجھے دیکھنے چلے آئے وہ پریشان بھی تھے پھر مجھ سے خفا بھی ہوئے کہ ہمیں انتقام تک نہیں کیا پھر میں نے کہا۔

ماں میں نہیں پریشان نہیں کرنا چاہتا تھا معاملہ اتنا خطرناک نہیں تھا پھر میں گھر والوں کو وہ سارا واقعہ سنایا وہ سب لوگ بہت حیران ہوئے پھر سب نے کہا کہ ہم اس سچا کو دیکھنے ضرور جائیں گے کہ جس کی وجہ سے ہمارے بچے کو زندگی ملی میں نے ماں کو چھیڑتے ہوئے کہا۔

ماں اگر پسند آگئی تو ساتھ لے جائی

ماں مسکرائی اور ایک آنکھ ماری میری ماں میری بہترین دوست بھی تھی پھر اسی پر اسی عرصہ ان کے گھر شکر یہ ادا کرنے کے لے گئے تھے تحائف بھی لے گئے تھے اور لے کر بھی آئے تھے زرا نے امی کے لیے ایک چادر بھی خریدی تھی بہت بھنگی اور بہت ہی پیاری چادر تھی یوں ہماری پاک محبت پروان چڑھتی کی دن گزرتے گئے محبت کافی مضبوط ہوئی تھی ایک دوسرے کے بغیر جینے کا تصور بھی نہیں کر سکتے تھے یہاں ایک بات بتاؤں کہ ہماری محبت سکول یا کالج کے زمانے والوں کی طرح بالکل نیا تھی جو ہر بات پر قسمیں کھائیں یا جان دے دوں گا ہماری خاطر آسمان سے تارے تو زلوں گا تمہاری خاطر دینا سے لڑوں گا میں خود کشی کروں گا میری موت کی تم زہ دار ہوگی وغیرہ وغیرہ ہم دونوں کی محبت بہت سنجھی ہوئی محبت اور عزت والی محبت تھی جھگانہ محبت نہیں تھی جو انامحبت تھی ساتھ دینے ساتھ لینے والی ضرورتی ہر وقت فون پر بات بھی ضرور کرتے تھے لیکن مطلب کی

باتیں کرتے تھے کبھی بے ہودہ مذاق بھی نہیں کیا ہوگا اس دوران زرا کچھ عرصہ کے لیے امریکہ چلی گئی تھی کسی کورس کے سلسلہ میں وہاں سے بھی مجھے کال کرتی تھی ہر روز تقریباً چھ ماہ کی جدائی ہوئی تھی تڑپ بھی زوردار تھی لیکن میرا کبھی ایک پرموشن کورس تھا دونوں طرف مصروفیات زیادہ تھیں۔

چھ ماہ کی جدائی کے بعد آج وہ پاکستان آ رہی تھی میں بھی آمد سے پہلے اسلام آباد ایئر پورٹ پر ٹائم سے پہنچ گیا تھا شدت سے انتظار کر رہا تھا میں نے ایک بھول بھی لیا تھا موقع ملے ہی میں نے دیا تھا وہ آج حد سے زیادہ پیاری لگ رہی تھی گرین سوٹ پہنا ہوا تھا ایک دوسرے کو سلام تو آنکھوں سے کیا تھا بات کرنے کا موقع نہیں ملا تھا کیونکہ زرا کی فیملی آئی ہوئی تھی۔

قارئین یہاں ایک بات بتانا چلوں کہ میں نے اسلام آباد میں اے ایس ایف پولیس کی ڈیوٹی آفیسر اور پی آئی اے کے آفیسر سے اپنا تعارف کروا کر دل کی بات بتائی تھی دونوں افسر بہت اچھے تھے انہوں نے میرا ساتھ دیا میں جہاز کے گیٹ کے سامنے کھڑا ہو گیا سب سے پہلے زرا ہی اس فلائٹ سے اترتی تھی پھر اس کا بھائی میں نے اس کے پیچھے پیچھے اس کی گاڑی تک اس کے ساتھ سفر کیا لوگ لاؤنج سے نکل رہے تھے میں بھی نکل رہا تھا وہاں پر کافی لوگوں نے یہ ضرور سمجھا ہوگا کہ یہ بندہ بھی امریکہ کی فلائٹ میں آیا ہے کسی کو کوئی شک نہیں ہو تھا پھر وہ اسی جی ایل آئی گاڑی میں بیٹھ گئی گاڑی میں سامان رکھا گاڑی روانہ ہوئی میں فٹ تھک پر کھڑا دیکھ رہا تھا کہ پاس سے اس کی گاڑی گزرتی ایک گاڑی میں دو پٹہ تھیک کرتے ہوئے مجھے انکلیاں ہلاتی ہوئی دیکھائی دی میں مسکادیا میں سمجھ گیا تھا کہ جانی تیرے کو بائے بائے کر رہی ہے۔

اب میں مکمل فٹ تھا میں نے دوبارہ فلائٹ کرنا

شروع کردی پھر مجھے ایک دفعہ دانہ جانے کا حکم ملا میں نے اطلاع زرا کو دی وہ بہت ہی خوشی ہوئی اور میرا انتظار کرنے لگی میں ایک ہفتے بعد دوبارہ فلائٹ لے کر دانہ چلا گیا میں وہاں پہنچ کر سیدھا پہلے زرا سے ملنے اس کے ہسپتال چلا گیا وہاں ہسپتال میں بہت جھوم تھا مہمان کے لیے ایک الگ گیسٹ روم تھا میں وہاں تھوڑی دیر بیٹھا رہا پھر عابدہ آئی میرا حال پوچھا اس نے کہا۔

چور بھائی کیسے ہو لگتا ہے زخم ٹھیک نہیں ہوا اور علاج کے لیے پھر آئے ہو

اس نے طنز یہ کہا جس پر میں اور زرا مسکرا دیے قہقہہ لگا کر کیونکہ میں عابدہ کے سیل سے ہی زرا کا نمبر چوری کیا تھا پھر اس لیے مجھے اس نے چور بھائی کہا تھا جائے وغیرہ پی تھوڑی دیر گپ کاٹی کافی مزہ آ رہا تھا لیکن ہسپتال میں رش بھی بہت تھا یہ کہ دانہ تھا کافی لوگ تھے ہسپتال میں مجھے لگا کہ مجھے اب جانا چاہیے میں نے اجازت طلب کی زرا نے کہا۔

جی تو نہیں کرتا لیکن مریض انتظار کر رہے ہیں مجبوری سے پہلی دفعہ ہم نے ہاتھ ملایا بھی ایک دوسرے کا ہاتھ جو اب بھی ہماری محبت کا پہلا وعدہ بھی تھا اور آخری وعدہ بھی تھا زرا نے ہاتھ پکڑ کر ہی کہا۔

سائل ہمیشہ ایک دوسرے کے گھروں کی عزت کی لاج رکھنا ہمارا پہلا فرض ہوگا کبھی ایک دوسرے کے گھروں کو تباہ نہیں کریں گے رش ہونا ہے ہو جائے نہیں ہونا ہے نہ ہر شے ہمیشہ خدا ہی بناتا ہے لیکن کبھی کسی کے گھر تباہ نہیں کریں گے۔ زرا نے ہاتھ چھوڑا۔ سائل نے کہا اس کے زرا بائے بائے خدا حافظ کمرے سے نکل گیا۔

قارئین کرام سائل کی آواز میں جتنا درد ہوتا تھا شاید ہی کسی کی آواز میں ایسا درد ہو سائل کی آواز بہت ہی پیاری سے سائل نے بھی اپنے گاؤں ایک فرشتے کی طرح زندگی گزار رہی ہے اس بات کا میں خود

شاید ہوں کہ سائل نے کبھی کسی لڑکی کی عزت کی طرف نہیں دیکھا وہ ہمیشہ عورتوں کی عزت کرتا تھا حالانکہ اس کی اپنی سگی ماں نے اس کے ساتھ غداری کر کے چھوڑ کر چلی گئی تھی آج تک لاپتہ ہے قارئین یہاں پر آج زرا کے بارے میں بتانا ضروری سمجھتا ہوں۔ زرا کے والد فوج سے میجر ریٹائرڈ تھے دو بیٹے لندن میں کاروبار کرتے تھے اپنا فانیو شمار ہوئے ہیں ایک بیٹی امریکہ میں ڈاکٹر تھی جبکہ دو بیٹے پاکستان میں ڈاکٹر تھے جبکہ دو بیٹیاں کراچی میں ڈاکٹر تھیں آسیہ بانو اور فائز مہناز بانو اور خود ڈاکٹر زرا دانہ کی مشہور ڈاکٹر تھیں یہ لوگ چار بہنیں چار بھائی تھے انکے ابو بھی بہت سخت آدمی تھے پڑے کا رواج بہت سخت ہوتا تھا صرف یہ لوگ خاندان میں لکھے پڑھے تھے ان کے باپ نے کافی ان پر محنت کی تھی سب اچھی پوسٹوں پر تھے زرا سب سے چھوٹی تھی جو بچہ شادی شدہ تھی باقی سب بہن بھائی شادی شدہ تھے زرا کی خوبصورتی کے بارے میں پہلے ہی میں نے لکھ دیا ہے لہذا اگر حسن کی تعریف کرنا شروع کروں تو پہلے سے ہی کہانی کافی لمبی ہوگی ہے حسن کی تعریف کرنا لکھوں تو جواب عرس کے منجھے تم ہو جائیں گے لیکن حسن کی تعریف نہیں ختم ہو سکے گی خیر تھوڑا بتا ہی دیتا ہوں کہ زرا کیسے تھی بہت لمبا قد تھا بہت ہی ہنسنے والی جسکی لمبائی پانچ فٹ تک اندازہ تھا گرین آنکھیں تھیں وائٹ گورالال سرخ رنگ تھا چھوٹی چھوٹی انگلیاں تھیں سمارٹ جسم تھا کپڑے اتنے منگے استعمال کرتی تھی کہ میں نے جب بھی اس سے سوٹ کا پوچھا تو ہر سوٹ کی دس ہزار سے کم قیمت نہیں بتائی۔ پھر خوبصورت جسم کے ساتھ خوبصورت کپڑے بھی ہوں آپ خود ہی اندازہ لگا لیں کہ وہ کیسی لگتی ہوگی لیکن سائل کو آنکھوں سے پیار ہوا تھا اتنی حسن تو اس کی قسمت میں تھا اس دوران سائل کی پرورش بھی ہوئی تھی پھر زرا نے سائل کے لیے ویڈیو کارڈ تھے میں لے کر دی تھی اور سائل نے

شملہ سر سے گر گیا بہت سے سوال جنم دے رہی تھی ان سے چیزوں کا قاتل صرف اور صرف ساحل تھا۔ وہ ایک معصوم لڑکی کی محبت کا بھی قاتل تھا۔ وہاں زرا بھی دن رات پاگلوں کی طرح رورو کر بار حال کر دیتا تھا ڈھونڈنے کی بہت کوشش کی آخر ساحل کو زمین کھا گئی یا آسمان زرا مکمل طور پر ٹوٹ چکی تھی کافی کمزور ہو چکی تھی خوبصورت چہرہ غم کے مارے سانولہ ہو رہا تھا زرا نے ساحل کو تلاش کرنے کی ہر ممکن کوشش کی لیکن سراغ تک بھی نہ مل سکا۔ نہ ہی عصمہ سے رابطہ ہو رہا تھا زرا کو کیا پتہ تھا کہ عصمہ بہن بھی اس کی طرح ٹوٹ چکی تھی آخر زرا نے وہی لقب اپنے محبوب کو دے ہی دیا کہ وہ بے وفا نکالے دے دے دے دے جیسا کہ بے وفائی میں پیارے پیارے لقب دے جاتے ہیں زرا کا بھی قصور نہیں تھا۔ ایک حد تک وہ ٹھیک تھی اس کا دل نہیں لگ رہا تھا وہ دل بہلانے کے لیے پہلے ڈی آئی خان آئی پھر اسلام آباد سے اپنی بہن کے ہاں امریکہ چلی گئی لیکن امریکہ میں بہت بے تابی کے دن گزار رہی تھی وہاں بھی دل نہیں لگ رہا تھا اس میں کوئی شک نہیں تھا کہ زرا کی محبت کبھی بھی وہ دن رات خدا کی ہر عبادت میں یہی دعا کرتی کہ صرف میری ایک بار بات ہو جائے بہت سے مدرسوں سے پیسے بھجوا کر دعا کرتی تھی اف یہ محبت بھی اندھی ہوتی ہے نہ را اپنی معصوم محبت کے لیے لوگوں کو پیسے دے کر ہر فقیر ہر ضرورت مند سے دعا کروانی قارئین زرا ایک ایسے قوم سے تعلق رکھتی تھی کہ اس قوم کا میں خود شائبہ ہوں کہ اس قوم میں غدار کی نہیں ہو سکتی اس قوم کے مرد ہو یا تو تین ان میں وفا کوٹ کوٹ کر بھری ہوتی ہے آخر زرا کو امریکہ سے واپس آنا ہی پڑا اس پاک ملک میں ہاں سے اپنی محبوب کو چھوڑ کر گئی تھی وہ امریکہ سے دن میں سو بار ساحل کا نمبر ملاتی تھی لیکن نمبر آف ملتا تھا پھر مایوس ہو جاتی پھر ملانا ہی چھوڑ دیا جب وہ اسلام آباد انٹرپورٹ پہنچی تو اس کو

زرا کو دوسونے کے نگن خرید کر دیئے تھے زرا بہت عزت دار لڑکی تھی بہت وفادار لڑکی تھی اس کی روح میں صرف وفا کی خوشبو ہوا کرتی تھی زرا میں شرم و حیا کی کمی نہیں تھی ہمیشہ پانچ وقت کی نماز ہی تھی جب سے ساحل کے ساتھ محبت ہوئی تھی ساحل کے لیے ہر نماز میں اللہ تعالیٰ سے ساحل کی سلامتی کے لیے استیصال سجدہ لگا کر دعا کرتی تھی محبت کو دو سال گزر گئے تھے یہ محبت صرف چار لوگ ہی جانتے تھے ساحل زرا کا بڑا بہن اور عصمہ وقت کافی گزر گیا تھا محبت میں دونوں عاشق مطمئن تھے خوش تھے ایک دن رات کو ان کے حالات بہت خراب ہو گئے فوراً حکومت کی طرف سے ایک جگہ پر بمباری کرنے کا حکم ملا کہ ساحل کا سکاڈن تیار ہوا لیکن فلائٹ میں تھوڑا تاخیر تھا ساحل نے سوچا کہ اپنی جان سے بات کر لوں اور اچانک اپریشن پر جانے سے آگاہ کر دوں

بیسویں زرا کیا ہو رہا ہے تمہارا انتظار کر رہی ہوں کہ کب کال کر دے اچھا ہارم دعا کرو کہ میں ایک مشن پر جا رہا ہوں لوٹ کر پھر آپ سے رابطہ ہوگا زندگی رہی عید کے بعد منگنی کا پروگرام بنائیں گے تم گھر والوں کو راضی کرنا میرے گھر والے بھی انکار نہیں کریں گے وہ مجھ سے بہت پیار کرتے ہیں بحر حال اپنا خیال رکھنا انتظار کرنی رہنا جان بارسے خدا حافظ۔

پھر نجانے کیا ہوا کہ ساحل کیلیم بنایا ہو گیا اس کو آسمان کھا گیا تھا یا پھر زمین نگل گئی تھی کچھ بھی اس کے بارے میں پتہ نہ ملا۔

ادھر اس صدمے سے بیوی بھی بیمار ہو گئی تھی دن تک کے ڈی اے ہسپتال کرک میں ڈاکٹر رضوان کے زیر علاج تھی عصمہ بھی بیمار ہو گئی دو ہفتے تک گھر میں کسی کو چین نہیں آیا گھر ویران تھا خاموش تھا گھر کی خوشیاں ختم ہو گئی گھر کی محبت ختم ہو گئی باپ کا

قدرت کا ایک اور کھیل کے زرا کو اس کے گاؤں اس کے ضلع سے گزر کر جانا تھا خدا یا یہ کیسی آگ ہے کہ جس آگ میں ہم جل کر راکھ بھی نہیں بن سکتے یا اس آگ میں جل کر مر جاتے یہ ایک ایسی آگ ہے کہ بغیر لکڑی بغیر اندھن کے جلدی ہے آگ کوئی بھی ہو کبھی سکون نہیں دیتی ہے گاڑی خوشحال گڑھ سے گزرتے ہوئے کو ہاٹ شہر میں داخل ہوئی جی چاہ رہا تھا کہ خوشحال گڑھ کے دریا میں جان دے دو لیکن جان اللہ کی امانت ہے۔

عشق آسان نہیں اتنا سمجھ لو ساحل ایک دریا ہے کہ جس سے تیر کر جانا ہے وہاں سے کھڑک کی طرف گاڑی روانہ ہوئی

گاڑی میں گانے بھی لگے ہوئے تھے نصرت فتح علی خان اپنے فن کا مظاہرہ اپنے گانے سے کر رہا تھا روانہ جا ہوا آنسو بھی نہ آئے زرا مطمئن بھی شیشے کی طرف سر رکھ کر باہر کا نظارہ کر رہی تھی لالچی کے زرتے ہوئے آگے ایک جگہ آتی ہے کڑیہ نام ہے یہاں سے گاڑی شکر درہ اور میانوالی کے لیے ٹرن کرتی ہے سیدھا روڈ کرک کی طرف جاتا ہے گاڑی کا رخ بھی کرک کی طرف تھا زرا کی دھڑکنیں تیز ہو رہی تھی جہاں بھی کرک کا بورڈ دیکھتی اس کو ساحل ہی نظر آتا تھا۔ کیا چیز ہے یہ محبت اس کی کوئی منزل بھی ہے یا نہیں ایک سلسلے ہوئی چنگاڑی ہے یہ محبت صرف دیوں کو جلانا چاہتی ہے آج زرا محسوس کر رہی تھی کہ وہ تنہا ہے دیر سے دیر سے آنسو اس کی نیلی آنکھوں کی دہلیز پر جمع ہونے لگے زرا صرف ساحل کی یادوں کے ساتھ سفر کر رہی تھی کبھی گلے میں لاکٹ کو ہاتھ لگاتی یا پھر نکلن کو ہاتھ لگا کر اپنا ہاتھ چوری چوری ماں سے چوتی تھی۔

ہوں تو مسلم مگر جوش محبت میں اسے ساحل تیری نشانیوں کو پوتی ہوں کافر کی طرح وہ گاڑی سے اترنا چاہتی تھی وہ یہی رہنا چاہتی تھی یہاں گھر بنانا چاہتی تھی وہ آگے نہیں جانا چاہتی

ساحل کی یاد نے بہت پاگل کر دیا تھا وہ بہت اداس تھی کیونکہ آخری بار جب وہ امریکہ سے آئی تھی تو ساحل نے جہاز کے دروازے میں پھول کے ساتھ استقبال کیا تھا لیکن آج ساحل نہیں تھا اس کی نیلی آنکھوں سے آنسو پک کر گر رہے تھے۔ اس نے جب جہاز سے اپنے قدم اتارے تو وہیں بیٹھ گئی اپنے ہاتھ اٹھائے اور دعا کی اے اللہ میں تیری پاک مٹی میں پھر واپس آگئی ہوں تیرا نام لے کر دعا شروع کرتی ہوں تو رحیم ہے رحیم ہے غفور ہے رحیم کرنا تیری محبت ہے مجھے پاک مٹی کی قسم ساحل کا نمبر آ کر وہ اسے میری ایک بار بات کرو اسے سب لوگ تماشہ کر رہے تھے کہ یہ کیسی لڑکی ہے پاکستان آ کر رو رہی ہے جہاز میں بیٹھے مسافروں نے گھور گھور کر دیکھا پھر ایک عورت نے اسے اٹھایا یہ بوڑھی عورت تھی یہ اس کو ساحل سمجھ کر گلے لگ گئی اس نے سلی دی اے لیکن دلا یا کہ خدا تیری دعا قبول کرے گا چلو باہر تمہارے اپنے نہیں لینے آئے ہوں گے جاتے جاتے پھر نمبر ملایا میں باور آف مل رہا تھا مایوسی کے عالم میں موبائل کو پرس میں رکھ دیا بہت مر داس مدد خدا۔ زرا کی آنکھوں میں آنسو آ رہے تھے جب انسان کی ہمت ختم ہو جاتی ہے تو انسان اللہ سے شکوہ کرتا ہے زرا کی فیملی آئی تھی زرا کو لینے کے لیے زرا نے سب کو سلام کیا اسی گاڑی میں جی ایل آئی میں بیٹھ کر منزل کی طرف رواں ہو گئی لیکن کسی سے خاص بات نہیں کی کھڑا والے یہی سمجھ رہے تھے کہ شاید تھکاوٹ ہے سفر شروع ہوا اسلام آباد سے وزیرستان کا۔

قارئین کرام جب زرا لوگوں کو روانہ سے اسلام آباد کے لیے آتا ہوتا تھا تو براستہ میانوالی سے شکر درہ یا پھر میانوالی ٹونڈی ہائی وے کی طرف سے جاتے لیکن اس دفعہ روڈ کی سترشن کی وجہ سے وہ براستہ کو ہاٹ سے کرک بھڑوئی آئی خان پھر نانک جنڈ والہ گوہل زام سے ہوتے ہوئے وائے پانچنا تھا اس دفعہ

کر رہی تھی کاش ساری عمر یہاں رک سکتی محبوب کے علاقے میں نماز ادا کی نفل بھی ادا کئے سفری نماز پڑھنے کے بعد ساحل کے لیے دلی دعا کی اتنے میں بہترین چائے آئی زرا جان بوجھ کر آہستہ آہستہ پی رہی تھی کہ تھوڑا نام زیادہ گزر جائے۔ یہاں نہ جانے کیوں اتنا دلی سکون محسوس کر رہی تھی آخر وہ کب تک یہاں انتظار کرتے کوئی فائدہ بھی نہ تھا بھائی کو جلدی بھی تھی کیونکہ رستہ ابھی کافی باقی تھا یہاں تھوڑا فریش ہونے کے بعد بھائی نے کہا۔

پلو تیار کرو۔ زرا کے دل کو ایسا لگا کہ بھائی نے وار کر دیا بوزرا کے کہنے پر بھائی نے ہوٹل کی شاپ پر سے فریش گم نمکین نمکو پیس وغیرہ خرید لیے زرا یہ چیزیں ہمیشہ اپنے ہاں رکھنا چاہتی تھی وہ جوینی ہاتھ میں اٹھائی تھی وہ ہزار کے نوٹ میں بند کی تھی سب چیزوں کو پرس میں رکھا لیکن کا اندازہ یہاں سے لگائیں کہ تھوڑی دیر گاڑی میں سفر کرنے کے بعد اس کی سویت ماننے کہا۔

زرا وہ نمکو کا ایک پیک مجھے دے دو تم نے کھانے کی بجائے پرس میں رکھی ہیں

اس نے کہا۔ ماں آگے کوئی دکان آئے گی پھر پوری دکان خرید کر دے دو گی لیکن یہ نمکونیں دے سکتی ہوں اس جواب سے گاڑی میں سب بہت حیران ہوئے اتنی سی بات کے لیے ماں کے ساتھ بدتمیزی کر ڈالی ماں پوچھنے کی ہمت بھی نہیں کر سکتی تھی کیونکہ زرا نے شکل ہی ایسی بنائی ہوئی تھی کہ سٹول کر کے آئی ہو وہاں کرک میں سی این جی کی برتال بھی تھی پھر جب گاڑی گاندی چوک پہنچی وہاں وزیرستان پمپ سٹیشن گاڑی میں پٹرول ڈلوایا پٹرول کے مالک حاجی صاحب جان نے بھائی سے وزیرستان کا باشندہ ہونے کی نیت سے ہم سب کو چائے پلائی حاجی صاحب کے بیٹے حاجی سید خان نے بھی بھائی کے ساتھ خوشگوار ملاقات کی پھر گاڑی اپنی منزل کی طرف

تھی وہ اتر کر کرک کی مٹی کو لے کر چومنا چاہتی تھی کیونکہ اسی کرک میں وہ کسی ماں کی گود سے پیدا ہو کر میری جان بنا تھا یہ اس کا علاقہ ہے جہاں بھی اچھا گاؤں دیکھتی یہی ساحل کا ہوگا گھر یہی ساحل کا ہی گاؤں ہوگا ہر انسان ساحل کا رشتہ دار لگتا ہے وہ ان اجنبی لوگوں سے اتر کر پوچھنا چاہتی تھی کہ ساحل کہاں سے لیکن کیا کرنی بھائی کی عزت کی خاطر وہ کچھ بھی نہ کر سکی نہ ہی گاڑی کو روکنے کا کہہ سکتی تھی آخر کرک آ گیا وہ کرک جس میں زرا کی جانی نے فہم لیا تھا وہ کرک جس میں زرا کی جان رہتی تھی یہاں اسی وقت زرا کے بھائی جانو نے کہا۔

تھوڑا آگے جا کر گاڑی میں سی این جی ڈالوا لیتے ہیں نماز بھی پڑھ لیں کہ کیا خیال ہے زرا۔ جی ہیبیاں وہاں بالکل چائے کا موڈ ہو رہا ہے سر میں درد سے زرا نے خوشی بھرے لہجے میں کہا زرا بہت خوشی ہوئی۔

اوکے آگے کوئی اچھا ہوٹل آئے گا۔ گاڑی روک دوں گا پہلے حبیب ہوٹل آیا لیکن وہاں سی این جی نہیں تھا اور ہوٹل بھی کوئی خاص نہیں تھا پھر تھوڑا آگے وہاں ایک چمک آتا ہے جس کو جیل چوک کا نام دیا ہے اس کے ساتھ وہی این جی پمپ بھی ہیں ایک مہینہ سی این جی پمپ اور دو اشاکری این جی پمپ ہے ان کے درمیان ایک خوبصورت ہوٹل وی آئی پی شاید ہوٹل اپنی شان کی علامت ہے جہاں پھر مسافروں کی بہت خدمت کی جاتی ہے اسی ہوٹل میں گاڑی نے بریک لگائی کرک کی زمین پر گاڑی سے اترتے ہوئی کرک کی دیواری نے پہلے اپنا گاڑی سے دایاں پاؤں اتارا اور ساتھ ہی کرک کی مٹی کو ہاتھ لگایا اور تھوڑی مٹی بھی لی پھر اپنے ہاتھ کو چوما کیونکہ اس کے محبوب کا ضلع تھا اپنی نظریں ادھر ادھر لگائی شاید وہ کہیں نظر آجائے لیکن ذرا کو ساحل کہیں بھی نظر نہ آیا مابوس ضرور تھی لیکن اس ہوٹل میں کافی سکون محسوس

میرے خود آنسو آگئے۔ پھر دعا کے بعد اپنے ہاتھ سے وہ لنگن اتار دئے جو ساحل نے پر مشن کے موقع پر تجھے میں دئے تھے زرا نے بہت پیار و آرام سے وہ لنگن اور نمکو اور چسپان فریش مل گم اور ایک کالا جوڑا جو ساحل کو بہت اچھا لگتا تھا اپنے بریف کیس کے نیچے حصہ میں رکھ کر دفن دیا تاکہ ساحل کی کوئی چیز مجھے یاد نہ دلا سکے۔

زرا نے یہ بھی نہ سوچا کہ اے ساحل کون کہتا ہے نشانوں کے فند ہونے سے محبت ختم ہو جائے گی محبوب کے تجھے تو ظاہری نشانی میں ارے محبت تو دل سے کی جاتی ہے دفن کرنے سے کیا ہوتا ہے انسان ہر چیز کو ختم کر سکتا ہے، اتنے ہیں لیکن دل کو کہاں دفنایا جائے دیکھا جائے گا زمین ہم اکثر محبت میں سنسنے ہیں کہ محبت کرنا کوئی گناہ نہیں ہے محبت تو خدا نے بھی کی تھی اپنے رسول ﷺ کے ساتھ لیکن اگر اس پر زیادہ سوچا جائے تو ہم انسان بھول جاتے ہیں کہ ہمیں کس نے پیدا کیا ہے ہمیں کس نے یہ سب کچھ دیا ہے جس کے ہم لائق بھی نہیں ہیں ہم انسان لوگ یہ بھی بھول جاتے ہیں کہ اس دنیا میں ہماری کیا اوقات ہے یہ زندگی کتنے لمحوں کی ہے پوری دنیا میں عرش کا کائنات میں کوئی درندہ پرندہ انسان اپنی موت کا وقت اور لمحہ نہیں بتا سکتا پھر ہم کیوں اپنی محبت میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت کو غماہ کر کے ایک دوسرے کو مطمئن کرتے رہتے ہیں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے درمیان جو محبت تھی ہم اس کے ذرے کے بھی برابر نہیں ہیں اگر کوئی اس کی محبت کی برابری کرتا ہے تو میرے خیال میں وہ ہم میں سے نہیں ہو سکتا وہ کافر یا یہودی ہوگا کیا ہمیں اللہ یہ کہتا ہے کہ تم عشق کرو میرے علاوہ کسی دوسرے سے اللہ کہتا ہے کہ تم عشق میرے ساتھ کرو سکون نہ دوں تو کہو۔ تم میری طرف آؤ مجھ سے ہی عشق کرو تم سے میں عشق نہ کروں تو کہو لیکن ہم دنیا میں معمولی سے انسان کے ساتھ عشق

روانہ ہوگی پھر گمیل سے گزرتے ہوئے پی زو سے ٹرن کیا جو راستہ ٹانگ جاتا ہے پھر ٹانگ سے گول زام ڈیم سے گزرتے ہوئے اپنے آبائی علاقے دانہ پہنچ گئے غیر خیریت کے ساتھ۔ گھر پہنچنے کے بعد سب گھر والوں نے زرا کا پر جوش استقبال کیا سب نے گلے لگا کر پیار کیا لیکن زرا تو ایک بھوت کی طرح ٹل رہی تھی اس کو اپنے بھائی پر بھی غصہ آ رہا تھا کہ مجھے کرک سے کیوں لائے ہو بھائی کو بھی اپنے باپ کو بھی نفرت کی نگاہ سے دیکھ رہی تھی شاید مرد ذات سے نفرت ہوگئی ہو پھر رات کو وہ بہت روئی اللہ سے شکوہ کیا آخر زرا نے بارمان لی کیونکہ اس کے پاس ساحل کو تلاش کرنے کا کوئی حل نہیں تھا اگر وہ گھر میں کسی کے ساتھ شیر کرتی تو بہت بدنامی اور بے عزتی ہوتی اور مشکلات پیدا ہو جاتی وہ بھی نہیں چاہتی تھی کہ اس کی وجہ سے گھر کی بے عزتی ہو جائے اس نے آخر بڑی مشکل سے فیصلہ کر ہی لیا کہ جو ہر عاشق اپنے عشق میں ناکام ہونے کے بعد کرتا ہے جیسا کہ میں مگر بھی بھی بھول کر بھی بے فاکار نام نہیں لوں گی بس ایک عجیب سی سمجھ کر بھول جاؤں گی کہ میری زندگی میں کوئی ساحل تھا ہی نہیں میں وعدہ کرتی ہوں پھر اس کا نام بھی نہیں لوں گی اسے اللہ تم ہی نے ملایا تھا تم ہی نے جدا کر دیا اسی میں میری بھلائی ہوگی ہر چیز کو تو مجھ سے بہتر سمجھتا ہے تو عظیم سے غفور ہے میرے گناہوں کو بخش دے مجھے ایک نئی زندگی عزم کے ساتھ جینے کی توفیق دے آمین آکر میں ساحل کو میرے سپرد کرنی ہوں ہمیشہ ساحل کا خیال رکھنا اس کی زندگی کی حفاظت کرنا کبھی اس کو رسوا مت کرنا اس کو ہمیشہ خوش رکھنا اگر اس کی زندگی کم پڑ جائے تو میری زندگی سے لینا اے خدا لیکن اس کو مرے نہیں دینا۔ میری عمر بھی اس کو لگا دے بے شک دعا قبول کرنے والا تو ہی ہے تیرے سوا کوئی شریک نہیں ہے مجھے ہمت دے میری دعا کو قبول و منظور کر۔ زرا اتنا رو رہی تھی کہ لکھتے وقت

کہہ دیتے ہیں پھر خدا کی خدائی بھی بھول جاتے ہیں لیکن پھر بھی ہمارا اللہ اپنے بندے سے ستر ماؤں سے بھی زیادہ محبت کرتا ہے وہ سچے انسانوں کو دنیا میں رسوا ہونے نہیں دیتا کیونکہ وہ بہت رحیم ہے ہم اس کے رحم کو سوچ بھی نہیں سکتے ہم ایک انسان سے محبت کر کے کتنا زہر پیتے ہیں کتنا روتے ہیں اللہ تو ہر انسان سے محبت کرتا ہے لیکن ہم ایک انسان کی محبت میں گرفتار ہو کر اپنے پیارے خدا کو بھول جاتے ہیں جب ناکام ہو جاتے ہیں اپنے عشق میں پھر اللہ سے دعا میں مانگتے ہیں اللہ کی رحمت دیکھو وہ اوپر سے مسکرا دیتا ہے اللہ یہ بھی نہیں سوچتا کہ اس نے مجھ سے پیار کرنے کی بجائے کسی انسان سے پیار کیا ہے پھر اللہ تعالیٰ مسکرا کر اپنے بندے کی قدر کرتا ہے اللہ ہم سب کو اللہ سے پیار کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔ پھر کہانی کی طرف واپس آتے ہیں۔

پھر زرا نے سونے کی بہت کوشش کی آنسو اتارنے لگے کہ آنسو ختم ہو گئے نہ جانے کب آنکھ لگی ہوگی سچ سے ایک نئی زندگی کی شروعات کی اپنی ماضی کی زندگی ہمیشہ کے لیے بھول رہی تھی زرا کو دنیا کے کاموں سے نفرت ہو گئی تھی پھر اپنا تاج اور بھی سوات کے ہیڈ کوارٹر ہسپتال میں کر لیا وہ اس شہر میں بھی نہیں رہنا چاہتی تھی جہاں برصاقل کی یادیں ہوں جہازوں کا شور سن کر پھر برصاقل کی یادیں کی طرف متوجہ کرتی پھر آخر اپنے گھر والوں کو بھی ہمیشہ کے لیے چھوڑ کر روانہ چلی گئی اپنی زندگی کو بہت مصروف رکھا دن کو ہسپتال جایا کرتی رات کو ایک دو گھنٹے کے لیے رات کو اپنا ٹھکانہ کرتی وقت گزرتا گیا سائل کا کچھ بھی پتہ نہیں چل رہا تھا کوئی بھی نہیں جانتا تھا کہ سائل کہاں ہے کس قید میں ہے اس دوران عصمہ کا بھی آخری سال تھا یونیورسٹی کا اور اس کی صحت بھی کافی بیمار تھی اور آخری سال کے لیے بھائی یونیورسٹی گڈ اپ کراچی میں داخلہ لیا تھا وہاں سے اسٹیشن زرا سے ملنے کے لیے ایک دوست

ذکیہ ناز کے ساتھ روانہ چلی آئی ذکیہ ناز جو عصمہ کی بہت اچھی سہیلی تھی دونوں سہیلیوں نے وانہ کا سفر کیا وانہ پہنچنے کے بعد پتہ چلا کہ زرا بمعہ اہل خانہ یہاں سے سوات شفٹ ہو گئی ہے تقریباً تین ماں ہو گئے ہیں عصمہ اور ذکیہ ناز دونوں ماہوسی کے عالم میں واپس لوٹ آئیں بہن کی یہ کوشش صرف سائل کے لیے تھی کیونکہ وہ اپنے بھائی سے بے پناہ محبت کرتی تھی سوات تو بہت بڑا علاقہ ہے وہاں تلاش کرنا ناممکن تھا لیکن ناممکن بھی نہ تھا۔ لیکن دونوں سہیلیوں کا اکیلے جانا مناسب نہیں تھا اور گھر سے بھی ڈر تھا یونیورسٹی کا بھی ڈر تھا عصمہ کچھ کرنا چاہتی تھی لیکن کچھ نہ کر سکی بہت مجبوریاں تھیں نہ بھی بہت ہمت تھیں کہ عصمہ اور ذکیہ کا وانہ جانا۔

قارئین کرام! وہ محل کا خاندان ٹوٹ چکا تھا ہر کوئی بیمار سا دکھائی دیتا تھا سائل کی ماں روز بروز کمزور ہوتی جا رہی تھی بھائیوں کے بھی بہت کوشش کی لیکن سائل کا کوئی بھی پتہ نہ چل سکا شہینہ ایں ماں کے بھائیوں نے بھی سائل کے معاملہ میں ساتھ نہ دینے کی قسم کھائی تھی کئی دفعہ بھائیوں سے بھگدائی ماں نے اپنے بھائیوں کے گھر جانا ترک کر دیا تھا ماں ضدی تھی۔

ہم کو تو اپنیوں نے لوٹا غیروں میں اتنا دم کہاں میری کشتی تھی ذکیہ وہاں جہاں پانی کم تھا قارئین کرام سائل کی ماں سائل سے بہت زیادہ پیار کرتی تھی سائل جب سے کم ہوا تھا سائل کی ماں نے ہر دن روزہ رکھا سائل کے لیے دعا کرتی حالانکہ پہلے شہینہ بیگم اپنے فرض روزے بھی بہت مشکل سے رکھتی تھی شہینہ کو پیاس بھی بہت لگتی تھی لیکن اس کے پیار میں پیاس کی بھی پروا نہیں تھی اس وقت تک اپنے پالوں میں کتنی نہ گرنے اور روزے رکھنے کی قسم کھائی تھی جب تک وہ سائل کو دیکھ نہ لیتی قارئین قربان ہو جاؤ ایسی ماں کی اپنے بیٹے سے

محبت میں آپ ہی اندازہ لگالیں۔ خدا کبھی ظالم نہیں ہو سکتا ہے نہ ہی ظلم کرتا ہے خدا کے ہر کام میں اس کا اپنا راز ہوتا ہے کد ابھی اس بندے کو امتحان میں ڈالتا ہے جس کو اس سے زیادہ محبت ہوتی ہے قارئین کرام گیارہ ستمبر کی رات کے تین بجے کا ٹائم تھا اور گیارہ ستمبر ہی ساحل کی پیدائش کا دن تھا کہ گھر کے موبائل پر کالی وصول ہوئی کال ماں نے ہی اینڈ کی باقی سوئے ہوئے تھے ماں ہر روز دو بجے اٹھ جاتی تھی سحری بھی کرتی تھی تہجد کی نماز بھی پڑھتی تھی اور روزہ بھی رکھتی تھی اور دعا بھی کرتی تھی یہی ماں کا روز کا معمول تھا ازاں تک لمبی دعا کرتی تھی۔

ہیلو اسلام علیکم۔

جی ونیکم سلام۔ جی کون بول رہا ہے۔

جی میں میں۔۔ میں ساحل۔

ساحل کا نام اور آواز سنتے ہی ایک وقت کے لے ساکن ہو گئی تھی موبائل اس کے ہاتھ سے گر گیا تھا ماں کو لگا ایک سینا ہے لیکن پھر ہمت کر کے جلدی سنبھل گئی دوبارہ موبائل کو اٹھا یا مین پر گرنے کی وجہ سے موبائل کی بیٹری بھی نکل گئی تھی پھر موبائل میں بیٹری ڈال کر موبائل کو آن کیا آن ہوتے ہی دوبارہ کال آئی ساحل رونے لگی آواز میں کہہ رہا تھا

ماں میں تمہارا ساحل بول ماں خدا کے لیے کال ڈراپ مت کرنا۔ خدا کے لیے مجھ سے بات کرو ساحل ایک ہی سانس میں بولتا جا رہا تھا ماں تمہیں میری قسم ایک پل کے لیے ایسا لگا کہ ماں کو دوبارہ فارج ہو گیا ہو جو اپنے ساحل کو بھلو بھی نہیں کہہ رہی تھی ماں پلیر میرا اس دنیا میں تمہارے سوا کوئی بھی نہیں ہے ماں مجھ سے بات کرو ہیلو ماں کیا میں نے تمہاری گود سے جنم نہیں لیا کیا تم میری ماں نہیں ہو کیا میری ماں نہیں ہے۔ صرف ایک بار کہہ دو کہ تم میری ماں نہیں ہو تم میرا امرا ہونا مدد کھیو گی یہ سب ماں کان کے ساتھ لگائے فون پر سن رہی تھی کہ اتنی زور سے

چلائی کہ گھر والے سب اٹھ گئے سامنے پڑوسی وکیل مرحوم کے گھر والے بھی آگئے کیا وہ اسب خوفزدہ تھے موبائل ہاتھ سے دوبارہ زمین پر گر گیا تھا جلدی ہوش میں اتنا کہا کہ ساحل کی کال آئی کہہ رہا ہے میں آزاد ہو گیا ہوں۔ وسیم محمد نے دوبارہ موبائل آن کر کے ریو کال میں وہ بھرد یکھا فوراً اس پر بیک کال کی اس بار ابو نے بات کی ابو بھی رو دیئے شاید وہی باتیں جو ماں سے کی تھیں وہ ہی باتیں ابو سے بھی کی ہوں گی ابو کے رونے کے انداز سے تو یہی لگ رہا تھا۔ لیکن مرد آخر مرد ہی ہوتا ہے ہمت سے کام لیتے ہوئے بولے۔

بیٹا تم کہاں ہو۔

ابو میں پشاور میں بول صدر کے ساتھ شفیع

مارکیٹ میں کھڑا ہوں۔

تم وہی رہو میں دانش کو بھجواتا ہوں تمہارے پاس بس دس منٹ انتظار کرو ابو نے فوراً دانش بھائی کو ساحل کے متعلق آگاہ کیا دانش اپنے دو دوستوں شاید اقبال اور مظہر اقبال کے ساتھ مقررہ جگہ پر پہنچے جہاں پر ساحل کھڑا تھا ساحل بہت ہی کمزور ہو چکا تھا داڑھی بڑی ہو چکی تھی دانش کو پہچان کر نامشکل ہو گیا تھا لیکن پھر جلدی گاڑی میں بیٹھا کر اپنے کمرے میں لے کر آگئے اور گھر والوں کو اطلاع کر دی ساحل کو آرام کے لیے کمرے میں لے گئے پھر اچھا کر پہلے نانی نے بال شیو درست کی پھر دوبارہ دانش نے گھر کا نمبر ملایا ماں کی حالت خوشی کے مارے بہتر نہیں تھی وہ اسے دیکھنے کے بعد ہی بات کرنا چاہتی تھی گاؤں میں بھی یہ بات آگ کی طرح پھیل گئی گاؤں والوں کو ساحل کے آنے کا انتظار تھا کہ اسے دیکھ سکیں گھر میں تو خوشی آئی تھی لیکن گاؤں والوں کے عجیب تاثرات تھے۔

قارئین کرام انسان ہی غلطی کرتا ہے ناں تو یہ دیکھنے والے کیوں بھول جاتے ہیں کہ وہ ایک انسان ہی ہوگا لوگوں کی سوچوں پر حیرت ہوتی ہے لیکن

مسئلہ کو فوری سمجھ گیا اور دانش کو شاباش دی کہ تم نے بالکل ٹھیک کیا ہے تم نے عقل والا کام کیا ہے اس وقت تابش بھائی نے دانش بھائی کو کہا۔

بھیا ہم اس وقت تک گاؤں میں نہیں لائیں گے جب تک پوری دنیا کے سامنے اس کی بے گناہی ثابت نہ ہو جائے۔ اسی دن ماں نے ایک کبڑا بھی صدقہ دیا تھا۔ جس دن ساحل کی کال آئی تھی پھر بھنا ہوا گوشت بھی رکھا تھا کہ کل ساحل آئے گا گوشت کھائے گا لیکن دانش نے کہا۔

ماں یہ گوشت ہم کل وہاں اکٹھے کر کھا سیں گے ماں تو ماں ہوتی ہے اس کو حج ہونے کی جلدی تھی کہ جلد حج ہو جائے تاکہ کل ساحل کو لیکر آسکوں ساری رات ایک لمحہ بھی ماں نہیں سوئی ساری رات اللہ کا شکر ادا کیا صبح ہو گئی سب نے نماز ادا کی گوشت پاٹ پاٹ میں ڈالا سب نے اکٹھے گھر سے بھٹکی کی دعا کی ساحل کو لینے کے لیے ابوای عصمہ اور دانش بھائی جا رہے تھے ٹھیک گیارہ بجے پشاور پہنچ گئے وہاں ساحل کے خاندان کو بہت معزز مہمان نوازی سے پہلے کی بریک کروائی پھر گواد لے جانے کا حکم دیا۔ ماں نے اور عصمہ نے عجیب سی نظروں سے دانش کی طرف دیکھا دانش مسکرا دیا اور ہاتھ سے میٹھے کا اشارہ کیا۔ خوبصورت بیل کا بڑا چنڈ ہی لمحے میں اڑتا ہوا پشاور کے گنجان آباد علاقے سے گواد پہنچا۔

قارئین کرام یہاں پر ایک ضروری بات بھی سمجھا دوں کہ ساحل نے جس کمرے میں ملاقات کر لی تھی اپنے اہل خانہ کے ساتھ اس کمرے میں جدید قسم کے کمرے نصب تھے جو تصویر کیسا تھا آواز ریکارڈ بھی کرتی تھی شاید ساحل اپنے اہل خانہ سے مل کر انکو کسی حقیقت سے آگاہ کر دے اور ہمیں بھی پتہ لگ جائے جب بیل کا پڑ وہاں پر کھڑا ہوا جب دروازہ کھولا تو پہلے ساحل کی ماں گود میں باٹ پاٹ لیے ہوئے اتری پھر ابو پھر عصمہ پھر دانش اترے تھوڑی

زندگی نے یہاں پر ایک نیا موڑ اختیار کر لیا شاید اقبال کے کہنے پر دانش نے ساحل کی یونٹ کو انفارم کیا ساحل آ گیا ہے وہ میرے پاس ہے کچھ عرصہ کل ساحل کو انگوٹیا لگیا تھا کسی حد تک یونٹ کو انفارم کرنا قدرے بہتر تھا اور اس سے معاملے میں شاید اقبال نے بہت ہمت کا ساتھ دیا تو ساحل کے سکاڈن کے ساتھ رابطہ ہوا انہوں نے کہا۔

ساحل کو ہمارے پاس بھیج دو کر پیسہ بچ جائے گی ہم اس کی مدد کرنے کو تیار ہیں لیکن یہ جس سکاڈن کا حصہ تھا وہ سکاڈن گواد میں ہے ہم اس کو گواد شفٹ کر سیں گے اگر تمہارے گھر والے اس سے ملاقات کرنا چاہتے ہیں تو کوئی پابندی نہیں ہوگی اور ہم آپیشل تمہارے گھر والوں کو گواد لے جائیں گے دانش نے فوراً ہاں کر دی کیونکہ دانش ایک سمجھدار انسان تھا وہ بہت جانتا تھا کہ اس میں ساحل کے لیے بہتری ہے اس کو ایسا ہی کرنا چاہیے تھا کہ انکے سکاڈن کے پاس لے جایا جائے اس نے ساحل کو بتائے بغیر ہی ساحل کو ان کے پاس لے گیا اور اسی دن ایک جہاز نے گواد بھی جانا تھا ساحل جہاز میں مسافر کی حیثیت سے بیٹھ گیا گواد پہنچ گیا۔

تم کو خبر نہیں مگر ایک صدان لے کر بارود دیا تیرے چند دن کے پیار نے ادھر دانش اپنے محلے سے چھٹی لے کر چلا گیا لیکن گھر والے تو ساحل کے انتظار میں تھے دانش تو خالی ہاتھ تھا ساحل ساتھ میں نہ تھا ماں کی زندگی پھر ویران ہو رہی تھی ماں نے فوراً کہا۔

ساحل کہاں ہے۔ میں تمہیں سب سمجھاتا ہوں کل تمہیں اس سے ضرور ملاؤں گا یہ میرا وعدہ ہے ساحل کبہر ہاتھ کہ مجھے لینے کے لیے ماں خود آئے گی یاں کے علاوہ کسی کے ساتھ نہیں جائے گا ماں کو قوتی لیلی دی لیکن دانش نے ابو کو ساری بات بتادی۔ وہ

آٹھ لویاں بھا بھی بچے کیسے ہیں گھر کیسا ہے
سب ویران ہے تمہارے بنا سائل بیٹا سب تم
کو یاد کرتے ہیں۔

ماں میں لکنا بد نصیب ہوں ماں میری وجہ سے تم
لوگ کتنے ذلیل ہوئے ہو میں خود کو بھی معاف نہیں
کروں گا۔

یا گل ہونم ایسا نہیں کہتے۔ بد نصیب تو وہ لوگ
ہوتے ہیں جن کی مائیں نہیں ہوتی ہیں جو بچوں کے
لیے ان کی دعا کو وسیلہ ہوتی ہیں تمہاری ماں تو ہر روز
رب کے آگے روزے رکھ کر تمہارے لیے دعا کرتی تم
خوش نصیب ہو بیٹا ماں سائل کو ملی دے رہی تھی
ماں میرا جو کیا ہے۔

قارئین کرام یہاں آپ حیران ہوں گے کہ یہ
سائل کارا جو کون ہے یہ کہاں سے آگیا حیران مت
ہوں سائل کو بچپن سے برندوں کو پالنا بہت اچھا
لگتا تھا ابھی بھی سائل کے گھر میں تین چلوں و تینتر
ایک کالا تینتر برندے موجود ہیں اور راجو اس کے کتے
کا نام ہے جو اس نے بچپن سے پال رکھا تھا وہ راجو کی
ہر بات سمجھتا تھا۔ سائل کا بہت وفادار تھا سائل
اور راجو کی بہت دوستی تھی حالانکہ وسیم محمد سے کافی دفعہ
راجو کی وجہ سے بے عزت بھی ہونا پڑا سائل اپنی
جیب میں چھپا کر بھی روٹی لے کر جاتا تھا پھر راجو کو
کھلاتا تھا۔

ماں نے کہا ہاں بیٹا وہ بھی ٹھیک ہے تمہارے
انتظار میں بیٹھا ہوا ہے اس دن تمہاری گمشدگی کے بعد
راجو نے دو ہفتے تک ٹھیک طرح کھانا تک نہیں کھایا تھا
ہاں عصمہ تم کیسی ہو۔

جی بھیا۔ میں ٹھیک ہوں تمہاری یہ حالت ہم
سے دیکھی نہیں جاری آئی آل وے مس یو بھیا ہم کو
افسوس ہے کہ ہمارے ساتھ وہ طاقت نہیں تھی کہ ہم
آپ کو ڈھونڈ نکالے عصمہ کی آوازیں رونے کا درد
ضرور تھا لیکن حوصلہ سے بول رہی تھی پھر جھکی نظروں

دہری میں ایک گاڑی آئی چند ہی لمحوں میں ساحل کی
فیملی کو لے گئی وہ کہتے ہیں ناں کہ زندگی ہوتی ہے
تو ملاقات بھی کسی نہ کسی دن ہوئی جانی ہے ماں کو
سائل سے ملنے کی شدت سے بے چینی کے عالم
میں پریشان کر رہی تھی آخر وہ دردناک وقت آ ہی گیا
کہ وہ دردناک منظر دیکھ کر ظالم بھی رو رو کر برا حال
کر سکتا تھا جب سائل کمرے میں داخل ہوا تو داخل
ہوتے ہی آوارہ پاگلوں کی طرح زور سے ماں کے
گلے لگا ماں نے ایک ایسی زور دار چیخ ماری وہاں
موجود تمام رہنے والے اس کمرے کے باہر جمع ہو گئے
ماں دیوانہ وار سائل کے گالوں پر کس کرتی جا رہی تھی
جیسے کہ ایک ماں اپنے نشت مگر سے پیدائش کے بعد
کرتی ہے ایک خوشی منظر کی طرح سب لگ رہا تھا
عصمہ بھی رو رہی تھی وسیم محمد بھی دانش بھی رو رہا تھا
سب کی آنکھوں سے آنسو نکل رہے تھے ماں بیٹے کا یہ
منظر دیکھ کر باقی لوگ بھی رو رہے تھے ماں بالکل
بد ہوش ہو گئی تھی سائل کی ماں بہت حوصلہ والی خاتون
تھی اگر سائل نہ رو پڑا شاید ماں نہ روئی۔ پھر باپ
سے آنکھیں میچ کر کے گلے ملا سائل کو لگتا تھا کہ یہ
باپ میری وجہ سے بہت بے عزت ہوا سائل نے
ایک بار بھی ابو کو نہیں دیکھا آنکھیں میچے ہی رہیں پھر
عصمہ کو گلے لگایا پھر دانش سے ملا ماں سے ملوانے کا
ایک اہم کردار دانش اور شاید بھائی کا بھی تھا پھر ماں
نے سائل کو اپنے ہاتھ سے گوشت کھلایا اسی وقت
ایک سنیر آفسر آیا باقی لوگوں کو اپنے اپنے کمروں
میں جانے کو کہا جو لوگ سائل کی ماں کی چیخ سے جمع
ہو گئے تھے پھر کمرہ بند ہو گیا ڈیڑھ گھنٹہ ملاقات ہوئی
پھر سائل کی فیملی اوپر کر کے اس کا جسم دیکھا کہ جسم
پر کتنے زخم کے نشانات ہیں سائل حد سے زیادہ
گمزدگ رہا تھا
ماں تم کیسی ہو۔
جی رہی ہوں بیٹا۔

اٹھا کر ابو کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ آپ کی قسم یہ ہی
سچ ہے پھر وسم نے کہا۔

بٹے مجھے تمہارے سچ بولنے میں کوئی شک
نہیں ہے لیکن تم اتنا بتاؤ کہ میری اور شمیم کی خاطر کیا
کر سکتے ہو سائل نے جواب دیا۔

یہ سوال ماں باپ پوچھنا نہیں کرتے آپ حکم
کریں جیسے آپ کا حکم ہوگا میں ویسا ہی کروں گا ابو
آپ کا سائل ماں باپ کے کسی حکم کو ماننے وقت سوچ
کا انتظار بھی نہیں کرتا آپ جلدی سے مجھے سزا بتادیں
پھر وسم محمد نے شمیم نہ کہا باہر جانے کو کہا دونوں نکل گئے
ساتھ میں دانش بھی نکل گیا سائل نے جلدی سے
عصمہ کو کہا۔

بہن کیا تم ذرا کے بارے میں کوئی علم رکھتی ہو وہ
کیسی ہے کہیں رابطہ تو نہیں ہوا۔

ہاں بھائی میں نے رابطہ کیا تھا وہ ٹھیک ہے میں
اس سے ملی بھی تھی وہ تم سے بہت پیار کرتی ہے اس
نے کہا کہ میں ہمیشہ اس کا انتظار کروں گی عصمہ نے
جان بوجھ کر بھائی کو جھوٹی تسلی دی حالانکہ عصمہ جانتی
تھی کہ وہ تو اپنے شہر میں ہی نہیں ہے شاید کبھی مل نہ
سکے لیکن بھائی کا دل رکھنا بہت ضروری تھا اور بھائی وہ
تمہارے پیار میں پاگل ہے۔

کیا وہ مجھے بے وفا سمجھتی ہے۔
نہیں بھائی اس نے کہا کہ جدائی بھی محبت ہے
دیکھو بھائی اللہ تعالیٰ بھی آسمان میں رہتا تھا رسول
پاک ﷺ زمین میں میں جدائی تو یہ۔ کچھ ہی لمحے
بعد ہی ابو بھائی اندر آ گئے اور کہا۔

تم کو مجھ سے وعدہ کرنا ہوگا۔
جی ابو میں وعدہ کرتا ہوں آپ کا ہر حکم مانوں گا
وسم نے کہا۔ جب تم رہا ہو جاؤ گے تو اس لڑکی کا
نام نہیں لو گے کوئی تعلق نہیں رکھو گے۔

سائل نے ماں کی طرف دیکھا ماں نے بھی
دیکھ کر آنکھیں میچنے کر لیں کیونکہ بچے کو جب زیادہ

سے ابو کی طرف متوجہ ہوا
ابو آپ کیسے ہیں۔

ابو نے دھیمی آواز میں کہا۔ میں ٹھیک ہوں
ساتھ ہی رو دیا۔

جانتا ہوں کہ میری وجہ سے آپ لوگ بہت
پریشان ہوئے ابو جان میں تم سب کا کا مجرم ضرور
ہوں اگر تم لوگوں نے مجھے کوئی سزا نہیں دی تو میں خود
کو سزا دوں گا میں نے وہ سزا سوچی ہوئی ہے۔

ماں نے فوراً کہا افسوس ہے تمہاری اس سوچ پر
کہ تم بھی ایسی بات کر سکتے ہو۔ اگر تم نے خود کو سزا دی
تو یہ ماں تجھے بھی اپنا حق نہیں بخشے گی ماں باپ کا دل
نرم ہوتا ہے وہ ظالم نہیں ہوتے کہ وہ اولاد کی غلطی
معاف نہ کر سکے انسان سے ہی غلطی ہوتی ہے زندگی
میں انسان کو کافی نشیب و فراز دیکھنے کو ملتے ہیں دکھ
درد مصیبت زندگی کا ایک حصہ ہوتی ہیں زندگی ان
چیزوں کو فرض سمجھتی ہے۔

ماں سمجھ میں نہیں آتا کہ کہاں سے شروع کروں
کہاں پر ختم کروں ماں میں صرف اتنا ہی کہوں گا کہ
میں نے یہ سب کچھ اپنی محبت کی خاطر کیا۔

ماں باپ دونوں نے ایک ساتھ کہا۔ کیا محبت
کی خاطر۔

حیران ہو گئے۔
کیا مطلب۔

ماں میں شمالی وزیرستان میں ذرا سے محبت
کی تھی جس نے میری جان بچائی تھی جس کے گھر تم
لوگ بھی شکر یہ کے لیے گئے تھے ماں ہم نے ایک
دوسرے کے ساتھ وعدے کئے تھے کہ ہمیشہ ایک
دوسرے کی عزت کریں گے کبھی کسی کے گھر کو تباہ نہیں
کریں گے پاکیزہ محبت تھی ہماری۔ پھر اس نے تمام
کہانی سنائی اور رو دیا۔ میں ذرا کے متعلق کچھ بھی
نہیں جانتا ہوں کہ اب وہ کہاں سے کیسی ہوگی شاید
بے وفا سمجھ کر بھول ہی گئی ہوگی پھر سائل نے آنکھیں

تکلیف ہوتی ہے تو وہ پہلے ماں ہی کو دیکھتا ہے ساحل نے آنکھوں سے آنسو گرائے اور کہا۔

ابو جان تم سب کے لیے میری ایک تو کیا میری ہزاروں شخصیں قربان میں اس کے بغیر رہ تو نہیں سکتا لیکن آپ کی خوشیوں کی خاطر ہر کوشش کرونگا ساحل کی زندگی لٹ چکی تھی وہ بے جان ہو گیا خواہشات کی یلغار انسان کو کمزور کر دیتی ہے اگر بلند حوصلہ انسان کے ہاتھ میں ہو تو مٹی بھی سونا بن جاتی ہے ماں کے دل میں بہت درد تھا اسے یقین تھا کہ ساحل کا دل ٹوٹ چکا ہے وہ وہاں کیوں ہے وہ ساحل کا دکھ بھی نہیں دیکھ سکتی تھی ایک ماں اپنی اولاد کی تکمیل کے لیے

ہزاروں دروں پر دستک دے ڈالتی ہے چاہے بھیک ملے یا نہ ملے ہکان نہیں ہوتی چاہے کسی غفلت شہنشاہ کی ماں ہی کیوں نہ ہو ہر حال میں ماں کو بھیک مانگنا بڑی بے خدا نے بلا وجہ ماں کے قدموں میں جنت نہیں رکھی پھر تھوڑی کپ شپ لگا کر ساحل نے ماں سے کہا۔

ماں تم اس چادر میں بہت خوبصورت لگتی ہو ماں سمجھ گئی کہ یہ چادر تو مجھے زار نے دی تھی ماں کی آنکھوں سے آنسو ٹپک پڑے آنسو تک تک کر کے گر رہے تھے ماں نے ان کے آفیسر سے کہا کیا ہم ساحل کو لے جاسکتے ہیں۔

آفیسر نے جواب دیا انشاء اللہ کچھ دن بعد آجائے گا آپ فکر مت کریں انکو جلد ہیج دیا جائے گا آپ بس دعا کریں۔

ماں نے کہا بیٹے فکر مت کرو میں دعا کروں گی دانش نے کہا ماں ہمیں جانا ہے ایک بار پھر جدائی آگئی سب گلے ملے آنسوؤں کی دھن پر ایک دوسرے کو خدا حافظ کہا عصمہ آخر میں نکل رہی تھی بھائی کے ساتھ پانچ منٹ کھڑی رہی۔

بھیا میں جانتی ہوں کہ تم ایک ٹوٹے ہوئے انسان ہو لیکن تمہاری طرح وہ بھی ٹوٹی ہوئی ہوگی جو

اپنی زندگی بنا پیار کے بیت رہی ہوگی اس کو بھی تمہارے سہارے کی ضرورت ہے مجھے یقین ہے کہ وہ تمہارا ہمیشہ انتظار کرے گی تم نے اس کی عزت کی لاج رکھتے ہوئے کتنے دکھ سہے شاید تمہارا جیسا پیار زمانے میں کسی نے کیا ہو۔ ابو کی بات کو تم دل پر مت لینا جب تک تمہاری بہن زندہ ہے میرے جیسے جی تمہاری محبت کو کوئی جدا نہیں کر سکتا اب حالات ناساز ہیں بعد میں سب بہتر ہو جائیگا زمانے کی قسم تجھے اور زرا کو میں نے ملانے کی قسم کھائی ہے۔ ساحل کی آنکھوں سے رم بھگم برسات کی طرح آنسو نکل رہے تھے کہ آواز آئی۔

عصمہ جلدی آؤ تمہارا انتظار کر رہے ہیں۔ بھائی آئی۔ اوکے بھائی۔ ہاتھ ملا کر خدا حافظ کہا ساحل باہر برآمد ہے میں آگیا اور بیلی کا پٹر کو دیکھ رہا تھا دونوں طرف سسکیوں کی دھن اور آنسوؤں کی دعاؤں نے ایک دوسرے کو الوداع کہا بیلی کا پٹر اڑ رہا تھا ساحل کے سامنے خواب کی طرح ہوا میں بہت دور چلا گیا۔ ساحل سب خواب سمجھ رہا تھا پھر دینا کے لوگوں نے ساحل کو پونٹ کے کواٹر میں بند کر دیا۔ ساحل کی پچھ دیر بعد انکوار ی شروع ہو گئی لیکن اس کو خاندان کے ساتھ رابطے کی اجازت تھی ساحل کمزور ہو گیا تھا بجائے کتنی لکھنویوں سے گزرا تھا۔

عصمہ بھائی کی محبت کے لیے کافی پریشان تھی اس کا یونیورسٹی میں بھی دل نہیں لگ رہا تھا وہ زرا کو ہر چال میں تلاش کرنا چاہتی تھی اس کو حقیقت بتانا چاہتی تھی عصمہ تو وہاں بھی گئی تھی اب اس نے سوچ لیا کہ سوات بھی جاؤں گی لیکن وہ سوات کسی کے ساتھ جائے کون ہے مدد کرنے والا آخر بہت سوچ بچار کے بعد اس نے سارا معاملہ حسینہ سے ڈسکس کیا وہ بھی اس نیک کام کرنے کے لیے تیار ہو گئی وہ اس کی روم میٹ بھی تھی کلاس فیلو بھی تھی وہ روپڑی ساحل کے لیے۔

قارئین یہ تو جج ہے ناکہ عورت کا دل کتنا نرم ہوتا ہے حسینہ نے کہا۔

میں اور میرے گھر والے بھی تمہاری مدد کریں گے حسینہ کا تعلق کے پی کے کے ضلع مردان سے تھا حسینہ نے اپنے منگیتر جس کا نام فیاض تھا جو سرکاری ملازم بھی تھا اس کے ساتھ ڈسکس کیا۔

اس نے کہا۔ غم نہ کرو میں بھی تلاش کرنے میں مدد کروں گا حسینہ بھی فیاض تھا کہ ساتھ محبت کے دور سے گزری تھی وہ دونوں محبت کی قدر کرتے تھے اور پھر ساحل جیسی محبت کے لیے کوئی بھی قدم اٹھانے کے لیے تیار تھے یہ تو پھر ایک تلاش تھی پروگرام طے ہوا وہ سندھ سے سرحد میں زرا کی تلاش کے لیے نکل گئے پہلے حسینہ چار لوگ اپنی کار میں سوار ہو کر زرا کی تلاش میں نکل گئے سوات پہنچنے کے بعد پورے ہسپتال چیک کئے لیکن زرا کا سراغ نہ لگ سکا۔ ایک جگہ سے انفارمیشن ملی کہ اس نے نوکری چھوڑ دی ہے مگر فلاں کمپلیکس میں ایک ڈاکٹر صرف رات کو کلینک کرتی ہے اب یہ معلوم نہیں کہ وہ زرا ہے یا کوئی اور پھر حسینہ کیساتھ مشورہ کیا۔

اب لیٹ دیے بھی ہو چکے ہیں اور دور سے آئے بھی ہیں تو کیوں نہ یہ آخری کوشش بھی کر لیں حسینہ نے بھائی سے عصمہ کی بات کی تو بھائیوں نے کہا کہ ہم اس وقت ڈھونڈتے رہیں گے جب تک عصمہ بن نہیں کہتی کہ کس کرتے ہیں ہماری پرواہ مت کریں چلو اس طرف چلتے ہیں۔

گاڑی کا رخ اس طرف کر دیا گیا۔ وہ کلینک منیجر کو طرف تھا تقریباً پانچا لیس منٹ کاغ تھا ہمیں اس نے یہ بھی کہا تھا کہ وہ شام کو آٹھ بجے کلینک آتی ہے۔ صبح چھ بجے واپس جاتی ہے پچھلے تیس سالوں سے کلینک چلائی ہے بہت کامیاب ڈاکٹر ہے ڈھونڈنے سے تو خدا بھی مل جاتا ہے تقریباً ہم دس بجے اس مطلوبہ کلینک پہنچ گئے وہاں بہت رش تھا عورتوں کا

ہجوم زیادہ تھا۔

عصمہ دیوانہ وار کار سے اتری سیدھا رہ پھنش پر بیٹھے لڑکے جس کا نام جمال تھا اس سے پوچھا۔ بھائی ڈاکٹر آئی ہیں اس نے کہا۔

وہ تو ہر روز چھ بجے آ جاتی ہیں۔

اس ڈاکٹر کا نام کیا ہے

اس نے کہا جی ڈاکٹر زرا نام ہے۔

نام سننے ہی عصمہ خوش ہو گئی آنکھیں نیم ہو گئیں خوشی سے جمال کو ہزار کا نوٹ تھما دیا اور کہا ہمیں ڈاکٹر سے ملوا دو

جمال نے کہا۔ مجھے کچھ سمجھ نہیں آ رہا کہ آپ نے مجھے ہزار روپے بھی دے دیئے ہیں وہ بھی صرف ڈاکٹر سے ملنے کے لیے جبکہ میڈم کی فیس تین سو روپے ہیں اور وہ بہت اچھی ہیں وہ بغیر پیسوں کے بھی مریض مل سکتی ہیں آپ اپنے پیسے لیں اپنے پاس رکھیں شاید جمال لینا نہیں چاہتا تھا۔

عصمہ نے کہا مجھے پرچی بنا دیں۔

پھر تین سو روپے دیئے۔

جی آپ کا نام۔

حسینہ۔

حسینہ عصمہ کی زبانی اپنا نام سن کر حیران رہ گئی کہ اس نے میرا نام کیوں لیا ہے لیکن عصمہ نے کاہ پریشان مت ہو میں اس لیے تمہارا نام لکھوایا ہے کہ وہ میرا نام جانتی ہے ایسا نہ ہو کہ وہ بھائی سے نفرت کی وجہ سے ہم سے منہ منہ تو اس لیے آپ کا نام لکھوایا ہے اس پر حسینہ مسکرا دی۔ عصمہ فیاض تھا بھائی کو آواز دی بھیا وہ کار میں جو قرآن رکھا ہے وہ پلیز لے آؤ فیاض فوراً کار سے قرآن نکال کر لے آیا۔ شکریہ بھائی پھر قرآن آگے سینے کے ساتھ پکڑ کر اپنے نمبر پر بچھ گئی اس کا نمبر آنے والا تھا دل کی دھڑکنیں تیز ہو رہی تھیں آخر کافی انتظار کے بعد نمبر لگ گیا تھا۔ جب اندر عصمہ گئی تو سامنے منہ پر اس کا فہم ہوا پر دے حیا میں

بیٹھی ہوئی ڈاکٹر اور کوئی نہیں تھی وہی ڈاکٹر تھیں جس کی برسوں سے ہمیں تلاش تھیں عصمہ نے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر اسے پہلے دیکھا یقین ہو گیا کہ یہی ڈاکٹر زرا ہے حسینہ نے بھی عصمہ کی آنکھوں کو سمجھ لیا تھا

اسلام علیکم

جی ولیم اسلام۔ آئیں بیٹھیں۔ جی بتائیں کیا مسئلہ ہے۔ وہ کیا جانے کہ عصمہ کو کیا ہوا تھا عصمہ نے نقاب کیا ہوا تھا زرا کیا جانے یہ میری ہی کون ہے۔ جی کچھ نہیں۔ ساتھ ہی عصمہ کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔

جی بہن آپ روکیوں رہی ہیں اور آپ نے سینے کے ساتھ قرآن بھی پکڑا ہے اور قرآن کو پکڑ کر رونا اس پر آنسو گرنا گناہ ہے آپ ایسے ہی بتائیں کیا مسئلہ ہے۔ پلیر پلیر میں ڈاکٹر ہوں تمہاری تکلیف کو دور کرنا میرا فرض ہے چلو بتاؤ کیا مسئلہ ہے۔ پھر زرا نے اس کے ساتھ موجود حسینہ کو کہا کہ آپ ہی بتائیں کیا آپ کو کیا ہوا ہے مخاطب ہو کر کہا لیکن حسینہ بھی اداس تھی۔

جی جی یہ خود ہی بتائیں گی۔ چلو بولو ناں حسینہ نے عصمہ کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔

جی ڈاکٹر صاحبہ میں نے آپ سے کچھ پوچھنا ہے اور کچھ بتانا ہے عصمہ نے کہا۔

جی میں مطلب سمجھ گئی ہوں آرہو اوکے ڈاکٹر نے کہا چلو بتائیں ڈاکٹر نے کرسی پر بیٹھ کر فیک لگائی۔ نقاب پوش لڑکی کی طرف پور طرح موجہ ہوئی دونوں اس کے بغل میں بیٹھ گئیں۔

ڈاکٹر صاحبہ مجھے آپ یہ بتائیں کہ آپ ساحل اقبال کو جانتی ہیں ساحل کا نام سنتے ہی اس کا رنگ زرد ہو گیا اس کی ٹیلی آنکھیں لال سرخ ہو گئیں ایک دم کرسی کی فیک سے آگے ہو کر نیبل کی طرف ہو کر آگے ہاتھ رکھے اور کہا۔

لڑکی تم ہوش میں تو ہو تم مجھ سے کیا کہہ رہی ہو

اور تم کس بے وفا انسان کا نام لے رہی ہو اس بے وفا کا نام جو دولت کالا چکی ہو وہ جو محبت کے نام پر داغ ہو دھوکے باز تھا اور میں کسی بے وفا دھوکے باز کو نہیں جانتی ہوں۔ اور تم کون ہوئی ہو تمہاری ہمت کیسی ہوئی مجھے یہ بات کرنے کی اپنا چہرہ دکھاؤ نقاب نیچے کر دو پھر اس نے خود ہی کرسی سے اٹھ کر اس کا نقاب نیچے کی طرف کیا وہ حیران نظروں سے عصمہ کو دیکھنے لگی۔

عصمہ تم۔ اور یہاں۔ کس نے یہ جگہ بتائی ہے تم کو میرے تو نام کا بورڈ بھی یہاں نہیں لگا ہوا ہے۔ تم یہاں کیسے پہنچ گئی۔ اور تم روکیوں رہی ہو ساحل ٹھیک تو ہے ناں۔ آخر محبت پھر محبت ہوئی ہے۔ آخر ساحل کی خیریت پوچھ رہی تھی سچ ہے کہ محبت بھی مر نہیں سکتی اور اپنی محبت کو کوئی بھول نہیں سکتا محبت نام ہی محبت کا ہے عصمہ کو دونوں بازوؤں سے پکڑ کر زور زور سے جھٹلایا بتاؤ ساحل کیس اے پھر عصمہ نے کہا

محبت کے نام پر داغ تم ہو بے وفا تم ہو دھوکہ بھی تم ہی نے دیا ہے تم نے ایسے انسان کے لیے دھوکے باز لفظ استعمال کیا ہے جس نے تمہاری

عزت کی خاطر پورے خاندان کو بے عزت کیا سالوں سے جیل کی سلاخوں کے پیچھے سے نوکری تک قربان کر دی مانتے ہیں کہ تم نے آٹھ لاکھ روپے منگنی ترین کار خرید کر تم نے اسے لالچی کو دی اس نے تمہاری عزت کی خاطر آج تک کی جگہ تمہارا نام تک نہیں لیا اگر میں اپنی زرا کا نام لوں تو زرا کی عزت خراب ہو جائے گی وہ بدنام ہو جائے گی جان بھی جائے گھر بے عزت ہوتا ہے خاندان بے عزت ہوتا ہے میرا ہو جائے لیکن زرا کی عزت بھی خراب نہیں دیکھ سکتا اسی سوچ سے وہ چپ چاپ سرا بھگت رہا تھا قصور انا تھا کہ تجھ سے بے وفا خود غرض لڑکی سے پیار کیا تھا دل سے پیار لیا تھا۔ زرا تم نے ہی اس سے وعدہ لیا تھا کہ ایک دوسرے کی عزت کا خیال رکھیں گے کبھی ایک دوسرے کے گھر تباہ نہیں کریں گے جواب دو میری

بات کا۔

زرانے کہا۔ ہاں مگر وہ ٹھیک سے کہیں اور ایسی بھی کون سی مجبوری تھی ایسا بھی کیا ہو گیا تھا مجھے بتایا تک نہیں ہے میں نے کہاں کہاں نہیں ڈھونڈا اس کو ہر جگہ تلاش کیا ساحل کو زمین کھا گئی تھی یا آسمان۔ پلیز تم مجھے بتاؤ یہ سب کیسے ہوا مجھے بتاؤ گی یا میری جان نکالو گی تمہیں اس قرآن کا واسطہ ہے۔

ہاں ضرور بتاؤ گی یہ قرآن اسی لیے ساتھ لائی ہوں کہاں پر ہاتھ رکھ کر تمہیں یہ یقین دلا سکوں کہ ساحل بھیا تمہارا مجرم نہیں ہے بلکہ تم اس کی مجرم ہو رہی نے کہا۔ مجھے تم پر بھروسہ ہے قرآن پاک کی بے عزتی مت کرو لاؤ مجھے دو پھر زرانے قرآن پاک اس سے لیا اور اوپر رکھ دیا لیکن عصمہ اٹھ گئی اس الماری کی طرف کھڑی ہو گئی اور زرا بھی اس کے پیچھے کھڑی ہو گئی جبکہ حسینہ کرسی پر بیٹھی رہی تھی۔

باجی اس دن آپ سے آخری ملاقات کے بعد بھائی کو آپ کے علاقے کو تباہ کرنے کا حکم ملا تھا آپ نے اسے بتایا ہو گا کہ آپ کے گھر کے ساتھ کوئی مسجد بھی اسی علاقے میں شہر پسندوں نے پناہ لے رکھی تھی اس وجہ سے اس علاقے کو تباہ کرنے کا حکم دیا گیا تھا لیکن ساحل نے ایسا نہ کیا اس نے جان بوجھ کر نشانے غلط لگائے وہ نہیں چاہتا تھا کہ تمہارا گھر تباہ ہو جائے کیونکہ تم اس کی محبت تھی اس کا ضمیر گوارا نہ کیا کہ وہ اپنی جان کا گھر تباہ کرے بس یہی اس کی غلطی تھی کہ اس نے تمہارے گھر کو پچانے کے لیے اس علاقے کو تباہ نہ کیا جس کی سزا اس کو بہت بڑی ملی۔ اس کو گرفتار کر لیا گیا۔ پھر بھیا کا کچھ پتہ نہیں چل سکا کون کیا جانتا تھا کہ بھائی غدار نہیں ہے بلکہ وفادار ہے پھر میری ماں پر فاج کا حملہ ہوا اور ساحل کی اپنی ماں بھی نہیں ہے زرانے دھیسے لہجے میں کہا۔

ماں کہاں ہے۔

عصمہ نے ایک گہری سانس لی اور کہا آج یہ

بھی سچ بتا دیتی ہوں ساحل نے ہمارا خون ہے اور نہ ہی کوئی ہم سے اس کا رشتہ ہے۔ لیکن ہم نے ان کی پرورش کی میرے والدین نے بچوں سے زیادہ اس کی پرورش کا خیال رکھا بھیا ایک بنگالی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا وہ بنگالی سے کسی دشمنی کی غرض سے پاکستان ہجرت کر کے آئے تھے پھر میرے ابو نے گاؤں میں پناہ دی ایک رات دشمنوں نے ان کے گھر پر حملہ کر دیا اور ایک ہی خاندان کے نو افراد کو موت کے گھاٹ اتار دیا صرف ساحل اور اس کی ماں اس وجہ سے زندہ بچ گئی کہ اس کی ماں اور تھا ساحل کو اٹھائے کسی کے گھر میں مدد کی غرض سے روٹیاں پکانے لگی تھی گاؤں میں جنازہ ہوا تھا اس کے پیچھے خیرات کر رہے تھے تو گاؤں میں جو باہر عورتیں تھیں وہ اس گھر میں رات لے کر جاتی تھیں پھر رات کو اٹھ کر صبح تک روٹیاں پکاتی تھیں پھر اس واقعے کے تین دن بعد ساحل کی ماں نے ساحل کو میری امی کے حوالے کر دیا اور اتنا کہا کہ میں شام کو واپس آ جاؤ گی تم اس کا خیال رکھنا لیکن صدیاں بیت گئیں وہ پھر نہیں آئی پھر میرے والدین نے ساحل بھیا کو جوان کیا والدین نے محبت دی ہمیشہ پیار کیا ہاں امی اور ابو کے درمیان ساحل کی وجہ سے جدائی بی آئی ابو نے امی کو کہا تم نے کیوں لیا ہے اگر دشمن کو یہ چل گیا کہ نور محمد کی اولاد زندہ ہے کسی دن ہمارے گھر آجائیں گے ہم سب کو قتل کر دیں گے پھر امی واپس آ گئی ابو نے اس خوف سے گاؤں کو خیر یاد کہہ دیا ہم کراچی چلے گئے پھر ساحل نے جوانی زندگی اور سکول کالج کی زندگی کراچی میں گزاری پھر آخر ایک دن وہ بھی آ گیا کہ وہ پائلٹ بن گیا پھر تم سے محبت ہو گئی تمہاری محبت ہم سب سے غداری کی اور پھر میری ماں اپنے بیٹے کی رہائی کی بجائی کے لیے پچھلے دو سالوں سے روزے رکھ کر دن رات دعائیں مانگتی رہی اور اس کی بہن نے تمہیں تلاش کرنے کے لیے وائے کارخ کیا وہاں سے پتہ چلا کہ میڈم کا تبادلو

سوات میں ہو گیا ہے پھر تمہیں تلاش کرتے کرتے سوات بھی پہنچ گئیں آخر تم مل گئیں۔ وہ کہتے ہیں کہ۔

ہر چیز مل جاتی ہے دعا سے
کسی نہ کسی دل مل جاؤ گی خدا کی دعا سے

اور تم نے ساحل کا نام سنتے ہی بیوفا کہہ دیا یہی ہے سچ اور جس کے آگے قرآن پڑھا ہو وہ انسان بھی جھوٹ نہیں بولتا باقی اتنی مجھ سے کوئی غلطی ہو گئی ہو تو معاف کرنا آؤ حسینہ چلتے ہیں ٹائم ختم ہو گیا ہے۔

قرآن اٹھاتے ہوئے عصمہ نے کہا۔ اچھا باجی
خدا حافظ۔

قارئین کرام زرا پر نیم بے ہوشی کا دورہ بڑ گیا تھا اس کی آنکھوں سے دریائی طرح آنسوؤں کی لڑیاں بہہ رہی تھیں عصمہ نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو ایک کر زرا کو اٹھایا اس کا سر اپنی گود میں رکھا عصمہ کے آنسو زرا کے گالوں پر گر رہے تھے پھر زرا نے بھیگی آنکھیں کھولیں پھر عصمہ کے پاؤں میں سر رکھ کر معافی مانگی باجی یہ کیا کر رہی ہو انٹوپلیز پھر ایک دوسرے کے گلے لگ گئیں۔

عصمہ اب میری بھی سنو ساحل نے مجھے عید کے بعد کہا کہ رشتے کے لیے گھر والوں کو بھیجیوں گا ٹھیک عید دو ماہ باقی تھے میرے ساتھ وعدہ کیا لیکن ساحل دو ماہ تو کہا پورے دو سال تک نہیں آیا عید بھی گزر گئی میں پالگوں کی طرح مل پل انتظار کرتی رہی پھر میں اس کی یادوں کی دینا سے واپس سوات آ گئی یہاں آ کر اپنے آپ کو بہت مصروف کر لیا۔ رات کو کلینک کرتی دن کو نیند کی چار گولیاں کھا کر آرام کرتی تھی بروز نیند کی گولیاں استعمال کرتی تھی ساحل سے جدائی میں میرا برا حال تھا میں کرک کی منی لیے جو ایک چھوٹے سے شاپر میں بندھی مجھے ساحل کی قسم میں بہت بے جان ہو گئی تھی ایک زندہ لاش ایک زندہ لاش یہی تھی آج تم نے جان و مال دی میری روح واپس آ گئی ہاں میں مجرم ہوں اپنے ساحل کی۔

باہر مریضوں کا شور بھی ہو رہا تھا جمال اندر آ گیا وہ حیران نظروں سے دیکھ رہا تھا کہ باجی کرسی کی بجائے قالین پر بیٹھی ہے وہ ڈر سا گیا آخر ما جہرہ کیا ہے باجی کی حالت ٹھیک نہیں ہے پھر جمال کے آنے سے باجی نے اپنا دوپٹہ درست کیا اور عصمہ کو اپنا نمبر دیا اور عصمہ کا ممبر بھی لے لیا۔ پھر خوش لہجے میں ساحل کا پوچھا۔

اب وہ کہاں ہے میں اسے ملنا چاہتی ہوں میں اس کی مجرم ہوں میں نادان تھی اگر وہ مجھے معاف بھی کرے گا میں خود کو معاف کبھی نہیں کروں گی۔

عصمہ نے کہا کہ آپ کا ملنا بہت ہی مشکل ہے وہ اب کوارنٹین میں ہے جب فیصلہ ہو جائے گا پھر رہا ہو جائے گا آپ سے بات ضرور کرے گا وہ آج بھی تم سے بہت محبت کرتا ہے میرے ہوتے ہوئے تم دونوں کو کوئی بھی جدا نہیں کر سکتا میں نے تم اور ساحل کو ملانے کی قسم کھائی ہے اب تم اس کے لیے دعا کرو کہ وہ جلد رہا ہو جائے۔

عصمہ تمہیں پتہ نہیں کہ میں نے ساحل کے لیے کیا کچھ نہیں کیا مجھ پر اس کے بنا کیسے دن گزرے ہیں خانہ کعبہ بھی گئی اس کی سلامتی کے لیے وہاں بھی دعا کی باقی میں تمہیں فون پر بتاؤں گی

باجی ہمیں دیر ہو رہی ہے ہمیں جانا چاہیے
باجی نے کہا ایک بات کہوں مانو گی وعدہ کرو
ہاں باجی بولو۔

پھر باجی نے اپنے پس سے ایک لاکھ روپے نقد نکالے اور کہا عصمہ میں نے یہ قسم کھائی تھی کہ جو بھی مجھے ساحل کی خبر دے گا میں پچاس ہزار روپے انعام دوں گی اب اس انعام کی حقدار تم ہو صرف تم۔ اور باجی پچاس ہزار اس کے لیے میری طرف سے سامان لینا پلیز لے لو اس نے عصمہ کا ہاتھ پکڑا پیدے رکھ دیئے عصمہ کا ہاتھ اوپر سے بند کر دیا۔ عصمہ نے ممکن دل سے لے تو لیے لیکن باجی کو خفا

وہ ہماری بات ضرور مانیں گے ہاں اگر ساحل ضد کرتا ہے کہ رشتہ لے کر چلو میں رشتہ لے کر چلا بھی جاؤں گا لیکن پر ہزاروں سوال انھیں گے اور وہیم محمد بھی جھوٹ نہیں بولے گا۔ میں سب سچ سچ بتاؤں گا پھر رشتہ بھی نہیں دے گے اس لڑکی کی بھی زندگی ختم کر دیں گے کیوں نہ ہم دونوں کو الگ کر دیں دونوں کی زندگیاں بچ جائیں گی۔ وہ بھی کسی کی بیٹی ہے اس کی زندگی اگر ساحل کی وجہ سے چلی جائے پھر اس کا ذمہ دار کون ہوگا۔ اس قوم میں محبت کا رواج گویا کا بندھن ہے پھر دونوں نے فیصلہ کر کے ساحل کو حکم دیا کہ وہ ذرا سے کوئی حلق نہ رکھے یہ راز تھا میاں بیوی کے درمیان پھر وہیم محمد نے ساحل کے حق میں جوا سے اچھا لگا وہی سوچا وہی ساحل کو کہا جو اس کو اچھا لگا۔

زندگی میں تم لوگوں نے اچھے انسان بہت دیکھے ہوں گے بہت برے انسان بھی دیکھے ہوں گے ظالم انسان بھی دیکھے ہوں گے اور رحم دل انسان بھی دیکھے ہوں گے۔ صرف آپ تمام جواب عرض پڑھنے والے مجھے یہ بتائیں کہ وہیم محمد کو دنیا کس نظر سے دیکھے میرے خیال میں ہر انسان یہ دعا کرتا ہوگا دل میں کہ ہر کسی کو تمہیں جیسی ماں وہیم محمد جیسا باپ عصمہ جیسی بہن ساحل جیسا بھائی ساحل جیسا بیٹا ساحل جیسا پیارا اللہ تعالیٰ ہر کسی کو نصیب کرے۔

قارئین گرام! اس کہانی کا اصل مقصد یہ بھی ہے کہ ساحل کی ماں کے بارے میں اگر کسی کو علم ہو یا تھوڑا بہت بھی جانتا ہو یا اسی عورت کے متعلق سنا ہو یا کسی ایسی عورت کے بارے میں جانتے ہوں کہ یہ عورت کچھ بتاتی نہیں ہے آپ کو لگتا ہو کہ یہ ساحل کی ماں ہو سکتی ہے تو ہمیں ضرور اطلاع کریں ایک جواب عرض کی بدولت اگر ساحل کو ماں اور ماں کو ساحل مل جائے تو سارہ کریڈٹ جواب عرض کو جائزگاہ کی ماں کو تلاش کرنے میں مدد بھی کریں دعا بھی کریں کہ ماں زندہ ہو اور اس کا سراغ مل جائے ماں واپس آگئی

بھی نہیں کرنا چاہتی تھی اور حسد کو بھی دس ہزار دیئے زبردستی دے کر دونوں کو خوب گلے لگا کر رخصت کیا زرا بہت دسرب بھی اس کو ساحل کی یاد پاگل کر رہی تھی اس کے دل میں تو بچھی دل میں عجب سادہ تھا پھر قارئین پھر کسی مرلیض کو چیک نہیں کیا طبیعت خراب ہے کہ بھانے گھر چلی گئی سب سے پہلے وہی لاکٹ پہن لیا پھر ننگن سے لیس کر کے ہاتھ میں پہن لیے صبح تک اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور اسے ساتھ بائیں کر رہی تھی خود کو ہی برا بھلا کہہ رہی تھی خود کو بے وفا کہتی عشق میں برا حال تھا خیر عصمہ لوگ بھی رات کے چار بجے واپس مردان پہنچ گئے تھے اگلی صبح حسد اور حسد کے گھر والوں کا شکر یہ ادا کیا اور فلائٹ بک کرانی اس کے ذریعے کراچی پھر حیدر آباد پہنچ گئی۔

عصمہ سکون کے دن گزارنے وہ بہت خوش بھی دو مذہب و دلاؤں کو ٹوٹی ہوئی محبت کو پھر سے جوڑ دیا تھا پھر زرا ہر روز عصمہ کو دن میں پچاس بار کال کرتی راستے میں زرا کی باتیں یاد کر کے عصمہ کے دل میں بہت ترس آ جاتا لیکن زرا پھر سے جوان ہوئی جان میں طاقت واپس آگئی تھی زندگی حسین ہو گئی تھی زرا اسے ملنے کے لیے بے تاب ہے لیکن وہاں تو وہیم محمد نے ساحل کو قتل ختم کرنے کا حکم دیا ہے سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ساحل قید سے رہا ہو جائے گا نوکری بحال ہو جائے گی قید کے بعد محبت کر پائے گا کیا ان کے والدین مان جائیں گے کیا زرا کے گھر والے مان جائیں گے وہیم محمد نے بیوی کے ساتھ مل کر تعلق ختم کرنے کو کہا تھا یہ کیا راز تھا یہ کیا بات تھی۔

قارئین اس کا جواب یہ ہے کہ اس کی اصل وجہ یہ تھی کہ وہیم محمد نے اپنی بیوی کو کہا اس باتو یہ زندہ بچ گیا ہے لیکن مجھے ڈر ہے اس بات کا یہ کہ جس قوم سے یہ لڑکی تعلق رکھتی ہے وہ سخت لوگ ہیں اور ساحل کی لاش کے ٹکڑے بھی نہیں ملیں گے پھر ساری زندگی ہم روتے رہیں گے ہمیں ساحل کی زندگی سے پیار ہے

نئے عزم کے ساتھ شروع کرے تاکہ اس کی قابلیت قوم و ملک کے کام آجائے قارئین کہانی یہاں ختم نہیں ہوئی ہے ہاں قارئین کرام اگر تو ساحل کے ساتھ ہمدردی اور دلی محبت رکھتا ہو یا ملنا چاہتا ہو تو میرے ایڈریس پر رابطہ کر سکتا ہے یا فون کر سکتا ہے۔ قارئین کرام پریشان نہ ہوں بری کہانی ختم نہیں ہوئی ہے میری دوسری کہانی کے آنے کا انتظار کریں اگر کوئی انسان زرا اور ساحل کو پیغام دینا چاہے تو مجھے صرف ایک منیج کر دیں اور زرا سے رابطے کے لیے صرف منیج ہی منیج کر سکتی ہیں یا زرا سے بات کرنا چاہتی ہیں تو وہ صرف مجھ سے رابطہ کر کے نمبر لے سکتی ہیں کوئی مشورہ دینا چاہتا ہو تو یاد دکرنا چاہتا ہو تو موجودہ نمبروں پر رابطہ کر سکتے ہیں۔ جذبات اور اظہار کر سکتے ہیں قارئین آپ لوگوں کو میری کہانی کیسی لگی یہ میری پہلی کہانی تھی جس نے بہت تھکا ہوا ہے مجھے لکھنے میں اتنا مزہ آیا کہ ختم ہونے کا نام نہیں لے رہا تھا لکھتے ہوئے لکھی دفعہ آسو آئے اگر میری وہ ہے یا میرے قلم کی وجہ سے کسی کے آسو آئے ہوں تو لازماً آئے ہوں گے اس کہانی کو پڑھنے کے بعد میں یقین سے کہتا ہوں کہ جس انسان کے اندر دل ہو وہ ضرور ساحل کے لیے رویا ہوگا۔ انشاء اللہ آگے پھر ساحل کی داستان سناؤں گا جب وہ رہا ہو جائے گا اس کی زندگی کے بارے میں ضرور لکھوں گا دعا ہے کہ ساحل کو اور اس کے گھر والوں کو خدا صبر کی توفیق دے۔ قارئین میں جس جگہ کام کرتا ہوں وہاں موبائل کام نہیں کرتا لیکن جب چھٹی آتا ہوں تو کام کرتا ہے پریشان نہ ہونا آخر میں جواب عرض کے عاشقوں کو محبت بھرا سلام پورے جواب عرض کے لیے یہی پیغام ہے کہ ہمیشہ قوم و ملک کے وفادار ہو۔

فون- 0301.3333093

فون- 0321.2841305

تو ساحل کی زندگی کو چار چاند لگ جائیں گے ہاں ساحل اپنی ماں سے بہت نفرت کرتا ہے لیکن ماں کے مل جانے پر محبت میں نفرت بدل جائے گی ساحل کو ماں سے صرف ایک جواب چاہیے جب وہ پیدا ہوا تھا اس کا وزن صرف دو کلو تھا کیا وہ مجھے اپنے ساتھ نہیں لے جاسکتی تھی پھر مجھے چھوڑ کر ایک بار بھی میرا حال نہ پوچھ سکی۔ وہ میری ماں نہیں ہو سکتی تو وقتی جذباتی ہیں کاش ایک بار اس کی ماں اپنے بیٹے کو دیکھنے آجائے کہ اس کا بیٹا کس حال میں جی رہا ہے ساحل کہتا ہے کہ ماں اگر لوٹ آئے وہ اس کو معاف کر دے گا پہلے ساحل یہی کہتا تھا کہ ہمیشہ کے لیے میری ماں مرنے ہوئی دل کو انتظار تو نہ کرنا پڑتا۔ ماں تو میری یہ والی ہے کہ بنا جنم دیئے مجھے کتنا پیار کرتی ہے اندازہ ہے میرے لیے دنیا میں کتنا درد اٹھاتی ہے

قارئین کرام بہت دعا کریں کہ ساحل کو اس کی ماں مل جائے وہ جہاں بھی ہو اچھی ہو خوش ہو اور واپس ساحل کے پاس لوٹ آئے ہمیں یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ انشاء اللہ جواب عرض کے وسیلے سے ساحل کو ماں سے ضرور ملوائے گا جواب عرض پوری دنیا میں پڑھا جاتا ہے خدا تو اپنے بندے سے ستر ماؤں سے بھی زیادہ محبت کرتا ہے خدا ماں تو نہیں رکھتا لیکن ہر ماں کو خدا نے اتنی محبت دی ہے کہ اس کے قدموں تلے جنت کا درجہ دیا ہے اللہ تعالیٰ ساحل اور ساحل کی ماں کا حامی و ناصر ہو آئیے ہم سب عہد کریں کہ ساحل اور زرا کے لیے دعا کریں کہ ان کے نصیب اچھے ہو جائیں۔ اللہ تعالیٰ ساحل کی بے عزتی کو عزت میں تبدیل کر دے قارئین کرام ساحل اب بھی قید ہے دلی دعا ہے کہ وہ رہا ہو جائے اس کی نوکری بحال ہو جائے ساحل اور ساحل کے خاندان کی زندگیاں واپس آجائیں ہر نماز کے بعد ہر عبادت میں ساحل کے لیے دعا کریں کہ اس کے نصیب اچھے ہو جائیں نوکری بحال ہو جائے وہ اپنی نوکری ایک

اپریل 2015

جواب عرض 171

بکھری زندگی عزت کی قربانی

اجڑ گیا ہنستا بستا گھر

-- تحریر۔ شوکت علی انجم۔ سکھیکی منڈی۔ --

شہزادہ بھائی۔ السلام علیکم۔ امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔
آج میں پھر ایک دھبی داستاں لے کر حاضری دینے آیا ہوں میں نے اس کا نام۔ اجڑ گیا ہنستا بستا گھر۔ رکھا ہے امید ہے کہ سب چاہنے والوں کو پسند آئے گی یہ کہانی میرے ایک دوست کی ہے جس کو میں نے لفظوں کا رنگ دے کر آپ سب کی محفل میں پیش کی ہے بعض اوقات انسان سوچتا کچھ ہے اور تقدیر کے سامنے تدبیر نہیں چلتی انسان کا اٹھا ہوا ایک قدم زندگی برباد کر دیتا ہے۔ اور حالت یکدم انسان کو آسمان سے زمین پر گرادیتے ہیں اور انسان بے بس ہو جاتا ہے اور کچھ بھی نہیں کر پاتا۔
ادارہ جواب عرض کی پائیگی کو مد نظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے نام تبدیل کر دیئے ہیں تاکہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی۔ اس کا ادارہ یا رازشہزادہ دار نہیں ہوگا۔

لگا اتار دیا کہ اس کی آنکھوں سے آنسو ختم ہو گئے
میں نے بھی اس کو چپ نہ کر لیا تاکہ وہ رو کر اپنے
دل کا بوجھ ہلکا کر لے جب وہ خود ہی رو رو کر چپ
ہوا تو میں نے پوچھا علی دوست کیا حالت تمہاری
ہے لمبے لمبے ڈھنگے بال بڑی ہوئی شیو پیٹھے ہوئے
کپڑے سیا کالا رنگ اندر دھنسی ہوئی آنکھیں مجھے تو
یقین ہی نہیں ہو رہا تھا کہ تم وہ علی ہو جو آج سے پانچ
چھ سال پہلے تھے آخر مجھے بھی تو بتاؤ کہ کیا ہوا ہے
جس نے تمہاری یہ حالت کر دی ہے میرے بار بار
اصرار کرنے پر وہ ماضی میں کھو گیا اس نے مجھے بتایا

پاگل ای اوئے پاگل ہی بچوں کے زوردار شور
نے مجھے چونکا دیا تھا بچوں کی آواز پر میں
فور گیٹ پر پہنچا تو دیکھا کہ چھوٹے چھوٹے بچے
ایک آدمی کو مار رہے تھے اور بچوں ہاتھوں میں پتھر
کے ٹکڑے تھے میں نے دیکھا کہ اس آدمی کا چہرہ لبو
سے لبو لہان ہو چکا تھا اس کے سر سے لبو پک رہا تھا
اور اس کے گالوں پر بھی زخم کے نشان تھے۔

میں نے جب اس آدمی کو اٹھایا جو کہ زخموں کی
بہت سی چوٹیں لگنے پر زمین پر لیٹ گیا تھا اس کے
چہرے کو کپڑے سے صاف کیا تو میری آنکھیں کھلی
کی کھلی رہ گئی میرے سامنے میرا دوست علی تھا
میرے بچپن کا دوست میں نے علی کو اٹھایا اور اپنے
گھر کے اندر لے گیا آتے ہی بے ہوش ہو گیا میں
نے فوراً ڈاکٹر کو بلا دیا ڈاکٹر نے آتے ہی اس کو چیک
کیا اور ڈراپ وغیرہ لگائی اور میڈیسن دی اور چلا
گیا بڑی مشکل سے اس کو ہوش آیا جب اس نے
مجھے اپنے سامنے دیکھا تو میرے گلے لگ کر رونے

آپ کو یاد ہوگا جب تم میں ایک ہی سکول میں
پڑھتے تھے اور ایک ہی کلاس کے سٹوڈنٹ تھے واقعی
میں ہی ہم دونوں کی دوستی بھی بے مثال تھی اور ہم
گلے بھائیوں کی طرح تھے عام کسی کو پتہ بھی نہ تھا کہ
ہم دونوں دوست ہیں یا سگے بھائی ہم دونوں اٹھتے
ہی پرائمری اور مڈل اور پھر سیکنڈ ایئر امتحان پاس کیا

اپریل 2015

جواب عرض 172

اجڑ گیا ہنستا بستا گھر



تھا اور ایک بیٹا تھا اس بار جب علی چھٹی گزرنے گھر آیا تو امی بہن کے لیے بہت سارے گفٹ لایا اس بار پندرہ دن کی چھٹی لے کر آیا تھا یوں ہی علی بیرونی گیٹ سے گھر میں داخل ہوا تو گھر میں اپنی بہن کے ساتھ ایک اجنبی لڑکی کو باتیں کرتے دیکھا جب اجنبی نے نگاہ اٹھا کر دیکھا علی کی طرف تو علی اس کو دیکھتا ہی رہ گیا جے چاندز میں پراگیا تھا جسے آسمان کی مورت راستہ بھول کر ہمارے گھر آ گئی ہو وہ پرستان کی بری محسوس ہو رہی تھی پہلی ہی نظر میں علی کے دل کو گھائل کر دیا وہ آنکھیں جھپکنا ہی بھول گیا۔

بھیا اوبھیا۔ نازیہ کی آواز نے علی کو چونکا دیا کیا بات ہے بھیا تو کُری سے آئے ہوں اسلام دعا اور نہ مجھے پیار دیا ہے میں کچھ کہے بغیر آگے بڑھ گیا مجھے ماں بھی دکھائی نہیں دے رہی تھی

ارے نازیہ کی کہاں ہے میں نے آواز دی اتنے میں نازیہ بھی میرے پاس اندر آ چکی تھی ہاں بھیا اب بتاؤ کیا بات ہے میں نے کہا امی کہاں ہے

نازیہ بولی وہ کسی کام کے لیے پڑوس میں گئی ہیں اتنے میں مجھے باہر امی جان کی آواز سنائی دی امی نے مجھے آگے بڑھ کر کھلے لگایا اور پیار کیا خیرت دریافت کرنے کے بعد کہنے لگی

نازیہ جلدی سے بھیا کے لیے دودھ کا گلاس لاؤ اور چائے بناؤ۔

رہنے دو نازیہ چائے میں بناتی ہوں اجنبی لڑکی نے نازیہ سے بولا

ارے او نازیہ کی مجھے بھی پوتا چلے کہ مہمان کون ہیں پہلے اس کو کبھی نہیں دیکھا

نازیہ بولی یہ خالہ رشیدہ کی بیٹی ہے کنول ہے اور یہ ہمارے ہاں بیہاں سلائی کڑھائی سیکھے آئی ہے اب یہ دو تین ماں ادھر ہی رہے گی

اومانی گاڈ میں سے سن کر بڑی اور اتنی جلدی

اس کے بعد ہم دونوں کے راستے جدا ہو گئے میرے ماں باپ کو اتنی ہمت نہ تھی کہ مجھے اور تعلیم دلوا سکتے جب کہ علی کی والدہ نے اسے مزید تعلیم دلوانے کے لیے اسے گورنمنٹ کالج میں داخل کرا دیا میں آپ کو بتا دوں کہ میرا اور علی کا گھر لاہور سرگودھا روڈ پر تھا میرے اور علی کے گھر کے درمیان چار پانچ دکانوں کا فاصلہ تھا علی کے گھر والوں میں اس کی والدہ اور اس کی بہن نازیہ بھی جب کہ والد صاحب تین سال پہلے ہی وفات پا چکے تھے علی نے بی اے پاس کر لیا تھا اور پھر مکنک کے شعبے میں داخلہ لے لیا میں سے ایف اے مکمل کر کے تعلیم کو چھوڑ دیا کیوں کہ میں اپنے ماں باپ کا سہارا بننا چاہتا تھا میں اپنا کام ایمانداری سے کرنے لگا علی ایک ڈپلومہ کرنے کے بعد انک انر جی محکمہ اسلام آباد میں نوکری کر لی کافی اچھی جاب تھی ہر ہفتے کے بعد واپس گھر آنا اس کے معمول میں شامل تھا نوکری ملے چھ ماہ کا عرصہ گزر گیا تھا علی چاہتا تھا کہ اگر سرکاری کوارٹر ملے تو میں اپنی ماں بہن کو بھی اسلام آباد بلا لوں لیکن یہ کرنا ابھی مشکل ہو رہا تھا۔

اب علی کی والدہ کو اپنی بھولانے کی فکر بڑھ گئی تھی وہ جلد سے جلدی کی دہن لانا چاہتی تھی علی کی ایک خالہ بھی رشیدہ جو کہ پنڈی بھنپیاں رہتی تھی اس کی ایک بی بی بھی جس کا نام کنول تھا ایک اس کا بیٹا تھا جس کا نام پرویز تھا خالہ رشیدہ علی کی امی کی والدہ کی طرف سے سگی تھی لیکن دونوں کی ایک ماں نہیں تھی یعنی کہ ماں کی طرف سے سگی بہنیں نہیں تھیں اس لیے ایک دوسرے کے گھر میں آنا جانا بھی ذرا کم تھا یوں سمجھیں نہ ہونے کے برابر تھا صرف عم خوشی میں ایک دوسرے کے پاس آیا جایا کرتے تھے۔

علی کی ایک چھوٹی سی سگی بھی وہ بھی اسی محلے میں رہتی تھی جس محلے میں علی اور میں رہتے تھے جس کا نام شازب تھا اس کی ایک بی بی بھی جس کا نام فرزانہ

جوان ہو جائے گی اس کو میں نے بچپن میں اس کے شہر میں دیکھا تھا جب میں ایک گاڑی پر وہاں گیا تھا یہ بڑی ہو کر اتنی خوبصورت ہو جائے گی یہ تو میں نے خواب میں بھی نہیں سوچا تھا

دل میں یادوں کی طرح آنکھ میں آنسو کی طرح

گھر آئے ہوئے آج چھٹا دن تھا دل کی بات ابھی تک نہیں کر سکا تھا۔

میں خاموشی سے اس کا دیدار سے آنکھوں کی پیار بھاتا رہا لیکن بھتا اس کو دکھتا پیاس آنکھوں کی اور بڑھ جاتی میں نے اپنی بہن نازیہ کو ہمراہ بنانے کا فیصلہ کر لیا لیکن پھر درگیا کہ بھلا وہ کیا سوچے گی لیکن اب تو میری برداشت کی بھی حد ہو گئی تھی میں دل کے ہاتھوں مجبور تھا۔

اتنے قریب آ کے بھی کیا جانے کس لیے کچرا مٹی آپ ہیں کچھ اجنبی ہم ہیں

میں نے نازو کو طعنے دے بلایا نازو یہ تم سے ایک بات کرنا چاہتا ہوں مجھے تمہاری مدد کی ضرورت ہے

بھیا بھلا کون سی ایسی بات ہے جس میں میری مدد کی ضرورت ہے

دیکھو نازو میں کنول کو اپنے دل میں بسا چکا ہوں جب کنول کو دیکھا میرے دل کا قرار مل گیا اس کے بغیر زندگی گزرنے کا تصور ہی نہیں کر سکتا اس کو تیری بھائی بنانا چاہتا ہوں اس کو دل کا حال بتانے سے ڈرتا ہوں نہیں وہ براندہ مان جائے پلیز نازو۔

تم ہی جانو۔ نازیہ نے لا پرواہی سے کندھے اچکا دیئے مجھے جواب دیا

میں نے کہا نہیں نازو پلیز پلیز میری مدد کرو میری حالت پر رحم کرو

اچھا بھیا آپ کی درخواست منظور ہے کنول سے بات کروں گی لیکن اچھی بات تو یہ ہے کہ تم ایک خط لکھ کر مجھے دو اور میں اس کو خط دے دوں گی اور زبانی بھی کہہ دوں گی۔

یہ ٹھیک ہے نازو میں ابھی خط لکھتا ہوں تم اس کو دے دینا۔ میں نے ایک خط اس کو لکھ دیا۔

مائی ڈیر میرے دل کی ملکہ کنول اسلام علیکم

جب سے آپ کو دیکھا ہے میرا دل میرا نہیں

تم میرے پاس رہو پھول میں خوشبو کی طرح انہی کی باتوں میں مصروف تھے کہ کنول چائے بنا کر لے آئی جب اس نے مجھے چائے پیش کی تو میرے ہاتھوں کی انگلیاں اس کے ہاتھوں سے ٹکرائیں میرا دل چیخ اٹھا اس کے ہاتھوں کی خوشبو واقعی میرے ہاتھوں سے آنے لگی دل کرتا کہ یہ وقت ختم جائے اور یہ میرے سامنے بیٹھی رہے اور میں اس کا دیدار کرتا رہوں اور اپنی دل کی پیاس بجھاتا رہوں جب سے کنول کے چہرے کی زیارت کی تھی میرے دل کے اندر ایک عجیب سے بے چین بھی میرے جسم کا حصہ حصہ دل دماغ اور آنکھیں اس کو دیکھنے کے لیے بے قرار تھیں

وہ رات میں نے بستر پر کروٹیں بدل بدل کر گزار دی ساری رات اس کا خوبصورت چاند سا چہرہ میری آنکھوں کے سامنے رہا محسوس ہوا کہ سا کالج سفید دانت موتیوں کی طرح چمکدار صراحی دار گردن کنول جیسی آواز سر و قد عرش کے اس میں وہ تمام صفات موجود تھیں جو کہ ایک آئیڈل میں ہوتی ہیں وہ قدرت کی ایک کارگیری کا ایک عظیم شاہکار تھی اس میں کوئی کمی نہ تھی اس کو اللہ نے فرست دے اپنے ہاتھوں سے تراش کر اس میں روح پھونک دی تھی میں نے شکر ادا کیا کہ جب صبح نمودار ہوئی میرے دل نے تو بولی ہی نظر میں اسے اپنے دل کی ملکہ مان لیا تھا لیکن میرے جذبات سے کنول بے خبر تھی جس وقت اس کے سامنے جاتا تو زبان پر تالا لگ جاتا اس نے بات کرنے کی ہمت نہ رہتی مجھے

ہمارے محلے میں ایک گھر فوٹکی ہو گئی اس لیے
ای جان ان کے گھر جا چکی تھیں اور میرے واپس
آنے سے پہلے کنول آگئی تھی جوں ہی میں گھر میں
داخل ہوا میں سیدھا اپنے کمرے میں گیا کیونکہ میں
نے دیکھ یا تھا کہ کنول کا خوبصورت چہرہ مر جھایا ہوا
تھا جو اس بات کی نشاندہی کر رہا تھا کہ اس کو شاید
میری بات بری لگی تھی اس نے نازیہ کے سامنے
مجھے صاف انکار کر دیا جب مجھے اس بات کا علم ہوا تو
میرے پاؤں کے نیچے سے زمین نکل گئی میری تو
جیسے جان ہی نکل گئی ہو میرے لیے رشتوں کی لائن
لگی ہوئی تھی لیکن میں نے ابھی تک حامی نہیں بھری
تھی میری پھونپھی نے کئی بار شتہ دینے کی کوشش کی
تھا پتہ نہیں کیوں میری آنکھوں نے جب کنول کو
دیکھا تو دل نے اسے پسند کر لیا تھا مجھے تو پورا یقین
تھا کہ کنول میری محبت کا جواب محبت سے دے گی
میرے پاس نوکری تھی میری شکل سمورت اچھی تھی
عزت تھی دولت تھی شہرت سب کچھ تو میرے پاس
تھا انسان کو اور کیا چاہئے ان حالات میں کنول کے
انکار نے میرا دل توڑ دیا تھا میں تو سوچ بھی نہیں سکتا
تھا کہ وہ بچوں صاف جواب دے دے گی سب کچھ
میری سوچ کے مخالف ہو رہا تھا آج سکول سے چھٹی
تھی میں نے دل میں تہیہ کر لیا کہ کچھ بھی ہو جائے
میں آج کنول سے خود اپنے سامنے بات کروں گا۔
ای جان پھر مرگ والے گھر میں جا چکی تھی ہ
دونوں کمرے میں بیٹھی تھی آپس میں باتیں کر رہی
تھی میں نے موقع غنیمت جانا اور فوراً ان کے
کمرے کی طرف گیا میرے کھنگارنے پر وہ دونوں
میری طرف متوجہ ہوئیں
بھیا آپ یہاں۔
کیوں میں یہاں نہیں آ سکتا کیا میرے اوپر
ادھر آنے پر پابندی ہے کیا میں اس گھر کا فرد نہیں
ہوں

رہا میرے دل میں تم سا گئی ہو میں پہلی ہی نظر میں
آپ کو اپنا دل دے بیٹھا ہوں۔ اب یہ دل تیرے
نام کا ورد کرتا ہے دھڑکتا ہے اگر تم نہ ملی تو میرا جینا
مشکل ہو جائے گا میں زندگی بھر تم سے پیار کرتا
رہوں گا میں تم سے شادی کرنا چاہتا ہوں وہ پیار
دوں گا جو تم تصور بھی نہیں کر سکتی ہو پلیز میری بات کا
مان رکھ لینا محبت کا جواب محبت سے ہی دینا میں
تمہاری محبت کا بھکاری ہوں فقط تمہارا اعلیٰ کنول۔۔
خط لکھ کر میں نے نازیہ کو دے دیا اور اس نے
کنول کو دے دیا لیکن میرا دل انجانے خوف سے
دھڑکنے لگا وہ رگدول میں خیال آتا کہ کہیں وہ برا
نہ مان لے پتہ نہیں وہ کیا سمجھے گی وہ رات میں نے
کانٹوں پر لیٹے ہوئے گزاری رات بھر مجھے نیند نہیں
آ سکی صبح جب میں اپنے کمرے سے نکلا تو میری
آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں
میرے لعل کیا بات ہے۔ ماں کی آواز نے
مجھے اپنی طرف متوجہ کیا
ای جان کوئی بات نہیں ہے میں ٹھیک ہوں سر
میں درد تھا اس لیے رات کو ٹھیک سے سویا نہیں
چلو بھیا نہ ہاتھ دھو لو میں ناشتہ لگائی ہوں
جب میں اٹھا کہ ہاتھ روم سے نکلا تو ناشتہ لگ
چکا تھا لیکن میرا دل بڑا بے چین ہو رہا تھا
بھیا کیا بات ہے ناشتہ ٹھیک طرح سے نہیں کر
رہے ہو نازیہ میرے نزدیک آتے ہوئے بولی
نازیہ تم نے خط کنول کو دے دیا تھا اور ساتھ
ہدایت بھی کر دی تھی کہ اس کو راز میں رکھے اور
جواب بھی دے دے نازیہ مجھے ڈر لگ رہا ہے۔
بھیا سب ٹھیک ہو جائے گا
اتنے میں کنول کڑھائی سلامتی کے سکول جا
چکی تھی میں نے تھوڑا سا ناشتہ کیا اور اٹھ کر کسی کام
سے باہر نکل گیا میری واپسی تقریباً ایک بجے دن کو
ہوئی۔

میں میں جانتی ہوں کہ تمہاری نوکری اچھی ہے شکل صورت اچھی ہے اور اللہ کا دیا ہوا سب کچھ ہے تمہارے پاس لیکن میں ان فضول کاموں سے دور رہنا چاہتی ہوں میری شادی جس سے ہوگی وہ ہی میرا آئیڈیل ہوگا میں اپنے والدین کے اعتماد کو بھیس نہیں پہنچاؤں گی اگر واقعی یہ تم مجھ سے پیار کرتے ہو اور شادی کرنا چاہتے ہو تو اپنی امی کو بھیج دو میرا رشتہ مانتے کے لیے میرے والدین نے ہاں کر دی تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے

عزت اور بھی بڑھ گئی تھی وہ خوبصورت شکل ہونے سے ساتھ خوب سیرت بھی تھی اس کے خیالات کتنے پاکیزہ تھے۔ میں اس بات پر فخر محسوس کر رہا تھا کہ میرے دل نے خوب انتخاب کیا ہے اسنے میں نازہ چائے لے کر آگئی تو ہماری باتوں کا سلسلہ منقطع ہو گیا میں بھی فیکٹری میں جہاں پر جاب کرتا تھا خط کے ذریعے اکثر خیر خیریت ہوتی تھی اب جب علی کا خط ملا کہ میں نے شادی کے لیے ایک لڑکی منتخب کیا ہے تو مجھے بھی دلی خوشی ہوئی میں نے بھی علی کو خط لکھا کہ شادی کے لیے کسی بھی چیز کی ضرورت ہو تو مجھے ضرور بتانا دو تین سالوں میں اللہ کے فضل و کرم سے میں نے کافی پیسے اکٹھے کر لیے تھے اسی دوران اپنی بہن کی شادی بھی کر دی اب مجھے بھی اپنی شادی کرنے کی فکر تھی میری ماں بھی جلد سے جلد میری شادی کرنا چاہتی ہیں میں نے بھی ماں سے وعدہ کیا کہ اس دفعہ چھٹی آیا تو ضرور شادی کروں گا میری پندرہ دن کی چھٹی گزر گئی میں واپس آ گیا میرا دل نہیں لگ رہا تھا مجھے نہیں چاہتا تھا کہ کام کروں میرا تین من کنول کی جدائی میں جلنے لگا دل کرتا ابھی اڑ کر اپنی کنول کے پاس چلا جاؤں۔

یہ دن میں نے بڑی مشقت سے گزارے تھے ایک دن میں گھر کا رخ کیا اس دفعہ کنول بھی اپنے

نہیں بھیجا ایسی بات نہیں ہے ایسی دیکھی بات کو چھوڑ دو جاؤ میرے لیے گرم گرم چائے بنا کر لاؤ سیرس درد ہو رہا ہے نازہ یہ سمجھ گئی کنول تم یہاں بیٹھو میں تھوڑی دیر میں چائے بنا کر لاتی ہوں کنول نے بھی نازہ کے ساتھ باہر جانے کی کوشش کی لیکن میں نے خود اس کو روک لیا۔

م بیٹھو کنول تم سے ایک ضروری بات کرنا چاہتا ہوں وہ وہاں ہی بیٹھ گئی تھی۔ دیکھو کنول میں نے دیا تمہیں پتہ نہیں کہ تم نے ایسا کیوں کیا میں آپ کو صاف بتا دوں جس دن سے تم کو دیکھا ہے تم میرے دل میں سما چکی۔

ہو نہ دن میں سکون ہے نہ رات اچھی لگتی ہے تیرا یہ خیال تیری ہی بات اچھی لگتی ہے میں زندگی کے آخری دم تک تم سے پیار کرتا رہوں گا اور تم سے شادی کرنا چاہتا ہوں اگر تو نے انکار کر دیا تو میں ساری زندگی شادی نہیں کروں گا یہ میرا تم سے وعدہ ہے ہاں اگر تم کسی اور سے پیار کرنی ہو یا کسی سے بیاہ لیا ہے یا پھر کسی سے شادی کرنا چاہتی ہو تو میں تم کو مجبور نہیں کروں گا۔

کنول بول نہیں علی ایسی کوئی بات نہیں ہے میں نے کسی سے پیار نہیں کیا اور نہ ہی ان فضول باتوں کے لیے فارغ ہوں یہ پیار محبت سب کچھ زندگی کا روگ ہے ساری زندگی تڑپ تڑپ کر گزرنے سے بہتر ہے کہ انسان کسی سے پیار ہی نہ کرے کیونکہ یہ ظالم اور بے حس دنیا پیار کرنے والوں کے ملنے نہیں دیتی اس لیے میں گھٹ گھٹ کر نہیں جینا چاہتی اور میں ایسا کوئی قدم نہیں اٹھاؤں گی کی جس سے میری اور میرے ماں باپ کی بے عزتی ہو یا بدنامی ہو میری شادی وہاں ہوگی جہاں میرے والدین چاہیں گے جوڑے آسمانوں پر بننے

ہے اور گندہ ہے اور ایک بیسے کا بھی کام نہیں کرتا میں
ایسے ٹھنوکو اپنی بیٹی کا رشتی تیسے دوں رشیدہ بولی تو پھر
بہن میری طرف سے انکار ہے

رشیدہ نے علی کی امی کو جواب دے دیا امی
جان کو پتہ تھا کہ رشیدہ کا بیٹا ہے کارہے کوئی کام تو وہ
نہیں کرتا تو ایسے آدمی کے ساتھ امی اپنی بیٹی کا رشتہ
کسے طے کر دیتی خالہ رشیدہ سے امی جواب لے
کر گھر آ گئی مجھے بھی تمام باتوں کا پتہ چلا گیا میں بھی
ایک ہفتہ کے چھٹی لے کر گھر آ گیا آ کر امی جان
سے بات سنی تو امی جان نے کہا۔

اس میں پریشان ہونے والی کون سے بات
ہے جب رشیدہ کے بیٹے پر ذمہ داری کا بوجھ پڑ
جائے گا تو وہ خود بخود ہی کمانے لگے گا آپ آپ امی
نازیہ کا رشتہ خالہ رشیدہ کو دے دو۔

امی جان بولی۔ میں نہیں بننا نہیں اپنی بیٹی کو
میں دوزخ میں نہیں پھینک سکتی
امی جان وہ آپ کی بہن کا بیٹا ہے اگر ہم کا
خیال نہیں کریں گے تو کون کرے گا

امی بولی تو اپنی بہن نازیہ سے بات کر لو
جب میں نے نازیہ سے بات کی تو نازیہ نے
صاف انکار کر دیا کہ نازیہ نے امی جان کو بتا دیا کہ
میں کسی اور لڑکے سے پیار کرتی ہوں جب میں نے
یہ بات سنی تو میں نے نازیہ کو باواں سے پتھر کر بہت
پنائی کی بے نیعت تم شادی سے پہلے کسی غیر مرد
سے پیار کرتے ہو امی جان نے بڑی مشکل سے
نازیہ کی جان چھڑائی اور امی کہنے لگی

علی بیٹا وہ تو کوئی غیر لڑکا نہیں ہے آپ کی
چھو پھوکا بیٹا ہے اگر ان کا رشتہ ہو جائے تو کوئی حرج
نہیں ہے

نہیں امی جان اس کی شادی میری مرضی سے
ہوگی اگر نازیہ نے انکار کر دیا تو میں اپنی جان دے
دوں گا

گھر چلی گئی تھی میری ساری محنت پر پانی پھر گیا تھا
جس کے لیے میں آیا تھا اس کا دیدار بھی نہ کر سکا بحر
حال میں نے اپنے دل کی حالت امی کو بتا دی کہ
میں کنول سے شادی کرنا چاہتا ہوں آپ امی جا کر
کنول کے والدین سے بات کریں۔

امی بولی بیٹا آپ کی پھوپھو نے کئی بار اپنی بیٹی
کا رشتہ کہا ہے اور تمہاری پھوپھو کیا کہے گی اس سے
میری بیٹی کا رشتہ نہیں لیا۔

علی بولا امی جان میں صرف اور صرف کنول
سے ہی شادی کروں گا۔

امی بولی ٹھیک ہے بیٹا کنول کے والدین سے
بات کروں گی۔

دوسرے دن ہی اس کی امی دن کے دو بجے
کنول ہمارے گھر میں آ گئی اس کو دیکھ کر میری جان
میں جان آ گئی کنول کی امی اس کو چھوڑنے آئی تھی
اس نے گلے شکوے آتے ہی شروع کر دیئے۔

تم بیٹا علی ہمارے گھر کا چکری نہیں لگاتا آتے
جاتے رہا کرو

ٹھیک ہے آنٹی اس دفعہ ضرور آؤں گا
صبح ہی اٹھا اور گھر سے تیار ہو کر اسلام آباد اپنی
نوکری پر چلا گیا دو دن کے بعد امی جان کنول کی امی
کے پاس گئیں رشتہ مانگنے بہن رشیدہ میں تم سے رشتہ
اپنے بیٹے علی کے لیے کنول کا رشتہ مانگنے آئی ہوں
امید ہے کہ آپ مجھے خالی ہاتھ نہیں لٹاؤ گی ہمیں اس
رشتے پر کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن بہن تم تو جانتی ہو
کہ کنول سے اس کا بوا بھائی اس کی شادی نہیں ہوئی
اس کی تو بھی شادی کرنی ہے اگر اس کے لیے کوئی
رشتہ نہ ملا تو ہم کنول کا رشتہ دے کر اس کا رشتہ لیں
گے ہمیں یہ مجبوری ہے اب اگر تم رشتہ ہمیں دے دو
نازیہ کو تو ہم کنول کا رشتہ ہمیں دے دیں گے ہم کو
کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔

بہن رشیدہ تم تو جانتی ہو کہ تمہارا لڑکا آوارہ

بیکک بھیا مجھے مار دیں کنول کے بھائی سے شادی نہیں کروں گی۔

مجھے نازیہ کے انکار سے کنول دور ہوتی دکھائی دے رہی تھی مجھے پتہ تھا کہ اگر نازیہ نے کنول کے پھائی سے شادی نہ کی تو پھر کنول کا رشتہ نہیں ملے گا تمہیں ہر صورت میں کنول کو حاصل کرنا چاہتا ہوں میں نے بڑی کوششوں اور منتوں سے بہن کو منانے کی کوشش کی لیکن اس کی بھی ایک ہی ضد تھی کہ میں نے بہن کو قرآن پاک کا واسطہ دیا کہ مان جاؤ۔

بھیا مجھے لال جوڑے میں میرے ارماتوں کا خون کر کے میری حسرتوں کا جنازہ نکال کر کنول کے بھائی کی ڈولی میں بٹھا دیتا لیکن میں قرآن پاک کے واسطے رو کر کہہ نہیں سکتی کیونکہ یہ تو دونوں جہاں کا سردار ہے اللہ کی آخری کتاب ہے اس لیے میری جان بھی حاضر ہے مجھے کنول کی محبت کے اتنا اندھا کر دیا تھا کہ مجھے دنیا کی کوئی بیوہ نہ تھی مجھے کنول کے علاوہ کوئی اور نہ سنا دیتا تھا نہ دکھاتا تھا۔

دل کو تیری یادوں میں بسا رکھا ہے نیند کو میرے سپنوں میں سجا رکھا ہے مسکرا کر ملتا ہوں تو ہر ایک سے دل میں روتا ہوں مگر شکوؤں کو چھپا کر رکھا ہے میں بے حس اور خود غرض ہو گیا تھا نازیہ میں نے اپنی محبت حاصل کرنے سے لیے نازیہ کی محبت کو بھی داؤ پر لگا دیا شادی کا دن آ گیا نازیہ بہن دلہن بنی ڈولی میں بیٹھنے لگی تو اس نے مجھے کہا

بھیا آج باہل اور بھیا کے گھر سے جا رہی ہوں اور مر جاؤں گی اور دوبارہ اس دلہیز پر قدم نہیں رکھوں گی اللہ تم کو سارے زمانے کی خوشیاں دے آپ نے تو میری زندگی میں زہر گھول دیا ہے میں اسے اپنے مقدر کا لکھا سمجھ کر قبول کر لوں گی تم کو تمہاری کنول مبارک ہو آج میری سہاگ رات تھی بڑی خوشی کی رات تھی جس کو چاہا وہ دلہن بن کر

میرے سامنے بیٹھی تھی ہم دونوں کے مسرت لمحات تھے میں نے جس کو پسند کیا تھا اس کو حاصل کر لیا تھا صبح ولیمہ تھا ویسے والے دن ہم نازیہ کو لینے گئے تو اس پر کیا گزری۔

جب کنول کا بھائی کمرے میں آیا تو نازیہ شرم و حیا سے سکڑ گئی اس نے چہرے پر حیا کی سرفی پھیل گئی اب وہ جیسا بھی تھا اس کا مجازی خدا تھا اس کے جذبات میں بل چل چکے کیونکہ اس کو ساری باتوں پر مایوسی اس وقت ہوتی جب کنول کے بھائی نے نازیہ سے کہا۔

مجھے تم سے کوئی غرض نہیں ہے تم جہاں رہو یا اپنے سینے رہو مجھے اسے سے کوئی فرق نہیں پڑتا سچی بات تو یہ ہے کہ میں تیرے قابل ہی نہیں ہوں میں تم کو حق زو جیت نہیں دے سکتا جوئی کی حسرتوں کو پورا نہیں کر سکتا میرے بس کی بات نہیں ہے نازیہ پر یہ جراثیم ہم بن کر گرے اس کی حسرتوں کا رہا سہا جنازہ بھی نکل گیا اس کو پوری زمین گھومتی ہوئی نظر آنے لگی اور رات بہت زیادہ روئی اپنے نصیبوں کو کوئی رہی تو لڑکیاں اس سے طرح طرح کے مذاق کر رہی تھیں لیکن وہ تو جیسے اس کو چیب بس لگ گئی تھی وہ کسی کو کیا بتاتی کہ اس کی ساری زندگی میں اس کے بھائی نے زہر گھول دیا ہے اس کو اپنے بھیا پر بھی غصہ آ رہا تھا اور کنول کے بھائی کو بھی ایفون چرس اور شراب نوشی نے کنول کے بھائی کو بیمار کر دیا تھا۔

نازیہ آگ گولہ ہو رہی تھی جب کنول کا بھائی عورت کے قتل نہیں تھا تو اس نے گھر والوں کو کیوں نہیں بتایا میری زندگی کو اجیرن کیوں بنا دیا ہے شادی کے ایک ہی ماہ بعد میں نے ایک کو اتر لیا کنول بھی اسے پاس اسلام آباد بلا لیا اب ہمارے لیے ہر رات شب برات اور ہر دن عید کا دن ہوتا تھا ہم دونوں بہت خوش تھے ہم بھی کبھی کبھار اپنے گاؤں میں گھر کا چکر لگایا کرتے تھے۔

تم الزام تراشی کر رہے ہو میری بے عزتی کر رہے ہو تم کو شرم آنی چاہئے مجھ پر الزام لگاتے ہوئے میں تیری اجازت کے بغیر آج تک اس دہلیز سے قدم بھی باہر نہیں رکھا

زیادہ تر ٹر ٹر کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے ابھی اور اسی وقت جاؤ اور مجھے پیسے لا کر دو

نازیہ نے اس کو اللہ کا واسطہ دیا لیکن وہ نہ مانا اس نے زبردستی نازیہ کو گھر سے نکال دیا نازیہ روتی ہلکتی کہاں جاتی آخر کار اس نے ماں کی دہلیز پر قدم رکھا جب مجھے اس بات کا علم ہوا تو میں نے کنول کو ساتھ لیا اور دکھ آیا اس نے نازیہ سے معافی مانگی بھی کیا طرف سے میں تم سے معافی مانگتی ہوں میں جب میں گھر آیا تو بہن نے انہیں کرمانا بھی مجھے گوارہ نہ کیا وہ مجھ سے بہت ناراض تھی اس کا حق بھی بننا تھا کیونکہ اس کو میں نے دوزخ میں دھکیل دیا تھا۔

میں نے والدہ سے ساری بات کا پتہ کیا میں نے پھر بھی نازیہ کو سمجھانے کی کوشش کی ضرور نازیہ سے کوئی غلطی ہوئی ہوگی کنول ان دنوں امید ہے ابھی اب اس کو سیلے ہی چھوڑنا تھا میں نے کنول اور امی کو اور نازیہ کو سسرال بھیجا تا کہ ان کو کچھ سمجھائے لیکن کنول کے بھائی نے صاف انکار کر دیا۔

اب نازیہ اس گھر میں کبھی نہیں آئے گی کیونکہ اس کے پھنک ٹھیک نہیں ہیں اور کسی لڑکے سے پیار کرتی ہے میں کسی ایسی لڑکی کو اپنے گھر میں نہیں رکھ سکتا اتنا کچھ ہونے کے باوجود جی میں نے کنول سے کوئی بات نہ کی یوں سمجھ لیں کہ میں بے غیرت بن گیا بھائی تو بہنوں کے لیے سایہ ہوتے ہیں لیکن میں بہت خود غرض تھا بہن کے آنسوؤں نے مجھے بھی کچھ سونے پر مجبور کر دیا میرے اندر کا ضمیر جاگ گیا تھا میں نے خود جا کر کنول کے بھائی کو سمجھایا کہ وہ پاس ہے اس کو اپنے ساتھ رکھ لاؤرنہ میں تیری بہن کو بھی چھوڑ جاؤں گا اور یاد رکھنا کہ آج کے بعد

ایک سال کو ملے جاتے یہ سال نازیہ ایک دفعہ میٹک نہ آئی جب بھی دل کرتا ہم ہی اس کو ملے جاتے یہ سال اس نے انگاروں پر لیٹتے ہوئے گزارا لیکن شکایت کا ایک حرف بھی زبان پر نہ لائی شکایت کرتی بھی تو کس سے اس کے بھائی بھائی سے میں نے خود اس کو دوزخ میں دھکیل دیا تھا جو ظلم کنول کے بھائی نے نازیہ پر کیے وہ نازیہ ہی تھی جو برداشت کرتی رہی بات بات پر بھگڑا کر نا کنول کے بھائی کا معمول بن گیا تھا شادی کرنے کے بعد اس کے معمول میں کوئی فرق نہیں آیا تھا۔

ایک دن تو اس نے نازیہ کو مارنے کی حد کر دی کنول کے بھائی کو کنٹر کرنے کے لیے پیسوں کی ضرورت تھی اس نے نازیہ سے پیسے مانگے تمہارے پاس پیسے ہیں وہ مجھے دو لیکن وہ وہ تو میں نے لگا دیئے ہیں تو جاؤ اپنی ماں سے لا کر دو یا اپنے بھائی سے لا کر دو

تم کو پتہ ہے کہ میں میٹک نہیں جاتی اور نہ ہی اب پیسوں کے لیے جاؤں گی

چلو بیٹوں کے لیے نہیں جاتا تو اپنے عاشق کے لیے چلی جاؤ اس سے مل لینا وہ تمہاری جدائی میں تڑپ رہا ہوگا بے غیرت کہی کیا تم جھتی ہو مجھے تمہاری کڑو تو توں کا پتہ نہیں ہے تم شادی سے پہلے جو کل کھلاتی رہی ہو مجھے سب کچھ پتہ ہے تمہارے والدین کر دیتے

یہ الزام سن کر میری روح کانپ گئی پتہ ہیں اس کو کس نے ورغلا یا تھا کس نے اس کے کان بھر دیئے تھے صرف اپنے شوہر کی خاطر اس نے ماں اور بھیا کو بھی چھوڑ دیا تھا اور اس کے پاک دامن پر تہمت لگا رہا تھا۔ شادی کے بعد اس کو مجازی خدا بنا کر اس کی عبادت کی تھی یہ الزام سن کر نازیہ بھی بھوک شیری کی طرح دھمازی

بعد تیسرے دن کنول کی بیٹی زینب کو سخت بخار ہو وہ اللہ کو پیاری ہو گئی میری بیٹی مجھ سے دور چلی گئی۔

ایک طرف بہن کے گھر اجڑنے کا غم اور دوسری طرف بیٹی کی موت کا غم اب مجھے اپنی خود غرضی کا پورا پورا احساس ہو چکا تھا میں ان لمحات کو اپنے آپ کا مزہ دار سمجھنے لگی تھی سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ میرے سسرال والے اتنے ظالم ہو جائیں گے اب مجھے اپنی غلطی کا احساس ہونے لگا تھا حالات کا سودھانے کی بہت کوشش کی لیکن حالات مزید خراب ہوتے گئے اب دونوں طرف معاملہ طلاق تک پہنچ گیا تھا نازیہ کی حالت دیکھ کر میری ماں کی طبیعت خراب رہنے لگی امی کو دل کا مرض لگ چکا تھا ان کا بہت علاج کمر دیا لیکن وہ ہم کو چھوڑ کر وہاں سے چلی گئی جہاں سے بھی کوئی واپس نہیں آیا

اب تو میری دنیا اجڑ چکی تھی میری جنت مجھ سے روٹھ گئی تھی امی کے ہوتے ہوئے مجھے کسی چیز کی فکر نہ تھی اب تو مجھے ہر طرف ہی فکر تھی اب تو جوان بہن گھر میں آچکی تھی نوکری پر بھی جانے تو دل نہیں کرتا تھا اب میں حقیقت میں اپنے آپ کو اکیلا سمجھنے لگا تھا مسلسل غیر حاضری کی وجہ سے نوکری سے بھی جواب مل گیا جب میں اپنی بہن کو گھر میں دیکھتا تو اپنے سارے پرانے زخم پھر سے ہرے ہو جاتے ہیں ساری پریشانیوں کی وجہ میں تھا۔

میری بہن کی ہونٹوں کی ہنسی مذاق کیا کرتی تھی اب تو بہن مجھ سے بولنا بھی وارہ نہ کرتی تھی مجھے افسوس ہوتا تھا کہ میں نے اپنی بڑی غلطی کیوں کہ نازیہ کا رشتہ چھو بیٹھو نہ ملنے سے ہم سے روٹھ گئی تھی میں نے نازیہ کے ارمانوں کا خون کیا تھا لیکن اب کیا فائدہ جب میں نے نازیہ کو دیکھا تو میرے دل کا خون کھول اٹھتا اور جسم جوش مارنے لگتا اپنے آپ کو لوہار بنا میری حالت بھی نازیہ سے مختلف نہ تھی نازیہ کے چہرے کی رنگت زرد پڑ چکی تھی جیسے وہ

میری بہن پر ظلم کیا تو مجھ سے باکوئی نہ ہوگا یاد رکھنا اب تمہارے کردار ہی دونوں خاندانوں کی عزت بانی رہے گی اگر تم چاہتے ہو کہ تمہاری بہن کا گھر آباد رہے تو تم ٹھیک ہو جاؤ آج کے بعد جو سلوک تم میری بہن سے کرو گے وہ سلوک میں تمہاری بہن سے کروں گا

میری دھمکی کا ان پر گہرا اثر ہوا اور تین ماہ کا عرصہ بغیر لڑائی کے گزر گیا۔ کنول کو اللہ نے خوبصورت سی بیٹی سے نوازہ جس کا نام زینب رکھا گیا نہ زینب کی پیدائش پر علی بہت خوش تھا چار ماہ کے بعد میری والدہ کنول کی بیٹی کو واپس گھر لانے کے لیے گئی تو انہوں نے کنول کو میری امی کے ساتھ بھیجے سے انکار کر دیا آئی رشتہ کہنے لگی

اگر لے جانا ہے تو اپنی بیٹی نازیہ کو ساتھ لے جاؤ جس نے ناولاد ہوئی ہے ناں اولاد کی امید ہے ہم نے ان کی بہت منتیں کی کہ اولاد اللہ کے ہاتھ میں ہے اس میں نازیہ کا کیا قصور ہے لیکن وہ تو بیٹھ کر ہر چکے تھے کنول نے بھی اپنی ماں اور بھائی کو بہت سبھا کر آپ ایسا ظلم نہ کریں اس میں انسان کیا کر سکتا ہے کیوں میرا بھی گھر برباد کر رہے ہو جب کہ بے غیرت یا تم نہیں چاہتی کہ میرے بھائی کی بھی اولاد ہو لیکن اس بانجھ بن سے بھی خواب پورا نہ ہوگا یہ بچہ پیدا کرنے کے قابل نہیں ہے۔

اب نازیہ یہ بھی ایسٹن کی طرح پھٹ گئی بڑی چالاک ہو مجھے تم قصور وار بنا رہی ہو اور بھی اپنے گریبان میں بھی جھانکا ہے دیکھا کہ تمہارا بیٹا بیوی کا حق پورا نہیں کر سکتا تم نے تو حد کر دی ہے اب میں چیخ چیخ کر سب کو بتاؤں گی کہ اس کا بیٹا نہ مرد ہے اور نہ بچہ پیدا کرنے کے قابل ہے جب کہ ناولاد ہوئی جاؤ انجھی اور اسی وقت نکل جاؤ طلاق تم کو پہنچ جائے گی نازیہ یہ اپنا سب کچھ لٹا کر اپنی ماں کے دربار میں لوٹ آئی تھی نازیہ کے واپس آنے کے

اپریل 2015

اجڑ گیا ہمتا بستا گھر

میرا دوست ٹھیک ہونا چاہیے جتنے بھی پیسے لگیں میں دوں کو کوئی بات نہیں۔

تین دن ہو چکے تھے لیکن علی کی حالت ویسی ہی تھی رات کو میں گھر آ جاتا اور دن کو علی کے پاس آ جاتا ایک رات تین بجے ٹیلی فون آیا دوسری طرف دے ہسپتال سے ڈاکٹر بول رہا تھا ڈاکٹر بولا بھائی شوکت علی کی حالت بہت خراب ہے ابھی ہی آ جاؤ

میں نے موٹر سائیکل پکڑی اور ہسپتال پہنچا تو میرا دوست بھی ہمیں چھوڑ کر اپنی ماں اور بہن کے پاس جا چکا تھا میری چیخ نکلی گئی اور میں علی کی باڈی سے لپٹ کر بہت رو دیا تھا اور پھر میں نے اس کے ذہن کا انتظام کیا اور میں واپس چھینی گزرنے کے بعد کام پر چلا گیا اور دن رات سوچتا ہوں کہ ایک بنستا بستا گھر علی کی خود غرضی سے جہ سے اجڑ گیا اور مٹ گیا تمام قارئین سے پہلے ہے کہ وہ علی اور اس کے خاندان کے لیے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان سب کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے اور قبر کے عذاب سے نجات عطا فرمائے آمین اس کے ساتھ ہی تمام قارئین سے اپیل کی جاتی ہے کہ ایسے بیمار سے دور رہی کہیں ایسا نہ ہو کہ جس طرح علی کے ساتھ علی کے گھر کا صفہ ہستی مٹ گیا کہیں آپ بھی اسی طرح کا شکار نہ بن جائیں جس طرح علی کے سسرال والے پتھر دل لوگ تھے اس طرح کے کوئی اور نہ ہو

اس درد بھری جی کہانی کو لکھتے ہوئے نبھانے میری آنکھوں سے آنسو گرے جب میں لکھتے بیٹھا تو مجھے دنیا کی کوئی ہوش نہ رہی اور میرے ہاتھوں سے قلم بھی گر پڑتا بہت مشکل سے میں نے یہ کہانی پوری کی ہے اس کی ضرورت کسی قریبی شمارے میں جگہ دے کر قارئین کو ایک سبق حاصل کروائیں۔ اس کہانی سے کسی ایک نے بھی سبق حاصل کیا تو

صدیوں سے بیزار نظر آتی تھی اب کبھی کبھار نازیہ مجھ سے تھوڑی سی بات کر لیتی۔

ایک دن ہماری رہی یہی بات اور امیدیں بھی ختم ہو گئیں کنول کے بھائی نے نازیہ کو طلاق بیچ دی اور کنول کی طلاق کا مطالبہ کیا جب نازیہ نے اپنی طلاق کے کاغذات دیکھے تو بے ہوش ہو گئی جب نازیہ کو ہوش آیا تو اس کی دنیا لٹ کی تھی اب کا ذہنی توازن بگڑ چکا تھا اس کے کون کون سے کناہ کی اور کس بات کی سزا ملی اس بات کی سزا مل رہی تھی کہ وہ میری بہن ہے جس نے اپنی زندگی میری خاطر دو پر لگا دی تھی مجھ سے بڑا بد نصیب بھائی پھر کوئی اور ہو گا میں نے نازیہ کا بہت علاج کروایا لیکن اس کو کینسر ہو گیا تھا اس کینسر نے ہی مجھ سے میری بہن چھین لی بہن بھی امی کے پاس چلی گئی اب اس دن میں بہت رو دیا تھا چلا یا تھا لیکن میری فریاد کسی نے نہ سنی کوئی سننے والا نہ تھا کیونکہ میں نے خود اپنے پاؤں پر کھڑا مارا تھا۔ لوگوں کی باتوں نے میرے جگر کو چھلانی کر دیا تھا سب لوگ مجھے قصور وار ٹھہرا رہے تھے میں نے بھی کنول کو طلاق دے دی انہوں نے شکر کیا کہ وہ تو جیسے ہی اس انتظار میں تھے وہ کنول کی شادی کی اور سے کرنا چاہتے تھے بچی کی وفات اور ماں اور بہن کی موت نے مجھے نیم پاگل کر دیا تھا ہر رات میری بہن اور میری ماں خواب میں آتی اور کہتی کہ تم ہم تینوں کے قاتل ہو ہم تم کو کبھی بھی معاف نہیں کریں گے۔

اس دن سے میں ان گلیوں میں چکر لگا رہا ہوں اس کے ساتھ ہی وہ زار و قطار رونے لگا میں نے اس دن علی کو ہسپتال میں داخل کر دیا میرا تو وہ جیویہ دوست تھا اس کا یہ واقعہ سن کر نہ جانے میری آنکھوں سے کتنے آنسو گرے اور میرے پیروں سے زمین نکل گئی تھی میں ہر روز ہسپتال آتا میں نے بہ قیمت پونہ سو روپے اسے کہا۔

رحم

انڈیا کے صوبہ بنگال کے مشہور تاریخی ضلع بھنور کے
قدیم عظیم مشہور قصبہ منڈا اور کے محلے شاہ ولایت میں زمیندار
گنا سوسائٹی کے سپروائزر سیدنا علی ترمذی کے صاحبزادے
سید قیصر علی ترمذی ملازم کے فوجی اسے اپنے چھوٹے بھائی
سید سکندر علی ترمذی کو بتایا۔ میں نے دو شادیاں کیں۔ دونوں
بیویاں سیدنا قاتلہ ہڈ مسزئیس گلزار اسکول اور دوسری سیدہ
ملاہرہ بیگم مرگئیں۔ اب بتاؤ میں کیا کروں؟ چھوٹے بھائی
سید سکندر علی ترمذی نے برجستہ جواب دیا۔ عورت ذات پر رحم
کرو۔

☆..... یونیورسٹی ڈاکٹر واجد گھنوی۔ کراچی

وہ شخص قیامت تھا

۔ تحریر۔ محمد اشرف۔ نکانہ صاحب۔

شہزادہ بھائی۔ السلام علیکم۔ امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔
پیارے قارئین آج میں آپ کے سامنے ایک ایسی داستان سنائے گا جس کا ایک لفظ حقیقت پر
بنی ہے اور ہمارے معاشرے میں ایسی داستانیں روزِ جنم لیتی ہیں مگر ہم کبھی دیکھ نہیں پاتے کبھی محسوس نہیں کر
پاتے ایک ایسی ہی داستان جس کو پھر کر آپ کو ضرور احساس ہوتا کہ اب اس دور میں محبت کا نام بدنام ہو گیا ہے
اس محبت کے نام پر کتنے جرم مرتب ہوتے ہیں آئیے میرے ساتھ آپ کو ایک ایسی داستان سناں جو جس کا نام میں
نے۔ وہ شخص قیامت تھا رکھا ہے۔ یہ سنواری تمام محبت کرنے والوں کو بہت پسند آئے گی۔ میں اپنے چاہنے
والوں کو سلام پیش کرتا ہوں اور ان کا مشکور ہیں کہ میری تحریروں کو پسند کرتے ہیں
دارہ جواب عرض کی پالیسی کو مد نظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں سناں تمام کرداروں مقامات کے نام
تبدیل کر دیے ہیں تاکہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت شخص اتفاق ہوگی جس کا ادارہ یا رائٹر ذمہ دار نہیں
ہوگا۔ اس کہانی میں کیا کچھ ہے یہ تو آپ کو پڑھنے کے بعد ہی پتہ چلے گا۔

امیری غریبی نہیں دیکھی جاتی بس انا چاہتا ہے کہ
انسان جس سے محبت ہے بس وہ شخص اسی کا ہو اسی
سے بات کرے اسی کی بات کرے اسی کے تذکرے
کرے انسان کو جب کسی سے محبت ہو جاتی ہے تو پھر
کوئی چیز نظر نہیں آتی صرف اور صرف اس انسان کی
صورت نظر آتی ہے جس سے انسان محبت کرتا ہے
محبت تو ایک پاک جذبہ ہے اس میں ملاوٹ۔ جھوٹ
۔ بے ایمانی سے مگر آج اس سے ہوس کے دور میں ایسا
لگتا ہے کہ جیسر کوئی کسی سے محبت نہیں کرتا سارے
لوگ ہوس اور حسن کے پوچاری ہیں آج کی محبت کیسی
ہے ایک انسان کی نچائے بنی تخیلی چل رہی ہوتی
ہیں اور وہ ہر بار ہر شخص سے یہی جھوٹ بولتا ہے کہ تم
میری بہن محبت ہو تم میری جان ہو تم سے میری زندگی
تم میری راتوں کی نیند ہو تم میرے خوابوں کی تعبیر
ہو میرا جیون سانس ہی ہو تم میری دلکشی تم یہ وہ باتیں ہی
یہ وہ الفاظ ہیں جو آج ہر دوسرا انسان بولتا ہے۔

ہر شب اسے ملنے کی عادت سی ہوئی
اسے ملتے ملتے مجھے محبت سی ہوئی
خود کو سنا سنوار کر رکھنے کا شوق تھا
پچھاپنے آپ سے وحشت سی ہوئی
وہ پچھاپنے والو پچھل نہ سکے کسی سے ہم
کا بچ کا دل کو نیا قیامت سی ہوئی
وہ شخص محبت تھا محبت رہتا
وہ پچھڑا تو دل پہ قیامت سے ہوئی
ایک خوبصورت سی حقیقت ہے کہ انسان کو
محبت ہو جاتی ہے محبت کی نہیں جانی یہ وہ
جذبہ ہے جو خود بھڑک اٹھتا ہے بھڑکایا نہیں جاتا اور یہ
بھی حقیقت ہے کہ انسان کی زندگی میں محبت ہو جائے
کا کا وقت ضرور آتا ہے محبت ہو جانے کے لیے کسی
موسم اور خوبصورتی کی ضرورت نہیں ہوتی کیونکہ محبت
کا کوئی ٹائم نہیں ہے کہ کب کس انسان کو کہاں کس
سے محبت ہو جائے محبت میں رنگ نسل۔ ذات پات

اپریل 2015

جواب عرض 184

وہ شخص قیامت تھا



جواب عرض 185

اپنی محبت سے مجھے افسوس ہوتا ہے کہ جب محبت کرنے والے آپس میں جھوٹ بولتے ہیں اگر کوئی کسی کی محبت کا بھرم نہیں رکھتا تو کم از کم اس کو بتا تو دے کہ میں تم سے محبت نہیں کرتا اور نہ ہی آپ کو کسی غلط فہمی میں رکھ سکتا ہوں آج کل کی لڑکیاں لڑکے پتا نہیں کیوں سمجھ نہیں پاتے کہ محبت ہے کیا۔

کیا فون پر بات کرنے سے محبت ہو جاتی ہے ایسا محبت - محبت نہیں ہوتی صرف اور صرف ڈاکہ ہونی ہے دھوکہ ہونی ہے جھوٹ ہوتی ہے۔ آج کل ہر کوئی محبت محبت تو کرتا ہے مگر محبت نہیں کرتا سمجھوٹ بولتے ہیں۔

پیارے قارئین آج میں آپ کے سامنے ایک ایسی داستان سنانے لگا ہوں جس کا ایک ایک لفظ حقیقت پر مبنی ہے اور ہمارے معاشرے میں ایسی داستانیں روز جنم لیتی ہیں مگر ہم بھی دیکھ نہیں پاتے کبھی محسوس نہیں کر پاتے ایک ایسی ہی داستان جس کو پڑھ کر آپ کو ضرور احساس ہوتا کہ اب اس دور میں محبت کا نام بدنام ہو گیا ہے اس محبت کے نام پر کتنے جرم رزق ہوتے ہیں۔ آئیے میرے ساتھ آپ کو ایک ایسی داستان سناں ہوں جس کا نام میں نے وہ شخص قیامت تیار کیا ہے۔

بے دعایا، بے حرف دعا یاد نہیں میرے نعمات کو ادا ز نوایا، یاد نہیں میں پاگل ہوں در بارِ بدستک دی ہے میں وہ سائل ہوں جس کو خدا یاد نہیں آؤ ایک سجدہ کریں عالم بدبوئی میں لوگ کہتے ہیں کہ ساغر کو خدا یاد نہیں زندگی بھر مسلسل کی طرح کافی ہے جانے کس جرم کی پائی ہے سزہ یاد نہیں میں کب سے آنکھ میں آنسو سجائے پھرتا ہوں سنا تھا کہ اس کو گینگینوں کو جتو ہے بہت۔ میرے تعلق شمع نکانہ صاحب کی ایک تحصیل پنچلی

سے سے پہلے میں نے بہت عرصہ پہلے لاہور کی سڑکوں گلیوں اور بازاروں میں گزارا لاہور کی ایدیں اور باتیں ہمیشہ میرے ساتھ ہیں اور میرے ساتھ رہیں گی۔ پھر میں لاہور شہر سے کسی شخص نے ایسا دور دیا کہ لاہور شہر کو چھوڑ کر میں ہمیشہ کے لیے اپنے شہر نکانہ صاحب آ گیا اور میں ایک سرکاری ملازم ہوں نکانہ صاحب میں نکانہ صاحب سے میرا گاؤں میرا گھر تقریباً مائیں کلومیٹر ہے میں روز آتا ہوں اور روز شام کو واپس چلا جاتا ہوں آپ لوگ میری تحریروں کو اکثر پڑھتے تو رہتے ہیں کیونکہ میں ایک شاعر ہوں راسخ ہوں روز میرا سامنا بہت سے لوگوں سے ہوتا رہتا تھا میں ہمیشہ اسی تلاش میں رہتا تھا کہ کوئی نئی بات ملے کوئی نئی سنوری ملے اس سے میں جس گاڑی سے واپس آتا تھا وہ گاڑی اکثر ایک شاپ پہ آکر کھڑی ہو جاتی تھی اس شاپ بوٹی یہ تو سواری اترتی اور نہ ہی سوار ہوتی تھی مگر پھر بھی بس روز شاپ کرنی تھی ایک دن دیکھا تو ایک نوجوان شخص جس کی حالت دیوانوں جیسی تھی جس کی حالت فقیروں جیسی تھی وہ روز بس سے آگے آ جاتا تھا اور مجبوراً اس کو رکنا پڑتا تھا اور پھر ایک شخص ایک شخص اس کو آگے سے ہٹاتا اور پھر گاڑی چلتی۔

یہ رور کا کام تھا اس دیوانے فقیر کا جس کی وجہ سے بس روک لی جاتی تھی آج موسم بہت خوبصورت تھا گرمیوں کی وہ خوبصورت شام تھی میں واپس آنے کے لیے گاڑی میں سوار ہوا تو آہستہ آہستہ گاڑی چلنا شروع کیا شہر سے نکلتے ہی گاڑی میں میوزک چل پڑا میڈم نوراجہاں کا گیت یہ تو وہی جگہ ہے گزرے تھے ہم جہاں سے یہ تھے اس گیت کے بول میں اپنی سیٹ کے ساتھ ٹیک لگائے بیٹھا کھڑکی سے باہر موسم جو اجوائے کر رہا تھا کہ آج پھر اچانک گاڑی رگ کی اور گاڑی رکی ہی تھی کہ پھر اسی فقیر اور دیوانے ایک پتھر اٹھا کر مجھے مارا جس کھڑکی میں میں بیٹھا تھا پتھر سیدھا

میرے بازو پر لگا لوگ فقیر کو پکڑ کر مارنے لگے میں نے روکا کہ اس کو نہ مارو میں نے بازو پہ پتی باندھ لی اور گاڑی میں بیٹھ گیا۔

دوسرے دن پھر وہی شخص وہاں سے پتھر لے کر کھڑا تھا میں اس دن گاڑی سے اتر گیا اور اس پاگل شخص کے پاس چلا گیا اور میں نے اسے سے بات کرنا چاہی مگر وہ مجھے دور سے آتا ہوا دیکھ کر بھاگنے لگا اس کو شاید اس بات کا ڈر تھا کہ میں اس کو ماروں گا وہ ایک جگہ پر رک گیا اور میں نے اس کو بڑے پیار سے کہا آپ ایسا کیوں کرتے ہو کیا آپ واقع میں پاگل ہیں کہ ایسا جان بوجھ کر کرتے ہو۔

آخر آپ کی دیوانگی کے پیچھے کیا راز ہے کیا وجہ ہے آپ کی ایسی حالت کیوں ہے پہلے تو اس کی آنکھوں سے آنسوؤں کی برسات جاری ہوئی اور پھر اس نے ایک لمبی ٹھنڈی آنکھ بھری۔

آپ کون ہیں اور کیا کریں گے میری زندگی اور میری دیوانگی جان کر میں نے کہا میں ایک رائٹر ہوں اور میں آپ کی کہانی پوری دنیا میں سب کو بتاؤں گا پھر تم مجھے اپنی داستان تو بتاؤ کہ تم ایسی حالت کیسے پہنچے ہو کیا آپ کی زندگی میں کوئی ایسا واقعہ پیش آیا کہ تم ایسے ہو گئے ہو اگر سننا چاہتے ہو تو سنو دوستو اس فقیر نے مجھے اپنی داستان کچھ یوں سنائی آئیے آپ بھی میرے ساتھ ہیں۔

آج پھر شہر میں آئینے نوٹیں گے

آج پھر شہر میں دیوانہ نظر آیا ہے

میرا نام شاہ زبیر ہے اور میں لاہور میں رہتا تھا ہماری بہت ہی خوبصورت فیملی تھی ہم بہت خوش حال تھے ہم سכול کے کالج تک پہنچ گیا میری فیملی مجھ سے بہت پیار کرتی تھی کیونکہ میں گھر میں سب سے چھوٹا تھا ہمارا کاروبار تھا اور ایک مارکیٹ دوکانوں کی ہماری تھی زندگی بہت ہی خوبصورت گزر رہی تھی میرے چاروں جانب خوشیاں ہی خوشیاں تھی مجھے

صرف اور اپنی تعلیم پر توجہ دینی تھی کیونکہ تعلیم حاصل کرنے کا بہت شوق تھا میری زندگی میں ایک ایسا موڑ آیا کہ میرا سب کچھ تباہ ہو گیا برباد ہو گیا میری زندگی جو بہت پیاری تھی اجڑ گئی ہو کچھ یوں کہ نکانہ صاحب میں ایک بہت بڑا میلہ لگتا تھا میرے چند دوست جو نکانہ میں رہتے تھے انہوں نے مجھ سے کہ اکہ شاہ زیب آؤ اس بار آپ ہمارے ساتھ ہمارے شہر میں چلو آپ کو میلہ دکھاتے ہیں۔

میں بھی سیلوں وغیرہ پر نہیں جاتا تھا اور نہ ہی مجھے ایسے جگہ کا شوق تھا مگر دوستوں کی ناراضگی مجھے گوارہ نہ تھی اس لیے میں نے ہائی بھری اور یوں ہم چند دوست نکانہ صاحب بننے پھیلنے مسکراتے ایک دوسرے کو مذاق کرتے ہوئے نکانہ شہر پہنچ گئے۔

ہم تیرے شہر میں آئے ہیں مسافر کی طرح

اک بار ملاقات کا موقع دے دے

ہمارا دوست جو ہمارے ساتھ کالج میں پڑھتا تھا اس کا نام حسین رضا تھا اور ہم چند دوست حسین رضا کے گھر میں آکر ٹھہرے حسین رضا کے گھر والوں نے ہم سب کی بہت عزت کی اور احترام دیا ہماری بہت خدمت کی اور پھر پورے شہر نکانہ کی سیر کروائی بہت مزہ آیا ہم کو پھر وہ میلہ ہم نے دیکھا کچھ بات سے ساتے نکانہ شہر میں لوگوں کا اتارش تھا کہ تل دھرنے کی جگہ نہ تھی ہر طرف لوگ ہی لوگ کلیوں میں بازاروں میں دکانوں پر پارک میں ہر جگہ ایک رات ہم شہر میں ایسے ہی پھر رہے تھے کہ ایک لڑکی سے ٹکر ہو گئی یعنی وہ لڑکی مجھ سے ٹکر گئی۔

اس نے سوچی بھی کی مگر وہ خوبصورت اور سنہرا اتنی تھی کہ قیامت تھی دل چاہ رہا تھا کہ لڑکی مجھ سے بار بار ٹکرائے مجھے آج تک کوئی لڑکی پسند نہیں آئی تھی مگر وہ لڑکی کیوں اتنی پسند آئی مجھے خود بھی معلوم نہ تھا بس میں اس کو دیکھتا ہی رہ گیا اس نے مجھ سے سوچی کی اور اس کے ساتھ اس کی امی جان بھی تھی اس نے

ایا تھا آپ سے بات کر کے بہت اچھا لگے مجھے اور آپ سے بات کر کے بھی بہت اچھا لگا نادیہ نے میرے سوال کا جواب بڑے پیار سے دیا۔

پھر دوسرے دن ہم لاہور واپس آگئے مگر میرا دل نہیں لگ رہا تھا پھر آہستہ آہستہ ہماری فون پر کھٹکھٹوں لمبی باتیں ہونے لگی ساری ساری تار کزر جاتی تھی فون پر باتیں کرتے کرتے نادیہ بہت خوبصورت تھی اور دلکش باتیں کرتی تھی وہ ایسی پیاری باتیں کرتی تھی کہ اس کی باتوں پر آنکھیں بند کر کے یقین کرنے کو دل کرتا تھا اور پھر ایک دن نادیہ نے مجھ سے کہا شاہ زیب میں نے لاہور آنا ہے مجھ سے ملو گے مجھے اور ملنا چاہتے تھیں نے فوراً ہاں کر دی اور کہا جی ضرور دل میں محبت کا ایک طوفان تھا دل کر رہا تھا کہ ابھی اسے وہ آجائے وہیں اس سے پہلی ملاقات کروں بہت تیاری کی ان کے سامنے کھڑے ہو کر انہما محبت کے ایسے اداکاری کی کہ یہ بات کہوں گا وہ بات کہوں گا ساری باتیں جی جی اور میں بہت اچھے اور خوبصورت انداز میں تیار ہوا تھا پیٹ اور کوٹ ٹائی لگائی اور گاڑی لے کر نادیہ کا انتظار کرتے لگا نادیہ جیسے ہی آئی وہ بھی کسی گاڑی پہ سی آئی تھی وہ منظر دیکھ کر آنکھوں میں ہمیشہ کے لیے میٹھ گیا تھا جب نادیہ بہت ہی خوبصورت سی ساڑھی میں میرے سامنے آئی اونچا قد لمبے لمبے بال اور خوبصورتی اور دلکشی کا ایک شہکار لگ رہی تھی سلام دعا ہوا اور آہستہ آہستہ چلتے ہوئے ہم ایک ریسٹورنٹ میں داخل ہوئے ٹیبل ملے سے میں نے بک کروایا ہوا تھا ہم اٹھنے سامنے تھے چکی بار کسی لڑکی کو اتنا قریب سے اور اتنی محبت سے دیکھا تھا میں نے نادیہ سے اپنی محبت کا اظہار کچھ یوں کیا۔

تم نے جو پہن رکھا ہے بہت اوزاروں پہ لپٹا ہے تمہارا حسن تو انمول ہے تمہارا حسن تو مہنگا ہے

مجھی سوری کی میں نے کہا کہ ایسی کوئی بات نہیں ہے پلیز آپ سوری کر کے مجھے شرمندہ نہ کریں شہر میں اتنی بھیڑ ہے رش ہے ایسا تو ہو جاتا ہے وہ جاتے ہوئے ہمیں اپنا کارڈ دے گئیں کہ بھی اگر ناظم ملے تو بھی بات کر لینا وہ تو چلی گئیں مگر میرے ہوش اڑ گئے تھے ایسا لگتا جیسے وہ میرا دل بھی اپنے ساتھ ہی لے گئی ہوں میری ساری دنیا بھی اس کی محبت ہو پھر جب کچھ ہوش سنبھلے تو دیکھا اس کا نام نادیہ تھا اور وہ ایک پرائیویٹ سکول میں پرنسپل تھیں یوں کہنے کے وہ ایک سکول کو چلا رہی تھی اس کے گاڑے کے اوپر اس کا نام بھی اور ساتھ سکول کا نام اور ایڈریس اور آفس کا نمبر اور ایڈریس لکھا ہوا تھا اور پھر مجھ سے نہ رہا گیا اور میں نے دھڑکتے ہوئے دل دے ہمت کر کے دل پر بہت بڑا حوصلہ رکھ کر میں نے نادیہ کو فون کر دیا آگے سے بہت ہی خوبصورت آواز میں نادیہ نے کہا کون؟

میں نے کہا جس سے مجھے میں بازار میں نکل رہی تھی اور جس کو آپ نے اپنی عنایتیں کے لیے کارڈ بھی دیا تھا شاہ زیب بول رہا ہوں۔ جی جی شاہ زیب صاحب میں نے آپ کو پہچان لیا ہے شاہ زیب صاحب پورہ یقین تھا کہ آپ مجھے فون کریں گے۔

جو تم تھا شاید وہ کھل کر رونہ سکتا ہوگا مگر یقین سے کہ وہ شب بھر سو نہ سکا ہوگا لرزتے سے ہاتھ نکلتے دھری ماسوں کی وہ خشک پھولوں کو کہاں تک پروہ نہ سکا ہوگا میں نے کہا میڈیم بھی ویسے ہی دل چاہا کہ آپ سے بات کروں تو فون کر دیا پھر نادیہ نے مجھ سے پوچھا کہ شاہ زیب صاحب آپ کہاں رہتے ہیں۔ میں نے بتایا کہ میں لاہور میں رہتا ہوں ہمارا اپنا کاروبار ہے اور میں بی اے کر رہا ہوں ادھر اپنے دوستوں کے ساتھ میلہ دیکھنے آیا تھا اور راستے میں آپ مل گئیں نادیہ جی شاید میں آپ کے لیے سی ادھر

تمہیں کس بد بخت نے کہا تھا
کہ اس کو پہن لو
اگر میری جان تم کو
تمہارے دشمنوں کی نظر لگ گئی تو
میں کس کو الزام دوں گا
تم تو عام دے لباس میں بھی
بہت خاص لگی ہو
یا قوت و زمر و الماس لگتی ہو
تمہیں کیا ضرورت ہے
اس طرح کی آرائش کی
تمہارا حسن تمہاری یہ جوانی
تو قیر بڑھاتے ہیں
زیاباش کی
آئندہ سے تم ایسا مت کرنا
میری جان تم چیز نہیں ہو
نمائش کی

کوئی بھولی سی نشانی ہم نہ لکھیں گے
مجھے بھی پہلی نظر میں تم سے محبت ہو گئی تھی اس
لیے آپ سے جان بوجھ کر ٹکرائی تھی میں اور جان بوجھ
کر آپ کو کارڈ دیا تھا کہ آپ مجھے فون کر سکیں میں کافی
دیر سے آپ کو اس رات دیکھتی رہی تھی۔
اس لیے میں تم سے ٹکرائی اور آج آپ کے
باس ہوں آپ کی آنکھوں کے سامنے میں آپ کی
محبت کی قدر کرتی ہوں اور آپ کے سچے جذبات کا
احترام کرتی ہوں ہم نے بہت ساری باتیں کی مستقبل
کے خواب دیکھے ساتھ جینے مرنے کی قسمیں کھائیں
اور پھر نادیہ نے کہا اب سے بچھڑنے کو دل تو نہیں کرتا
مگر مجھے کچھ شاپنگ کرنی ہے اس لیے میں نے کہا چلو
اکھٹی شاپنگ کرتے ہیں اور یوں ہم نے اکھٹی شاپنگ
کی میں نے نادیہ کو بہت ساری شاپنگ کروائی
اور یوں ہماری پہلی ملاقات ختم ہوئی رات کو فون پر
روز بات ہوتی تھی۔

نادیہ جی میری زندگی میں آنے والی پہلی لڑکی
ہو مجھے آپ سے پہلی ہی نظر میں پیار ہو گیا تھا اور اب
مجھے راتوں کو نیند نہیں آتی صرف آپ کے خواب آتے
ہیں میری نیندوں میں تم ہو میرے خوابوں میں تم ہو
اب تم میری زندگی ہو مجھے تم سے محبت ہے اور میری
محبت ایک لازوال محبت ہے تم میری پہلی محبت ہو اس
سے میں نے ہمیشہ آپ کے ساتھ رہنا چاہوں گا۔
امید ہے کہ آپ میری محبت کا جہم رکھیں گے
کیونکہ میں نے آپ کی آنکھوں میں اپنی محبت کا عکس
دیکھا ہے اور پھر نادیہ نے میرے ہاتھ پہ ہاتھ رکھ کر
کہا ہوا زیب۔

ایک دن میں نے نادیہ کو پوز کر دیا نادیہ بہت
خوش ہوئی پھر ہماری اکثر ملاقاتیں ہونے لگی
دوسرے تیسرے دن روز ہماری ملاقاتیں ہوتی میں
نے اس کو اپنی محبت دی کہ اپنا سارا جیون اس کے نام
کر دیا اس کو ہر بار اپنی شاپنگ کروائی کہ وہ خوش ہو
جاتی ایک دفعہ تو میں نے اس کے ساتھ اپنا ایک آدمی
بھیجا جو شاپنگ کا سامان اس کے گھر تک چھوڑ کر آیا تھا
پھر ایک دن نادیہ نے کہا ہوا زیب مجھے کچھ پیسوں کی
ضرورت ہے میں آپ کو لوٹا دوں گی میں نے کہا کسی
باتیں کرتی وہ تم میری محبت ہو اور میرا سب کچھ تمہارا
سے میں نے اس کو دو لاکھ کا چیک دیا پھر آہستہ آہستہ
اس کی محبت میں تبدیلی آنے لگی وہ مجھ سے ملتی تھی تو
اس کی حرکتیں بدلنے لگی پہلے جب ہم ملتے تھے تو اس
کی باتوں میں یا کیڑگی کا رنگ نمایا ہوتا تھا مگر اب وہ
کچھ بدل سی گئی تھی اس کی محبت میں ہوس کا رنگ اند آیا
تھا وہ ایسا چاہتی تھی کہ میں اس سے اپنے جسم کی پیاس

جبر کے موسموں کی کہانہ ہم نہ لکھیں گے
کوئی بھی بات پہلے سے پرانی ہم نہ لکھیں گے
ٹھٹھرتے سرد موسم تو سودا دل ہی دکھائیں گے
بٹھرتے دنوں کی زبانی ہم نہ لکھیں گے
یہ اس ایک شام جو تمہارے ساتھ گزری ہے

بجھاؤں مگر میں نے کبھی ایسا سوچا نہ تھا آہستہ آہستہ اس کی باتوں میں محبت میں تبدیلی آنے لگی وہ مجھ سے بدلنے لگی میں نے کہا ناد یہ تم مجھ سے دور دور ہوتی جا رہی ہو۔

بہت قریب آتے جا رہے ہو

پھڑکنے کا ارادہ کر لیا ہے کیا

وہ اتنا بدل چکی تھی کہ میرا فون بھی نہیں سنتی تھی

اور اکثر اس کا فون دوسری کال پر مصروف ہوتا تھا اور میں نے اس کو ایک دن کہا کہ میں تم سے شادی کرنا چاہتا ہوں پہلے تو وہ بہت خوش ہوئی مگر پھر کہا شاہ زیب صاحب آپ کہاں اور میں ہم کہاں آپ کے گھر والے کبھی نہیں مانیں گے میں نے گھر والوں سے بات کی مگر وہ نہ مانیں میں نے ناد یہ سے کہا اگر گھر والے نہیں بھی ماننے تو میں تم سے شادی کرتا ہوں تم نے شادی کے لیے تیار ہو کر اس دن کے بعد ناد یہ کی کچھ خبر نہ لی مجھے۔

میں روز فون کرتا تھا مگر فون بند ہوتا تھا کافی دن ہو گئے ہیں اس کا مجھے سے رابطہ نہیں ہوا میں دیوانہ کی طرح رنے لگا کچھ نہ کھانے کو دل کرتا نہ پینے کو بس لب یہ ایک ہی صرف ایک اور بات تھی کہ ناد یہ اور جب کچھ پتہ نہ چلا تو میں سیدھا زندان صاحب آگیا جہاں سے رتے ہوئے دوستوں سے پوچھا کہ ناد یہ کی کچھ خبر ہے تو مجھے بہت سارے لوگوں نے بتایا کہ تم کس ناد یہ کا پوچھتے ہو پھر میں نے ان کو بتایا تو ان کی باتیں سن کر میرا دماغ پھٹنے لگا دل چاہا کہ ابھی خود کشی کر لوں وہاں کے چند دوستوں نے بتایا کہ وہ تو بہت غریب سی لڑکی تھی اور ایک سکول میں پچھڑی مگر خوبصورت بہت تھی اپنی خوبصورتی کا بہت فائدہ اٹھاتی تھی وہ خوبصورت لوگوں سے ایسے ہی کرتی تھی اور اس کا تو لوگوں کو اپنی محبت اور خوبصورتی کے جال میں پھنسا کر دونوں ہاتھوں سے لوٹا تھا نجانے اس شہر میں اس کی محبت کے کتنے قصے مشہور ہیں پھر مجھے

میرے دوستوں نے اس کا گھر دکھایا ایک عام سا گھر تھا جتنے میسے میں نے اس کو دیئے تھے ان سے تو ایک بہت اچھا گھر خرید سکتی تھی مگر بعد میں پتا چلا کہ وہ یہ گھر بھی بیچ کر چلی گئی ہے اور پھر یوں مجھے ایک دو لوں نے اس کی بہت بہت غلط باتیں بتائیں اور تصویریں بھی دکھائیں ہیں اور ایک شخص نے بتایا کہ اس کی شادی بھی ہوئی تھی اس کا ایک بچہ بھی تھا مگر وہ سب کچھ چھوڑ کر لوگوں سے ایسے جھوٹے ڈرامے کر کے محبت کے جال میں پھنسا کر ایسے لوگوں سے بہت ساری دولت کماتا مگر ایک چل گئی ہے وہاں سے بھی مجھے پتہ چلا کہ ناد یہ کی حریمیں ہی ایسی تھیں وہ پہلے کسی اور شہر میں رہتی تھی کچھ عرصہ پہلے وہ جہاں آئی تھی وہ اکثر خوبصورت لڑکیوں کو اور اچھی گاڑی والے لڑکوں کو کسی نہ کسی طرح سے منبھا جاتی تھی یہ اس کا کسی کو اپنی طرف قائل کرنے اپنا شائل تھا۔

مجھے بہت افسوس ہوا کہ ناد یہ اس قسم کی لڑکی تھی اتنی غلط لڑکی تھی اتنی بے حس ہر جانی بے وفا تھی مجھے کبھی اتنا احساس تک نہ تھا کہ لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں ناد یہ نے مجھے صرف ایک مذاق کے طور پر لیا تھا مجھے ابھی بھی لوگوں کی کسی بات پر یقین نہیں ہو رہا تھا مجھے ایسا لگتا تھا سب لوگ جھوٹ پول رہے ہیں۔ میری محبت چلی تھی میری چاہت چلی تھی میری عقیدت اعلیٰ تھی مگر جو جھوٹ تھا وہ تو جھوٹ تھا کیونکہ سب سے انکار نہیں کیا جاسکتا تھا میری محبت مجھے بھوکہ دے چکی تھی میری محبت مجھ سے پھڑپھڑی گئی میں ایک دیوانہ بن چکا تھا کتنے خوبصورت دلکش انداز سے ناد یہ نے میرے ساتھ محبت کا ڈرامہ کیا تھا میں سوچتی نہیں سکتا تھا کہ میرے ساتھ ناد یہ اس حد تک میرے ساتھ ایسا کرتے گی میری سوچ میں بھی نہیں تھا میں اکثر سوچتا تھا کہ شاید محبت میں ہی کمی تھی۔

پلکوں پر چائے ہوئے زخموں کے ٹکینے

گزریں گے کسی روز تیرے شہر سے ہم بھی

میری نادیدہ کے عشق میں ایسی حالت ہو گئی ہے شہر کے
لوگ کلی کے بچے مجھے پتہ مارتے تھے اور سارے لوگ
مجھے پاگل دیوانہ کہتے ہیں اس کو تلاش کر رہا ہوں وہ
جیسے کبھی بھی میری محبت تھی اور میری محبت ہے وہ جہاں
بھی ہے میرا دل ضرور کہتا ہے ہے ایک دن ضرور لوٹ
کر آئے گی میں اس دن کا انتظار کر رہا ہوں اور کرتا
رہوں گا۔ میری محبت میری نادیدہ مجھے آنکھ لگائے
گی اور کہے گی کہ شاہ زیب مجھے سے غلطی ہو گئی ہے
مجھے معاف کر دو وہ مجھ سے معافی مانگ کر ساری غلطی
کا اظہار کر دے گی کہ میں آپ کے ساتھ زیادتی کرتی
رہی تھی آپ کے بچے میری قدر نہیں کی میں نے
آپ کے ساتھ مداف کیا بلکہ مجھے معاف کر دو اور میں
اس کو اتنا ہی کہوں گا۔

میری جان ہوا کیا ہے
ذرا سامان نوتا ہے
ذرا سی مسکراہٹ ہی روٹھی ہے
کچھ خواب ہی تو گھر سے ہیں
کچھ خواب ہی تو تونے ہیں
کچھ خوابوں کی کرچیاں تو ہوتی ہیں

میری جان ہوا کیا ہے
کچھ وقت کی باتیں کرتے کرتے
کچھ وقت ہی تو روٹھا ہے
میرے دل کی دنیا ویران تو ہے
مگر اس میں تم ہی تو ہو جانا
میری جان مجھے تم سے محبت ہے

چاہت ہے
عقیدت ہے
میری جان بھی نچا رہے
تھ پر جانا
بس ایک بار کہہ دو
مجھے تم سے محبت ہے
مجھے تم سے محبت تھی

ایک عمر جسے ذہن نے پوچھا ہے بہر طور
مجنس وہ ستم کش خدا بھی تھا ستم بھی
اک لمحہ دن لینے دے آنکھوں سکوں میں
اے گردش حالات کسی مونڈ پیہم بھی

مجھے اس بات کو دکھ نہیں تھا کہ میرے بہت
سارے پیسے وہ لے کر چلی گئی تھی مجھے صرف اور صرف
اس بات کا افسوس تھا کہ میری پہلی محبت تھی وہ اتنی
کمزور محبت تھی میری اتنے کمزور جذبات تھے میرے
مجھے اپنے آپ پر افسوس ہوتا تھا کہ کاش میں ایسا کر
لیتا وہ مجھ سے ڈرامہ کرتی رہی مگر میں نے نادیدہ سے
حقیقی محبت کی تھی کوئی ملاوٹ یا بناوٹ نہ تھی میرے ملنے
میں اور باتوں میں کوئی فرق نہیں تھا میری باتوں میں
میری چاہتوں میں کوئی ملاوٹ نہ تھی کوئی بناوٹ نہیں
تھی میرے دل سے میرے دل سے نادیدہ کی صورت
نکلتی ہی نہیں ہے ہر وقت دل کرتا تھا کہ نادیدہ کی باتیں
ہوں نادیدہ کی یادیں ہوں اسی کے تذکرے ہوں میری
آنکھوں سے نادیدہ کی صورت کسی وقت بھی نہ جے
میرے چاروں جانب صرف اور صرف نادیدہ کی
پر چھائیاں تھیں۔

میرے سراج کا دشمن میری گواہی دے
کہ یہ انام بھی لیتا ہوں میں دعا کی طرح
ہزار ہائیں دنیا نے خوش دی مجھ کو
میں آدمی تھا مگر چپ رہا خدا کی طرح

میرا دل نہیں کرتا تھا کہ کوئی کام کروں میں سچ
میں پاگل ہو گیا تھا گھر والے بہت دفعہ آئے مجھے لینے
کے مگر میری حالت بھر سے ویسی کی ویسی ہو جاتی تھی
اور میں گھر سے بھاگ کر یہاں آ جاتا تھا اور پھر
گھر والے بھی تنگ آ گئے انہوں نے مجھے میرے حال
پر چھوڑ دیا اور میں یہاں اس شہر میں جہاں سے نادیدہ
کی یادیں ابستہ تھیں میں ادھر ہی رہتا تھا اگر کوئی کھانا
دے دیتا تو لے لیتا ورنہ نہ دیتا تھا اگر کوئی گلیوں
میں بازوؤں میں فٹ پاتھ پر رات گزار لیتا اب تو

کسی کے قریب میں گزریں میرے پہ حسین

شائیں

سب یاد بن کر رہ گئے یاد آنے والے
اس شہر کی روشنیاں جھلما رہی ہیں
گہرہ نینداؤں کے سو گئے ہیں زمانے والے
اعمال کے بنا کوئی نہیں ہے کار ساز دنیا
بھول ہی جایا کرتے ہیں دعائیں مانگنے والے
زخمی کر گیا انگلیاں کا بچ کا وہ جام
اور مسکرا رہے ہیں منظر دل دکھانے والے
وقاص انجم جزا نوالہ فیصل آباد

غزل

تو نے بھی تو مجھے ٹوٹ کا جانا نہیں ہوتا
تو درد تیری آنکھوں میں بھر آئیں ہوتا
تیرے بنا محفل بھی ہوتا ہوں میں تنہا
تنہائیوں میں بھی مگر تنہا نہیں ہوتا
تم کو بھی بد نصیبیوں میں کر لیا شامل
تیری صدا پر کاش میں لوٹا نہیں ہوتا
میری طرح سے آپ کو ڈرے کوئی ورنہ
چہرہ یوں آنسوؤں سے ملیا نہیں ہوتا
جس وقت سوچتا ہوں میں تیرے بنا خود کو
اے جان جاں اس وقت میں پورا نہیں ہوتا
چاہت ہے ہمارا شہتہ بہاروں سے بنا دوں
میں جیسا چاہتا ہوں کیوں ویسا نہیں ہوتا
تیمم میں نہ اترتی یہ ادا لیاں اگر
میں درد کے بازارت میں رسوا نہیں ہوتا

قطعہ

ہم جھوٹی تسلیوں کو ترانہ نہیں کہتے
جو درد کو نہ سمجھے اسے بار نہیں کہتے
سمجھے گا بھلا کوئی کیسے میری چاہت کو
جسموں کی محبت کو ہم پیار نہیں کہتے

دین محمد جتوئی بولان بلوچستان

مجھے تم سے محبت رہے گی

جی قارئین یہ تھا میرے ساتھ پیش آنے والا
واقعے کے پیچھے ایک گچی داستاں جب سے لوگوں نے
اس کو مارنا شروع کیا ہے وہ بھی لوگوں کو مارتا ہے تاکہ
کوئی اس کو نہ مارے کبھی ہوش میں ہوتا ہے تو کبھی
مد ہوش ہوتا ہے کچھ پتہ نہیں چلتا اس کو اس وجہ سے
اس نے مجھے زور سے پتھر مارا تھا اور ہر بس کو روک کر
اس کے سامنے آتا ہے کہ شاید اس میں نادیہ ہو میں
نے اس سے کہا کہ آؤ میں آپ کو کھانا بھی دوں گا آپ
کے پکڑے بھی سننے دوں گا یہ کیا دیوانگی بنا رہی ہے
کیوں ایسا کر رہے ہو اس نے کہا بس صرف انتظار
ہے تو نادیہ کا ہے اور دوسرا انتظار رہے گا موت کا مجھے
اب کسی سے کچھ نہیں کہنا وہ اب بھی اپنی محبت نادیہ کا
انتظار کر رہا ہے ابھی اپنا گھر ہار شہتہ وار سے کچھ چھوڑ
کر اس دنیا سے منہ موڑ کر صرف انتظار کر رہا ہوں تو
نادیہ کا اور میرا تمام قارئین اور سے التماس ہے کہ اگر
آپ کسی نادیہ نام کی لڑکی کو جانتے ہیں تو ضرور میرے
لوں پر فون کر کے بتا دینا اور اگر نادیہ نہیں پر یہ کہاں
پڑھے تو ضرور مجھ سے رابطہ کرے اگر مجھ سے رابطہ نہ
تھی ہو تو پتہ نہ شہر میں ایک بار آجائے اپنے عاشق
اپنے چاہنے والے اپنے چاہنے والے کا اپنے محبوب کا
حال ضرور دیکھ لیں شاید اس کو فرار آجائے۔
اگر کسی کو یقین نہ آئے تو میرے پاس آئے وہ
فقیر وہ دیوانہ وہ مجنوں وہ عاشق میں آپ کو دکھا دوں گا
آخر میں آپ لوگوں کی رائے کا انتظار رہے گا اس
شعر کے ساتھ اجازت چاہتا ہوں۔

میں نے سوچا تو ہر ایک سنگ پر بندہ تھا
میں نے دیکھا میرے سر پر بھی دستار نہ تھی

غزل

کب آتے ہیں پھر لوٹ کر جانے والے
ٹوٹ ہی جاتے ہیں ستارے جگمگانے والے

گلدستہ

اچھی باتیں

☆ پہلوئیں۔۔ اسلام علیکم
☆ لاؤ کے نہیں۔۔ انشاء اللہ
☆ بائے بائے نہیں۔۔ فی امان
☆ تھینک یونیس۔۔ جزاک اللہ
☆ گریٹ نہیں۔۔ ماشاء اللہ
☆ آئی ایم فائن نہیں۔۔ الحمد للہ
☆ زبردست نہیں۔۔ سبحان اللہ
☆ شہد اقبال پتوکی

ماں

☆ موت کی آغوش میں تھک کر سو
جانی ہے ماں پھر نہیں جا کر تھوڑا
☆ سا آرام پانی ہے مائے روح کے
رشتوں کی رہ گہرائی نہ دیکھو چوٹ
☆ لگتی ہے تو ہمیں چٹائی یہاں نہیں
ماکتی سے کچھ بھی وہ اپنے لیے
☆ بچوں کے دامن پھیلاتی ہے ماں
پیار کہتے ہیں ممتا چیز ہے کیا کوئی
☆ ان بچوں سے جا کر پوچھتے جن
بچوں کی لڑ ر جانی ہے ماں۔
☆ نہایت علی گولی

اچھی باتیں

☆ اللہ تعالیٰ نے انسان کو جو کچھ دیا
ہے اس میں سب سے بہتر خوش
خفاقی ہے
☆ سب سے اچھا انسان وہ ہے

☆ جس سے دوسروں کو فائدہ پہنچے۔
☆ انسان بہتری کی دعا مانگنے
سے کبھی نہیں اکٹاتا۔
☆ جس انسان نے خدا کی حدود
سے باہر قدم رکھا اس نے اپنے
ہی اوپر ظلم کیا۔
☆ مومن وہ ہے جس سے لوگوں
کو اپنی جان و مال کا اندیشہ نہ ہو۔
☆ مجھے اندیشہ ہے کہ شیطان
میرے دلوں میں سے میرے
☆ متعلقہ کوئی برا خیال نہ ڈال دے
☆ کوئی نہیں جانتا کہ کل قیامت
کے دن کیا انجام ہوگا۔
☆ باپ کا انتقام لینے سے نہیں لیا
جاسکتا۔
☆ جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے وہ
انتقام نہیں لیا کرتا۔
☆ غریبوں کے ساتھ دوستی رکھ
اور امیروں کی مجلس سے دور رہو۔
☆ جو امیروں کے دروازے پر آیا
فتنہ میں پڑا اور جس قدر اس کے
☆ نزدیک بولا کتنا ہی خدا سے دور ہوا
☆ خوش کلامی جنت کی اور بد
کلامی دوزخ کی نشانی ہے۔
☆ وعدہ کرنا قرض سے بھی نہیں
☆ طرح قرض ادا کرنا فرض ہے اسی
☆ طرح ہی وعدہ پورا کرنا بھی
ضروری ہے۔

☆ تنظیم محاسن ڈوگر سوال

لطیفہ

☆ پاگل خانہ

☆ ایک ڈرائیور جس بستی تیز چلا رہا
تھا اچانک ڈرائیور نے زور زور
سے ہنسانا شروع کر دیا لوگوں نے
ہنسنے کی وجہ پوچھی تو وہ ہلکے
☆ کہنے لگا میں تو یہ سوچ کر ہنسا ہوں
کہ جب پاگل خانے کے ڈاکٹر کو
☆ علم ہوگا کہ میں پاگل خانے سے
بھاگا ہوں تو کتنا مزہ آئے گا۔

☆ پرورش

☆ ایک مالدار جو جوان سے بھکاری
سے پوچھا صاحب کہا بات ہے
☆ پچھلے سال آپ نے دس روپے
دئے اس کے بعد پانچ روپے
☆ دئے لگے اور اب صرف ایک
روپیہ دینے لگے ہو تو نو جوان کہنے
☆ لگا بھئی پچھلے سال میری شادی
ہوئی تھی اب میں دو بچوں کا باپ
☆ ہوں بھکاری سوچ کر بولا اچھا
☆ آج کل میرے دو روپے سے

اے اللہ

اے اللہ تو اسے علم غیب اور مخلوق پر اپنی قدرت کی بدولت مجھے زندہ رکھ جب تک تو سمجھتا ہے کہ میرے لیے زندہ رہنا بہتر ہے اور مجھے موت سے جب تک تو سمجھتا ہے کہ میرے لیے موت بہتر ہے اے اللہ اور میں غیب اور حاضر میں تجھ سے ڈرتے رہنے کا سوال کرتا ہوں رضا مندی اور غضب کی حالت میں حق بات کہنے کی توفیق دے پاتا ہوں مقابلی اور غنی میں میاندروی کا سوال کرتا ہوں نہ ختم ہونے والی نعمت مانگتا ہوں نہ منقطع ہونے والی آنکھوں کی ٹھنڈک منگتا ہوں فقیر کے فیصلے پر راضی رہنے کا سوال کرتا ہوں موت کے بعد اچھی زندگی کا طلبگار ہوں تیرے چہرے کی طرف دیکھنے کی لذت کا آرزومند ہوں تیری ملاقات کا شوق رکھتا ہوں بغیر کسی نقصان پہنچانے والی تکلیف کے اور بغیر گمراہ کرنے والے فتنے کے اور اے اللہ تو ہم کو ایمان کی زینت سے مزین کر دے اور ہم کو ہدایت یافتہ لوگوں کا رہنما بنادے آمین۔

محمد آفاق شامکوٹ ملک

مسکراہٹیں

ایک سردار سو روپے والے نوٹ کا نمبر اپنے موبائل سے ڈائل کر رہا

☆ گفتگو چاندی ہے اور خاموش رہنا سونا۔

☆ تمہارا اپنے بھائی سے ملنا بھی صدقہ جاریہ ہے۔

☆ درود پاک پڑھنے والے کو آخرت میں تاج پہنایا جائے گا۔

☆ عاجز انسان ہمیشہ اللہ تعالیٰ کا دوست ہوتا ہے۔

☆ اخلاق ایک ایسی چیز ہے اس میں کوئی خرچ نہیں ہوتا۔

☆ مسکراہٹ ایک ایسا پھول ہے جو کبھی نہیں مرجھاتا۔

☆ موت اک بے خبر ساتھی ہے جو جانیدار اور جاگیریں مت بناؤ وہ نہ مٹنے کے ہو کر رہ جاؤ گے۔

☆ انسان کی شخصیت کا اندازہ محفل اور ستر خان پر ہوتا ہے۔

☆ احساس کی دولت ہر کسی کو میسر نہیں ہوتی ہے۔

☆ آنسو اس وقت مقدس ہوتا ہے جب دوسرے کے دکھ میں بہتا ہے۔

☆ کسی دوست کو بار بار مت آڑناؤ ہو سکتا ہے وہ کسی مجبوری کے تحت آپ کی آزمائش پر پورا نہ اتر سکے۔

☆ اچھا دوست جتنی بار روٹھے اسے مٹا لو کیونکہ ایسا وقت بار بار نہیں ملتا۔

☆ سید ہمر از مظفر آباد

اپنے بچوں کی پرورش کر رہے ہو ڈر پوک

اک آدمی نے احاطہ کیا میری سائیکل جس کسی نے چالی ہے

شام تک واپس کر دے تو میں وہی کروں گا جو میرے والد جی نے

کیا تھا شام تک ایک آدمی نے سائیکل لا کر دے دی اور پوچھا

کہ آپ کے ابو جی نے کیا کیا تھا تو اس آدمی نے کہا کہ دوسری

سائیکل خرید لی تھی۔ مسکرائیں

ایک دیہاتی کا گدھا گم ہو گیا وہ ڈھونڈ ڈھونڈ کر تنگ آ گیا تو ایک

درخت پر چڑھ گیا اتنے میں درخت کے نیچے ایک لڑکی اور

ایک لڑکا آئے بیٹھ گئے لڑکا لڑکی سے کہنے لگا تمہاری آنکھیں اتنی

خوبصورت ہیں کہ ان میں مجھے سارا جہان نظر آتا ہے دیہاتی فوراً

بول پامیرا گدھا مہم ہو گیا ہے وہ دیکھ کر بتاؤ کہ کہاں ہے

سید ہمر از مظفر آباد

اچھی باتیں

☆ شرم کی لاش حسن سے زیادہ ہوتی ہے۔

☆ رونا دل کو روشن کرتا ہے

☆ دنیا میں سب سے خطرناک غصہ جوانی ہے۔

☆ کسی کا دل نہ دکھاؤ کیونکہ تم بھی دل رستے ہو۔

تہ ایک اور پنجابی نے پوچھا کہ آپ کیا کر رہے ہیں تو اس نے کہا کہ چپک کر رہا ہوں کہ قائد اعظم تو مر گیا اس کی تم کون استعمال کر رہا ہے۔

اردو اعلیٰ عرف ندیم عباس

اچھی بات

ایک بزرگ نے دیوار پر بڑا سا سفید کاغذ لگایا اور اس پر ایک کالے ماکر کا نقطہ لگا دیا پھر سامنے بیٹھے ہوئے لوگوں سے پوچھا کہ یہ تمہیں کیا نظر آ رہا ہے لوگوں نے کہا کہ کالہ نقطہ بزرگ نے لگا دیا کہ کمال سے اتنا بڑا کاغذ نظر نہیں آتا اور ایک چھوٹا سا نقطہ نظر آ گیا ہے یہ ہی حال سے سب لوگوں کا کسی کی ساری زندگی کی اچھائیاں نظر نہیں آتیں اور کسی کی ایک برائی بھی ہوتی نظر آ جاتی ہے ذرا غور کرو قارئین یہ ایک چھوٹی سی مگر بہت کام کی بات ہے۔

اردو اعلیٰ عرف ندیم عباس

فرمان حضرت علی

اگر تمہارے اعمال اور کردار سے اللہ کی مخلوق خوش ہے تو سمجھ لو کہ تمہارا رب تم سے راضی ہے۔ دو چیزیں ایسی ہیں جن کے لیے خون کے آنسو بھی رویا جائے تو تم سے جوانی کی موت اور دوسری اچھے دوست کی جدائی۔ جانور خواہش اور فرشتے میں عقل

ہوتی ہے مگر انسان میں دونوں ہوتی ہیں اگر عقل دباے تو جانور اور اگر خواہش دباے تو فرشتہ۔

سلام دنیا کا سب سے خوبصورت پودا ہے محبت کا ہوتا ہے اور جو دلوں میں اگایا جاتا ہے۔

گڑیا جو مدد کی سہ نور

حضرت علیؓ کی نصیحت

ایک حصہ حضرت عمرؓ کے پاس آیا اور اپنی ضرورت پیش کی حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ تو جائز نہیں وہ اپنے مقصد میں ناکام ہوا اور غضبناک ہو کر چل دیا حضرت عمرؓ نے اسے بلایا اور اسے خیال ہوا کہ شاید اب ان کی رائے بدل گئی ہے اب میری ضرورت پوری ہو جائے گی وہ واپس آیا تو حضرت عمرؓ نے اسے فرمایا جب دنیا کی کسی چیز کو دیکھو وہ تم کو پسند آئے تو موت کو یاد کر لیا کرو اس سے چیز کی دقت ختم ہو جائے گی اور جب دنیا کی کسی چیز سے تمہیں غم ملے تو تب بھی موت کو یاد کر لیا کرو اس سے وہ غم ہلکا ہو جائے گا جاؤ یہ نصیحت اس چیز سے بہتر ہے جس کا غم مطالعہ کیا کرتے ہو۔

ابراہیم رائس گلومینڈی

سہرے اقوال

گناہ سے ہر وقت بچو یا خصوص تنہائی میں گناہ سے بچو کیونکہ اس گناہ کا گواہ خود اللہ ہوگا۔

رزق کے پیچھے اپنا ایمان خراب نہ کرو کیا تم روزی انسان کو ایسا تلاش کرتی ہے جیسے مرنے والے کو موت۔

اپنی زبان کی تیزگی اس ماں پر مت آزماد جس نے تمہیں بولنا سیکھایا۔

لفظ انسان کے غلام ہوتے ہیں مگر بولنے سے پہلے اور بولنے کے بعد انسان اپنے لفظوں کا محتاج ہو جاتا ہے۔

نوشہ کرو کہ دنیا تم سے نہ رہے کیونکہ کشتی جب تک پانی میں تیرتی ہے تو خوب تیرتی ہے لیکن جب پانی کشتی میں آتا ہے تو وہ ڈوب جاتی ہے۔

خضر حیات علیہ السلام جو مدد کی

آسکھ

آکھ جاتی ہے تو زمانے بھر کی حیات اسے اندر سمو لیتی ہے اور کشتی ہے تو راہگیروں کو بھی گلزار بنا دیتی ہے کھلتی ہے تو زمانے بھر کے رازوں کو کھول دیتی ہے دہشتی ہے تو سمندر کی گہرائیوں سے موتی نکال لیتی ہے سکرانی ہے تو کائنات کی ساری معصومیت اسے اندر سمو لیتی ہے روتی ہے تو عرش معلیٰ کو بابا دیتی ہے بندہ ہوتی ہے تو دنیا بھر کے سکھ اپنے اندر سمو لیتی ہے جتنی ہے تو دنیا کے غم سبہ جاتی ہے۔

ایم ناصر جو نیہ چوک میترا

زندگی

زندگی کپیمنری وہ فائل سے جو ایک نہ ایک دن ذلیل ہو جائے گی۔

زندگی کا ہلکاری ایک نہ ایک دن ضرور غمراہی کے ہاتھوں کلین بولڈ ہوگا۔

زندگی وہ خون لائن ہے جو ایک دن ضرور رکت جائے گی۔

زندگی وہ کرنٹ ہے جس کا فیوز ایک نہ ضرور اڑ جائے گا۔

خضر حیات مجھے لایا تھا

اقوال و روایتیں

ایک شخص نے کسی سے پوچھا کہ کون ہے۔

اس نے جواب دیا ہو میں جس کو تمہارے پیارے نبی ﷺ نے لاکھا جس نے بانئیں لاکھ مربع میل غیر مسلم کے علاقے پر اسلام کا جھنڈا لہرایا۔ جس کے لیے نبی پاک ﷺ نے فرمایا اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو وہ میرا ہوتا جس کے دیکھ کر شیطان نے راستہ بدل لیتا تھا۔

جس کی بہادری پر یہودی یہ کہنے پر مجبور ہو گئے کہ اگر تم زندہ دس سال حکومت کرتا تو پوری دنیا پر اسلام کی حکومت ہوتی۔

رانا شاہد محمود خضر حیات روڑا تھل

اچھی بات

اپنی زبان کی محتاس سے لوگوں کے دل جیت لو

ہو اپنے والدین کا اس طرح خیال رکھو جس طرح انہوں نے بچپن میں ہمارا رکھا تھا۔

ہو جو ہم دن بھر سوچتے ہیں وہ بی بن جاتے ہیں اس لیے اپنی سوچ کو بلند رکھو۔

ہو جس دن انسان اپنے اندر چھپی صلاحیتوں کو جان لیتا ہے اس دن سے ہی کامیابیاں اس کا مقدر بن جاتی ہیں۔

سمیع خان لید

ذرا مسکرائیے

ایک شخص تمام دن اپنی بکری کو تلاش کرتا رہا مگر بکری نہ ملی راست کو ٹھک کر گھر لوٹا وہ دیکھا کہ بکری گھنا ٹوپ اندھیرے میں ایک کونے میں کھڑی تھی اس شخص کو بہت غصہ آیا اور پھر کھانسی سے بکری کو ذبح کر دیا گوشت خواہی کھایا اور محلے والوں کو بھلایا جب صبح اٹھ کر دیکھا تو بکری ایک کونے میں کھڑی تھی مگر کتا غائب تھا

عبدالجبار رومی چوہنگ لاہور

کام کی بات

وقت سے پہلے ہی اپنی بات کی کوئی قدر نہیں کرتا انسان جو نہ ہو تو اس کی سوچ بڑی ہوتی چاہے انسان کو بڑا ہونے میں وقت درکار ہوتا ہے لیکن سوچ کبھی بھی بڑی نہیں ہو سکتی۔

خرم شہزاد آزاد کشمیر

بے قراری

ہم انسان تھکے نادان ہوتے ہیں جب تک دل کا قرار اپنے قابو میں ہوتا ہے ہم اسے منانے کے لیے بھرتے ہیں ہر اٹھتی ہوئی نگاہ ایک ہی منزل ہوتی ہے کوئی دلبر کوئی محبوب اور جب وہی دلبر سے ہمارا سکون قرار لے اڑتا ہے تو پھر ہم اس کی یاد دہانی دیتے ہیں۔

سہری باتیں

جہاں ہی امر اور عیب پر بھی اعتبار نہ کرو وہ جگہ جو چھپتی میں آجائے وہ لازمی ختم ہو جائیگی۔

ہو وہ لوگ کسی کے نہیں ہوتے جو دوست اور رشتے کو لباس کی چربج بدل لیتے رہتے ہیں۔

ہو اگر تم سے کوئی پوچھے بناؤ زندگی کیا ہے تو تمہیلی پہ ذرا سی خاک رکھنا اور اڑا دینا۔

ہو اس چراغ کی طلعہ بیو بادشاہ کے محل میں بھی اتنی ہی روشنی دیتا ہے جتنی کسی عریب کی جھوپڑی میں۔ ہو اگر آپ کے پاس دینے کے لیے کچھ نہ ہو تو اپنے ہونٹوں کی مسکراہٹ تجا لڑیقینا یہ تحفہ ہر چیز اے قیمتی ہے۔

عبدالالحار رومی انصاری چوہنگ

کردار

انسان کا کردار گلاب کی مانند ہوتا ہے اگر ایک بار شاخ سے ٹوٹ

نہیں ڈرتا ہے اور جسم سے روح نکل جائے تو آدمی اس سے ڈرتا ہے حالانکہ مردہ آدمی تو کچھ بھی نہیں کر سکتا۔

☆ یہ سوچ کر نہیں کہ ہماری خواہشات پوری نہیں ہوتی بلکہ یہ سوچ کر کہ ہم بہت زیادہ گناہگار ہیں ہو سکتا ہے کہ گناہوں کے مالا سے نکلا کوئی آنسو تیری مغفرت کا سبب بن جائے اور تیری آخرت سنور جائے۔

سیدہ امام علی کہوں

اقوال زریں

☆ اپنی ہنسی کو مٹا لو تو بلند ہو جاؤ گے کی عزت کو بری نظر سے نہ دیکھو اس لیے کہ تو بھی عزت رکھتا ہے۔

☆ تکبر سے بچو اس لیے کہ یہ انسان کو فنا کرنے والی چیز ہے۔

☆ اے انسان اگر کچھ مینا چاہتا ہے تو وقت کے ایک ایک لمحے کی قدر کر

☆ اتنے ست نہ ہو کہ وقت تمہیں قدموں تلے روند کر گزر جائے۔

☆ والدین کی طرف پیار بھری نظروں سے دیکھنا بھی عبادت ہے

☆ عاجز ترین وہ شخص ہے جس کا کوئی دوست نہیں۔

☆ وقت ایک خاموش سمندر ہے جو انسان کی ہر خواہش کو ختم کرتا ہے

ضیافت علی کوئی

دکھ

☆ جن کا کوئی مر جاتا ہے ان کے پاس سوگ منانے کے لیے تو واضح جواز ہوتا ہے۔

☆ لیکن ہولوگ اپنی اداس صورتوں کی کیا وضاحت پیش کریں جن کے زندہ بھی دروں جیسے ہیں۔

☆ امام مسلم خانیوال

گناہ

☆ جب کوئی بندہ گناہ کرتے وقت اپنے دروازے بند کرتا ہے

☆ پردے ڈال لیتا ہے اور مخلوق کی نافرمانی کرتا ہے تو حق تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اے ابن آدم تو اپنی طرف دیکھنے والوں میں سب سے زیادہ مجھ ہی کو کمتر سمجھتا ہے مخلوق کے برابر بھی شر نہیں آئی۔

☆ سیدہ امام علی

کچھ رنگ کھڑے ہیں

☆ ہر خوبصورت چیز حاصل کرنے کی کوشش نہ کرو کیونکہ چاند تارے آسمان کی خوبصورتی کے لیے ہوتے دامن بھرنے کے لیے نہیں

☆ زندگی کی الجھنیں شرارتوں کو ہم کر دیتی ہے اور ہم تجھے ہیں کہ ہم بڑے ہو چکے ہیں۔

☆ احساس کی بات ہے کہ جسم میں روح ہے تو آدمی اس سے

جائے تو دوبارہ جڑ نہیں سکتا جب تک پھول شاخ سے جڑا ہوتا ہے تب تک اس میں رنگ اور خوشبو وجود رکھتی ہے جو اس کے حسن و سحر میں اضافہ کرتی ہے مگر جب وہ شاخ سے جدا ہو جاتا ہے تو رنگ و خوشبو کھو دیتا ہے اس طرح ہی انسانی کردار جب تک پاکیزہ اور سچا رہتا ہے تو دنیا کی چیزوں سے قیمتی ہوتا ہے لیکن جب وہ اپنی سچائی کھو دیتا ہے تو دنیا کی کم تر چیزوں سے ارازاں ہو جاتا ہے

بیانت کا میعار

☆ ایک مرتبہ حضرت عمر فاروقؓ نے غلام کے ساتھ مدینہ منورہ میں رات کو گوشت کر رہے تھے کہ ایک مکان سے کچھ آوازیں سنیں ایک عورت اپنی لڑکی سے کہہ رہی تھی کہ دودھ میں تھوڑا سا پانی ملا دو لڑکی نے کہا کہ میرا المؤمنین نے کہا کہ دودھ میں پانی ملا کر فروخت کرو عورت نے کہا بیٹی اب یہاں کوئی نہیں ہے تم دودھ میں پانی ملا دو لڑکی بولی اماں جان یہ بات دیانت کے خلاف ہے وہ روبرو تو اطاعت کی جائے اور غائبانہ خیانت یہ گفتگو سن کر حضرت عمر فاروقؓ بہت ہی متاثر ہوئے لڑکی دیانت داری اور اس کی حق گوئی پر خوش ہو کر بعد میں اپنے بیٹے عاصم کی اس سے شادی کر دی۔

☆ جن گناہوں سے رزق بند ہو جاتا ہے وہ زنا ہے۔
بنام مطلب جلوہ خارا نی

خوبصورت بات

ایک آرٹسٹ کو دل کی تصویر بنانے کو کہا گیا اس نے حسین گھر بنایا اور اس میں چھوٹا سا خوبصورت پیارا سا دروازہ لگایا جس کا لاک نہیں تھا کسی نے پوچھا کہ لاک کیوں نہیں لگایا تو آرٹسٹ نے خوبصورت جواب دیا کہ دل کا دروازہ اندر سے کھلا جاتا ہے باہر سے نہیں۔

سہری باتیں

☆ اللہ کے بہترین بندہ وہ ہیں جن کو دیکھ کر اللہ یاد آئے۔
☆ ایوں کی کوئی بات بری لگے تو خاموش رہو اگر وہ اپنا سے تو سمجھ جائے گا اور اگر نہ سمجھے تو تم سمجھ لینا کہ وہ تمہارا اپنا نہیں۔

☆ کوئی بھولی چیزیں بچوں یا ٹوٹے ہوئے لوگ ان کو ملتی ہی محبت اور توجہ سے کیوں نہ جوتے جائے وہ کبھی پہلے جیسے نہیں بن پاتے ان میں بہت سے کامیاں اور نقاش رہ جاتے ہیں جو کبھی دور نہیں ہوتے۔

☆ محبت ایک لافانی جذبہ ہے جو زماں و مکاں کی قید سے آزاد ایک شوریدہ سر دریا کی مانند اپنی راہ میں آئی ہر رکاوٹ اور ہر شے کو بہا

کے لے جاتا ہے۔

محمد زہیر شاد ملتان

بات ہے مجھے کی

فتح خرگوش کے پیروں میں مردکی دماغ میں عورت کی زبان میں ہوتی ہے۔

ہر شے کی زکوٰۃ ہوتی ہے عقل کی زکوٰۃ نادانوں کی زبان میں ہوتی ہے۔

کسی کی مدد کرتے وقت اس کی چہرے کی جانب مت دیکھو یہیں اس کی شرمندہ آنکھیں تمہیں مغرور نہ کر دیں۔

ماضی بھی واپس نہیں آتا اکثر اپنا ہوتا ہے کہ ہمارا مستقبل ہمیں کھوئی ہوئی چیزیں واپس دے دیتا ہے۔

خدا سے اپنی خواہش پوری نہ کرنے کا رونا مت رو پہلے یہ دیکھ لو کہ کیا تم اس چیز کے قابل ہو یا نہیں۔

سیدہ الامام علی راولپنڈی

اچھی باتیں

☆ خوبصورتی علم و آداب میں ہوتی ہے اس میں نہیں۔

☆ آنسو بہانا ہلی کو روشن کر دیتا ہے حیا اور کم بولنا عقل کی نشانیاں ہیں

☆ زبان ایک خنجر ہے کس انسان کی نرمی ہی اس کی کمزوری کو ظاہر

کرتی ہے کیوں کہ پانی سے نرم کوئی چیز نہیں ہوتی لیکن اس کی طاقت انسانوں چٹانوں کو زیرہ کر دیتی ہے۔

☆ آنسو کا ہر قطرہ دنیا کی ہر چیز سے مہنگا ہے لیکن کوئی اس کی قیمت اس وقت تک نہیں جان سکتا جب تک اس کی اپنی آنکھوں سے نہ نکلے۔

محمد عباس جانی اے ایس

تنبہائی

جانے کیوں لوگ تنبہائی پسند نہیں کرتے میں لیکن مجھے تنبہائی بہت پسند ہے کیونکہ یہ میرے دوست کا دیا ہوا ایک خوبصورت تحفہ ہے جسے میں کبھی بھول نہیں سکتا تنبہائی کا یادوں کے ساتھ بہت بڑا تعلق ہے کیونکہ تنبہائی نہ ہوتی تو کوئی کی کو یاد ہی نہیں کرتا۔

تنبہائی عمارتوں کا لاک چکن

بکریوں

جبکہ پہلی باریں نے اسے دیکھا تو میرے اندر ایک عجیب سی کیفیت نے ختم کیا یہی کیفیت کہ جس کا کوئی نام نہیں تھا کوئی مقام نہیں تھا لیکن رفتہ رفتہ اس کیفیت نے اپنی مستقل جگہ بنائی شروع کر دی جگہ و جگہ کی جو کہ محبت سے محبت کرنے والوں کے درمیان ہوتی ہے اور انجام سے بے خبر نہیں دنیا کی ہر چیز

حسین نظر آتی ہے ایسا کیوں ہوتا ہے کیوں ہم چندھنوں کی خوشی کی خاطر عمر بھر کے غم پالیتے ہیں بڑے بڑے خواب بنا لیتے ہیں کیوں آخر کیوں کبھی کسی نے ہمیں سوچا

عثمان غنی عارفِ نوال

حقیقتیں

☆ چاند کی چاندنی کے بغیر رات بیکار رہے اور سرمے کے بغیر ذہن بیکار ہے جس شخص میں برداشت نہیں ہے سمجھ لو اس میں صبر بھی نہیں ہے بنا مضبوط ایمان ہر مشکل کو آسان بنا دیتا ہے

☆ اگر کچھ سیکھنا چاہتے ہو تو پھر ہر گھڑی ہر لمحہ ہر عمل مختصر کر رہو شربِ صومتی اور بدصورتی کا معیار بردار کی عظمت پر ہے۔ ایک کام کرتے وقت مذہب و ملت کا خیال مت کرو ہاتھ پر چاند لکھ کر چاندنی کی امید ہے ہوئی ہے ☆ پوری دنیا تلوار سے فتح کی جا سکتی ہے مگر دل صرف محبت سے جیتے جاتے ہیں۔ ☆ جھوٹ بولنے سے گونگا ہونا بہتر ہے

☆ اتحاد و اتفاق جنگ یا باہمی جھگڑے کا مہلک تھپا ہے۔ ☆ عورت اور گھر لازم و ملزوم ہیں کوئی گھر وجود زن کے بغیر تکمیل

نہیں پاسکتا اور کوئی بھی عورت گھر کے بغیر مکمل نہیں کیا سکتی۔ ☆ عورت گھر کا چار دیواری یا قید خانہ نہیں بھرتی بلکہ عورت گھر کو جنت تصور کرتی ہے جہاں اسے اطمینان و سکون ہوتا ہے۔

☆ ہر وہ عورت حسین دکھائی دیتی ہے جو گھر کے کام میں کھوئی ہوئی ہوئی ہے۔ ☆ عورت کے بغیر گھر جہنم جہنم گھر میں عورت نہیں وہ جہنم جہنم ہے۔

خلیل احمد ملک شدانی شریف

گلدستہ

☆ خواہشات کو دبانے اور مشاکات پر قانون پانے سے انسان کا کردار مضبوط ہوتا ہے۔ ☆ در ہمیشہ سطر رکھنے چاہئے کیونکہ کچھ لوگ دستک کے قائل نہیں ہوتے اور صدائیے بغیر ہی لوٹ جاتے ہیں۔ ☆ بعض اوقات لفظوں سے زیادہ خاموشی میں وضاحت ہوتی ہے۔ ☆ جانے والا جب لوٹتا ہے تو بدل چکا ہوتا ہے یا پھر انتظار کرنے والا اسے مقام پر نہیں ہوتا۔ ☆ اگر کسی کے ہنسنے دیکھو تو یہ مت سوچو کہ اب وہ کئی غم نہیں ہو سکتا کہ وہ اپنے غم کو چھپانے کے لیے ہنس رہا ہو۔

حرارِ رمضان اختر آباد

گلدستہ

☆ اوگ بھاری کے در سے کھانا تو چھوڑ دیتے ہیں مگر خدا سے در کے گناہ نہیں چھوڑتے۔ ☆ محفل میں اپنی زبان کی حفاظت کرو۔

☆ ہر ایک کی بات ضرور سنو مگر فیصلہ خود کرو۔

☆ اگر تم اس دنیا میں آنے کی مانند صاف و شفاف بھی بناؤ یہ دنیا تب بھی تمہیں نہیں چھوڑے گی۔

☆ اگر کوئی کو دعا نہیں دے سکتے تو اسے بددعا بھی مت دو۔

غصہ

☆ غصہ انسان کو آتا ہے تو حسبِ عادت یہ انسان کو حیوان بنا دیتا ہے اور چند منٹ تک ہوش و توازن جاتے رہتے ہیں انسان غصہ میں بہت کچھ غلط بول دیتا ہے چند منٹ بعد یہ غصہ تو ختم ہو جاتا ہے مگر انسان کے لیے شرمندگی ہمیشہ کے لیے چھوڑ جاتا ہے۔

☆ غزالہ شہنم دنیا پور

پیاری ماں

☆ آج مجھے اپنی ماں کا پیار بہت سی یاد آ رہا ہے آج میرا دل بہت ہی اداس ہو رہا ہے ماں کے بغیر جب کوئی مجھ پر دکھاتا ہے تو مجھے میری ماں یاد آتی ہے اور دکھ کے کھوں میں ماں کے قدموں سے مجھے

جنت کی خوشبو آتی ہے۔

اور ماں تو رب کریم کی طرف سے دی ہوئی ایک نعمتِ مہیا کی ہوئی ہیں۔

آج میں اپنی ماں کی یاد میں ہی اس لفظ سے محروم ہوں آج اس دنیا میں ہی مستوی اکیلا رہ گیا ہے ماں کے بغیر زندگی ادھوری رہے گی میں آج مستوی سحر آؤں کی راہوں میں بھٹک رہا ہے آج بھی ماں کی یاد میں زندگی اکیلے ہی گزار رہا ہوں۔

سرورِ محمد اقبال مستورنی

لفظوں سے موتی

☆ اپنے اللہ کو نہ بتاؤ کہ مشکل کتنی بڑی ہے بلکہ اپنی مشکل کو نہ بتاؤ کہ میرا اللہ کتنا بڑا ہے

☆ دوسروں کے ساتھ ایسا سلوک نہ کرو جس سے وہ ہیں بلکہ دوسروں کے ساتھ ایسا رویہ رکھو کہ جیسے تم ہو۔

☆ ہمیشہ یہ سوچ کر جو کہ میرے اللہ نے جو کچھ مجھے دیا ہے وہ سب اس کی رحمت ہے اگر وہ میرے اعمال کے بدلے دیتا تو میرے پاس آج کچھ بھی نہیں ہوتا۔

☆ ہمیشہ مانگتے رہو کیونکہ ممکن اور ناممکن صرف تمہاری سوچ ہے اللہ کے لیے تو کچھ بھی ناممکن نہیں ہے

کائنات میں جتنا جلدی رب راضی ہوتا ہے کوئی بھی نہیں ہوتا۔

☆ جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے وہ

کبھی بدل نہیں لیتا۔

☆ بزرگوں کی محفل میں جہاں جگہ ملے پیٹھ جایا کرو۔
شہر مانوں فتح جنگ۔

نعتِ رسول مقبول

جہاں میں اسلام پہنچانے والے
سچ کی رہ بتانے والے
کوئی ظلم کی رو نہ لے

ہر اک کو بتانے والے
مفسل و نادر ملا جو
اس کو سینے سے لگانے والے

محاجروں انتظار جو ٹھہرے
ان کو بھائی بنانے والے
محبوبِ خدا میں افضل

خضر الرسل کہلانے والے
محمد افضل انصاری جو ہنگ
کل اور آج

ذرا غور سے پڑھنا دوستو
کل۔ لوگ قحج کو نماز کے لیے
اٹھتے تھے

آج۔ چائے کے لیے سب
سویرے ہی اٹھتے ہیں۔
کل۔ لوگ صبح قرآن پاک کی

تلاوت کرتے تھے۔
آج۔ صبح کو اٹھ کر موبائل اٹھاتے
ہیں اور ایسی ایم ایس پڑھتے ہیں

کل۔ لوگ دینی کے لیے محنت
کرتے تھے۔
آج۔ لوگ دولت کو حاصل کرنے

کے لیے محنت کرتے ہیں۔
کل۔ لوگ عبادت میں مصروف

رہتے تھے۔

آج۔ میوزک اور موزیک میں
مصروف رہتے ہیں۔
کل۔ عورت ٹھہر کر زینت تھی۔

آج۔ بازار اور درباروں کی
زینت ہے۔ آصف دکنی۔

ہنسنا منع ہے

۱۔ لڑکی: آج بہت پرائیم ہوئی ہے
امی نے مجھے تمہارے ساتھ
بانٹ کر پڑھنے دیکھا تھا۔

لڑکا: مارا تو نہیں ہے ہمیں امی نے
لڑکی: نہیں مارا تو نہیں بس کا کرایا
واپس لے لیا ہے۔

۲۔ لڑکی: جانو کیا میں تمہارے
سپنوں میں کی ہوں۔
لڑکا: نہیں تم میرے سپنوں میں
نہیں آتی ہو۔

لڑکی وہ کیوں۔
لڑکا: کیونکہ میں روزانہ رات کو
ایسٹ لکری پڑھ کر سوتا ہوں۔

۳۔ ایک لڑکا لڑکی فری میں
گھومتے گئے۔ لڑکا: یہ پہاڑ ہے
جہاں انسان اپنا نام لے تو جواب

میں پھر اس کی اور کا نام آتا ہے۔
لڑکا: زور سے اپنا نام لیتا ہے وہاں
پہاڑ سے آواز آتی ہے۔ سیما۔

لڑکی: یس کر بہت خوش ہوتی ہے
پھر وہ لڑکی زور سے پکارتی ہے۔
سیما۔

پہاڑ سے آواز آتی ہے۔ اسد
عثمان۔ کاشف۔ رحمان

جواب عرض 200

گلدستہ

- وہاب - اور لڑکا سن کر بے ہوش ہو جاتا ہے۔

محمد آصف دہلوی شجاع آباد

امن

استاد - پاکستان میں امن کیوں نہیں قائم ہوتا۔

شاگرد - ہمارا جھنڈا ہی الٹا ہے۔

استاد - وہ کیسے۔

شاگرد - سفید رنگ امن کا ہوتا ہے اور سرخ رنگ تو م کا ہوتا ہے۔

امن کو تو ہم نے ڈنڈا دیا ہوا ہے اور اگر یہی ڈنڈا ہم تو م کو دیتے تو آج امن ہوتا۔

اے ایم وقاص احمد لاہور

فکاریاں

ایک لڑکی نے لڑکے سے کہا کہ تم میرا کب تک ساتھ چاہتے ہو۔

لڑکا رو دیا اور اپنے آنسو کا ایک قطرہ دریائے سندھ میں گرا دیا اور کہا کہ جب تک تم اس آنسو کو سمندر سے ڈھونڈ نہ لاؤ۔

اس پر سمندر بھی رو دیا اور بولا کہ اے لوگو تم اتنی فکاریاں کہاں سے دیکھ کر آتے ہو۔

اے ایم وقاص احمد لاہور۔

زندگی

مس نے ساحل سمندر پر ایک بچے کو دیکھا جو ایک کشتی پر نظر جمائے ہوئے ریت کے گھر وندے بنانے میں مشغول تھا اچانک لہریں سی انھیں اور کشتی

ڈمگھانے لگی بے چین صدا نہیں بلند ہوئی بچہ کھلکھلا کر ہنس پڑا اس کے گالوں پر پڑنے والے ڈمپیل دیکھ کر میں نے سوچا یہی تو زندگی ہے۔

تسے میں ایک لہریں اٹھی اور گھر وندا بہہ گیا بچے کی موٹی موٹی آنکھوں میں اپنی کی لہریں اڑ آئیں اور تک میں نے سوچا کہ نہیں زندگی تو یہ ہے۔

یا سر ملک مسکان چند انک

پھول

کسی نے پھول سے پوچھا کہ اے پھول مجھے یہ تو بتا تو کیوں کھلتا رہا۔ تو نے تو دی سب کو خوشبو تجھے کیا ملتا رہا۔

پھول نے مسکرا کر کہا کہ ابھی تو نادان ہے جیون کے سچے پیار سے ابھی تو اچانک ہے دینے کے بدلے کچھ لینا یہ تو ایک کاروبار ہے اور جو دے کر بھی کچھ نہ مانگے وہ ہی تو سچا پیار ہے۔

یا سر ملک مسکان چند انک

انسان اور گدھا

ایک شریر طالب علم کو ڈانٹتے ہوئے استاد نے کہا کہ میں نے گدھوں کو انسان بنا دیا ہے لیکن معلوم نہیں تمہارا ضمیر کس مٹی کا بنا ہوا ہے قریب ہی سے گزرے ہوئے ایک مزدور نے سن لیا سمجھا استاد صاحب گدھوں کو انسان بنانے کا گر جانتے ہیں وہ استاد

صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا کہ ہم بہت ہی غریب ہیں ہمارے پاس صرف ایک ہی گدھا ہے اگر آپ اس کو انسان بنا دیں تو ہم آپ کے بہت شکر گزار رہوں گے۔ ہمارا بچہ لوگ آپ کو بہت دعا میں گئے استاد صاحب سمجھ گئے اور کہا مرغا پھنسن گیا ہے کہنے لگے گدھا یہاں چھوڑ جاؤ اور مصالحوہ وغیرہ کہنے کا مطلب پانچ سو روپے بھی۔ ایک ہفتے بعد تیار ہو جائے گا مزدور نے پانچ سو روپے لے کر گدھا استاد صاحب کے حوالے کیا اور چلا گیا ایک ہفتے بعد آیا اور پوچھا کہ ہمارا انسان کہاں ہے استاد صاحب نے کہا صبر کرو ابھی آ جاتا ہے تھوڑی دیر بعد سامنے سے ایک سردار آگیا استاد نے اشارہ کیا تو مزدور نے پچھنے سے جا کر اس کا کان پکڑ لیا سردار نے لات ماری مزدور دوڑا کر گدھا پر بھروسہ کر لیا گدھا صرف شکل بدلی ہے عادی نہیں۔ محمد صفدر دہلوی گلستان کالونی۔

حکایت

مولانا رومی رحمۃ علیہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ایک بار وضو کے بعد موزے سننے کا قصد فرمایا لیکن دیکھا کہ اچانک آپ ﷺ کا موزہ ایک عقاب اڑا کر لے گیا آپ ﷺ نے دیکھا کہ عقاب

جواب عرض 201

گلدستہ

نے موزے کا منہ زمین کی طرف
کیا ہوا ہے جس سے ایک سیاہ
سایہ گرا اس محل کے بعد عقاب
نے موزہ رسول اللہ ﷺ کی
خدمت میں پیش کر کے عرض کی یا
رسول اللہ ﷺ میں نے یہ ضرور
گستاخی کی تھی کہ اس کے اندر
سایہ نہیں ہوا تھا مجھے حق تعالیٰ
نے آپ ﷺ کی حفاظت پر معمور
فرمایا ورنہ میری کیا مجال کہ آپ
ﷺ کے حضور ایسی بے ادبی کرتا
حضور نبی کریم ﷺ نے اللہ
عزوجل کا شکر یہ ادا کیا اور فرمایا ہم
بنے جس حادثہ کو باعث صدمہ سمجھا
وہ دراصل وہاں باعث رحمت تھا
عقاب نے عرض کیا کہ میں نے
ہوا میں اڑتے ہوئے موزے
شریف میں سایہ دیکھ لیا تھا تو یہ
بے کمال نہیں یا رسول اللہ ﷺ
آپ ﷺ ہی کے نور شریف اور
روشنی کا مظہر اور عکس تھا
آپ ﷺ سراج منیر ہیں اگر کسی
دل کے اندھے کو نظر نہیں آتا تو یہ
اس کا اپنا قصور ہے کیونکہ تاریکی کا
عکس تاریک ہی ہوتا ہے ایک
دکائیت میں زندگی کیسے ایک سبق
سے کہ آئی ہوگی مصیبت کسی بڑی
مصیبت سے بچانے کا ذریعہ ہوتی
ہے اس لیے حالات کو پیرا اللہ ہی
رکھنا چاہئے۔

محمد صفدر دیکھی کراچی

ماں کیا ہے

ماں! چاند کی ٹھنڈک اور
دریاؤں کی روانی گلاب کے رنگ
شبہم کے آنسو موجوں کا جوش بلبل
کے نغمے زمین کی چمک سمندر کی
گہرائی چکوری کی ترپ پھول کی
مہک کہکشاں کی رنگی کونل کی کوک
جب ماں کو خدا نے بنایا تو فرشتوں
نے عرض کیا اے مالک دو جہاں تو
نے تو نے ہمیں پی طرف سے کیا
شامل کیا ہے اللہ رب العزت نے
فرمایا۔

صرف ماں۔

ماں! کی محبت پھول سے
بھی زیادہ تازہ ہے۔

ماں! ایک پھول سے جو دنیا
کے کانٹے پھینکے باوجود مستراتا
ہے۔

ماں! اگلے بغیر گھر نہ بنا لگتا
ہے۔

ماں! انسان کو سب سے
زیادہ پیار کر نیواں ہے۔

ماں! دکھوں کا مدوا ہے ماں
کے بغیر گھر نامکمل ہے۔

ماں! کی دعا کا میاں کی راز
ہے۔

ماں! کاسایہ ٹھنڈی چھاؤں
ہے۔

ماں کا بھی دل نہ دکھاؤ
ماسر مسکان جنڈا ایل

میری پیاری امی جان

ماں۔ نہیں پیاری امی جان
کہنے سے روح کو سکون ملتا ہے
دل میں ایسی مٹھاس محسوس ہوتی
ہے کہ ساری دنیا کی مٹھاس بھی
پھینکی جاتی ہے امی جان کوئی بھی
ایک پل ایسا نہیں ہے جس وقت
آپ کو یاد نہیں کرتی میری امی جی
آپ تو میرے لیے خدا کا دوسرا
روپ ہیں آپ کے چہرے میں تو
اللہ تعالیٰ نے دنیا کے لیے اک
پیاری نظر پر بھی حج واجب کر دیا
ہے امی جان پھر جانے کیسے ہیں
وہ لوگ جو اپنی امی جان کے
موتے ہوئے بھی خانہ کعبہ کے حج
سے محروم ہیں امی جان میں جب
بھی آپ کے لیے لکھتی ہوں تو
میرے ہاتھ یا میرا قلم چلتا ہی جاتا
ہے اور دنیا کی ہر رنگی برکت سب
پیاری سب رونقیں سب باتیں سب
اخلاق سب کچھ پھیکا لگتا ہے امی
جان میں ہر وقت خدا سے دعا مانگتی
رہتی ہوں اور ہر نماز میں یہ ہی
پوچھتی ہوں یا اللہ میری امی جان
کو کب ٹھیک کرو گے کب صحت
یاب فرماؤ گے اپنی امی جان کی
مستکراتوں کی پیاسی امی جان کی
دعاؤں کی طلبکار امی جان کی
خدمت کی آرزو مند امی جان میں
دیدار کی جھوکی امی جان کے
قدموں کی خاک۔

کشور کرمان پتوکی

میں نے جواب عرض پڑھنا کیوں شروع کیا

اجڑ چکا تھا مٹ چکا تھا ممکن تھا
سوچا کوئی سہارا ہونا چاہئے لاکھ
کوشش کی مگر کوئی ایسا نہ ملا ایک
دن محترم جواب عرض جی میری
آنکھوں کے سامنے سے کزرا
سوچا یہی تو ہے جو میرا ہو سکتا ہے
میرا ایسا سو میں نے جواب عرض کو
اچنا لیا مگر آج میرا یہ حال ہے کہ
میری زندگی بن چکا ہے جس سے
چھٹکارہ ہی نہیں بلکہ نہ ممکن ہے
میری دعا ہے کہ جواب عرض دن
دو گنی رات خوش ترقی کرے آمین
سید ناصر مظفر آباد
میں نے جواب عرض تب
پڑھنا شروع کیا جب میں سہارا
دن رونی رہتی تھی تو میں نے
جواب عرض کا سہارا اس لیے
مجھے اس سے پیار ہو گیا ہے اب
میں ہوں جواب عرض ہے میں
نے کبھی بھی خود کو تنہا نہیں سمجھا دنیا
کے ہر دکھ میں کمر سپہ لیتا ہوں
کیوں کہ جواب عرض سن لیتا ہے
اس نے مجھے حالات کا مقابلہ کرنا
دیا ہے
رہنما ریاض لا بور
.....
میں نے جواب عرض تب
پڑھنا شروع کیا جب مجھے میرے

آپ لکھنا چاہتے ہو تو آپ ہر مہینے لکھا کریں میں تقریباً چھ ماہ لکھتا رہا تو پھر ایک رسالے میں میری غزل اور کالم روحانی ڈاک میں میری تحریر آگئی اس دن میری خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہیں رہا تھہ اور اب جواب عرض کا دیا ہے۔ یہ بھول

محمد آفتاب شاد کوٹ ملک میں نے جواب عرض تب پڑھنا شروع کیا جب مجھے پیار میں بے وفائی ملی اور میں اکیلا ہی رہ گیا تھا جب میں نے جواب عرض پڑھا ہوں تو اپنا غم بھی بھول جاتا۔

غلام یحیٰی نسیم نئے خان میں نے جواب عرض اس لیے پڑھنا شروع کیا کہ مجھے ایک اچھے دوست کی ضرورت تھی اور اللہ نے میری دعا قبول کر لی اور مجھے ایک دوست دے دیا اور اب میں جواب عرض نہیں چھوڑتا ہوں کیونکہ مجھے جواب عرض سے پیار ہو گیا ہے۔

محمد سلیم منیر کوٹھار میں نے جواب عرض تب سے پڑھنا شروع کیا جب مجھے دل میں درد تھا اور میرا سب کچھ

میں نے اس لیے جواب
عرض شروع کیا کہ میرا بیٹ
فریڈ نے مجھے جواب عرض گفٹ
میں دیا تو مجھے بہت اچھا لگا تب
میں آج تک میں ہر ماہ لیتا ہوں
اور شوق سے پڑھتا ہوں
----- شاید اقبال چٹوکی
میرے دل میں درد تھا مجھ
میں جو کچھ تھا اجڑ چکا تھا مٹ جانا
ممکن تھا سوچا کہ کوئی سہارا ہونا
چاہئے لاکھ کوشش کی مگر کوئی اپنا نہ
ملا ایک دن محترم جواب عرض
میری آنکھ کے سامنے سے گزرا
سوچا کہ یہی تو ہے جو میرا ہوسکتا
ہے میرا اپنا میں نے جواب عرض کو
اپنا لیا آج میرا یہ حال ہے کہ یہ
میری زندگی بن چکا ہے جس سے
چھڑکا وہ اپنا سنا ہی نہیں بلکہ نہ
ممکن ہے میری دعا ہے جواب
عرض دن دگی رات چوتھی رات
کمرے
سید ہمارا مظفر آباد
میں نے جواب عرض پڑھنا
شروع کیا تو جواب عرض میں کالم
دکھ سکھ دیکھا تو میرا بھی دل جھلنے لگا
کہ میں بھی لکھوں پہلے سال تو میں
یوں ہی پڑھتا رہا تو میری کڑن نے
مجھے حوصلہ دیا کہ آفتاب بھائی اگر

کبھی رشتہ دار چھوڑ گئے تو میں نے
جواب عرض کا سہارا لیا اور ہر ماہ
اپنا ہر دکھ اسی کو سناتی ہوں
روینہ ناز لاہور

میں بیٹھا بہت ہی پوریت محسوس کر
رہا تھا اس وقت ایک لڑکی ایسے
جواب عرض میں مصروف تھی کہ
اسے کسی کی کوئی بھی خبر نہ تھی میں
نے اس سے لیکر پڑھا تو اچھا

تب سے آج تک کوئی ماہ ایسا نہیں
جس میں نے جواب عرض نہ خریدا
نہ
علینا کنول کشمیر

میں نے جواب عرض تب
پڑھنا شروع کیا جب میں اکیلا رہ
گیا تھا میری جان مجھے ہمیشہ
ہمیشہ کے لیے چھوڑ گئی پھر میں نے
جواب عرض کا سہارا لیا
فیضان قیصر راولپنڈی

لگاتار سے میں جواب عرض کا
دیوانہ محسن رضا لاہور

میں نے جواب عرض تب
پڑھنا شروع کیا جب میں اپنے
دوست کیساتھ شہر گیا اور اس نے
خریدہ میں نے اسے فضول خرچی
کہہ کر وہاں چھوڑا اور خود آ گیا وہ
میرے پاس آیا اور بولا یہ دیکھ
یہ کہانی پڑھ کر میں بہت رویا
ہوں تو دوسرے دن میں نے بھی
جنگ لیا اور اس کے بعد بھی نہیں
چھوڑا
عمر حیات

میں نے جواب عرض تب
پڑھنا شروع کیا جب مجھے میرا
پیار چھوڑ گیا تھا اور مجھے اس کی یاد
تکمل کرنے کے لیے کسی ایسی چیز کی
ضرورت تھی کہ جو مجھے اس کی یاد
سے غافل کر دے تو میں نے
جواب عرض کا سہارا لے لیا
صبا تبسم

میں نے جواب عرض اس
وقت پڑھنا شروع کیا جب میں
جون کے مہینے میں اتنا بڑا دن گزار
نہیں پاتی تھی تو سوچا کہ کوئی ایسا
ناول ہو جس کو پڑھنے سے میرا دل
خوش ہو جائے تو میں نے جواب
عرض پڑھنا شروع کر دیا
سونیا لاہور

میں نے جواب عرض تب
شروع کیا جب میں سہارا دن
اپنے ڈیرے پر بیٹھ بیٹھ کر تنگ
آ گیا تھا ایک دن شہر جا کر خریدہ
اور پڑھنا شروع کر دیا تب سے
میں ہوں اور میرا دوست جواب
عرض ہے
عفتان راولپنڈی

کہتے ہیں جب کسی کا اعتماد
کیا جائے اور اس کے اعتماد کو توڑیں
پہنچے تو اس سے سرائی نہیں جاتا مگر
دنیا میں وہ رسوا ہونے کے بعد
زندہ ہی رہتا ہے اور آنسو ہی
آنسو رہتے ہیں پھر میں جواب
عرض کا سہارا لیا
سمیع اللہ

میں نے جواب عرض اس
وقت پڑھنا شروع کیا جب
میرے دوست کی تحریر آئی اور اس
نے مجھے دیکھا کہ وہ دیکھو یار میرا
پسندیدہ رسالہ آ گیا اور میں نے
بھی لے لیا اس وقت سے آج
تک اس کا جنون نہیں گیا
طالب حسین کوٹ چباری

میں نے جواب عرض تب
پڑھنا شروع کیا جب میں ایک
دوست کو ملنے گئی تو اس کے پاس
بہت سارے جواب عرض تھے
اسے دیکھ کر مجھے بھی جنون ہوا اور

میں نے اپنی تنہائی دور
کرنے کے لیے جواب عرض کو
ہمیشہ کیلئے چن لیا اور یہ میری
بہترین دوست ہے میں اسے
بہت پیار کرتی ہوں اور اس کے بنا
مجھے اپنی زندگی ادھوری سی لگتی ہے

مجھے جواب عرض پڑھنے کا
جنون لیں وقت ہوا جب میں کانٹ

لیلی شیخ پورا

جواب عرض میرا ایسا سہمی
ہے کہ میں اسے اپنا ہر دکھ سنانی
ہوں جب بھی کوئی پریشانی ہو
اسے ہی پڑھتی ہوں جہاں بھی
میٹھوں یہ میرے پاس ہی ہوتا ہے
میں نے بھی اس کا کوئی بھی پیچ
فولڈ نہیں ہونے دیا اسے صاف
ستھر رکھتی ہوں یہ مجھے بہت پیارا
ہے

مہک صدیق سرگودھا

میں نے جواب عرض ہی
شروع کیا جب میرا دکھ مجھے اندر
ہی اندر کھانے لگا اور ایک دن میں
نے اسے پڑھا تو دل میں اتر گیا
اور اس نے میرا ہر دکھ مجھ سے دور
کر دیا مجھ سے آج تک میں نے
اسے اس نے مجھے نہیں چھوڑا
کا مران بنجرائے کلاں

عرض نے مجھے ایک ایسا سہمی دیا
کہ میں اسے بھی نہیں چھوڑ
سکتی کیوں کہ اس کی وجہ سے تو مجھے
پیار کرنے والا ایک مسیحا ملا ہے اور
اس نے ہم دونوں کو ملایا ہے
جواب عرض میری اور میرے
پیارے محبوب کی جان ہے
• فوزیہ شہزادی

میں نے بھی اپنے دکھ کم

کرنے کے لیے جواب عرض کو
آزمایا مگر میری ہر آزمائش پر یہ
پورا اتر اور اس نے مجھے ایک پیارا
سادوست بھی دیا تھینکیوں آئی لو پو
جواب
شاہد رفیق جبرائے کلاں

جواب عرض نے مجھے شاہد
جیسا دوست دیا اور میں نہ تو اسے
نہ اپنے پیارے دوست شاہد
اقبال کو چھوڑ سکتا ہوں مجھے یہ

دونوں ہی بہت عزیز ہیں جواب
عرض تیرا
عبدالباسط بنجرائے کلاں

میں نے جواب عرض تب
شروع کیا جب میں میں نی سی او
میں گیا تو وہاں ایک لڑکی بیٹھی تھی
اسے میرے جانے کا زرا بھی
احساس نہ ہوا تب میں نے مانا
کہ یہ کوئی عام رسالہ نہیں ہے میں

جواب اس سے سیدھا بازار گیا اور لے
کر پڑھا مزہ آگیا جواب عرض
پڑھتے
شہروز اقبال پیوکی

میں نے جواب عرض یار کی
جدائی کے دکھ کم کرنے کے لیے
شروع کیا تو اللہ کا شکر ہے اب
میں خود کو بہت ریٹیکس محسوس کرتی

ہوں

..... نورین لاسور

میں نے جواب عرض تب پڑھنا
شروع کیا جب میں سارا دن روتی
رتی تھی تو میں نے جواب عرض کا
سہارا لیا اس لیے مجھے اس سے پیار ہو
گیا ہے اب میں ہوں جواب عرض
ہے میں نے کبھی بھی خود کو تنہا نہیں
سمجھا دنیا کے ہر دکھ میں کرسبہ لیتی
ہوں کیوں کہ جواب عرض سن لیتا ہے
اس نے مجھے حالات کا مقابلہ کرنا
سکھا

دیا
الفرار یاض لا بور

میں نے جواب عرض اس
وقت پڑھنا شروع کیا جب میں
جون کے مہینے میں اتنا بڑا دن گزار
نہیں پاتی تھی تو سوچا کہ کوئی ایسا
ناول ہو جس کو پڑھنے سے میرا دل
خوش ہو جائے تو میں نے جواب
عرض پڑھنا شروع کر دیا

..... مس ارسہ لاسور
میں نے جواب عرض تب
پڑھنا شروع کیا جب میرا محبت
میں دل ٹوٹ گیا پھر مجھے دوسری
محبت جواب عرض کی۔ اب یہ
میرے ساتھ دس سال سے محبت
نہما رہا ہے اور جواب عرض مجھے
دھوکہ نہیں دے سکتا یہ میری سب
خوشیاں سب تم بنائیتا ہے۔ اب
میں خوش ہوں
شاہد رفیق سوجو کا نویں۔

میری زندگی کی ڈائری

دانش کی ڈائری سے

محبت اتنی کسی سے کیا نہیں کرتے
پاہت اتنی کسی کو دینا نہیں کرتے
بنا کر اسے کسی اور کا ہم سفر
اپنے ہاتھوں اپنا گلشن اجاڑا نہیں کرتے
زندگی میں مل کر جو جدا ہو جائیں
ایسے لوگوں کو پھر پکارا نہیں کرتے
بھلا دے اگر کوئی تیری چاہت کو
شکوہ ایسے لوگوں سے کیا نہیں کرتے
ٹوٹ کر بھول جاتے ہیں وہ لوگ دانش
پہلی محبت کو جودل سے بھلا یا نہیں کرتے

دانش مغل

صدف محمد کی ڈائری سے

جان زید ارے میں تمہیں
اپنی جان سے زیادہ چاہتا ہوں مگر
زید آپ نے یہ کیوں کہا کہ تم
دھوکہ باز ہو مطلب پرست ہو زید
میں مر جاؤنگا مگر تمہیں ہر ہمیشہ یاد
رکھونگا۔ ٹھیک ہے زید میں غریب
ہوں مگر مطلب پرست ہیں ہاں
زید آج ہمیں معلوم ہوا کیا چیز محبت
ہوتی ہے ارے تمہیں میں نے کون
سی خوشی دی تھی مگر زندگی بھر میری
ایک بات یاد کرتا میں تیرا تھا ہوں
اور ہمیشہ خدا کی قسم تیرا رہونگا
ارے میرے مقدر نے میرا ساتھ
نہیں دیا آپ سچ ہے میں ہی جھوٹا

ہوں۔ میری دعا ہے تو سدا
خوشیاں دیکھے آمین۔

صدف محمد بقاء، اوستہ
محمد

پرنس کی ڈائری سے

وہ زمانہ گزر گیا جب سینہ گلاب تھا
اب عطر بھی لگاؤں تو خوشبو کو بو نہیں ہے
آج موسم کافی دلخراش ہے
ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا میں چل رہی
ہیں چاروں طرف آسمان بادلوں
میں لینا ہوا ہے ایسا لگتا ہے کہ کسی
بھی وقت کوہستان کے پہاڑوں پر
برف باری شروع ہو جائے ایسے
موسم میں اے جان آپ کی یاد
میرے معصوم دل کو بہت تنگ کر
رہی ہے اب تو مجھے بھول چکی ہوئی
مگر میں شاید آپ کو قیامت تک
نہیں بھول سکوں آپ نے جو راہ
مجھے دکھائی تھی اس پر چل رہا ہوں
نہ جانتے ہوئے کہ اس کی نہ کوئی
منزل ہے اور نہ ٹھکانہ پھر بھی چلتا جا
رہا ہوں میں اکیلا چل چل کر تنہا
گیا ہوں پلیز میرے ساتھ چلو اب
مجھے ڈر لگ رہا ہے ان خار دار

راہوں سے ان ٹھنیں راہوں سے
میں اکٹا گیا ہوں پلیز میری منزل
مجھے دکھا دے میں کب یوں ہے
راہ چلوں گا ایسا نہ ہو کہ کہیں ٹھوکر
لگ کر وہی رہ جاؤں مجھے سنبھالو
ورنہ یہ راہی ہمیشہ کیلئے راہ سے
بھٹک جائے گا کیا میری قسمت میں
خوشی کی کوئی کرن نہیں ہے اگر ہے
تو اس کا انتظار کرنا پڑے گا رات
لک لک کر ڈھلے ہیں کل پرپ
ترپ کر گزرتے ہیں ہلکی بھی وجود
دکھوں پر مبنی تھا آج میں پہلو میں
دکھ ہی دکھ ہے نہ جانے کس امید پر
زندہ ہوں اور نہ جانے یہ مایوسی
کیوں ہے یہ مجھ سے نہیں اتر سکتی
ہوئی فضاؤں سے پوچھو ہواؤں
سے پوچھو، اشک بہانی ہوئی شبنم
سے پوچھو، اگلی روندتی ہوئی گلیوں
سے پوچھو۔ تھر تھرتی ہوئی یہ
تھریریں تمہیں بتائی گی روتا ہوا
جواب عرض تمہیں سناے گا مان
جاؤ میری جان کیوں مجھے دنیا کی
ٹھوکریں کھانے پر مجبور کرتی ہو
کیوں ان زخموں سے چور ان
آنکھوں کو رونے پر مجبور کرتی ہو
جاؤ اس سے پہلے کہ کچھ ہو جائے
صرف ایک بار تیرا چہرہ دیکھنا چاہتا
ہوں۔

آ جا کہ ابھی حلیط کا موسم نہیں گزرا
آ جا کہ ابھی برف پہاڑوں پر جمی ہے
خوشبو کے جزیروں سے تاروں کی حدود
تک
اس کوستان میں سب کچھ ہے نظر تیری
کی

پرنس عبدالرحمن
کوہستان

سکون دے، آئین اور گاؤں
والوں سے گزارش ہے کہ کسی کے
بارے میں برا مت سوچیں کہیں
آپ کو ہی نقصان نہ ہوں دل کی
دنیا برباد ہوئی الفت کے سہارے
نوٹ گئے جن کی خاطر جی رہے
تھے انوس وہ دنیا ہی چھوڑ گئے۔

محمد اقبال رحمن

سینکی بالا

بہار آ رہی ہے کجواں جا رہی ہے یہ
بہار یہ پھول کھیاں تو ان کیلئے کھلتے
ہیں جن کے دلبر پاس ہوں جن کی
سانسوں کے ساتھ وہ زندگی امیر
رہے ہوں وہ بہار کیا بہار ہے جو
مر جھاتی ہوئی ہو۔

غلام حسین خرم

میانوالی

سانول کی ڈائری سے

زندگی میں انسان بہت اچھے
اور برے کام کرتا ہے ایک آزاد
زندگی گزارتا ہے زندگی کے ان
خوشگوار لمحوں میں جب کسی لڑکی
سے محبت ہو جاتی ہے تو ہر وقت ہر
لمحے اسی کے خیالوں میں کھویا رہتا
ہے ہر اچھے اور برے کام پورا دیتا
ہے اک تمنا ہوتی ہے اک خواہش
ہوتی ہے صرف اس لڑکی کو پانے کی
اسے اپنی مسافر بنانے کی حال دل
سنانے کی کسی حسین دنیا میں لے
جانے کی جب اس سے دوستی ہو
جاتی ہے تو پھر ایک دوسرے کے
ساتھ جیسے رہنے کی قسمیں وعدے
کیے جاتے ہیں دن بہت حسین
گزر رہے لگتے ہیں تو پھر اچانک
جب غلام دنیا دیوار بن کر درمیان
آ جاتی ہے تو سرنے کو دل کرتا ہے
اس غلام دنیا کو اسے کوئی چاہتا
ہے لڑکی بچاری ہے بس ہوتی ہے
مجبور ہوتی ہے اگر گھر والوں سے
بغاوت کرنی ہے تو دنیا بدنام کر کے

خرم اعوان کی ڈائری سے

بہار بہار ہر دل و زباں پر
بہار کا چہرہ ہو رہا ہے لیکن وہ دل
وہ زبان کیا جانے کوئی بہار آ رہی
ہے کوئی خزاں جا رہی ہے جس دل
کا گلستان اجڑ چکا ہو اس گلستان
میں کیا پھول آئیں گے کیا گل
کھلیں گے کوئی کوئیاں پھوٹیں
گی یہ تو کسی کو پتہ نہیں ہر دیکھنے والا
یہ بیج منٹ نہیں کر سکتا اندر بہار ہے
یا خزاں ہے اور اندر کی خزاں
انسان کو اس طرح کو کھوکھلا کر دیتی
ہے بظاہر تو وہ کلدی ثابت ہوتی
ہے لیکن اس وقت تک جب تک
اسے جھپڑے کوئی نہیں اگر کوئی
اسے جھپڑے تو وہ خود بخود دو
تکڑوں میں بٹ جاتی ہے لیکن
انسان تو ہے ہی انسان یہ تو دو
تکڑوں میں بھی بٹ سکتا وہ
بس اندر ہی اندر سے ختم ہو جاتا
ہے آخر اس کی بہار خزاں ایک ہو
جاتی ہے اسے پتہ نہیں ہوتا کہ کب

اقبال رحمن کی ڈائری سے

اپنی آنکھوں کے سبھی ایک سلا کر سوتا
تم میری یاد کا دھپ بھجا کر سوتا
ناگ اور ناگنوں کا ڈنسا دنیا
کی ہر تکلیف کا سنبھالا یہ ناچنے پر
دکھ کا مقابلہ کر لیتا لیکن والد
صاحب (مرحوم) نے جب اس
سے منموذ کرنا لگی دنیا میں چلے گئے
جہاں سے ابھی تک کوئی واپس نہیں
آتا تو اس دیکھی کے دل کو اتنا دیکھی کر
گیا اب دل کا مرلیض ہوں نہ کسی
کی میت کو کچھ سکتا نہ کسی کے
گہرے زخم کو کسی بار دل کے
دور سے پڑ گئے اب ڈاکٹروں نے
کہا اب اگر سوچو گے یا پریشان ہو
گئے تو تم پر آخری حملہ ہوگا میں اب
خوش رہنے کی کوشش کرتا ہوں لیکن
کبھی کبھی والد صاحب کی یاد یا پھر
اپنے مقدر کے بارے میں سوچتا
ہوں کہیں ابھی ملازمت ہی مل
جاتی چلو خدا جو کرے گا بہتر ہوگا
اور میری تمام قارئین سے التماس
ہے میرے لئے دعا کریں خدا مجھے

جینا محال کر دیتی ہے زندگی ایک روگ بن کر رہ جاتی ہے انسان بے کار ہو جاتا ہے پریشان ہر وقت سوچوں میں گم۔ ہاں جس طرح آج کل میرا اپنا حال ہے کبھی کبھی میرے دل میں خیال آتا ہے کہ میں نے تم سے کیوں محبت کی، پھر خیال آتا ہے محبت کی نہیں جاتی محبت ہو جاتی ہے کاش تم مجھ سے نہ ملتی نہ میں تجھے دیکھتا نہ یہ دل تجھ کو دیتا نہ اپنی زندگی کو محبت کا روگ لگا تا کاش ایسا نہ ہوتا کاش۔

یہ کہہ بھری نگاہیں کہاں یہ ساتی نے
حرام کہتے ہیں جسے یہ وہ شراب نہیں
ایم خالد محمود، سروٹ

ناصر خان کی ڈائری سے
میرے یہ زندگی میں صرف ایک ہی نام ہے جو مجھے یاد ہے۔ یہ نام میں اس نام کی پہچان نہیں اپنے نام کی طرح یہ خواہشات اور خوب سیرت ہیں۔ یہ اس پوری کائنات میں اور کوئی نہیں ہے تو بس ختم ہے اور کوئی نہیں اگر میں اس کی تعریف کروں تو میری زندگی کم ہو گی میں تو اس چاند کی تعریف کبھی ختم نہیں ہوگی میں تو بس اتنا جانتا ہوں کہ اگر وہ ہے تو سب کچھ ہے وہ نہیں تو کچھ بھی نہیں اسے جاننے والے ہر گھڑی ہم تیری ہی پوجا کرتے ہیں تیری تصویر کو ہم تو

ہوتوں سے چوماکرتے ہیں۔
دل میں حسرت ہی نہ رہے ارمان بن کر
گھڑ پل کیلئے آ جا مہمان بن کر
ناصر خان لغاری، ڈی جی خان

کاشف علی کی ڈائری سے
قسمت نے دور بیک وقت میں بھی جدائی
آنکھوں میں آئے آنسو جب یا تمہاری
آئی

محبت پانے کا نہیں گھوڑے کا
نام ہے جب آدمی چاروں طرف
دیکھتا ہے محسوس کرتا ہے چلنا پھرتا
ہے تو اسے ایک چیز اس کے ہونے
کا احساس دلاتی ہے وہ ہوتی ہے
محبت بات کرنے کا طریقہ ہر آدمی
کو آتا ہے مگر ہمدردانہ لہجہ اختیار کیا
جائے تو بے ہمت پنچھ تو نہیں بلکہ
کچھ نہ کچھ کسی نہ کسی کی سمجھ بڑا اثر
ضرور پڑتا ہے میری زندگی ایک
ایسی الجھن میں پھنس گئی ہے جس
سے پیچھے مڑنا مشکل ہے ایک
طرف دھوکے کی لاج ہے دوسری
طرف خاندان کی عزت۔

اے کاش کبھی ایسا ہوتا دول ہوتے بیٹے
اک وقت بھی جاتا دمشق میں تو تکلیف نہ
ہوتی

کاشف علی کنول، کھچی
راجہ ظہیر کی ڈائری سے
میری زندگی کی ڈائری پر
صرف ایک ہی نام ہے جو ابھی تک

زندہ ہے اور قیامت تک رہے گا
نصرت ہمارے پیارے کے دن
کھٹے اچھے تھے جب ہم ایک
دوسرے کو خط لکھتے تھے جس طرح
آج سے آٹھ سال پہلے میں تم سے
محبت کرتا تھا آج بھی اس سے
زیادہ محبت کرتا ہوں مگر افسوس کہ
ہر دفعہ کوشش کی تمہارے پاس
آنے کی مگر شاید اللہ کو منظور نہ تھا
لیکن نصرت میں تمہاری خبر ہر طرح
کی کرتا ہوں لیکن تجھے میری خبر نہیں
میری زندگی یہ دکھ ہوگا کہ تجھ کو پانہ
سکا آئیں نہ تیرے پھر کہتا ہوں کہ خدا
کے واسطے خدا کے واسطے میرے
لیے دعا کرتا کہ میری نصرت
دو بارہ واپس آجائے اگر میرے
لیے آپ میں سے کوئی بھی اللہ سے
دعا مانگتا ہے تو اللہ ضرور پوری
کرے گا میرے لیے دعا ضرور کرتا
سب کی مہربانی ہوگی جان سے
بیاری نصرت۔

راجہ ظہیر احمد، کنول

سحر ثقیل کی ڈائری سے
سنان کی نیکی راتوں میں
جب پھول کھلیں برساتوں میں
جب چھتریں سکھیاں باتوں میں
میںوں یادوں پتیاں آندھیاں نہیں
ایس آپ کے بغیر تو زندگی
گزارنا مشکل ہوگئی ہے میں نے تو
کبھی ایسا سوچا ہی نہیں تھا کہ وقت
ہم دونوں کو یوں جدا کر دے گا کہ

ہم ایک دوسرے کو دیکھنے کیلئے تڑپیں گے آپ مجھ سے اتنے دور چلے جائیں گے میں نے تو سوچا تھا کہ اگر ہم ایک نہ بھی ہو سکے پھر بھی ایک دوسرے سے ملنے رہیں گے مجھے تو جدائی کے مطلب کا بھی نہیں پتہ تھا لیکن وقت نے جس دن مجھے آپ سے دور کیا تو پتہ چلا کہ انسان جس سے محبت کرتا ہے اس کے بغیر کیسے سک سک کر زندگی گزارتا ہے ہر دن سولی پر اور ہر رات کانٹوں پر گزرتی ہے مجھے پتہ ہے آپ کا بھی یہی حال ہو گا لیکن ہم دونوں وقت کے ہاتھوں مجبور ہیں لیکن ایسے آپ تو مجھ سے ملنے بھی نہیں بھی ملنے ہی آجایا کریں میں آپ کو رکھنے پر مجبور نہیں کروں گی کیونکہ آپ کا وقت بہت قیمتی ہے صرف اتنا ہوں گی کہ۔

سب کے چہروں میں مجھے تو آپ لگیں یہ جدائی مجھے تو ملاپ لگے ایسے میری دعا میں آپ کے ساتھ ہیں آخر میں صرف اتنا ہوں گی۔

کوئی الزام لینا چاہتی ہوں میں تیرا نام لینا چاہتی ہوں نہیں دنیا تو نہ دے سدا جیون میں بس اک شام لینا چاہتی ہوں

سحر شکیل، سرگودھا

سیف الرحمن کی ڈائری
ایف آپ نے مجھے اس لئے

چھوڑ دیا ہے کہ میں ایک غریب تھا آپ نے اس لئے مجھے چھوڑ کر غیر کے ساتھ اپنا کھرو آباد کر لیا لیکن کچھ تو آپ نے اس غریب کے بارے میں بھی سوچا ہوتا تو صرف تمہارے ہی نام کی پوجا کرتا تھا جس نے آپ کو ایک وفا کی دیوی کا نام دیا تھا میں نے بھی سوچا بھی نہ تھا کہ آپ میرے ساتھ بے وفا کی کریں گی آج تو آپ بہت خوش ہو مجھے چھوڑ کر ایک دن ایسا بھی آئے گا جب تمہیں میری یاد ستائے گی پھر میں آپ کو بہت یاد آؤں لیکن اس وقت ہو سکتا ہے میں آپ کی دنیا میں نہ ہوں پھر آپ بہت روکی کوئی بھی تمہاری فریاد نہ سنے گا۔

میری اجڑی ہوئی دنیا میں کے لئے آ میری آنکھوں کی پیاس بجھانے کیلئے آ بڑی تسکین ملتی ہے تم سے مل کر نہیں دینی کسی روز میرا دل دکھانے کے لئے آ

سیف الرحمن زخمی، سیالکوٹ

ساجد وساوا کی ڈائری
میری زندگی میں صرف ایک لڑکی آئی جب اب بے وفا ہو گئی ہے میں نے چار سال تک اس پر بھروسہ کیا مگر افسوس اب وہ بھانے بنا کر منہ موڑ گئی اب تو وہ مجھ سے پیار کرنے کی بجائے نفرت کرنے لگی ہے میری تمام دوستوں سے

گزارش ہے کہ وہ کسی لڑکی سے بھی پیار نہ کریں یہ صرف دھوکہ ہے لڑکیاں مطلب نکال کر منہ موڑ لیتی ہیں بہر حال میری دھوکے باز لڑکیوں سے گزارش ہے کہ وہ کسی کی معصوم زندگی سے نہ کھیلیں اور دھوکہ دہی سے کام نہ لیں انہی لڑکیوں کی وجہ سے ہر کوئی پیار کرنے سے گھبراتا ہے پلیز ایسے نہ کریں ہر کوئی ایک جیسا نہیں ہوتا ہے کچھ اپنا اور کچھ دوسروں کا خیال کر لیں بس اتنا ہی کافی ہے اگر کوئی میری تحریر پڑھے تو ان پر ضرور عمل کرے یہ میری باتیں صرف تحریر نہیں بلکہ حقیقت ہے

ساجد وساوا و ممراسی، بلوچستان

حاصل حسرت کی ڈائری
بارہ جون 2004ء کے دن میری ڈائری پر یہ تحریر درج ہوئی شام میری بات مجھے کی کوشش کرو ہم میں غلط فہمی ہے میں تم سے پانچ منٹ بات کرنا چاہتا ہوں پلیز ایسا نہیں کرو یہ سب کچھ کیا ہے میرے دوست کا قسم ہے میں نے تمہاری سبیل کو کبھی بری نگاہ سے نہیں دیکھا وہ میری روشنی تم مجھ کو سکھاتا ہے قصور ہوں میں صرف اور صرف تمہارا ہوں تم مجھ پر شک کر سکتی ہو میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا مجھے آگ میں نہ جلاؤ۔ بلوچستان میں

رہتا ہوں مگر یہ کاغذ کو سودی عرب
میں لکھ رہے تھے۔

حاصل حسرت، بلوچستان

حاصل حسرت کی ڈائری

عورت مگر کی زینت ہے۔
کینے آدمی کی پہچان ہے کہ وہ
عورت کی عزت نہیں کرتا۔ عورت
کائنات کی بیٹی ہے۔ جہاں عورت
کا احترام ہوتا ہے وہاں خدا بھی
خوش ہوتا ہے عورت بھی فریب
درد اور تنہائی بھی اسے دل بھانے
کا سامان سمجھو، عورت کو ہمیشہ
احترام کی نگاہ سے دیکھو، جس
عورت سے شادی کرنا وہ حسن
سیرت کے لئے کرنا وہ اس کا حقیقی
شوہر ہے۔

حاصل حسرت، بلوچستان

ایس کی ڈائری سے

کسی چیز کو خاص طور پر انسان
کو اپنی مجبوری نہ جتاؤ کیونکہ انسانی
فطرت ہمیشہ سے ہی خود غرض رہی
ہے وہ تمہاری مجبوری سے فائدہ
اٹھائے گا جینا تو کیا مرنا بھی مشکل
ہو جائے گا۔

حاصل حسرت، بلوچستان

راجہ شیراز کی ڈائری سے

قارئین کرام میں اپنی دہلی
داستان نہ جانے کہاں سے شروع
کروں بہت لمبی داستان ہے مگر

مختصراً عرض خدمت ہے کہ
میں سوچتا ہوں دنیا نے مجھے کیا دیا
صرف دکھ درد، میرے مصوم اور پا
ک خوابوں کو کچل دیا گیا، بے رحم
اور سنگدل انسانوں نے میری بے
ضرر خواہشات کو پامال کیا، میرا
ہنستا ہنسا کھر بے درد لوگوں نے
اجاڑ دیا میرا سب کچھ لٹ گیا اب
بالکل بے سہارا ہوں مجھے حوصلہ کی
کافی ضرورت ہے میری روئے
انکائے گئے میرے تصور اتنی محلوں
کو زمین بوس کر دیا گیا میرے
گریبان کو تار کر دیا گیا۔ بالکل
بے تصور ہوں میں بے گناہ ہوں۔

اب تیل میں تپنے گناہی کی سزا
بھگت رہا ہوں۔ لاوارث ہوں،
اپنا کوئی بھی نہیں، خدا تعالیٰ کے سوا
میرا کوئی بھی نہیں اس ظالم سنسار
نے مجھے بہت درد دکھ دیا ہے اب
زندگی سے دل بیزار ہونے لگا ہے
بھلا میں جیوں بھی کس کیلئے کوئی ہو
جو مجھے زندہ رہنے کا سہارا دے
میری اصلاح کرے کہی کہی دل
میں خیال آتا ہے کہ خودکشی کر لوں،
زندگی جو اس نہیں آتی اس اجڑے
ہوئے زندان میں میرا کوئی پرسان
حال نہیں جہاں بھی دیکھتا ہوں
اپنے سے زیادہ دہمی قیدیوں نظر
آتے ہیں بس سوچ رہا ہوں کون
بنے گا میرا سب کچھ.....!

الطاف راجہ شیراز،

خضدار

عبدالرؤف کی ڈائری

میری ڈائری کے ہر ورق پر
تیرا ہی نام ہے اور بارود فاکٹر
میرے مجبور صم تو سوچتی ہوگی کہ
میں تجھ سے جدا ہو کے خوش ہوں
قسم ہے صم مجھے تیرے پیار کی جو
کہی بھی یہ پاگل دل تیری یاد سے
غافل ہوا ہو، قسم ہے صم جو کسی میں
سکون کی نیند سو یا ہوں۔ مجھے غم
ہے صم تجھ پہ کہ تو نے مجھ سے سچا
پیار کیا صم تو بہت عظیم ہے کیا ہو
ہم ایک نہ ہو سکے ہمارا دل تو، ایک
ہی ہے میرے خیال میں صم محبت
دو جسموں کا ضم نہیں بلکہ دو دھڑوں
کا ملاپ ہے دراصل پیار نام ہی
قربانی کا ہے دیکھو صم اگر ہم اپنی
خوشیوں کی خاطر اپنے والدین کو
دکھ دیتے تو ہم کبھی جی سکتی نہ
رہتے دوسروں کو خوشیاں دینا ہی
زندگی ہے اپنے لیے تو سب جیتے
ہیں مزا زندگی کا تب ہے کہ اوروں
کے لئے جیا جائے میرے صم مجھے
یاد رکھنا۔

عبدالرؤف مصی،

خوشاب

قطعہ

کیوں بتائی ہو یہ ریت کے محل
کل خود ہی ان کو مٹاؤ گی
آج کہتی ہو عدنان سے پیار ہے
کل میرا نام تک بھول جاؤ گی
☆ ----- عدنان عارف - سکینا نوالہ

غزلیں نظمیں۔

وہ چھپ جاتی ہے کمرے میں
وہ کہتی ہے ہواؤں سے مرا جنوں کا ناطہ ہے
ہوا چلتے ہی ساری کھڑکیاں وہ بند کرتی ہے
وہ کہتی ہے ستارے اچھے گتے ہیں اگر کوئی
ستارہ آسمان سے نوٹ کر
سوئے زمیں آتے ہوئے دیکھے
تو خوش ہوتی ہے یوں
جیسے کہ اس نے خواب کی تعبیر ہو پالی
وہ کہتی ہے پندوں سے
بڑا میں پیار کرتی ہوں
مگر بچروں میں ان کو
قید بھی کرتی ہے وہ ظالم
وہ کہتی ہے کہ خط لکھنے سے تو جاناں
محبت اور برقی ہے
مگر وہ میرا خط لے لے ہی
ابو کو بتا دیتی ہے پچکے سے
وہ جس لمحے مجھے کہتی ہے
تم سے پیار ہے جاناں
پریشانی کے ساگر میں مرا سن ڈوب جاتا ہے
کہ میرے ساتھ کیا ہو گا
مرا انجام کیا ہو گا
☆ محمد شہزاد راولپنڈی

اگر تم ملے نہ ہوتے

اگر تم ملے نہ ہوتے۔ تو شاید ان آنکھوں
میں آنسو نہ ہوتے۔ اس دل کی کوئی تشنہ
ہوتی۔ اگر تم ملے نہ ہوتے۔ نہ ڈر ہوتا
تم سے چھڑنے کا۔ نہ تم ہوتا تم سے جدا کی
کا۔ زمین آسمان کی سی تھی دوری اپنے
درمیان۔ اگر تم ملے نہ ہوتے۔ تیرے
بنا یوں جینا مشکل نہ ہوتا۔ لکلیں یوں
ہماری ٹیکٹی نہ ہوتیں۔ کاش ایسا ہوتا کہ

آزمائش کو۔ بڑے ہی صبر کے ساتھ
مل کر گزاریں گے۔ اور کبھی بھی
زندگی کے کسی موڑ پر اگر ہمیں بھی
کسی مشکل کا سامنا کرنا پڑے۔
تو اس کو کبھی بھی مشکل نہیں لیں گے
اور زندگی ایک ساتھ گزاریں گے
☆ ہارون الرشید۔ دارالکلام

غزل

اداس جاگتی آنکھوں کے خواب لایا ہوں
میں پتروں میں چھپا کر گلاب لایا ہوں
جو ہو سکے تو تنہائیوں میں پڑھ لینا
تجاربے واسطے دل کی کتاب لایا ہوں
وہ اک سوال جو تم نے کبھی نہیں پوچھا
سچا کے پلوں سے اس کا جواب لایا ہوں
تجھ کو مجھ سے نہیں میری محبت سے گلہ ہوگا
لے دیکھ میں غلوں اسباب لایا ہوں
دل پہ لگے زخم تو سبھی مٹا چکا ہوں خضر
یہ تو روح کی چٹوں کا حساب لایا ہوں
☆ خضر اخلاق۔ بنی

انجام

وہ کہتی ہے مجھے تلی کے رکھوں سے محبت ہے
مگر مضمون تکیوں کے یہ وہ نوح لیتی ہے
وہ کہتی ہے مجھے ہے
پیاد چلوں اور خوشبوؤں سے
مگر اکڑ چل دیتی ہے وہ پتروں تلے ان کو
وہ کہتی ہے حنائی ہاتھ پیارے مجھ کو لگتے ہیں
مگر مہندی لگائے ہی
وہ دھو دیتی ہے ہاتھوں کو
وہ کہتی ہے بھلی گتی ہے ساون کی مجھے بارش
مگر بارش کے ہوتے ہی

جس طرح چاند کی سورج تک
انسان کی خدا تک۔ جس طرح دل کی
دھڑکن تک۔ تپکی کی پھولوں تک۔ جس
طرح عاشق کی عشق تک۔ شمع کی پروانے
تک۔ جس طرح پھولوں کی شبنم تک۔
زندگی کی موت تک۔ جس طرح پرندے
کی فریاد تک۔ ملن کی جدائی تک۔ جس
طرح سمندر کی لہروں تک۔ پھول کی
خوشبو تک۔ جس طرح آنکھوں کی
آنسوؤں تک۔ ہونٹ کی مسکراہٹ تک
☆ اورنگ زیب۔ سید پورہ

غزل

پاس آؤ اک التجا سن لو
پیاد ہے تم سے بے پناہ سن لو
اک شبی کو خدا سے مانگا ہے
جب بھی مانگی کوئی دعا سن لو
ابتدا عشق کی ہوئی تم سے
تم ہو چاہت کی اجناسن لو
بن تیرے ہی نہیں لکھیں گے ہم
لوٹ آؤ میری صد سن لو
دیکھ لو زندگی ادھوری ہے
نہ رہو اب جدا سن لو
تم صرف تم ہو زندگی میری
جج ہے یہ جج ہے باخدا سن لو
جہاں میں کوئی نہیں اب میرا
تم رہو گے میرے سدا سن لو
☆ محمد عابد رحیم ساجن۔ ڈھڈی تھل

زندگی اک آزمائش

آؤ کچھ دیر آرام کے ساتھ۔ بیٹھ کر
حالات کے ساتھ سمجھو کریں
اور وعدہ کریں کہ زندگی کی ہر

ملے نہ ہوتے

☆ ----- نرس عبدالرحمن مگر-نیں لانجھ

غزل

کوئی چودھویں رات کا چاند بن کر
تہارے تصور میں آیا تو ہو گا
کسی سے تو کی ہو کی محبت تم نے
کسی کو گلے سے تو لگایا ہو گا
لبوں سے محبت کا جادو چگا کر
بھری بزم میں سب سے نظریں چرا کر
نگاہوں کی راہوں سے دل میں اتر کر
کسی نے تمہیں بھی چرایا تو ہو گا
کبھی آئینے سے نگاہیں ملا کر
جو بی ہوں گی پرہیزگاریاں تم نے
تو گھیر کے تیری ان انگڑائیوں نے
تیرے حسن کو گدگدایا تو ہو گا
☆ ----- محمد جمیل جانی-پشاور

قطعہ

خوشیوں کی آرزو میں مقدر بھی سو گئے
آندھی چلی کچھ ایسی کہ اپنے بھی کھو گئے
لیا خوب تھا تمہارا انداز دوستو!
بہرہ رنی کر آئے تھے کاٹنے چھو گئے
☆ ----- انتخاب: ایم ظیل-گرلیں

اوس اور آنسو

بھٹکتی رات میں اوس کے ہاتھ میں
میں نے رکھے ہیں آنسو کے سونے بہت
میری آنکھوں میں آنسو نہ ہوتے اگر
نیند بے فکر یوں کی میں سوتی بہت اور
سندر سے پہنے پروٹی بہت نرمی اوس
میں سردی اوس میں رات بھر میں
بھی خود کو بھونکتی بہت تم مجھ کو نہ دکھو
کے جاتے تھیں کیوں میں روتی بہت
☆ ----- شہزاد-راولپنڈی

غزل

دل بہل جائے تو چھوڑ دیتے ہیں لوگ

کوئی اور مل جائے تو چھوڑ دیتے ہیں لوگ
چار دن کی چاند کی قدر کرنا دوستو
چاندنی دھل جائے تو چھوڑ دیتے ہیں لوگ
نہیں تو کھاتے ہیں لوگ صدا ساتھ بیٹے کی
ذہن بدل جائے تو چھوڑ دیتے ہیں لوگ
دن بدل جائے تو جذبات بدل جاتے ہیں
حالات بدل جائیں تو چھوڑ دیتے ہیں لوگ
☆ ----- خضر اخلاق-بٹلی

غزل

یہ زندگی ہم نے کر دی تیرے نام
کرتے ہیں ہم یاد تمہیں صبح شام
تیری ہانہوں میں زندگی گزار دے
تیرے عشق میں ہونا چاہتے ہیں ہم
ہم نے کی تم سے دل لگی اسے مار
نہیں کی تم سے محبت عام
جس جگہ چاہو ہم چلے آئیں گے
آزما لو بھجوا کر کوئی پیغام
ہم دنیا والوں سے نہیں ڈرتے
دیکھ میں گئے جو ہو گا انجام
میرا پیار میں اگر ہوتے ہیں دھوکے
ماز اس دہی کو نہانا اب آپ کا ہے کام
☆ ----- تاری بھائی آڑھتی-لیہ

آنسو

آنسو وہ عظیم ہیں جو خدا کے ڈر سے نکلیں
قدرت کے آگے آنسوؤں کے ڈھیر لگاتے
جادو کوئی تو آنسو اسے پسند آئے گا
کتنے حسین ہیں وہ آنسو جو کسی کی مصیبت پر
بہائے گئے ہوں سرست جب دل میں
سا جاتی ہے تو آنکھوں سے آنسو بن کر
کلکتی ہے سید دلا کر بھول نہ جاؤ کہیں
غریب کی رہی سہی امیر میں آنسو بن کر
آنکھوں سے پڑھ لیں وہ آنسو بہترین
ہیں جو خدا کے حضور لکنا ہوں کی بخشش
کے لئے برسائے جائیں

☆ ----- تاری بھائی آڑھتی-لیہ

دل

دل شیشے سے نہیں بننا
اگر بننا تو ٹوٹنے کی آواز آتی
• دل پتھر سے نہیں بننا
اگر بننا تو گرنے کی آواز آتی
دل مٹی سے نہیں بننا
اگر بننا تو بکھرنے کی آواز آتی
دل اگر بننا ہے تو صرف جذبات سے
اگر ٹوٹ بھی جائے گر بھی جائے بکھر بھی جائے
تو آواز نہیں آتی صرف آنسو بہتے ہیں
☆ ----- آمنہ-راولپنڈی

قطعہ

میری رگوں بھری زندگی کو ویران کر گئی
خون کی دیگر سوغات خوشیوں سے انجان کر گئی
میں جس کی زندگی کے لئے مائیکراج شبہ دعائیں
وہ میری ہی موت کا دیکھو سامان کر گئی
(وہی شاہ) ----- حسن رضا-رکن سنی

بھی

بھی زد میں تیرے ہو گئے
کبھی دل نے تجھے گموا دیا
اس کشمکش میں رہے سدا
تم نے یاد رکھا کے بھلا دیا
بھی بے بسی میں ہنس دیے
بھی ہنسی نے ہم کو رلا دیا
بھی چھوٹوں سے رہی دوستی اپنی
کبھی کانٹوں سے ہاتھ ملا لیا
بس اک کو اپنا نہ کر سکے
کبھی خود کو سب کا بنا دیا
یوں ہی دن گزر گئے پیار کے
بھی اک خواب خود کو بنا لیا
جو خواب ابھرے آنکھوں میں
انہیں آنکھوں میں ہی سلا دیا
☆ ----- ثناء ماہ نور عرف شبنوں-بہاولنگر

انتظار کی عادت نہیں جاتی

اک روز تھا تھا قلم نے ہاتھ میرا
میرے ہاتھوں سے تمہارے ہاتھ کی خوشبوئیں جانی
تم بہت پیار سے پکارتے تھے نام میرا
میرے کانوں سے تمہاری وہ آواز نہیں جانی
میں بلاتا بھی نہیں تھا قلم اور چلے آتے تھے
اب بلائے نہ بھی میری آواز تم تک نہیں جاتی
بس پکے ہو تم میری نس میں لبو کی طرح
میری الفت تمہارے دل میں آ کر نہیں جاتی
میں جانتا ہوں یہ شہر یہ راستے تمہارے نہیں ہیں
پھر بھی میری آنکھوں سے انتظار کی عادت نہیں جاتی
☆ ----- حافظہ عبدالوحید خان - بہاولنگر

سچ حقیقت

تم کو اک سچ حقیقت بھی بتا دیتے ہیں
جس کو یہ لوگ اکثر چھپا دیتے ہیں
تم نے کرتے ہوئے چوں کو تو دیکھا ہوگا
اپنی ہر سانس وہ غمی پر گزرا دیتے ہیں
کیا خوب سچائیں بہاروں میں شجر کو
کڑی دھوپ میں اپنا آپ جلا دیتے ہیں
کتنے بے رحم شجر ہیں سنے چوں کی خوشی میں
پہلے چوں کو خزاؤں میں گرا دیتے ہیں
اور جو گرتے ہیں قدموں میں شجر کے
لوگ انہی چوں کو پیروں میں دبا دیتے ہیں
☆ ----- ثناء ماہو عرف شونوں - بہاولنگر

غزل

تیرے لب سے یوں مسکرانا اچھا لگتا ہے
بار بار نظر جھکنا اچھا لگتا ہے
مجھے معلوم ہے شکست نام سے خستہ نفرت ہے
لیکن مجھے تم سے بار جانا اچھا لگتا ہے
میں تمہیں اس لئے بار بار جھگ کرتا ہوں
تم روکھ جاؤ تو مجھے منانا اچھا لگتا ہے
☆ ----- بنیر سائول - واہ لینٹ

انتظار

بوی آسانی سے دل لگائے جاتے ہیں

پر بڑے مشکل سے وعدے نبھائے جاتے ہیں
لے جاتی ہے محبت ان راہوں پر
جہاں دیے نہیں دل جلائے جاتے ہیں
☆ ----- ایم شہزاد سلیم خاں - سکھن کے

غزل

کانٹوں سی اس دنیا میں وہ پھولوں جیسی
جیون کی بھول بھلیوں میں وہ رستوں جیسی
اجلی اجلی مکی مکی روشن روشن
میری سوچوں جیسی میرے جذبوں جیسی
جھلمل جھلمل کرتی اترے دل آگہن میں
رات اندھیروں میں وہ چاند اجالوں جیسی
چاگنی آنکھوں سے بھی اس کو دیکھتے رہنا
وہ خوابوں میں آنے والی پریوں جیسی
لو برساتی دو پہروں میں اس کی یادیں
غھنڈی کروں جیسی پلکے رنگوں جیسی
اک چہرہ پلنا ہے میرے چاروں جانب
میں ہوں اور یہ دنیا ہے آئینوں جیسی
☆ ----- شہزاد سلطان کیف - الکویت

غزل

نہر ہی ہے خوب ان دنوں کی اک وہ ہے کاساتھ
میرے انگوں کا ہے رشتہ رات بھر کیلے کاساتھ
مجھ سے وہ منسوب ہے اور اس سے یہ منسوب ہوں
جیسے اک کمرہ بڑا ہو دوسرے کمرے کے ساتھ
بے دھیمی میں گل آئی تھی اک دن گھر سے میں
جانے کیسے ل گیا رست تیرے رستے کے ساتھ
میں تو نہیں یہ سوچ کر لئے نہیں اس سے مٹی
دن بدلے آئے ہی زیبا ہے مجھے اس کا یقین
مجھ سے اک دم اٹنے کا وہ نئے رشتے کے ساتھ
☆ ----- شہزاد سلطان کیف - الکویت

کیا ہو تم

جو سانسوں کو مہکا جائے وہ خوشبو ہو تم
جو آنکھوں کو نظر آئے وہ روشنی ہو تم
جو نیند میں آ جائے وہ پناہ ہو تم
اٹھا کے ہاتھ جو مانگی وہ دعا ہو تم

ہر بل ساتھ رہے وہ سایہ ہو تم
جو دھڑک اٹھے وہ دل ہو تم
تمہیں کیا پتا کیا ہو تم
جو مجھے زندہ رکھے وہ زندگی ہو تم
☆ ----- تنویر احمد شائق - الکویت

غزل

نہ جانے وہ مجھے کیوں یہ صلہ دیتا ہے
خود ہی مناتا ہے خود ہی بھلا دیتا ہے
نہ چہن نہ آرام نہ سکون ہے مجھے
تا تو دے کس جرم کی سزا دیتا ہے
خود ہی کہتا ہے تیرا رونا اچھا نہیں لگتا
خود ہی بے رحمی سے زلا دیتا ہے
کیسے بھلا دوں اسے کہاں ہے یہ ممکن
عمر مجھ سے کچھ جا بے خود ہی کہتا ہے
لاکھ بار چوسا موت کو اپنا لوں مہراز
تادان خود ہی جیسے کی دعا دیتا ہے
☆ ----- سیدہ راز ترن شیری - مظفر آباد

محبت

بھی زندگی کا نام ہے محبت
بھی موت کا پیغام ہے محبت
بھی محبت سے ملتی ہے خوشی
بھی غم کی شام ہے محبت
بھی دل کی جلن ہے محبت
بھی دل کا آرام ہے محبت
بھی ہے محبت طمن کا روپ
بھی تنہائی کی شام ہے محبت
بھی ہے محبت شبہائی کی گھڑی
بھی رسوا کا انجام ہے محبت
☆ ----- جنید اقبال - انک

غزل

رجش ہی سہی دل ہی دکھانے کے لئے آ
آ پھر سے مجھے چھوڑ جانے کے لئے آ
کچھ تو میرے پندل محبت کا بھرم رکھ
تو بھی تو کسی روز مجھے منانے کے لئے آ

فیض آتے ہیں رو عشق میں جوخت مقام
آنے والوں سے سوہم تو گزر جائیں گے
☆ محمد احمد رضا - صلاہ العنان

غزل

یار جو بھی ملا دل جلا کر گیا
خاک میں میری ہستی ملا کر گیا
پیاں جی کی صدا میں بجھتا رہا
زہر قاتل مجھے وہ پلا کر گیا
ناز اسی کی وفا پر تھا مجھے مگر
تیر وہ بھی چلا کر گیا
ذو صفت تھا کبھی جو ہر گلی مجھے
آج وہ مجھے آنکھ بچا کر گیا
ماگتا تھا سہارا جو ہر دم مجھے
آج وہ مجھے بے سہارا کر گیا
نیند آغوش جس کی آنے لگی
ہوت کی نیند مجھے ہی سلا کر گیا
آرزو جس مجھے کسی کی کریم بکینی
خواب وہی تو میرے مٹا کر گیا
یار جو بھی ملا دل جلا کر گیا
خاک میں میری ہستی ملا کر گیا
☆ کریم بکینی - سونے کی فیلڈ

غزل

تیرے پیار پہ فخر ہے
اتنا کہ تیری سوچ بھی نہیں
تیری وفا میں تھا وہ دم کہ جھکتا پڑا مجھے
بڑے سخت مزاج تھے
ہم تجھ سے ملاقات سے پہلے
تیرے انداز میں میں تھا وہ دم جھکتا پڑا مجھے
تو وہ ہے جس پہ اپنی ذات سے
زیادہ مجرور ہے
تو وہ انسان جس پہ آنکھیں بند کر کے
مجرور کرنا پڑا مجھے
شکوہ بھی نہیں خدا کے آگے
اس نے مجھے تم کو دے دیا کافی تھے

غزل

غرض کہ پڑی جبکہ پہلی نظر
نشاندہ ہوا تیر غم کا مجھ
پلک کام کرنے لگی تیر کا
کیا کاٹ ابرو نے شیر کا گل
غضب آنکھ شوخی میں تھی بے مثال
جہاں چوڑی بھول جائے غزال
غرض اس کی الفت اثر کر گئی
اس کی محبت میرے دل میں مگر کر گئی
☆ محمد شہباز گل - گوجرانوالہ

غزل

ہماری آنکھ میں گرا فک مجھ آئے تو کیا ہوگا
مجھ ان کو سمجھ کر وہ بگڑ جائے تو کیا ہوگا
بھری محفل میں یاد رفتہ تھا کر گئی اسے دل!
اگر تجھائیوں میں یہ چلی آئے تو کیا ہوگا
اب عادی ہو گئے ہیں اس قدر ہم بے نیازی کے
نہیں عادت اگر ان کی بدل جائے تو کیا ہوگا
ہمیشہ کی طرح بدل تو سمجھا کر چلے ہیں ہم
یہ ان کو دیکھ کر بے تاب ہو جائے تو کیا ہوگا
لیوں پر سانس لگتی ہے نظر ہے منتظر امتیاز
ہمارے بعد وہ تشریف لے گئے تو کیا ہوگا
☆ ایس امیاز احمد - کراچی

غزل

ہم مسافر یونہی مصروف سفر جائیں گے
بے نشان ہو گئے جب شہر تو گھر جائیں گے
کس قدر ہو گا یہاں مہر و وفا کا ماتم
ہم تیری یاد سے جس روز اتر جائیں گے
جو ہری بند کئے جاتے ہیں بازار سخن
ہم کسے بچے و گھر جائیں گے
نعت زلیات کا یہ قرض چکے گا کیسے
لاکھ گھبرا کے یہ کہتے رہیں مر جائیں گے
شاید اپنا بھی کوئی بیت عدی خواں بن کر
ساتھ جائے گا مرے یار جدھر جائیں گے

اب تک دل خوش فہم کو ہے تجھ سے امیدیں
یہ آخری شمع بھی بجھانے کے لئے آ
تم جو کرتے تھے ہر وقت ہنسانے کی باتیں
آ آک بار تو مجھ کو رلانے کے لئے آ
چیسے کہ تمہیں آتے ہیں نہ آنے کے بہانے
ایسے ہی کسی روز نہ جانے کے لئے آ
☆ محمد حسین نذر - اسلامپورہ جبر

غزل

میں تھی حیات سے گھبرا کے لی گیا
غم کی سیاہ رات سے گھبرا کے لی گیا
اتنی رقیق شے کوئی کیسے سمجھ سکے
بزدلوں کے واقعات سے گھبرا کے لی گیا
چھٹکے ہوئے تھے جام پریشاں تھی زلف یار
کچھ اسے حادثات سے گھبرا کے لی گیا
میں آدمی ہوں کوئی فرشتہ نہیں حضور
میں آج اپنی ذات سے گھبرا کے لی گیا
دنیا سے حادثات ہے اک درد ناک گشت
دنیا سے حادثات سے گھبرا کے لی گیا
کانٹے تو خیر کاٹنے ہیں ان سے گھبرا کے لی گیا
پھلوں کی واردات سے گھبرا کے لی گیا
سفر وہ کہہ رہے تھے کہ لی لیجئے حضور
اُن کی گذارشات سے گھبرا کے لی گیا
☆ محمد عمر ابن بٹ - ڈھوک ڈل

غزل

آ گیا میری آنکھ میں وہ خواب کی طرح
گزر رہی ہے ہر شب میری خواب کی طرح
میرے سامنے سے وہ پھرا ایسے گزرے آج
میں حرف درخیز پڑھوں اسے کتاب کی طرح
میں کیسے اسے اپنے دل سے پھر بھلا دوں
میری چاہت کو گھیرے ہے وہ گرداب کی طرح
لحہ در لہو اس کے احساس کی خوشبو منیکے
برس جائے وہ میرے چہون پر کتاب کی طرح
میں راہ وفا کے اس مقام پہ ہوں جاوید
کانٹے بھی گلے ملتے ہیں گلاب کی طرح
☆ محمد اسلام جاوید - فیصل آباد

غشی اتی تھی کہ تیرے قدموں کی خاک کو چومنا پڑا مجھے تیرا ہاتھ میرے ہاتھ میں ہے تیرا ساتھ میرے ساتھ ہے پھر بھی تجھ کو پانے کے لئے دنیا سے لڑتا پڑا مجھے

☆ ----- کرن-نواب شاہ

جہاں پر تم نہیں ہوتے

جہاں پر تم نہیں ہوتے وہاں نہ پھول کھلتے ہیں نہ ہی موسم بدلتے ہیں وہاں پر کچھ نہیں ہوتا جہاں پر تم نہیں ہوتے یہاں دیکھ تو ہر سو غنا آسانی سے ملتی ہے میرا بس دل نہیں لگتا جہاں پر تم نہیں ہوتے یہاں تو لوگ صد ہوں بھی لحوں میں بدلتے ہیں میرا اک پلی نہیں لگتا جہاں پر تم نہیں ہوتے جب رونے کا وہ پوچھیں تو قصداً اتنا کہہ دیتا مجھے ہنسا نہیں آتا جہاں پر تم نہیں ہوتے

☆ ----- نازیہ ذوالفقار-کوٹ ادو

مجھے آواز دے لینا

جب کبھی آنکھ چلتی تو کبھی جب دل نہ سینٹے تو مجھے آواز دے لینا کبھی جب دور ہو کوئی بہت بہتر ہو کوئی کوئی آواز نہ دے تو مجھے آواز دے لینا کوئی آنسو نہ پونچھے تو کوئی ہنسنے سے روکے تو کوئی تم کو ستائے تو مجھے آواز دے لینا میں تیرے پاس ہوتا ہوں میں تیرے ساتھ رہتا ہوں مگر پھر بھی گداز ہے مجھے آواز دے لینا مجھے آواز دے لینا

☆ ----- نازیہ راجپوت-کوٹ ادو

جانی سہیوال کے نام

اپنی باتوں میں میرے نام کے حوالے رکھنا

چلو تم پر یہ زندگی لٹا کر دیکھتے ہیں ☆ ----- عارف حسین-کوٹ ادو

غزل

سڑ میں شام ہونے تک تم میرے ساتھ رہے جاؤ نیا منظر ابھرنے تک تو میرے ساتھ رہے جاؤ لہو روتی ہوئی آنکھیں تیرے قدموں سے لپکتی ہیں میرے آنسو بھرنے تک تو میرے ساتھ رہے جاؤ جنہیں معلوم ہے کچھ کو خزاؤں سے خوف آتا ہے سو یہ موسم گزرنے تک تو میرے ساتھ رہے جاؤ پھر اس کے بعد جب چاہو، جہاں چاہو چلے جانا میری سانس بکھرنے تک تو میرے ساتھ رہے جاؤ

☆ ----- اعجاز احمد-نکاز صاحب

محبت پھول جیسی

بہت ہرا ہوا، بہتر لگتا ہے اپنا تار کسی نے لونا ہے محبت کا حوالہ دے کر تیرا نام لکھنے کی اجازت مجھ کی جب سے کوئی بھی لفظ لکھتے ہوں تو آنکھیں جھپک جاتی ہیں تمہاری دعاؤں سے مل جائے میرا محبوب شاہ بس یہی سوچ کر تجھ کو دعاؤں میں یاد رکھنا قدم رکھ کے گئے دھکتے پھولوں کو دیکھ کر وہ اکثر مجھ سے کہتا تھا محبت پھول جیسی ہے

☆ ----- ملک ساجد علی ناز-پیک نمبر 511

”جواب عرض“ کے نام

یہ ڈائجسٹ ”جواب عرض“ ہے ہماری کچھ اس طرح دوستوں سے عرض ہے جواب عرض پڑھنا اب ہم پر قرض ہے سب دوستوں پر ہی اس کا پڑھنا فرض ہے لوگ تو پھولوں کی طلب کرتے ہیں اس جہاں میں ہمیں بس دکھ صرف جواب عرض ہے اس میں شکوہ شکایتیں ہیں

مجھ سے دور ہو تو خود کو سنبھالے رکھنا لوگ پوچھیں گے کیوں پریشان ہو تم کچھ لگا ہوں سے کہنا کچھ زباں پہ تالے رکھنا نہ کھوئے دینا میرے بیٹے لحوں کو میری یادوں کو بڑے پیار سے سنبھالے رکھنا ایک دن تم لوٹ آؤ گے اتنا یقین ہے مجھ کو میرے لئے کچھ وقت نکالے رکھنا دل نے بڑی شدت سے چاہا ہے تم کو جانی میرے لئے انداز وہی پرانے رکھنا

☆ ----- عارف حسین-کوٹ ادو

سنو تم کوٹ آؤں

وہ دیکھو چاند نکلا ہے ستارے جھمک رہے ہیں ہماری منتظر آنکھیں دعا میں باقی آنکھیں جنہیں ہی سوچتی آنکھیں جنہیں ہی ڈھونڈتی آنکھیں جنہیں داپس بلاتی ہیں یہ دل جب بھی دھڑکتا ہے تمہارا ہی نام لیتا ہے یہ آنسو جب بھی بہتے ہیں تمہارے دکھ میں بہتے ہیں یہ باتیں جب بھی ہوتی ہے جنہیں ہی یاد کرتی ہے سوچ کوئی جب آئے تو تمہارے بن ادھوری ہے سنو تم کوٹ آؤں

☆ ----- احمد حسن عرضی خان-قبول شریف

غزل

زندگی کے خواب آنکھوں میں جا کر دیکھتے ہیں چلو ہم کسی کو اپنا بنا کر دیکھتے ہیں کیوں کر دشمنوں سے اعتبار اٹھ گیا ہے چلو بے نام رشتے بنا کر دیکھتے ہیں زندگی آساں ہو جائے شاید ہماری چلو ہاتھ کی لکیروں کو مٹا کر دیکھتے ہیں اندھیری رات تو کسی صورت نکلتی نہیں چلو کھر اپنا جلا کر دیکھتے ہیں ہمیں معلوم ہے کہ تم نے ہمارا ہوتا نہیں

دوستوں کی عزتیں ہیں
اس کی زیر و زبر میں
زندگی کا سفر ہے پردہ کی
اپنے لئے یہ ہے کافی
کیوں کہ یہ ”جوابِ عرش“ ہے
☆ ----- کالو پر دیکھی گئی۔ کراچی

غزل

اے جان تمنا ترا چہ چا نہ کریں گے
مر جائیں گے لیکن تجھ کو رسوا نہ کریں گے
ہونوں پہ لائیں گے نہ کبھی تیری کہانی
کر دیں گے تیرے بجز میں برباد جوانی
نوتے ہوئے دل سے بھی شکوہ نہ کریں گے
ہم اپنا کوئی غم نہ دکھائیں گے جہاں کو
پر دل ابھی یاد تو سی لیں گے زبان کو
ہم راز محبت کو کبھی رسوا نہ کریں گے
دل میں تو رہے گا تیری یادوں کا لبر
لیں گے نہ کبھی نام کی محفل میں تیرا
بھول کر بھی تو ہیں تمنا نہ کریں گے
☆ ----- پرنس عبدالرحمن بکھڑن لائنجھ

غزل

غم میں ڈوبی ہوئی کتنی کو کنار اکون دے گا
میرے لئے ہوئے دل کو سہارا اکون دے گا
عشق تو ست والوں کو نصیب ہوتا ہے
نہ جانے اس بد نصیب کو سہارا اکون دے گا
اسے خدا روک میری موت کو قسم ابھی دور ہے
ایک بار ملنے دو پھر موت بھی قبول ہے
اسے نظر بھانے والے ذرا نظر اٹھا کر تو دیکھ
میں نے وفا تو نہیں ہوں ذرا آزماکر تو دیکھ
☆ ----- محفلِ انجمنِ احوان۔ سر پانوالہ

غزل

خزاں رسیدہ چمن کو بہار کرنا ہے
اسی لئے تو تیرا انتظار کرنا ہے
لگا کے شہر کی زمیمنوں میں خیر کے پودے
بلند ہم نے خودی کا وقار کرنا ہے

وہ جن کو منہ نہ لگا یا کسی نے بھول کے بھی
انہیں نصیب کے ماروں سے پیار کرنا ہے
تم اپنی چاندنی راتوں کو اپنے پاس رکھو
ہمارا کام ستارے شمار کرنا ہے
اگرچہ تیز ہواؤں کا سامنا ہے مگر
تیری لگن میں سمندر کو پار کرنا ہے
میری حیات سے خوشیاں نچوڑنے والے
تیری تلاش میں خود کو غبار کرنا ہے
حکیم سلیم اختر ملک بنس افضل شاہین۔ بہاولنگر

قطعات

تیری الفت کو کبھی ناکام نہ ہونے دیں گے
تیری محبت کو کبھی بدنام نہ ہونے دیں گے
میری زندگی میں سورج نکلے نہ نکلے
تیری زندگی میں کبھی شام نہ ہونے دیں گے
یارب تیری رحمت کا طلحہ کار ہوں میں
جو غم میں بیٹنے میں انہیں بھول بنا دے
لگ جائے گی ناصر میری مٹی بھی ٹھکانے
سرکار کے در کی مجھے دھول بنا دے
☆ ----- محمد سلیم دانش راجپوت۔ کلاچی

کہیں میں حوصلہ نہ چھوڑ بیٹھوں

میرے آگن میں آؤ نونے پتے تو
دیکھو۔ میری سب کھڑکیوں پر بجز کا کھر
جما ہوا ہے۔ میرے دروازوں کے بازو
تمہارے لوتنے کی چاہ میں شل ہو گئے
ہیں۔ میرے گھر کے چرائیوں کی ہرلو۔
درد میں ڈوبی ہوئی ہے۔ وہ دیکھو
خمر تو اب تین کرنے لگی ہے۔ میرے
تلیہ پٹھری رھول دیکھو۔ میرے بستر کی
چادر ہے عکسِ مہر پر پی ہے۔ وہ آتش
دان دیکھو کس طرح سوتا رکھا ہے۔ وہ
دیکھو رات کا کھانا پڑا ہے۔ یہ دیکھو چائے
ٹھنڈی ہو گئی ہے۔ تمہارے خط کتابتیں
کارڈ تھخے۔ مجھ سے ملنے کی خواہش میں
میرے چاروں طرف کھڑے ہوئے

قطعہ

اپنی تقدیر خفا ہو تو غزل لکھتے ہیں
جان جب تن سے جدا ہو تو غزل لکھتے ہیں
ایسے لوگوں سے جو خاموش سدا رہتے ہیں
بات آنکھوں سے ادا ہو تو غزل لکھتے ہیں
ہم تو ہر زہر بھی پی لیتے ہیں آزمانے کو
جب یہ زہروں کی دوا ہو تو غزل لکھتے ہیں
☆ ----- شعیب اختر آسی۔ گلگت

غزل

سکون جاں کے لئے دعا کیسے کروں؟
درد تو اس نے دیا ہے گلہ کیسے کروں؟
اکثر لوٹ آتا ہوں منزل سے یہ سوچ کر
کھل یہ سفر اس کے بن کیسے کروں؟
ہے کوئی میرے ہی ہاتھوں کی کٹیروں میں کی
اپنی تقدیر کا اس سے گلہ کیسے کروں؟
اب مناسب ہے یہی اس کو بھلا دوں
پر اپنی روچ جو جسم سے جدا کیسے کروں؟
سوچتا ہوں کہ میں ہی مر جاؤں
لیکن اس کو زمانے سے اکیلا کیسے کروں؟
☆ ----- حاجرہ غفور۔ لیہ

وعدہ کریں

آؤ دوستو! اک وعدہ کریں
نفرتیں مٹانے کا ارادہ کریں
محبتیں بڑھانے کا دعویٰ کریں
اس دنیا اک دو بے کا سہارا بنیں

چاہتوں مل کر ترانہ پڑھیں
انہو دین کئی پاکستان کا نام اہل کریں
☆ دین محمدی ہوں۔ کراچی

پہچان

پیسے کی پہچان یہاں انسان کی قیمت کوئی نہیں
خج کے نکل جائے اس پہن میں کرتا محبت کوئی نہیں
ہوئی، بہن، ماں بیٹی نہ کوئی پیسے کا سب رشتہ ہے
آکھ کا آنسو خون جگر کا مٹی سے بھی سستا ہے
سب کا تیری جیب سے طاہر تیری ضرورت کوئی نہیں
شوخی گناہوں کی یہ منڈی میٹھا زہر جوانی ہے
☆ قاضی ایوب خان۔ گاؤں باسیہ

قطعہ

جنت کے محلوں میں ہو محل آپ کا
خوابوں کی وادی میں ہو بحر آپ کا
ستاروں کے آنکھن میں ہو گھر آپ کا
دعا ہے سب سے خوبصورت ہو مقدر آپ کا
☆ سردار عابد چغتائی۔ باغ

قطعہ

تم یہ مانو یہ حقیقت ہے
دوست انسان کی ضرورت ہے
کسی دن آؤ ہماری محفل میں
جان جاؤ گے زندگی کتنی خوبصورت ہے
☆ ایم شہزاد سلیم خان۔ سکین کے

سنو

سنو میری جان۔ میں اپنی آنکھیں بند کرتا
ہوں۔ تم اپنی بات کہو۔ کہ۔۔۔
میں تمہاری آنکھوں میں۔ اپنے لئے بے
رفی نہیں دیکھ سکتا۔ بس حافظہ ستار۔ تم
اپنا خیال رکھنا۔ میرے لئے میرے پیار
کے لئے

☆ انتخاب: شانی جان سدھ۔ پکوال

اب تم یاد آتے ہو
مجھے تم نے کتنا روکا تھا۔ آنکھوں میں پٹنے

جھانے سے۔ دل میں ارمان چگانے سے
مگر۔ چاہاں۔ دل پہ کسی کا زور نہیں
جذبہ محبت تو۔ دل کا سور ہوتا ہے
جب بھی چاہے۔ خوب تاج لیتا ہے
سمرت کے پھول دان دیتا ہے۔ پھر
کبھی لوگوں کے طعنے پہ۔ گہری چپ
سادہ لیتا ہے۔ غم سے ہمکنار کرتا ہے
اور۔ پھر۔ تم یاد آتے ہو بڑے اہلس
تم نے کتنا روکا تھا۔ یہ روگ لگانے

☆ انتخاب: فاروق احمد شانی سدھ۔ پکوال

غزل

اکیلے دکھ اٹھاتے ہو تم اچھا نہیں کرتے
ہمارا دل جلاتے ہو یہ تم اچھا نہیں کرتے
کہا بھی تھا محبت سے رہتے تو
بتا دیا جو بناتے ہو یہ تم اچھا نہیں کرتے
اٹھاتے ہو سر محفل ملک نیک تم لیکن
اٹھا کر جو گراتے ہو یہ تم اچھا نہیں کرتے
کوئی جو پوچھے کہ رشتہ کیا ہے اب ان سے
تو نظروں کو جھکا تے ہو یہ تم اچھا نہیں کرتے
بکھر جائیں اندھیروں میں سہارا تم دیتے ہو
مگر پھر چھوڑ جاتے ہو یہ تم اچھا نہیں کرتے
آپ لوٹ آؤ کہ تم بن زندگی ادھوری ہے
دلا سے دے نہیں آتے ہو یہ تم اچھا نہیں کرتے
دیکھوں کہ پیار سے بلایا ہے
جہیں تمہارے عارف دیوانے نے
اپنی ہی دیوانے کو ستاتے ہو یہ تم اچھا نہیں کرتے
☆ محمد عارف بروہی۔ حب

غزل

نا ہے وہ راتوں کو جاگتا ہے
اسے کہتا سوتے ہم بھی نہیں
نا ہے وہ چھپ چھپ کر روتا ہے
اسے کہتا ہنستے ہم بھی نہیں
نا ہے وہ مجھے بہت یاد کرتا ہے
اسے کہتا بھولے ہم بھی نہیں

نا ہے اس نے وفا کا دعویٰ کیا ہے
اسے کہتا ہے وفا ہم بھی نہیں
☆ انور علی۔ نندوال یار

غزل

دھڑکن کو تیری یاد سے تحریک مل رہی ہے
چاہت اگر سزا ہے ہمیں تحریک مل رہی ہے
اُس در سے جو بھی لوٹ کے آیا تو در پڑا وہ
لگتا ہے آنسوؤں کی وہاں ہیکل مل رہی ہے
ہم نے تو بیل صراط کے بارے میں سن رکھا تھا
بر راہ بال سے ہمیں باریک مل رہی ہے
شاید کسی بھی لمحے مقابل ہوں اس کی نگاہیں
جو دور کی صدا تھی وہ نزدیک مل رہی ہے
جو جنگجو بھی تھی تجھے دیکھ کر خوشی سے
میت سے راہ وہ ہمیں تاریک مل رہی ہے
☆ محمد افضل جواد۔ کالا باغ

اس کے قہقہے گونجنے لگے

میں مکمل طور پر بے بس ہوئی انگڑوں نے

میرا سارا شیریں بھی کر دیا ترشول نے وہی سہمی

کسر پوری کر دی مجھ سے اس درد کو سہنا دو پھر

ہو گیا میری آنکھیں بند ہونے لگی جن

میں ایک نہامت تھی میں اپنے محسن کو نہ بچا

سکلی لہجے میں میں نے ایک عجیب

منظر دیکھا وہی ترشول جس نے میری دم

کاٹ ڈالی تھی اسی ترشول کو انسان نے اٹھایا

اور آگے سے مل اڑتا ہوا ترشول کو بچاری

کے طلق کے آ رہا کر دیا ایک بھیا تک جج

اس کے منہ سے نکلے وہ درد تک لکھتا رہا ہوا گیا

اس کا سر زور سے دیوار سے ٹکرایا اور پھٹ گیا

جواب عرض 217

غزلیں و نظمیں

پھر اسی انسان نے نہایت ہی تیزی سے
جھرے کو اٹھایا اور پھلکی کی سی تیزی سے اس
پجاری کے دل کے آ پار کردیا ایک نہایت
ہی عیاک چچ اس کے منہ سے نکلی اور اس
کے سارے غلام جمع ہو گئے وہ بھی چیخنے لگے
ان کی چیخوں سے دیوار دور تک کانپ اٹھے

میرے محسن انسان نے اسے موت کے
گھاٹ اتار دالا میں نے تیزی سے انسانی
جون بدلی میری ایک ٹانگ کٹ چکی تھی وہ
تیزی سے میری جانب آیا اور میرا سر اپنی گود
میں لے لیا۔ اظہار محبت

وہی اظہار کافی تھا..... تمہیں ان دن کہا تھا
جو..... کہ تم سے پیار کرتے ہیں..... وہ لمبے
بھول کیوں بیٹھے..... وہ جلد بھول کیوں
بیٹھے..... ابھی تجھ پر مانگوں..... میری بے
لوٹ محبت کی..... تمہیں اب پار پھر سے وہ
محبت تائے شاید..... یہ جو تم روٹھ بیٹھے
ہو..... تمہاری کم دکھی ہے..... تمہیں گر پیار
کرنا تھا..... ہمارے ساتھ چلا تھا..... وہ
اک اظہار لینے..... وہی اظہار کافی تھا
تمہیں ان دن کہا جو کہ..... کہ تم سے
پیار کرتے ہیں

☆ محمد واجد اینڈ صدام

مزاج یار

نہ تیرا قرب نہ بادہ ہے کیا کیا جائے
پھر آج دکھ بھی زیادہ ہے کیا کیا جائے
بیس بھی عرض تنہا کا ڈھب نہیں آتا
مزاج یار بھی سادہ ہے کیا کیا جائے
کچھ اپنے دوست بھی ترش بدوش پھرتے ہیں

کچھ اپنا دل بھی کشادہ ہے کیا کیا جائے
وہ مہربان ہے مگر دل کی حرص بھی کم ہو
طلب کرم سے زیادہ ہے کیا کیا جائے
نہ اس سے ترک تعلق کی بات کر پائیں
نہ ہمدردی کا ارادہ ہے کیا کیا جائے
سلوک یار سے دل ڈونے لگا ہے فراز
مگر یہ محفل اعداء ہے کیا کیا جائے
☆ رینواز بھٹی۔ کنڈان شاپور

غزل

یادوں کے سب دیپ جلا کے بیٹھے ہیں
تیرے پیار میں خود کو بھلا کے بیٹھے ہیں
تیری خاطر ہم نے چراغاں کیا ہے
تیرے لئے گھر کو سجا کے بیٹھے ہیں
دکھ..... جی ہوئی گھر کی دلہیز مجھ
تیرے آنے کی آس لگا کے بیٹھے ہیں
کہتے ہیں لوگ کہ پتھر ہے میرا چہرہ
تیری یاد میں اس دل کو زلا کے بیٹھے ہیں
شب فراق تو کتنی نظر آتی نہیں مظہر
تیری یاد میں خود کو لگا کے بیٹھے ہیں
☆ ایم مظہر بنذیر۔ بالا کوٹ

حال دل

کچھ اور سوچنے کی ضرورت نہیں مجھے
تیرے سوا کسی سے محبت نہیں مجھے
تیرا کئی مجھے رات دن خیال
میں تھک کو بھول جاؤں یہ طاقت نہیں مجھے
کل شب تمہاری یاد میں آنسو چھلک پڑے
اب کچھ اور سوچنے کی ضرورت نہیں مجھے
کس کو سناؤں جا کے میں اپنا حال دل خیانت
تم سے تو ہی کہہ دیا فرصت نہیں مجھے
☆ خیانت علی۔ کوٹلی

ہم آج بھی تمہیں یاد کرتے ہیں

ہم آج بھی تمہیں یاد کرتے ہیں..... نکاحین
منتظر رہتی ہیں..... ہزاروں خوابوں کو چٹکوں

پہنچائے..... تمہارا انتظار کرتے ہیں..... ہم
تمہیں پیار کرتے ہیں..... ہم آج بھی
تمہیں یاد کرتے ہیں..... ساون کی راتوں
میں..... تمہارا ہم سے جدا ہو جانا..... اور
آخری بار..... مٹنے کے کوئے سے..... حسرت
بھری نگاہ سے دیکھا..... ہم انہی لمحوں کی
بات کرتے ہیں..... ہم آج بھی تمہیں یاد
کرتے ہیں..... اس سے پہلے زندگی کی شام
ہو جائے..... اور تمہیں خبر ملے..... کہ رضا
تمہارا جہاں چھوڑ چلا..... تم مجھ سے بات بھی
نہ کر پاؤ..... خود ہو کے براؤ تمہیں یاد کرتے
ہیں..... ہم آج بھی تمہیں یاد کرتے ہیں
☆ اے ڈی ناز۔ ساہیوال

میری پہلی محبت

درا سامان رکھ لینا میری پہلی محبت ہے
ستم تم سوئی کر کرنا میری پہلی محبت ہے
اگر جانے کی منہ ہے تو چلے جاؤ مرن لو
جلدی لوٹ کے آنا میری پہلی محبت ہے
مگر کے خون سے لکھ کر تجھے پیغام بھیجا ہے
اک اک لفظ کو پڑھنا میری پہلی محبت ہے
من جاؤں گا دنیا سے مجھے دل سے منانم مرادی
سدا دل میں مجھے رکھنا میری پہلی محبت ہے
☆ علی نواز مرادی۔ مٹھی

کہہ دوں

یہ خوب کیا ہے یہ دشت کیا ہے جہاں کی اصلی
سرشت کیا ہے..... بڑا مزہ وہ تمام
چہرے کر کوئی ہے نقاب کر دے..... کہو تو راز
حیات کہہ دوں حقیقت کا نکات کہہ دوں.....
وہ بات کہہ دوں کہ چہروں کے جگر کو.....
آپ آب کر دے!

☆ محمد شہباز نکل۔ گوجرانوالہ

پسندیدہ اشعار

تیری مستی کی یہ آنکھیں تیری رخسار قیامت ہے
میں تم سے پیار کرتا ہوں تیرا کیا خیال ہے
☆ محمد امین اقبال آزاد کہہ کر
کرن لٹکا ہے اس دل میں اثر جانے کے بعد
اس گل کی دوسری جانب کوئی راہ گز نہیں
☆ صدا حسین صدا کیلا کے
عجب چراغ ہوں دن رات جل رہا ہوں ناز
میں تھک گیا ہوں اسے کہو کہ
وہ اپنی سانسوں سے بجھا دے
☆ علی ناز - ڈھوک مراد
کتے پاس اور کتے دور ہیں ہم
خدا ہی جانتا ہے کہ کتے مجبور ہیں ہم کرن
سزا یہ ہے کہ کل نہیں سکتے آپ سے
گناہ یہ ہے کہ بے قصور ہیں ہم
☆ محمد لقمان اعوان - سریالوالہ
محبت میں یوں ترپنا پڑے گا معلوم نہ تھا
چیز کر تھو سے جینا پڑے گا معلوم نہ تھا
☆ محمد اسحاق انجم - نکلن پور
کوئی ان سے جا کر خزا پر نس کہہ دینا
میں ہوا جہاں میں رسوا میری دوستی کے پیچھے
☆ پرس عبدالرحمن بکر - یں لا نگھ
اس نے ہمیں یہ سوچ کے الوداع کر دیا کہیں
کہ غریب لوگ ہیں محبت کے سوا کیا دے سکتے ہیں
☆ مسکین منور علی - کونہ
آج اس کی یاد نے مجھے بہتے رلا یا ہے غمشاد
حتی کہ میں خود آنسوؤں میں ڈوب گیا ہوں
☆ اٹلی خلیل غمشاد - کلج کرمان
ہم امیدوں کی دنیا بسائے رہے
وہ بھی ہلے ہلے ہمیں آزماتے رہے
محبت نہیں مرنے کا موقع آیا فراز
ہم ہر گئے اور وہ مسکراتے رہے

☆ سلیم خاں شہزاد - لکھن کے
محبت میں ایسی دل گلی لگائی شہزاد
جس کے لئے چھوڑ دیا زمانہ اپنے بعد نکلی بھائی
☆ انیم شہزاد سلیم خاں - لکھن کے
محبت کرتی ہے تو اسے رب سے کہو فراز
منی کے کھلونوں سے منی دلا نہیں کرتی
☆ محمد رمضان شاہد - چک تھرا
بعد مرنے کے بھی چھوڑا اس نے دل جلا فراز
رز چھیک جاتا ہے پھول ساتھ والی قبر پر
☆ محمد رمضان شاہد - چک تھرا
مجھے تعلیم دی ہے میری فطرت نے یہ بچپن سے
کوئی روئے و آنسو پونچھ دینا اپنے دامن سے
☆ محمد خورشید انجمی - کوہاٹ
مرنے کے بعد بھی تیری آنکھیں رہیں کھلی کی کھلی
نرا سن عادت ہو جائے تیری تمہارے انتظار کی
☆ سید ناصر انجمی - کشمیری - آزاد کشمیر
بہت مظلوم ہوتا ہے عاشق اس زمانے میں
کہ رقیق آنسوؤں سے دھتا ہے باور پی جانے میں
میرا تو سر بھوڑ ڈلا مار کے این نے چنے سے
ہوئی تھی مجھ سے تھوڑی دیر بس ابور جانے میں
☆ بد نصیب خورشید احمد - شیر پور خواجگان
ہم نے این تھہ پہ کئی اہرام نہیں آنے دیا
حسے پردہ سے چائے پی ٹی تم سے پانی بھی نہیں مانگا
☆ بد نصیب خورشید احمد - شیر پور خواجگان
بچپن کی محبت کو دل سے نہ جدا کرنا
جب یاد میری آئے تو ملنے کی دعا کرنا
☆ ریاض احمد چاٹھری - ملتان
خدا کرے تیری زندگی میں وہ بہار آئے
جو کبھی بھی خزاں سے ہم کنار نہ ہو
☆ زہیر گل اعوان - ہلسٹ ٹوپی
خوہیاں اتنی تو نہیں ہم میں

☆ کسی کے دل میں گھر کر جائیں
پر بھلاتا بھی آسان نہیں ہو گا
ایسا کچھ ضرور کر جائیں گے
☆ رائے جاوید کھل - ٹورٹ عباس
مت دے مجھے خوش رہنے کی دعا اس سانی
میں خوشیاں رکھتا نہیں بانٹ دیتا ہوں
☆ محمد بارون قرنج پور ہزارہ
زندگی جس کے دم سے ہے ناصر
یاد اس کی عذاب جاں بھی ہے
☆ شمرین آف عارف والد
مت جا تھک کر لکھنوں پر اسے فراز
مقدونان کا بھی ہوتا ہے جن کے ہاتھ نہیں ہوتے
☆ مر تو مصنف - عاشق - چک تھرا
رونے سے اگر سنو نہ جاتے حالات کسی کے فنا
تو ہم سے زیادہ کوئی خوش نصیب نہ ہوتا
☆ عمران ثناء - حیدر نگر
اب تو ان منزلوں کے کشاں بھی نہیں ملتے جاوید
جن کے بھی ہم مسافر ہوا کرتے تھے
☆ جاوید اقبال جاوید اچکھہ - فیصل آباد
وہ تو خدا ہے سو پوری کرے گا آرزو میری
تو ک تو پتھروں سے بھی مرا دیں پالیتے ہیں
☆ محمد بارون قرنج پور ہزارہ
تجھ کو خبر نہیں مگر ایک سادہ لوح کو
بر باد کر کے رکھ دیا تیرے دودن کے پیار نے
☆ راجہ فیصل مجید کراچی
کسی کے بچھڑنے سے مر نہیں جاتا کوئی
مگر زندگی کے انداز بدل جاتے ہیں
☆ اویس علی - رحمہ بارخان
تجھے کیا خبر کہ میرے دل میں کیا ہے ساحل
جو کروں بیان تو تجھے خندے نہ فرت ہو جائے
☆ رئیس ارشد - رحیم یار خان

نہ مغرور اے نازاں میرے الفت کی باتوں پہ
یہ دل میں داغ دلی کی تیری غافل نگاہوں سے
☆ شاد ولی اللہ - کوہستان
دفا کی آواز کسی نے نہ سنے پہ بال عمران
زر پاس ہے تو ہرجائی سے بھی ٹھوٹھیں کسی کو
☆ نامعلوم - کواڑہ
میں نے چاہا تجھے تو نے چاہا کسی اور کو
خدا کرے تو چاہے جسے وہ چاہے کسی اور کو
☆ ایم خالد دہلی - لمٹان
تم راز کو راز ہی رکھتے تو اچھا تھا منزل
یوں چاہت کا بتا کر شہزاد کو مغرور کر دیا
☆ منزل حسین صدرا - کسودال
بھلا نہ سکو مجھے بھول کر تم
میں اکثر جھمبیں یاد آتے رہوں گا
☆ محمد افضل جواد - کالا باغ
رکھتے ہیں جو اردوں کے لئے پیار کا جہد پہ
وہ لوگ ٹوٹ کر کبھی ٹکھری نہیں کرتے
☆ شفا اللہ فراز - سیالوٹی
وہ کتنا ہے بد نصیب ظفر دفن کے لئے
دو گن زمین بھی نہ ملی کوئے یار میں
☆ محمد خلیل بندھوڑ
سب مجھے ہی لگتے ہیں کہ تو اسے بھول جا
کوئی اسے کیوں نہیں کہہ دے مجھے یاد ہی نہ آیا کرے
☆ میان محمد عرف دہلی - انک
وہ بظاہر جو زمانے سے خفا کرتا ہے
ہنس کے بولے بھی تو دنیا سے جدا لگتا ہے
☆ محمد رشاد الیاس - فورٹ عباس
زندگی کی خطاؤں کو معاف کرنا اے سانول
شاید کہ تیری زندگی میں ہم پھر نہ آئیں کبھی
☆ بشیر سانول - دادہ کیٹ
اگر زندگی ہو تو تیرے سنگ ہو
اگر موت ہو تو تم سے پہلے
☆ فیاض احمد چانڈیہ - لمٹان
خوشی میری تلاش میں یونہی پھرتی رہی مومن
کبھی اسے سیرا گھر نہ ملا تو کبھی اسے ہم گھر نہ ملے
☆ محمد افضل جواد - کالا باغ

یہ زندگی تو کسی اور کی بخشی ہوئی امانت ہے فراز
ہم تو صرف سانسوں کی رسم ادا کرتے ہیں
☆ شفا فراز - جلاپور
مل ہی جائے گا کبھی دل کو یقین رہتا ہے
سنا ہے وہ شہر کی انہی گلیوں میں رہتا ہے
☆ محمد افضل جواد - کالا باغ
وہ شخص جو بس چکا ہے میرے خوابوں خیالوں میں
میں اسے بھول جاؤں یہ میرے بس کی بات نہیں
☆ مراد ایڈ عاصم - گوجرہ
ہم وہ بچے نہیں جو کر جائیں گے خزاں میں
ان آنندھیوں سے کہہ دو کہ اپنی وقاات میں رہیں
☆ ایم وکیل عاصم جٹ - ساہیوال
دوست ہوتے نہیں بھول جانے کے لئے
زندگی ملتی ہے دوست بنانے کے لئے
☆ ہمیشہ دوستی رکھو گے تو اتنی خوشی دیں گے
کہ وقت نہ ملے گا آنسو بہانے کے لئے
☆ ایم وکیل عاصم جٹ - ساہیوال
ہم نے سن کے لئے راہوں میں پھنپایا قہر عمران
آج ہم بے کہے ہیں وہی مہد وفا یاد نہیں
☆ محمد عمران بٹ - ڈھوک ڈل
اس کی روح سے محبت کی ہوئی اسے دوست
ورنہ اس بے وفا کو کب کے بھول جاتے
☆ محمد حسین نذر - گوبرخان
اگر محبت ہوتی تیرے جسم سے
تو تجھے دنیا سے جھین لے ہم
☆ عشق تیری روح سے ہے
ایسے اس لئے خدا سے مانگتے ہیں
☆ رئیس مہدام حسین - شعی خان بیلہ
بارش بن کر برتی ہیں اسکی یادیں مجھ پر غالب
ذرا سوچ کر کٹا کٹش ہوتا ہو گا میری تہائی کا منظر
☆ رئیس ساجد کاوش - رحیم یار خان
چہرے کی اداسی سے ہی بھر آئے آنسو
دل کا سماں تو ابھی تم نے دیکھا ہی نہیں
☆ ارشد علی وشاد - پورے والہ
مر جائیں جو صدا دیں کسی اور کو ہم
ہونٹ مل جائیں جو پکاریں کسی اور کو ہم

نگاہ بے نور ہو اور پھٹ جائے یہ سینہ
جو سینے سے لگیں کسی اور کو ہم
☆ شہباز اشرف وشاد - فورٹ عباس
میں خدا کی نظر میں کیسے نہ گنہگار ہوتا وشاد
کہ اب تو وہ جہدوں میں بھی یاد آنے لگے
☆ شہباز اشرف وشاد - بہاولنگر
نہ جسم خریدتے نہ جاں خریدتے
اگر بازار سے ملتی تو ہم ماں خریدتے
☆ شہباز اشرف وشاد - بہاولنگر
دل کا درد کبھی کم نہیں ہوتا کسی کو سنانے سے
ہوئی ہے بڑی تکلیف ذمہ اٹھ جانے کے بعد
☆ ارشد علی ندیم - پورے والہ
کتابوں سے دلیل دہاں یاد دل کو سانسے رکھوں
وہ مجھ سے تو پوچھ بیٹھے ہیں محبت کس کو کہتے ہیں
☆ مسکین منر علی - ڈیرہ اللہ یار
ہزاروں منزلتیں بہاؤں کی ہزاروں کراہوں ہوں گے
نگاہیں تم کو ڈھونڈیں گی - ہانے تم کہاں ہو گے
☆ محمد سلیمان مہدافضہ شفیقہ کیلانی - گوجرانوالہ
زندگی میں کچھ حادثے ایسے آتے ہیں فراز
انسان بچ تو جاتا ہے مگر زندہ نہیں رہتا
☆ ایس کیلی گلاب ٹوبہ - ہری پور
سمندر کی کہانی کچھ نہیں ہے
نہ ہو ساحل تو پانی کچھ نہیں ہے
☆ جہیزوں کے تلاطم کا شمر ہے
حقیقت میں جوانی کچھ نہیں ہے
☆ سلمیٰ آغا - ہری پور
اتر کے دیکھ میری دوستی کی گہرائیوں میں
سوچ میرے بارے میں اسات کی تہائیوں میں
☆ اگر ہو جائے میری دوستی کا یقین تو
پاؤں مجھے اپنی ہی پر چھائیوں میں
☆ رانا وارث اشرف عطاری - احمد نگر
یہ درد کے ٹکڑے ہیں اشعار نہیں
ہم کالج کے دھماگوں میں زخموں کو پوتے ہیں
☆ حنیفہ اقبال - انک
آج ٹوٹ کر اس کی یاد آتی تو احساس ہوا جنید
اتر جائیں دو ٹوٹ دل میں جو بھلائے نہیں جاتے

☆ ----- حبیبہ اقبال - ایک
لوگ اک بھول سے اظہار محبت کرتے ہیں ہمارے
ہم نے بھولوں سے قبر جانی اپنی قبر بھی وہ نہ مانے
☆ ----- ابن علی ناز پور دیکھی - ذہوک مراد
غرض اگر شراب تک ہوتی تو نہ آتے
تیرے سے خانے میں دیکھی
☆ ----- جو تیری نظروں کا جام ہے
گہیں اور سے نہیں ملتا
☆ ----- میاں محمد عرف دیکھی - ایک
جب آنسوؤں سے لکھی میں نے اک کہانی
اک اور سمندر بن گیا اس دنیا میں
☆ ----- دقا علی - ایک
ساقی تجھے اک تھوڑی سی تکلیف تو ہوگی
سافر کو ذرا قہام لکھ پس سوچ رہا ہوں
☆ ----- محمد اسحاق انجم - کلنگ پور
ساری دنیا میں تقسیم وہ اپنا وقت کرتا ہے سائر
صرف میری ذات کے لئے اس کو اک نہیں ملتا
☆ ----- رئیس ارشد - خان بیلہ
تم مجھ کو چھوڑ گئے ہو کوئی نئی بات نہیں
سایہ بھی ساتھ چھوڑ جاتا ہے ہر شام کے بعد
☆ ----- محمد صفدر دیکھی - کراچی
ہوتی ہے بڑی ظالم یکطرفہ محبت بھی فراز
وہ یاد تو آتے ہیں پر یاد نہیں کرتے
☆ ----- ماعلم - کرک
ذرا سی رنجش پہ نہ چھوڑ دفا کا دامن اظہر
عمر بیت جانی ہیں دل کا شہ بنانے میں
☆ ----- اظہار اقبال - کوٹھہر - بھکر
خواہشوں کا قافلہ بھی عجیب ہی ہے بشری
اکڑ ہیں سے گزرتا ہے دل جہاں رستیں ہیں
☆ ----- بشری شکور - جمہور ہٹی
بھول گئے مجھے چھوڑنے کے بعد
جو ہمیشہ یاد رکھنے کی قسم کھاتا تھا
☆ ----- الہی بخش غمخوار - کیچ کرمان
لوگ اب ہمیں بدنام کریں گے
ہم ڈنڈی ہیں چار کریں گے
☆ ----- سیف الرحمن دیکھی - سیالکوٹ

محبت اب نہیں ہوگی یہ کچھ دن بعد ہوگی
گزار جائیں گے جب یہ دن تو ان کی یاد میں ہوگی
☆ ----- بشیر سائول اداس - داو کینٹ
اس نے کہا تو کون ہے میں نے کہا حسرت تیری
اس نے کہا دیکھتا ہے کیا
☆ ----- میں نے کہا صورت تیری
اس نے کہا چاہتا ہے کیا
☆ ----- میں نے کہا خدمت تیری
اس نے کہا بچھڑائے گا بہت
☆ ----- میں نے کہا قسمت میری
☆ ----- حسن رضا - رکن سٹی
میری حاجت کو میرے حالات کے ترازو میں مت تولنا
☆ ----- میں نے وہ نظم بھی کھائے ہیں جو میری محبت میں نہیں
☆ ----- ملک عرفان - چک 9 عبد الحکیم
میرے چپ رہنے سے ناراض نہ ہو کر فراز
☆ ----- گہرا سمندر ہمیشہ خاموش ہوا کرتا ہے
☆ ----- کارمان علی - جہم - سرگودھا
دل میرا موجی ابہا، اللہ جانوے
☆ ----- کدول آسی، میرا مایہ فوفی ابہہ
☆ ----- ظفر انجم - تیسم ناز - ہری پور
اک سمندر ہے کہ میرے مقابل ہے
☆ ----- اک قہر ہے کہ مجھ سے منہ نہیں جاتا
☆ ----- اک عمر ہے کہ چینی ہے تیرے بغیر
☆ ----- اک لمحہ ہے کہ مجھ سے گزرا نہیں جاتا
☆ ----- ندیم اقبال قریشی - بھریاروڈ
نگاہ پڑتی ہے جب دل کے دانوں پر
☆ ----- تو اک دوست کے احسان یاد آ جاتے ہیں
☆ ----- شاہد میرزا بڑائی - خیر پور سادات
بعد مرنے کے بھی اس نے چھوڑا نہ دل جلاتا
☆ ----- روز بھیک جانی ہے بھول ساتھ دلی قبر پر
☆ ----- شاہد میرزا بڑائی - خیر پور سادات
یہ سنگدلوں کی دنیا ہے یہاں سنبھل کے چلا فراز
☆ ----- یہاں گلشن پر بھائے ہیں نظریں سے گرانے کے لئے
☆ ----- عقیل عباس - گسی - ڈھینگانہ
آئی تھی میرے مزار پر دیا بچا کے چلی گئی
☆ ----- بچا تھا جو بھی تکل دیے میں وہ سر کو کاک چلی گئی

ہم نے اس کی یاد میں رورو کر پھر دیا
وہ کافر کی بچی آئی اور نہا کر چلی گئی
☆ ----- محبوب عالم کوٹھہر - کھنڈا نوالہ
کھوہ سیدے روح خوش دی کیا
☆ ----- تے کوئی کوچنگ نظارے آئی ہے
☆ ----- پٹلا پوچھو چلی پٹلا
☆ ----- سوہنری پکر ڈے گھنٹی اے
☆ ----- کمر سوہنری کمان دا گوش
☆ ----- تے پلایاں دم جم لائی ہے
☆ ----- موتن میاں دل وطن جولوں
☆ ----- اے تیاں آخر کوچنگ پرانی ہے
☆ ----- موتن کوٹھہر اینڈ نظار اقبال - کھنڈا نوالہ
☆ ----- آرزو کسی کی کر دین میں تنہا ہی نہیں
☆ ----- بہرے جس کو چاہا وہ ہمیں ملا ہی نہیں
☆ ----- شمشیر ساگر - شہیدر
☆ ----- بھال بننے کی خوشی میں مسکراتی تھی کلی
☆ ----- یہ نہ تھا کہ تبسم موت کا پیغام ہو گا
☆ ----- شمشیر ساگر - شہیدر
☆ ----- تنہائیوں کا درد ہے اب میرے دل کے ساتھ
☆ ----- شب بھر تیرے خیال میں جلتی ہے زندگی
☆ ----- شمشیر ساگر - شہیدر
☆ ----- نہ قسمت سے شکوہ نہ دوش نصیبوں کا
☆ ----- چھین لے گئے دولت والے ہمارے غریبوں کا
☆ ----- عطاء الرحمن بلوچ - ساگھڑ
☆ ----- نفروں کے تیر کھاکے دوستوں کے شہر میں
☆ ----- ہم نے کس کس کو پکارا یہ کہانی بھرسکی
☆ ----- محمد افضل اعوان - گجرہ
☆ ----- ہر شب تنہائی میں ٹوٹی ہے قیامت تیرے مجھ پر
☆ ----- اپنی یادوں سے کہہ دو کہ مجھے آ کر ستایا نہ کریں
☆ ----- عطاء الرحمن بلوچ - ساگھڑ
☆ ----- اس کی سوچ نے اسے محدود رکھا ہے گل
☆ ----- ورنہ تمہارے اس کی سوچ سے بھی زیادہ جاتے
☆ ----- زبیر گل اعوان - ہملٹ ٹوپی
☆ ----- ہونٹوں کی ہنسی کو نہ مجھ حقیقت زندگی گل
☆ ----- میرے دل میں ارکے دیکھ میں کتنا داس ہوں
☆ ----- زبیر گل اعوان - ہملٹ ٹوپی

دوستوں کو دولت کی نظر سے نہ دیکھ
وفا کے عادی اکثر غریب ہوتے ہیں
☆ ----- علی نواز مزاری - گھونگی
ملنے کی خوشی جدائی کا غم
کتنے اداس اور تنہا ہیں
ہم کیسے کہیں کہ کیسے ہیں ہم
بس اتنا سمجھ لینا کہ آپ کے بنا کیسے ہیں
☆ ----- علی نواز مزاری - گھونگی
فرحت ملے تو پوچھ بھی ان کا حال بھی
جو زندہ ہیں بہتری پیار کے بغیر
☆ ----- علی نواز مزاری - گھونگی
موسم بہار میں جب ٹھنڈی ہوا آتی ہوگی
تنہا بیٹھے ہوئے کسی کو رلاتی ہوگی
ایسے میں پس کھڑی خوشی کی جب آتی ہوگی
کسی کے درد کو نیند آ جاتی ہوگی
☆ ----- پرنس مظفر شاہ - ٹاکمان پوک
لکڑی کا تیر بن کر کاغذ کی تقدیر بن کر
گزرے گا کوئی دیا نہ تیری گلی سے فقیر بن کر
☆ ----- محمد عمران بٹ - ڈھوک ڈل
بہت سرد آتا ہے گھنگے لگ کے تیرے چاٹاں
اکٹی کیا بھی جلدی ہے قرار ملے تو چلے جاتا
☆ ----- مجاہد ناز عباسی - صادق آباد
دل کے کتنے غریب ہو تم پھر بھی کیف
حسرت ہی رہی تم سے ملنے کی
☆ ----- عبدالملک کیف - ڈھری
رب نہ کرے کہ زندگی بھی کسی کو دے
کسی کو رلائے نہ دل کی گلی مولاسب کو دعا دے
☆ ----- حسن رضا - رکن
اکیلا ہوں اکیلے زندگی کی شام کو دوں گا
میں اپنی ہر خوشی تجھائیوں کے نام کو دوں گا
☆ ----- محمد خورشید اجپٹی مائین - کوہاٹ
آغاز ہے کیا معلوم نہیں
انجام ہے کیا معلوم نہیں
ہاں ان سے محبت ہے ہم کو
اس کے سوا معلوم نہیں
☆ ----- محمد خورشید اجپٹی مائین - کوہاٹ

خوشبو سے ناراض ہے میری زندگی
پیار کی محتاج ہے میری زندگی
بس لیتا ہوں لوگوں کو دکھانے کے لئے اظہر
ورنہ درد کی کتاب ہے میری زندگی
☆ ----- سید اظہر حسین شاہ - ممبر
ہر نام کو سر عام پکارا نہیں جاتا
کاغذ پر ہر لفظ اتارا نہیں جاتا
ہوتی ہیں مشق میں کچھ راز کی باتیں اظہر
یونہی تو اس کھیل میں بارائیں جاتا
☆ ----- سید اظہر حسین شاہ - ممبر
تو سن اپنا خاک کیا تب جا کے لکھی بنائی تھی
جاتے سے جوت کر دیکھا تو اک ایک پتہ پڑا تھی
☆ ----- سارگھزار کنول - فورٹ عباس
زندگی جانتی ہے اچھی طرح
میں نے کیسے اسے گزارا ہے
☆ ----- فیض اللہ مجاور - سٹی سرور شریف
وہ آتی ہے روز میری قبر پر اپنے ہمسفر کے ساتھ
کون کہتا ہے کہ دفنانے کے بعد جا رہا نہیں جاتا
☆ ----- فخر اخلاق - ٹلی ڈیال
میں پھول چٹا رہا اور مجھے خبر بھی نہ ہوئی
وہ شخص آ کے میرے شہر سے چلا بھی گیا
☆ ----- احسن عمر سی - بٹوکہ شریف
میرے دوجو میں تم کا ش یوں اتر جاؤ
میں دیکھوں آئینہ تو مجھے تو نظر آئے
☆ ----- محمد عرفان شیوہ - شیخوپورہ
تم تو نگاہیں پھر کر خوشیوں میں کھو گئے
ہم نے اداسیوں کو اپنا مقدر بنا لیا
☆ ----- مختار علی کیانی - گاؤں تلی
اپنے یوں کی ہنسی آپ کے نام کر دیں گے
اپنی ہر خوشی آج تجھ پہ قرباں کر دیں گے
جس دن ہوگی میری موتی میں
تو زندگی موت کے نام کر دیں گے
☆ ----- مختار علی کیانی - گاؤں تلی
چاہا تھا اسے روح کی گہرائیوں کے ساتھ
زندہ ہوں اپنی تنہائیوں کے ساتھ
روکا نہیں اسے چمڑتے وقت بھی

اپنی وفا پر ناز تھا چائیں کے ساتھ
☆ ----- مختار علی کیانی - گاؤں تلی
ہم جیسے برابر دلوں کا بیٹا اور مرزا کیا
آج تیری شکل سے اٹھ کر دیا ہے اٹھ جائیں گے
☆ ----- مختار علی کیانی - گاؤں تلی
بھی کوئی نہیں میرے دل سے تیری یاد کا نشہ
مفتقو جس سے بھی ہو خیال تیرا رہتا ہے
☆ ----- رئیس ارشد - خان پیلہ
مجھے اپنی قسمت سے بس اتنا کھ ہے
تجھ جیسا دوست بڑی دیر سے ملا ہے
یوں تو اکثر نوازا ہے مجھے اپنے رب نے سائل
پر تو تو میری خاص دعاؤں کا صلہ ہے
☆ ----- خلیل احمد ملک - شیدائی شریف
جسے کوئی خیال دل سے نکراتا ہے
دل نہ چاہو کہ بھی خاموش رہتا ہے
کوئی سب کچھ کہہ کے پیار جتا ہے
کوئی کچھ نہ کہہ کے بھی پیار بجاتا ہے
☆ ----- صابر - کوئٹہ
مٹانا چاہوں تو بھی نہ سنا پاؤں گا
تیرا نام اپنے دل سے محو
مٹایا وہ جاتا ہے جو غلطی سے لکھ دیا ہو
☆ ----- محمد یاسین عمر - ڈیال
تم بار بار اپنی وفا کے قصے نہ سنایا کرو فراز
ہم وفا کے پجاری ہیں خریدار نہیں
☆ ----- محمد عمران بٹ - ڈھوک ڈل
زندگی زندہ دلی کا نام ہے
مرودہ دل کیا خاک جیا کرتے ہیں
☆ ----- سردار زاہد محمود خان - بارخ
کس صبا سے خوشبو ڈرائنگ کی ہو نہ جانے
چلتے چلتے کہاں پہنچے ہم نہ جانے
☆ ----- عبدالوہید ابرار - نونہ
تم کیا جانو شراب کیسے پلائی جاتی ہے
کھولنے سے پہلے بوتل پلائی جاتی ہے
پھر آواز لگتی جاتی ہے
آواز درد دل والو یہاں
درد دل کی دوا پلائی جاتی ہے یہاں

☆ بشیر سائل۔ واہ کینٹ
وہ اپنے سکون دل کی خاطر ملے تھے ہم سے
ہم نادان سمجھ کر کہیں ہم سے محبت ہے شاید
☆ بشیر سائل۔ واہ کینٹ
ابھی سی ہو مگر غیر نہیں لگتی ہو
وہم سے بھی ہو نازک وہ یقین لگتی ہو
ہائے یہ بھول سا چہرہ یہ بھمیری زلفیں
میرے شعروں سے بھی تم مجھ کو کسین لگتی ہو
☆ محرم رشید اجنبی۔ کوہاٹ مائکین
کچھ زنجی صدیوں بعد بھی تازہ رہے ہیں تمہا
وقت کے پاس بھی ہر مرض کی دوا نہیں ہوتی
☆ فیصل بزمور۔ سوہ پانی
اک عجیب سا منظر نظر آیا
ہر ایک قطرہ سمندر نظر آیا
کہاں بناؤں میں گھر شیشے کا
ہر ایک کے ہاتھ میں پتھر نظر آیا
☆ فیصل بزمور۔ سوہ پانی
اتنا کیا یاد تجھے اے بے وفا
مگر کرتے یاد خدا کو تو لی ہو جاتے
☆ کامران عرف کاشی۔ چوناٹھ
ہم بچن میں گئے تم سے یہ نشان بے نیازی
تم مانگتے مجھ کے اپنا غرور ہم سے
☆ کامران عرف کاشی۔ چوناٹھ
بھلا ہاتھوں کی لکیر ہی بھی مٹی ہیں فراز
کتنا پاگل ہے میرا نام نہانے والا
☆ شفاء مائدہ فراز۔ کالا باغ
بے وفاؤں کے شہر میں کوئی وفا کرنے والا نہ ملا
ذہم بزدلوں نے مگر جنوں پر ہم لگائے دلا کوئی نہ ملا
☆ شفاء مائدہ فراز۔ کالا باغ
یادیں ہوتی ہیں ستانے کے لئے
کوئی روکتا ہے پھر مٹانے کے لئے
رشتہ بنانا محبت کا کوئی مشکل تو نہیں
پر جان چلی جاتی ہے اسے نبھانے کے لئے
☆ حماد ظفر ہادی۔ گوجرہ
کچھ لوگ زری دنیا میں ایسے بھی ہیں ہادی
اوپر سے تیرے لئے محبت اور اللہ سے نفرت دیکھتے ہیں

☆ حماد یزید عامر۔ گوجرہ
میں تیرے شہر میں آیا ہوں اجنبی کی طرح
خدا کرے کوئی صورت آشنا نہ ملے
☆ قمر عباس ساغر۔ نور جہاں شمال
عام سے تیرے خدو خال کہیں مل نہ سکے
یوں تو دیکھے ہیں کئی صورتیں پیاری پیاری
☆ قمر عباس ساغر۔ ڈنگہ
تو ہی سبب نہیں اس کی اداسی کا
طرح طرح کے دلوں میں ملال ہوتے ہیں
سایہ رات میں رطلے ہیں جھٹکی طرح
دلوں کے ذہم بھی مدام بڑے کمال کے ہوئے ہیں
☆ رئیس مدام حسین۔ سخی خان بیلہ
ہم نے اسے محبت میں چاہنے کی ابتدا کر دی
اپنی ہر خوشی اس پر فدا کر دی
کچھ اس انداز سے لوٹا اس سزا کر دی
☆ رئیس ارشد۔ شہر خان بیلہ
کوئی کسی کے درد میں شامل نہیں ہے
ہر اور حسن کسی کے قابل نہیں ہے
سب کچھ لڑا کر سمجھ میں آیا ہے فراز
جان یہ دنیا اعتبار کے قابل نہیں
☆ رئیس ارشد۔ شہر خان بیلہ
گزرے دلوں کی بھولی ہوئی بات کی طرح
آنکھوں میں جاگتا ہے کوئی رات کی طرح
تم سے امید تھی کہ نبھاؤ گے ساتھ میرا
تم بھی بدل گئے میرے حالات کی طرح
☆ رئیس ساجد کاوش۔ سخی خان بیلہ
انہیں میری وفاؤں کا خیال آیا تو بہت دیر کے بعد
مٹا کر مجھے وہ میری کمی محسوس کریں گے
☆ رئیس ساجد کاوش۔ سخی خان بیلہ
اگر دل ہی درد ہو تو محبت کیسے ہوتی ہے
یوں تو سمجھا بھی نہ ہوں سے ملا کرتے ہیں
☆ شہباز اشرف دلدار۔ فورٹ عباس
یہ تیرا غم تھا کہ تاثر میرے لہجے کی
جسے حال دل ستانے اسے ہی رلا دیتے
☆ شہباز اشرف دلدار۔ فورٹ عباس
چاند نکلا تھا مگر رات نہ تھی پہلی

یہ ملاقات ملاقات نہ تھی پہلی سی
رنج کچھ کم تو ہوا آج تیرے لئے سے
یہ الگ بات کہ وہ بات نہ تھی پہلی سی
☆ امداد علی عرف ندیم عباس تہا۔ سیر پور خاص
میں دیکھتا ہوں تو بس دیکھتا ہی رہتا ہوں
وہ آئینے میں بھی اپنے ہی رنگ چھوڑ گیا
☆ امداد علی عرف ندیم عباس تہا۔ سیر پور خاص
بے وفا ملے نہ تھے یوں ہی بدنام ہو گئے
چاہے والے بہت تھے جسے کس سے وفا کرتے
☆ حسین کاشی۔ رکن
پلوں کے کنارے جو ہم نے بھی جھوٹے نہیں
انہیں لگتا ہے کہ ہم کبھی روئے نہیں
پوچھتے ہیں کسے دیکھتے ہو ہنسوں میں
انہیں کیا معلوم کہ ہم برسوں سے روئے نہیں
☆ حیات یازد ہانی۔ ملتان
وہ ہم سے خوب میں آکر کام کرتے ہیں
ہم اپنے جہد بے نظمان کے نام کرتے ہیں
زبان سے کہیں کہیں ہائے ہم دل کی باتوں کو
یہ دل کی آرزو دل میں قلم کرتے ہیں
☆ حیات یازد ہانی۔ ملتان
آخری رسم الفت بھی نبھا دی ہم نے
کل شام تیری تصویر بھی جلادی ہم نے
جو بھی ملتا تھا پوچھتا تھا تیرا
اس لئے لوگوں سے ملاقات بھی ٹھٹھکی ہم نے
☆ رئیس ساجد کاوش۔ شہر خان بیلہ
جن کے حسن و عشق کے دلوں میں ان کے واسطے
دل ہمارا چاہئے اور دل تمہارا چاہئے
☆ قمر عباس ساغر۔ ڈنگہ
کسی نہ کسی پر اعتبار ہو جاتا ہے
اجنبی شخص بھی کوئی یاد ہو جاتا ہے
خوبیوں سے ہی نہیں ہوتی محبت سدا
کبھی کبھی خائیں بھی سے بھی پیار ہو جاتا ہے
☆ حماد ظفر ہادی۔ گوجرہ
ہر ایک بے وہ جس کا پوچھتے ہیں لوگ نامہ ہم
اس کو کسی کی یاد سے زندہ ہی جا دیا ہے
(راہبہ۔ رحیم پور خان)

میری آوارگی میں کچھ تصور تیرا بھی ہے آر
تہماری یاد آتی ہے تو کھر اچھا نہیں لگتا
حسین آنکھوں کو پڑھنے کا
ابھی تک شوق ہے ہم کو آر
محبت میں اجڑ کر بھی میری عادت نہیں بدلی
☆.....ایک خالد محمود سالوں - مروت
میرے جہدوں کے تسلسل کو تو کیا جانے اے
سر جھکایا تیری خوشی مانگی
ہاتھ اٹھایا تو تیری زندگی مانگی
☆.....محمد غیر مظہر سی - گوجر خان
مت دور جانا ہم سے بھی اتنا کہ
وقت کے فیصلے پہ افسوس ہو
کیا پتا پھر کبھی تم لوٹ کے آؤ
اور یہ جسم مٹی میں خاموش ہو
☆.....عبدالغفار نسیم - لاہور
اس غصص کو ہم نے دل میں بٹھا رکھا ہے
جس نے ہماری بیندوں کو چرا رکھا ہے
☆.....ظہیر عباس گجر پیکو ساری - آزاد کشمیر
کہنے کو تو سب میرے اپنے ہیں محسن
کاش کوئی ایسا ہوتا ہے میرے درے تکلیف ہوتی
☆.....ایم یو گل خان - ستوٹی - ڈیرہ غازی خان
کب تک روتے رہو گے اپنی قسمت پر ستار
یہاں تو پھول رہ جاتے ہیں آنکھ شام کے بعد
☆.....تاری بھائی آر دھتی - سبزی منڈی لہ
تمام عمر بھانے کا عہد تھا جس کا ناز
لباس بدلا ہے اس نے موسموں کی طرح
☆.....تاری بھائی آر دھتی - سبزی منڈی لہ
کچھ کر کے یاد آنکھوں سے آنسو نکل پڑے
مدت کے بعد گزرتے جوان کی گلی سے ہم
☆.....رابعہ فیصل مجید - کراچی
ضروری تو نہیں ہوا چھانگے دول ہی جائے ناز
کچھ لوگ اچھے کہتے ہیں سندھ دل میں رہنے کیلئے
☆.....تاری بھائی آر دھتی - سبزی منڈی لہ
ہنگامی میں خوش تھے عشق میں کیوں جھٹکا کر دیا
ایک بے تصور غصص کو گمے قبرستان میں ڈال دیا
ہم تو بے خبر تھے عشق سے ابرار

کیوں لا کر عشق کے سمندر میں ڈال دیا
☆.....عبدالوحید ابرار بلوچ - آواران
حقیقت چھپ نہیں سکتی بناؤں کے اصولوں سے
بھی خوشبو نہیں آتی کانڈ کے پھولوں سے
☆.....نعل جان ارمان بلوچ - تربت
سدا رہا جو میرے دل میں بھڑکنوں کی طرح ناز
بدلی اس نے بھی راہیں مسافروں کی طرح
☆.....تاری بھائی آر دھتی - سبزی منڈی لہ
جو میرے نام پہ غار کرتا تھا سب کچھ ناز
نگاہیں بھیر نہیں اس نے کئی دوستوں کی طرح
☆.....تاری بھائی آر دھتی - سبزی منڈی لہ
وہ کتنا مہربان تھا کہ ہزاروں گم دے لکھ ستار
ہم کتنے خود غرض لگے کچھ ندے کسے پیار کے
☆.....تاری بھائی آر دھتی - سبزی منڈی لہ
خاموش بیٹھے رہیں تو لوگ کہتے ہیں
اداسی اچھی نہیں
ذرا سانس لیں تو لوگ مسکرائے کی
☆.....چیر پوچھ لیتے ہیں
☆.....تاری بھائی آر دھتی - سبزی منڈی لہ
عدم میں رہتے تو شاد رہتے
اسے بھی فکر ستم نہ ہوتا
عدم جو ہم نہ ہوتے تو وہ نہ ہوتے
جو وہ نہ ہوتے تو ہم نہ ہوتا
☆.....محمد ساجد حسن - چشتیان
رات کو رات کا تحفہ نہیں دیتے
خوشبو کو خوشبو کا تحفہ نہیں دیتے
☆.....دینے کو تو ہم جان بھی دے دیتے شافی
مگر چاند کو چاند کا تحفہ نہیں دیتے
☆.....فاروق احمد شانی - چکوال
او بے وفا تیری وفا پہ بڑا ناز تھا
تو نے ایسا تیرا مارا جو بے آواز تھا
☆.....ایم شہزاد سکول - جھنگ
چلو آج پار کے کوسے میں بیٹے ہیں ڈنڈی
وہاں دل کو کچھ تو سکون ملے گا
☆.....سلی الرحمن زبخی - سیالکوٹ
اگر مجھ سے بچھڑنے کا اسے کوئی غم نہیں فراز

تو اکثر خاموش راتوں میں وہ روتا کیوں ہے
ابھی وفا کا اتنا دھوئی نہ کر فراز
☆.....میں نے دن کو بھی گم ہے وفا کی کرتے دکھا ہے
☆.....امداد علی عرف ندیم عباس تنجا
رفتہ رفتہ زندگی کے حادثے بڑھتے گئے
قربوں کی اوت میں جب فاصلے بڑھتے گئے
☆.....کیلک ب تھا شہر میں پینے چلانے کا رواج
غم زیادہ ہو گئے تو میکے بڑھتے گئے
☆.....امداد علی عرف ندیم عباس تنجا
ہم جیسے برباد لوگوں کا جینا کیا اور مرنا کیا نواز
☆.....آج تیرے دل سے نکلے ہیں
کل تیری دنیا سے نکل جائیں گے
☆.....غریب نواز جمالی - بدین
اسے سوچ کر تم کو بڑا ناز ہے ناں اپنی خوش پر
☆.....ابو محبوب رئیس کھولے تو شام ہو جائے
☆.....کامران علی ملک نوشہرہ فیروز
مانا کہ تم گھٹا ہو مگر اتنا بھی نہ برسو
☆.....میں بھی آخر دیوا ہوں کساؤں سے اچھل پڑوں گا
☆.....کامران علی نوشہرہ فیروز
جب سزا دے ہی چکے ہو تو حال نہ پوچھنا ناز
ہم اگر بے گناہ لگتے تو تمہیں افسوس رہے گا
☆.....ایس علی ناز - منڈی بہاؤ الدین
گزر تو جائے گی بستر پر ہی سہی
☆.....غیروں میں خوشیاں منانے والے مجھے عید مبارک
☆.....شاہد عمران پریم - پٹھانہ
☆.....اپنے حصے کی زندگی جی چکے
اب تو بس بھڑکنوں کا لحاظ کرتے ہیں
☆.....کیا کہیں ان دنیا والوں کو
☆.....جو آخری سانس پر بھی اعتراض کرتے ہیں
☆.....سفر اداس موہری - بنگلہ
☆.....آدیکے میرے دوست میں بارہا تو نہیں
☆.....سیرا سر بھی پڑا ہے میری دستار کے ساتھ
☆.....سفر اداس موہری - بنگلہ
☆.....بہت دنوں سے میرا بے دوستوں کو ہولا ہوا تھا
☆.....آج لفظ بے وفا بنا تو کچھ دوست بہت یاد آئے
☆.....رفاعت علی اینڈ ادیب اقبال

رباب حافظ آباد کی شاعری

برستی بارش اور اس میں ان کی یادوں کی رجم رجم کیا حال بیان کروں میں اس بر باد موسم کا دل ویران یہ اگر زخم تھوڑے کم ہوتے بہت پسند آتا تھا ہم کو بھی آج کا موسم

رباب۔ حافظ آباد

کبھی ملنے ضرور آنا آسان سا پتہ ہو کے جی لو ناں تم کچھ ہی دنوں کی بات ہے پھر اپنی مرضی کر لینا

رباب۔ حافظ آباد

رات کو پھر تیری یاد نے چھین لیے ہوش و حواس فنا ہو جائیں گے اگر یہی سلسلہ رہا

رباب۔ حافظ آباد

گئے ہیں اے خدا قسمت میں کوئی ایسا بھی دوست لکھ دے جو موت تک وفا کرے

رباب۔ حافظ آباد

بہت ڈر لگتا ہے مجھے ان لوگوں سے دل میں رہ کر جو دل پر ہی وار کر دیتے ہیں سوکھے پتوں سے ہی ہوتی ہیں میٹھی باتیں پیاس جب بچھ جائے تو لہجے بدل جاتے ہیں

رباب۔ حافظ آباد

اُنہیں بے وفا جو بولو تو ہیں بے وفا کی وہ تو نبھا رہے ہیں وفا کبھی ادھر کبھی ادھر اتنا تو کسی نے چاہا بھی نہ ہوگا جتنا صرف میں نے سوچا ہے تمہیں

رباب۔ حافظ آباد

اسے میرے جنازے کی دعوت نہ دینا یہ میری محبت کی توہین ہوگی کہ وہ پیدل سفر کرے اور میں لوگوں کے کندھوں پر رہتا ہوں

رباب۔ حافظ آباد

محبت کے لیے کیا اتنا کافی نہیں ہے کہ تیرے بغیر بھی ہم تیرے ہی رہتے ہیں

رباب۔ حافظ آباد

مسرت شاہین سرگودھا کی شاعری

زندگی کا سوچتا ہوں نہ زمانے کا سوچتا ہوں
میں تو بس اسے اپنا بنانے کا سوچتا ہوں
اس کے روٹھ جانے کے انداز کی قسم
وہ روٹھ جائے تو منانے کا سوچتا ہوں
اس نے نہ کی وفا تو کوئی گلہ نہیں
میں اس سے وفا نہیں بھانے کا سوچتا ہوں
وہ مجھے رولائے تو کوئی بات نہیں
میں رو کر بھی اسے بھانے کا سوچتا ہوں
مسرت شاہین سرگودھا۔

جب مجھ سے محبت ہی نہیں ہو
روٹے کیوں ہو
میرے بارے میں تنہائی میں
سوچتے کیوں ہو
جب منزلیں ہی جدا ہیں تو جانے
دو مجھ کو
لوٹ کے کب آؤ گے یہ سوال
پوچھتے کیوں ہو
لگا کر زخم میرے دل پر بڑی سادگی
سے
میرے زخمی دل کا حال پوچھتے
کیوں ہو
مسرت شاہین سرگودھا۔

کچھ رات کی آنکھیں بیگی تھیں
اور چاند بھی روٹھا روٹھا تھا
کچھ یادیں اس کی باقی تھیں
اور دل بھی ٹوٹا ٹوٹا تھا
کس موڑ پہ پھڑپھڑے یاد نہیں
ہونٹوں پہ ٹوٹی فریاد نہیں

آئینہ روبرو

کشور کرن چوکی سے لکھتی ہیں۔ اسلام علیکم۔ پیارے قارئین کیسے ہیں آپ سب اور شاف جواب عرض کیسے ہیں امید ہے کہ سب خیریت سے ہوں گے۔ میں بہت مشکور ہوں کہ میری کہانی لاوارث کو جگہ ملی اور کہانی سب کی اپنی مثال آپ تھیں اور ہر سنوری قابل تعریف تھی کسی ایک پر بھی تنقید کی کوئی گنجائش نہیں رہی باقی سب قارئین بہت محنت کر رہے ہیں اور میں ادارہ جواب عرض سے ایک ریلیوٹ کرنا چاہتی ہوں کہ وہ خوانین کی پسند کی کچھ تحریروں کے کالم شروع کریں ہمارے جواب عرض میں آگ یہی کمی ہے جن کو لیڈر پسند کرتی ہیں باقی سب کالم فضول ہیں ان سب کو ختم کریں اور کچھ کام کی چیزیں لگائیں سب ناؤز میں یہ چیزیں ہونی ہیں مثلاً بیوی نہیں۔ اور جواب عرض کا دسترخوان۔ کے بارے میں ضرور شائع کیا کریں اور گلہ دستہ کالم کو بڑھا میں یہ چیزیں بہت شوق سے پڑھی جاتی ہیں۔ میں ان قارئین کی بے حد مشکور ہیں جو میری تحریروں کو پسند کرتے ہیں اور میری حوصلہ افزائی کرتے ہیں یہ سب میرے اللہ تعالیٰ کا کرم ہے اور آپ سب بہن بھائیوں کی حوصلہ افزائی اور ادارہ جواب عرض کی کرم نوازی ہے کہ وہ ہم سب کو ساتھ لے کر چل رہے ہیں محنت بھی ضائع نہیں جاتی بس یہ ہی سوچ کر محنت کرتے جاؤ ایک دن ضرور پھل مل جائے گا۔ باقی کل میڈم کیسی ہو آپ۔ بہت مصروفیات ہونے کی وجہ سے آپ سے کنٹیکٹ نہیں ہو پا رہا بلکہ کسی سے بھی نہیں موبائل یوز نہیں کرتی سو سواری ویسے آپ کو بہت مس کرتی ہوں میری مجبوری ہے ٹائم نہ ملنے کی وجہ سے ہر کوئی ناراض ہے کوئی بات نہیں ملنے پر سب مان جاتے ہیں کوئی ناراض ہے تو کیا میں نے تھوڑی کہا تھا کہ ناراض جاؤ سب بہن بھائی یہی کہتے ہیں کہ کرن بھول گئی ہے اور کرن بات نہیں کرتی تو کیا کروں میں تو کہتی ہوں ایسے بہت اچھا لگتا ہے کسی کو تنگ کرنا۔ مجھے مس کرنے والوں کو مثلاً میری بہنیں بھائی رشتے دار کزن اور میری فریڈز کیسے ہو آپ سب اور کتنا مس کرتے ہو میں بھی کرتی ہوں مگر ایم وی ری سوری کہ میرے پاس وقت کی کمی کی وجہ سے میں کسی کو ٹائم نہیں دے پا رہی معذرت خواں ہوں اور تمام قارئین کو میرا سلام اور جواب عرض کے لیے دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ اسے ترقی کی منزل کی طرف گامزن رکھے آمین۔

شاز یہ کل ماسکھہ سے لکھتی ہیں۔ ادب عقیدت۔ مارچ کا شمار ملا سورتی ہے براجمان بے پناہ رنگ بکھیرتی ہوئی ماڈل نے شوخ نگوں میں بہار کے آنے کی نوید دی اسلامی صفحہ سے اپنے محرم میں اضافہ کیا اور سب سے پہلے خطوط پڑھے جن میں سب سے نمایاں اور خوبصورت خط۔۔۔ آئی کشور کرن تھا جنہوں نے الفاظ کی مالا میں پروئے موتی صفحہ قرطاس پر اس خوبصورتی سے بکھیرے کہ سب کے دلوں کی تڑپ جانی کرنے لگے آپ جی آپ مجھ سے ناراض ہیں ناراضہ نہ بیج آخر ایسی کیا خطا ہو گئی ہے ہم سے پلیز بتائیے گا ضرور اب آتے ہیں کہانیوں کی طرف تو سب سے پہلے۔۔۔ آئی کشور کرن کی کہانی لاوارث ویڈیو بہت اچھی کہانی تھی۔ انمول محبت ارشاد گل کاوش بہت اچھی تھی خدا شہر و ز اور ثانیہ کی محبت کو تاقیامت قائم رکھے۔۔۔ انمول محبتیں

بھی اچھی کاوش تھی۔۔۔ پیار کا سراپ فلک زاہد۔۔۔ محبت زندہ آج بھی ہے مجید احمد جانی۔۔۔ عذاب محبت معاویہ وغیرہ۔۔۔ اور دوستی اور محبت حسنین کاظمی لفظوں کے برجستہ استعمال نے آپ کی کہانی میں رنگ بھر دیئے کبھی ہنسی اور کبھی دکھ و میڈن بھیا بہت اچھا لکھا بروہی محبت کچھ خاص نہ تھی آئی ایم سواری بانی کہانیوں پر تبصرے سب معذرت کیونکہ ابھی ڈائجسٹ مکمل نہیں پڑھا میں مابنامہ جواب عرض کی گزشتہ سولہ برس سے مستقل قاری ہوں مگر خط کے ذریعے پہلی بار اس بزم میں قدم رکھ رہی ہوں امید ہے کہ سب ویکم کہیں گے اگر اس بزم میں جگہ ملی تو آئندہ بھی شریعت پر فرار رہے گی خط طویل ہوتا جا رہا ہے اس لیے اب اجازت دیں اس دعا کے ساتھ کہ جہاں رہی خوش رہیں اور خوشیاں بانٹیں آمین۔

محمد ملال عباسی ہستی خمیسہ سے لکھتے ہیں ہمیشہ کی طرح سب دوستوں کو سلام جواب عرض انتظار تو کرواتا ہے لیکن جب مجھے ملتا ہے تو بہت خوشی ہوتی ہے کہ اس میں کچھ نہ کچھ ضرور ہوتا ہے اس لیے تو مجھے انتظار کرنا اچھا لگتا ہے میں دل کی چاہت کے ساتھ جواب عرض کے سب افسران کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ مجھے اپنی محفل میں شریک کر لیا کرتے ہیں اب مجھے خوشی ہوئی ہے تو دل سے ایک صدائکتی ہے کہ اسی طرح ہی جواب عرض کی محفل تک رہے مسلسل یہی دعا نکلتی ہے سید طیب حسین شاہ سرائیکی و پنجابی شاعری کرتے ہیں ان کا کہنا ہے کہ جواب عرض بہت اچھا سنگیز ہے میں بہت شوق سے دل لگی سے پڑھتا ہوں ملک عاشق حسین صاحب مظفر گڑھ کی تحریر جلتے خوابوں کی راکھ کی آخری قسط بہت پسند آئی عائشہ نور عاتقا گجرات کی تحریر غلطی ہوگی چھوٹی سی تھی لیکن آنکھوں میں آنسو لانے کے عمل تھی محمد سلیم نکلن پوری تحریر بے وفا ہے زندگی میں کچھ اتنی بہت ہی انمول ہوئی ہیں عامر جاوید ہاشمی کی تحریر زندگی امتحان لیتی ہے اس میں تو پھول کھلنے کے بعد مر جھانجانے کے قابل جیسی تحریر لگی آخر میں عبدالجبار رومی چونگ لا بور میں آپ کا بھی شکر گزار ہوں کہ آپ نے بھی مجھے یاد دلایا دوستو مجھے اپنی دعاؤں میں یاد رکھنا والسلام۔

یاسر کی اڈہ صالحا سے لکھتے ہیں۔۔۔ سب سے پہلے جواب عرض کے سب قارئین کو سلام قبول ہو مابنامہ جواب عرض ملا مارچ میں سب نے ہی ایک سے بڑھ کر ایک کہانی لکھی حسنین کاظمی صاحب آپ نے بہت اچھا لکھا تھا مارچ میں ندیم عباس ڈھکو صاحب سے میرا ممبر لے سکتے ہیں اسحاق انجم صاحب آپ کو سلام ایم اے تبوب صاحب پریشان نہیں رہا کروغیر حیات بھی صالحا سے جناب لکھو نا آپ بھی ندیم منیو صاحب آپ بھی ایچھے ہیں ملک نعمان نواز آپ نے لکھا بند کیوں کر دیا ہے ریاض صاحب میری سنواریوں کو بھی جگہ دیں پلیز باقی اگلے شمارے میں۔

ایم یعقوب ڈیرہ غازی خان سے لکھتے ہیں اسلام علیکم جناب ریاض بھائی کہے ہیں آپ امید ہے کہ ٹھیک ہوں گے مجھے فردری کا شمارہ ملا بہت خوشی ہوئی سب سے پہلے میرے اچھے۔۔۔ بھائی راشد لطیف صاحب ویری گڈ اور میں۔۔۔ شاد رفیق سہو۔۔۔ انتظار حسنین ساقی۔۔۔ عافیہ گوندل غلطی ہوگئی۔۔۔ میرے سینور کا رلبہ۔۔۔ عورت کی شان۔۔۔ عذاب محبت۔۔۔ عامر جاوید ہاشمی۔۔۔ بے وفائی۔۔۔ ریشم محمد ایوب بوہڑ۔۔۔ محمد سلیم۔۔۔ ابو ہریرہ۔۔۔ پیار کا سراپ۔۔۔ ملک عاشق حسین۔۔۔ کیا یہی پیار ہے۔۔۔ محبت کا لاف۔۔۔ ویری گڈ آپ نے بہت اچھا لکھا اور جناب اب مجھے تنقید بری نہیں لگتی آپ کی آراء میرے لیے قابل قابل فخر ہے اور میرے دوست جنہوں نے بھنور سنواری پر مبارکباد دی عبدالجبار رومی۔۔۔ شاد رفیق۔۔۔ راشد لطیف۔۔۔ استاد لیاقت۔۔۔ تنویر احمد۔۔۔ ملازم حسین۔۔۔ ارباب سلیم۔۔۔ تیمور ماموں۔۔۔ احسان تونسہ۔

- ازمان لاہور - عثمان کشمیر - اور بھی بہت سے دوست ہیں جن کے میں نام نہیں لکھا سو رہی ان کو میری طرف سے سلام اینڈ ٹینکس - اور آخر پر دوست ایف تمہاری دوستی پیار خلوص کو عقیدت بھر اسلام جانی تم میرے دل میں ہو مگر احتیاط کرنا کہیں کوئی مسئلہ نہ بن جائے جانا جی لگتا ہے تم بھولنے کی بیماری میں مبتلا ہو رہی ہو او کے سب پسند کرنے والوں کو سلام اینڈ جواب عرض کی دھی مگر کے پیارے شاف کو اخراج تحسین پیش کرتا ہوں -

عثمان بلوچ بہاولپور سے لکھتے ہیں - اسلام ٹیکم - انسان کو یکساں ہونے والی خوشی کا انوکھا ہی انداز ہوتا ہے قدرت نے اس خوشی کو اتنا پرکشش اور مسحور کن بنایا ہے کہ ہر خوشی اس کے سامنے بیچ نظر آتی ہے اس تمہید سے متوقع یہ ہے کہ جیسے ہی مارچ کا تازہ شمارہ میرے ہاتھوں کی زینت بنا تو خطوط کی فہرست میں اپنے نام کا خط دیکھ کر دل کی دنیا میں بہار کا سماں ہو گیا نا امید کی امید میں بدل گئی اور الفاظ قلم سے نکل کر ورق کی زینت بننے کے لیے مستعد ہو گئے انگل جی جی آپ کا انتہائی مشغور ہوں کہ آپ نے میرے حوصلے کو جلد بخشی لیکن معذرت کے ساتھ یہ نہ بھولیں کہ آپ نے ابھی تک ہمارے خطوط کا جواب دینے کے لیے ابھی تک قلم کو اجازت نہیں دی اور نہ ہی میری سٹوری کے بارے میں بتایا ہاں بس اتنا ہے کہ وابستہ راہ سفر سے امید بہار رکھ کے اصولوں پر عمل پیرا ہوں اور اپنی کہانی کا منتظر ہوں اور آپ جیسے فہم و فراست کے حامل شخص کو تو معلوم ہی ہوگا کہ انتظار موت سے زیادہ سخت ہوتا ہے اس لیے اہل ذوق آپ جیسے اہل قلم صاحب کی ضرورت ہے انتہائی مصروفیت کی وجہ سے میں مکمل شمارہ تو نہیں پڑھ سکا لیکن اتنا ہے کہ جو پڑھا ہے بہت اچھا لگا اور سب صاحب قلم کی کہانیاں اچھی تھیں اور وقت فوقتاً قابل تعریف تھیں بس ہمیشہ ہی لکھنے سے پہلے صرف ایک بات ذہن میں رکھ لیا کرو تو بہت نفع ہوگا کہ لفظ لکھنے سے پہلے آپ کے غلام ہیں لیکن جب آپ ان کو ورق کی زینت بنادیتے ہیں تو یاد رکھیں آپ لفظوں کے غلام بن گئے اب بس بے جی میں آئے وہی روشنی پائے - اللہ تعالیٰ قدم بقدم آپ سب کا حامی و ناصر ہو آمین - والسلام -

محمد اسلام آزاد لہڑی کسی سے لکھتے ہیں - اسلام ٹیکم بعد از سلام ماہ فروری کا شمارہ بے وفائی نمبر ملا میرے سامنے ہے جناب ملک عاشق حسین کی تحریر پڑھنے خوابوں کی راہ محترمہ عافیہ گوئل کی تحریر کا شوق تو بیانی نہ ہوئی اور فکر زائد کی تحریر بیکار کا سراپ کے ساتھ ساتھ تحریریں اچھی سی آئینہ روبرو میں ملاقات ہوئی تو آئینہ روبرو میں رائے کو مختصر جواب دیا جائے تو بہتر رہے گا کیونکہ میں نے نصیبوں والی ارسال خدمت کی تھی جس کے بارے میں جواب عرض کے آفس میں کا لڑ کر کے پوچھا کہ تحریر ملی تو کوئی خاص جواب نہیں ملا شاید آپ حضرات مجبور ہو اب تحریر بیکار کا تھہر ارسال کر رہا ہوں جواب پلیز ضرور شائع کیجئے گا مہربانی ہوگی -

ملک معیمان نواز اڈہ پیر وئی سے لکھتے ہیں - اسلام ٹیکم - میں امید کرتا ہوں کہ آپ سب اور جواب عرض کی باقی قیم خیریت سے ہوگی اور اللہ قادر مطلق سے دعاگوں ہوں کہ آپ کا ادارہ دن دگ رات چوگی ترقی کرے شہزادہ بھائی مجھے ہے کوئی خاص شکایت تو نہیں ہے لیکن میں آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ مہربانی میری چیزوں کو اپنے رسالے میں تھوڑی سی جگہ دے کر مجھے شکریہ کا موقع فراہم کریں یا سروس کی کو میں ٹینکس کہا جاہوں گا جو کام میں میری مدد کرے - تم ہیں یا سروس کی کہانیوں میں ایک دلچسپ سبق ملتا ہے وہ کہانیوں بہت اچھی لکھتے ہیں آخر میں میں یہ کہنا چاہوں گا کہ پلیز میری چیزوں کو شائع کر دیں - والسلام -

ماہ نور کنول - پلندری سے لکھتی ہیں - اسلام ٹیکم - بھائی امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے مارچ کا شمارہ ملا کافی دیر بعد پڑھا کہ بہت خوشی ہوئی بہت اچھا لگا سب کی سنوریاں بھی اچھی تھیں - آپ کی سنور کرنا

۔۔۔ باجی اقرا۔۔۔ بھائی سلیم اختر۔۔۔ بھائی انتظار حسین ساقی کی سنوریاں بہت پڑھتی ہوں۔۔۔ محبت کا دوزخ۔ بھائی سراج اللہ خٹک بہت اچھی تھی۔۔۔ وفا کی خاطر باجی شاکر رئیس آباد۔۔۔ پہلا قدم باجی آنیہ لاہور۔۔۔ اگر تم نہ ہوتے مناہل آزاد کشمیر۔۔۔ بھائی حسین شاکر۔۔۔ آپ کی سنوریاں ابھی بڑے مزے کی ہوتی ہیں ماہ فروری میں میری سنوری برباد محبت شائع ہوئی۔۔۔ ریاض بھائی آپ کی بہت شکر گزار ہوں جو آپ نے میری سنوری کو جواب عرض میں جلد دی اور ایک سنوری کے ساتھ حاضر ہوں ہم تمہارے گئے امید ہے کہ اس کو بھی بہت جلد قریبی شمارے میں جگہ دے کر شکر یہ کا موقع دیں گے اور ان لوگوں کا بھی بہت شکر یہ جنہوں نے میری سنوری کو پسند کیا۔۔۔ باجی رابعہ کنول مانسہرہ آپ کا بہت شکر یہ جو آپ نے میری سنوری کو پسند کیا۔۔۔ مناہل حرا بتول۔ بھائی ارسلان آپ سب کا بھی بہت شکر یہ اور خرم شہزاد محفل نہایت ادب سے سلام قبول ہو آپ آج کل کدھر غائب ہیں کہیں نظر ہی نہیں آتے نہ آنکندہ پرو میں اور نہ ہی سنوریوں میں نہ کہیں اور پیلیر اپنی مصروفیات کم کیجئے اور جلدی تشریف لائیں جواب عرض کی دیکھی گری آپ کی منتظر ہے اور یہ حسین محفل آپ کے بنا دھوری ہے اور ہمیں آپ کی سنوری آپ کے لفظوں کا شدت سے انتظار ہے اور باقی جو غلطیاں ہو گئی ہیں ہم سے ان کے لیے معذرت اور کچھ براگہ ہوتو ریلی سوری۔۔۔ بھائی ڈاکٹر حسین علی کو بیاد بھرا سلام اگر سانسوں نے وفا کی تو انشاء اللہ آئندہ بھی سننے دے کے ساتھ حاضر ہوں گے اب تک کے لیے اجازت دیں اللہ نہاں۔۔۔

عابد علی انجم۔۔۔ سبحان شاہ سے لکھتے ہیں۔۔۔ قارئین سب سے پہلے جواب عرض کے پورے شاف کو سارے قارئین کو تحنوتوں بھرا سلام قبول ہو یہ میرا جواب عرض میں پہلا قدم ہے مارچ کا جواب عرض ملا پڑھ کر بہت خوشی ہوئی سب کہانیاں ہی عروں پر تھی مجھے جواب عرض پڑھتے ہوئے پورے دو سال کا عرب گزر چکا ہے میں سب سے زیادہ ندیم عباس ڈھکو۔۔۔ ایک یعقوب ذریہ غازیخان کی کہانیاں بڑے شوق سے پڑھتا ہوں ریاض احمد صاحب میں کچھ غزلیں اور لیر بھیجتا ہوں پیریز یہ اس ماہ میں ہی لگا دیجئے گا آخر میں ندیم عباس ڈھکو۔۔۔ ایم یعقوب۔۔۔ عمران شاہ۔۔۔ آصف یحیٰ۔۔۔ سیاہ روی۔۔۔ محمد حسین وٹو۔۔۔ ملک معمان نواز۔۔۔ کامران اینڈ رضوان ظفر۔۔۔ راشد علی۔۔۔ رستم کریا نہ سنور۔۔۔ کو میری طرف سے سلام قبول ہوا حجاب زاہر جی آپ کو میرا سلام قبول ہو۔

عبدالجبار رومی۔۔۔ چونگ لاہور سے لکھتے ہیں۔ اسلام علیکم۔ خوبصورت ناسٹل کے ساتھ خورودو شیزہ اپنے حسین سراپے کے ساتھ سروق کو چار چاند لگا رہی تھی مارچ کا شمار ایشی تمام تر عنایتوں کے ساتھ ہاتھوں میں ہے۔۔۔ اسلامی سنگھ پڑھ کر۔۔۔ خطوط نظر ڈالی تو۔۔۔ آپ کی کثرت کرن کی خوبصورت باتیں سنیں بہت اچھی لگیں آپ کی کہانی لاوارث بہت اچھی تھی نومی جیسے بچوں کو لاوارث چھوڑ دینا خود غرض ماں باپ لے لیے لہو فکر یہ ہے۔۔۔ گزیا چو بدری ہماری خود شامی کو اجاگر کرنے کے لیے جواب عرض بہترین میگزین ہے پرنس مظفر شاہ کا تبصرہ بھی اچھا لگا آپ کی کہانی پر دینی محبت میں صفحات آگے پیچھے تھے بھر بھی اچھی تھی کہانی۔۔۔ افسانہ کنول۔۔۔ سیف الرحمن۔۔۔ بلال عباسی کے خط بھی پیارے تھے۔۔۔ سیدہ امامہ آپ کا مسئلہ بھی حل ہو گیا چلو اب محفل میں حاضری تو یقین ہوئی۔۔۔ محمد حسین شیخ آپ کی تشریف آوری بہت اچھی تھی۔۔۔ ابو ابریرہ آپ کا تبصرہ بھی زبردست تھا ہوا لکھنے سے تو آپ کافی راضی ٹرانے لگے ہیں بہت اچھی بات ہے۔۔۔ مس سیرا۔۔۔ محمد ندیم آپ کے بھر پور تبصرے پر خط جاندار تھے۔۔۔ رابعہ کنول۔۔۔ اور محمد افضل نے بھی اچھا لکھا ہے۔۔۔ شاعری میں یوسف وردی۔۔۔ حرار رمضان۔۔۔ نوید خان کے اشعار اور غزلیں اچھی تھیں کہانیوں میں۔۔۔ افراناز کی انمول

محبتیں پڑھ کر بہت دکھ ہوا کہ ماہ نور کے ساتھ کسی نے اچھا سلوک نہیں کیا مگر مہوش کو نہ چاہتے ہوئے بھی گلے لگا لیا بہت اچھا لالگا۔۔۔ آنیہ کی مختصر تحریر پہلا قدم ٹھیک رہی۔۔۔ فلک زائد کی قسط وار پیار کا سراسر ابھی بہت اچھی لگی ہے محبتوں سے گندی ہوئی پیاری تحریر ہے۔۔۔ حسین کا طوطی کی دوستی اور محبت نے بھی بہت اچھا اثر دیا ہے انعام اور تشکلیں کی موت کا بہت دکھ ہوا۔۔۔ منائلی کی کہانی اگر تم نہ ہوتے بھی اچھی رہی۔۔۔ شائلہ راس کی وفا کی خاطر میں مکان نے جان دے دی مگر وفا یہ حرف نہ آنے دیا۔۔۔ کیسا بونڈا کیسا پھول میں زری کے لیے عاشق بھی لاپچی انسان ثابت ہوا۔۔۔ سلیم اختر کی کہانی بس ٹھیک رہی تھی باقی شمارہ زبردست تھا ہر کہانی اچھا اثر پیدا کر دیا ہے بھائی ریاض احمد ہر سکتے تو میری شاعری کو شائع کر دیں شکریہ۔ انتظار ہے گا اپنی باری کا وہ السلام۔

سلمان بشیر۔ بہاؤنگر سے لکھتے ہیں۔ جواب عرض کی دیکھی محفل میں میرا سلام قبول ہو و قاص انجم۔۔۔ عبدالجبار وردی۔ اور پرنس مظفر شاہ آپ کا شکریہ جو آپ نے میری کہانی یہ زندگانی کو پسند کیا اور اپنی قیمتی رائے کا اظہار کیا فروری کا سال داس وقت میرے ساتھ میں ہے اسلامی صفحہ نہ پا کر دکھ ہوا اس بار سب سے اچھی بات یہ لگی کہ میرے شہر بہاولنگر کے جواب کی کی محفل میں دو نئے لوگوں کی انٹری ہوئی ہے پینل نمبر پر۔۔۔ محمد ابو ہریرہ اور دوسرے نمبر پر نہیں راؤ آپ کو دیکھ کر خوشی ہوئی اس بار کچھ چیزیں بہت پسند آئی اور کچھ چیزوں نے تھوڑا سا دھمی کر دیا آئینہ رو ہر اس بار کافی پسند آیا اچھا سانس ہے لوگوں کو زیادہ سے زیادہ اپنی باتیں شیر کرنے کا موقع ملتا ہے کوئی بھی کو پنا نظر نہیں آیا کہا بیوں میں۔۔۔ شاید رفیق سہو کی ماں کہاں ہے تو بہت لا جواب بھی میری نظر میں نمبروں کی حقدار بھی بہت خوب شاید بھائی شاہد رفیق صاحب خدا آپ کی ہر مراد پوری کرے اور آپ کی والدہ کو جلد از جلد صحت یاب کرے۔۔۔ ثنا حالاً اسی عانتی تیرا شکریہ بھی ٹھیک ٹھاک ہی تھی۔۔۔ زین نے بھی بے وفائی نے خوب رنگ بنایا۔۔۔ ذیم گرل کی کسی ہے زندگی کی کچھ سمجھ نہیں آتی۔۔۔ اے آرا رانی کی ریشم چھوٹی سی تھی مگر مواد سے بھر پور تھی بہت خوش اسی طرح ہی تھی رہیں گریزی باتوں سے کسی کی دل آزاری ہوئی ہو تو اس کے لیے ہاتھ جوڑ کر معافی مانگتا ہوں میں امید کرتا ہوں کہ میری کہانی جو کہ جواب عرض کے دفتر میں موجود ہے خاموش محبت لا حاصل جلد از جلد منظر عام پر آئے گی میری دعا ہے کہ جواب عرض کے تمام لکھنے والے پر ہنسنے والے زندگی کے ہر امتحان میں کامیاب و کامیاب ان ہوں خوشیاں آپ کے قدم چومیں امتحانات کے دن نزدیک آتے جا رہے ہیں اس لیے شاید دوبارہ جلدی وقت نہ نکال پاؤں اسی لیے یہ خط ارسال کر رہا ہوں امید ہے کہ اسے جواب عرض میں کہیں جگہ ضرور ملے گی۔۔۔ آپ کی کشور کرن کی باتوں سے بہت کچھ سیکھنے کو ملتا ہے آپ کی آپ لا جواب ہو خدا آپ کی زندگی کا ہر مقصد پورا کرے اور آپ کو زندگی کا ہر سکھ عطا فرمائے آمین۔۔۔ اب تک کے لیے انتہائی کافی ہے انشاء اللہ جلد ہی دوبارہ جلدی دو نگاہ تک کے لیے اجازت دیں والسلام۔

محمد احمد ڈولا۔ سبحان شاہ سے لکھتے ہیں۔ اسلام علیکم۔ جواب عرض کے تمام قارئین کو میرا سلام قبول ہو جواب عرض میں میرا پہلا قدم ہے مجھے جواب عرض بڑھتے ہوئے پانچ سال ہو گئے ہیں لیکن اب تو ہمیں جواب عرض فری میں ملتا ہے کیونکہ ہمیں خریدنا پڑتا تھا لیکن اب پاسر کی صاحب نے بھئی والے سے کہہ دیا ہے کہ جو بھی جواب عرض لینے آئے اسے فری میں دیا کریں اب فری میں دیا جاتا ہے پاسر کی آپ اپنا نمبر اپنی جسی والے کو دے دو ہم نے یس کے پلیئر رابطہ ضرور کریں ہم بھی تو دیکھیں گے آپ کیسے ہیں باقی سب کہانیاں اچھی تھیں اور شعر و شاعری کمال کی تھی فروری کے جواب عرض کی ریاض احمد صاحب میری کہانیوں کو بھی جگہ دیں آپ کی عین نوازش ہوگی اور غلام فرید جاوید صاحب آپ سے بھی ملنا چاہتا ہوں باقی اگلے شمارے میں ملاقات ہوگی

ایم فاروق جٹ۔ سبحان شاہ سے لکھتے ہیں اسلام علیکم۔ جواب عرض کے تمام سٹاف اور قارئین کو سلام قبول ہو ماہ فروری کا شمار ملا بہت خوش ہوئی زیادہ تب ہوئی جب سنوری پسند آئی وہ بھی ندیم عباس اوسوری سلیم منیو آف گنگن پور۔۔۔ باقی سٹوڈیاں بھی اپنے معیار کے مطابق ٹھیک تھی اور سب سے اچھا جو لیٹر تھا وہ۔۔۔ آپ کی شہر کر ن آف پتو کی اسکے بعد شعری پیغام میرے دل پر زخم کر دیے ہیں پلیز بتاؤ کیا مسئلہ ہے آپ کو کون سا زخم ہے آپ کے دل میں اس کے بعد۔۔۔ ایم یاقوت ذریہ غازی خان آپ بہت اچھا لیٹر لکھ لیتے ہیں۔۔۔ یاسر وکی صاحب آپ کہاں رہتے ہیں آپ کا نمبر بند ہے پلیز رابطہ کریں جنوری میں آپ کی بھائی پڑھ رہی تھی بہت کمال کی تھی لیکن آپ کا نمبر بند تھا آپ تو اچانک ہی دیا پاپور سے نمودار ہوئے ہو آپ پلیز رابطہ کرو۔

ارسلان آرزو۔ جڑاوالہ سے لکھتے ہیں۔ اسلام علیکم۔ کے بعد عرض ہے کہ میں خیریت سے ہوں امید کرتا ہوں کہ ریاض بھائی آپ بھی جواب عرض کی پوری ٹیم کے ساتھ خیریت سے ہوں گے ریاض بھائی مجھے خط لکھنے کا طریقہ نہیں ہے پہلی بار آپ کی دھکی محفل میں حاضری دے رہا ہوں ریاض بھائی وہ بھی میں آپ کو بتا دوں کہ کس کی وجہ سے ایک دن۔۔۔ بھائی وقاص انجم جواب عرض کی سنڈی کر رہا تھا تو میں نے اس کو اپنی بار آواز دی مگر وقاص بھائی میری بات سنو لیکن ہو جواب عرض میں اتمام حق کے میری آواز تک نہیں سنی انہوں نے میں نے اس سے جواب عرض لے کر پڑھا تو بہت اچھا لگا میں آپ کو اس سے خط لکھ رہا ہوں کہ اب آپ مجھے بھی اپنی دھکی محفل میں جگہ دیں گے آخر میں جواب عرض کی ترقی کے لیے دعا گو ہوں کہ دن دو گنی رات چو گنی ترقی کرے آمین۔

محمد رضوان۔ جڑاوالہ سے لکھتے ہیں۔ اسلام علیکم میری طرف سے آپ اور جواب عرض کی پوری ٹیم کو اور اس کے ساتھ جڑے تمام راسخ اور مہربان ائمہ میں نے آج پانچ ماہ پہلے بھی آپ کو خط لکھا تھا جس کو آپ نے شائع کر کے میری حوصلہ افزائی کی تھی ریاض بھائی میں آپ کا کن لفظوں سے شکریہ ادا کروں کہ آپ نے اس بندہ ناچیز کو جواب عرض میں ٹھوڑی سی جگہ دی بھائی ریاض میں آپ کو اس وقت بھی خط لکھنا تھا جب آپ نے میرا خط شائع کیا تھا میری نوکری ہی پتھو ایسی تھی کہ وقت ہی نہ ملا میرے بھائی وقاص انجم نے مجھے بتایا کہ میرا خط شائع ہوا ہے تو میری خوشی کی انتہا ہی نہ رہی مجھے یقین نہیں ہو رہا تھا میں جلدی سے اس کے پاس گیا تو اپنی انگوٹھوں سے دیکھا تو مجھے یقین ہو گیا ریاض بھائی میں نے اپنی دو تین غریب سچی مہربانی کر کے وہ بھی شائع کر دیں آپ کی نوازش ہوگی میرے پاس وقت بہت کم ہے اپنی حاضری دینے کے لیے بس اتنا ہی لکھ رہا ہوں کہ آخر میں جواب عرض کے لیے دعا گو ہوں کہ اللہ اس کو دن دو گنی رات چو گنی ترقی عطا فرمائے عامر رضا۔ میرا شریف اٹک سے لکھتے ہیں۔ اسلام علیکم۔ ریاض بھائی اور تمام جواب عرض پڑھنے لکھنے والوں کو میرا سلام قبول ہو ریاض بھائی میں تقریباً دو سال سے جواب عرض کا قاری ہوں اور بڑے جو اور جذبے سے جواب عرض پڑھتا ہوں مجھے جواب عرض تھوڑا ایسا ملتا ہے اور لیکن پھر بھی دس بارہ تاریخ کو مل جاتا ہے میں نے جنوری کا جواب عرض پڑھا ہے سب کی سنوریاں بہت اچھی ہیں فروری کا بھی مل گیا ہے لیکن ابھی آدھا پڑھا ہے اس کی بھی جتنی تعریف کروں کم ہے میں اس مرتبہ ایک خط اور کچھ شاعری ارسال کر رہا ہوں امید ہے کہ آپ ضرور جگہ دیں گے اور میری حوصلہ افزائی کریں گے میں بہت جلد ہی سنوری بھی ارسال کر دوں گا اور وہ بھی ضرور شائع کیجئے گا جواب عرض کا یہ سلسلہ میں تو کہتا ہوں کہ عروج پر جا رہا ہے میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اور بھی جواب عرض کو ترقی دے آخر میں میں جواب عرض پڑھنے والوں کو خلوص بھرا سلام اور میری دعا ہے کہ سب

ہمیشہ ہنستے مسکراتے رہیں آئیں۔

پرنس عبدالرحمن۔ مین رانجھٹے لکھتے ہیں۔ ماہ جنوری کا شمار اس وقت میرے ہاتھوں میں ہے جو میں مکمل پڑھ چکا ہوں اس ماہ میرا صرف زندگی کی ڈائری میں نام تھا۔ مگر حال میں کیا کہہ سکتے ہیں اس کے بعد اسلامی صفحہ پڑھا اس کے پڑھنے کے اس پر عمل کرنے کی اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق عطا فرمائے آئیں۔ اس کے بعد کہانیوں کی طرف آیا تو کچھ پرانے نام نظر آئے جب میں میرے بہت ہی اچھے دوست مجید احمد جانی۔ ایم یعقوب۔ آصف دہی۔ میرے خیال میں اس ماہ پہلے نمبر پر مجید احمد جانی نے انسان دوسرے نمبر میں مس فوزیہ کی اب نشاندہ کون تیسرے نمبر پر اتر آئی دوستی امتحان جیتی ہے بانی میری دو کہانیاں آپ کے پاس ہیں ہو سکتے تو نظر کرم کر دینا آپ کی مہربانی ہوگی آخر میں ان کا شکریہ جو میری تحریریں پسند کرتے ہیں آخر میں خدیجہ گجرات کو سلام۔

پرنس مظفر شاہ پشاور۔ سے لکھتے ہیں اسلام علیکم فردی کا شمار تمام تر خوبیوں کے ساتھ مایکٹ سے بروقت ملا پورا پڑھ لیا ہے اور پڑھنے کے بعد پورے انصاف سے ساتھ تیسرے کے لیے حاضر ہوں سب سے پہلے عالمگیر ہسپتال کے بارے میں پڑھا بہت اچھا لگا انشاء اللہ ہم بھی ہسپتال کے لیے عطیہ دیں گے اور کچھ نہیں تو کم از کم دو چار بوری سینٹ کے پیسے تو دیں گے تاکہ ہمارا بھی اس کا خیر نہیں پہنچے کچھ حصہ تو ہو۔ اب کہانیوں کی طرف آتے ہیں سب سے پہلے۔۔۔ ملک عاشق حسین کی کہانی جلتے خوابوں کی اکٹھ بڑھی اچھی لگی۔۔۔ فلک زاہد کی کہانی پیارا کاسراب۔۔۔ (نہج امانت کی حتم تیری بے وفائی۔۔۔ معاویہ غزنی کی عذاب محبت۔۔۔ زین نصیر کی بے وفائی۔۔۔ اور سیراج اللہ کی محبت کا دوزخ نے متاثر نہیں کیا البتہ بہتر تھی۔۔۔ جس میں راف کی وہ شخص تو شہر ہی چھوڑ گیا ایک اچھی کہانی تھی۔۔۔ محمد حسین کی محبت کے لالچ۔۔۔ محمد سلیم کی بے وفائے زندگی۔۔۔ آصف جاوید کی میرے سپنوں کا وہ رعبہ۔۔۔ اے آر رانی کی ریٹینگ۔۔۔ شاہد رفیق کی ماں کہاں ہے تو۔۔۔ اور انتظار حسین سانی کی دل خون کے آنسو روتا ہے۔ اچھی کہانیاں ہیں اس ماہ کی ٹاپ سنوری۔۔۔ عامر جاوید ہاشمی کی زندگی امتحان جیتی ہے بھی میری طرف سے ٹاپ سنوری لکھنے پر مبارکباد قبول ہو۔۔۔ ناراض منظور اکبر۔۔۔ ناراض اقصیٰ خرازی کو میرا سلام پہنچے۔۔۔ عرفان ملک۔۔۔ ثناء احمد حسرت۔۔۔ یونس ناز۔۔۔ راشد لطیف۔۔۔ فیکار شیر زمان۔۔۔ میرا احمد بیرکٹی۔۔۔ پرنس عبدالرحمن۔ اور تمام راسخ زبھانیوں کو پرنس کا بہت بہت سلام قبول ہو۔

عثمان عینی۔ پشاور سے لکھتے ہیں اسلام علیکم۔ ذی قارئین امید ہے کہ آپ سب خیریت سے ہوں گے اور زندگی کو احسن اور بطور پر گزار رہے ہوں گے ماہنامہ جواب عرض کے لیے جیل عرصے سے کچھ نہیں لکھنا چاہتا تھا مگر بھی مجھے اتنا وقت میسر آیا کہ میں اپنے جذبات کو عملی روپ ڈال سکوں۔ ماہنامہ جواب عرض ایک خوبصورت جزیرہ ہے اور میں نے دل سے اس کے لیے ایک پیاری سی تحریر میرے اپنے میرے سپن لکھی ہیں امید ہے کہ آپ سب میری حوصلہ افزائی کریں گے یہ کہانی دراصل ان سب دوستوں کے لیے ہیں جو کہ اپنی سے ناراض ہیں دل میں ارجش پال رہی ہے زندگی میں سب اوقات تو ہوتے ہیں مگر ضروری نہیں کہ اس چھوٹی سی زندگی میں ہم اپنے پیاروں کو تنہا چھوڑ دیں ماہ فروری کا جواب عرض ملا ٹائٹل پر پاکستانی ماڈل شاندا تھا دیگر دل جیت گئی تھی قیط و آخر پر۔۔۔ پیارا کاسراب فلک زاہد نے بہت اچھی لکھی ہے غالباً قیط اگرچہ چھوٹی تھی مگر کہانی بہت شاندار تھی ویڈن ملک زاہد۔ چھوٹی موٹی سب تحریریں زبردست تھیں۔۔۔ غم عاشقی تیرا شکریہ۔۔۔ وہ شخص تو شہری چھوڑ گیا۔۔۔ جلتے خوابوں کی راکھ سب کہانیاں بہت ناس تھیں اسی طرح لکھنے کے لیے اس کہانی

کے بعد ریگولر ہوجاؤں گا خطوط سب دوستوں کے پسند آئے اور شعر شاعری بھی سب کالم بہت پسند آئے آپ سب پسندیدگی کی سند حاصل کر گئے ہیں جس سے لکھتے ہیں اسلام علیکم آداب عرض یہ ہے امید ہے کہ آپ سب خیرت ملک علی رضا فیصل آباد سے لکھتے ہیں اسلام علیکم آداب عرض یہ ہے امید ہے کہ آپ سب خیرت سے ہوں گے جواب عرض ماہ فروری میں میری غزل رسالہ کے پہلے صفحات پر بہار بن کر بھری ہوئی تھی بہت شکر یہ ریاض احمد صاحب سدا سلامت رہو محترم ملک عاشق حسین کی کہانی بہت پسند آئی اور حسب حال بھی آئینہ رو برو میں خطوط کا سلسلہ ہمیشہ کی طرح دلچسپ تھا۔۔۔ محترم امین مراد انصاری۔۔۔ ریاض تبسم۔۔۔ عالیہ۔۔۔ فاطمہ۔۔۔ حافظ شفیق عاجز۔۔۔ اور پیارے دوست افضل آزاد کے خطوط نمایا اور اچھے لگے ہیں جن دوستوں نے اپنے خطوط میں میری تحریروں کو سراہا ان کا تہ دل سے شکر گزر رہوں اس بار کہانیوں میں۔۔۔ نعیم امانت۔۔۔ شاہد رضا۔۔۔ ڈاکٹر یعقوب۔۔۔ حاشیہ۔۔۔ ذیشان ریاض۔۔۔ شاہد رفیق۔۔۔ اے آر رانی آصف جاوی بہت خوب لکھا ہے سب کی کہانیاں اچھی تھیں ایک بہت بڑی خوشی اور بہت بڑا ملاحوشی یہ کہ فروری کو بادشاہ عمر درازی سالگرہ تھی اس میں سب نے یک کھایا اور غم ہمارے بہت پیارے محسن راسخ فقیر بخش لگا صابر ہم سب سے جدا ہو گئے ہیں چار فروری کو ان کا جنازہ لاہور موڑے دن کے چار بجے اٹھایا گیا تھا وہ دن میری زندگی کا سب سے دکھ ترین دن تھا جب انسان کے جسم سے اس کا ٹکڑا جدا ہو جاتا ہے اسی طرح یہ سب واقعہ پیش آیا آخر میں دوست وٹو اور خالد فاروقی کو سلام۔

عثمان غنی۔ عارف الہ پاک بین سے لکھتے ہیں اسلام علیکم۔ اس وقت میرے پاس ماہ فروری کا شاہ بہت ہی خوبصورت ڈیزائن اور بہت پر خلوص الفاظوں سے بھرا ہوا جواب عرض موجود ہے اس مضمون اسلامی صفحہ اور ماں کی یاد میں موجود ہیں تھا جو شاید اس بار دہائی نہیں تھا باقی سنوری سب کی بہت اچھی تھیں خاص کر جناب انتظار حسین سانی صاحب کی سنوری بہت ہی اچھی لگی اور یہ سنوری ایک سبق آموز بھی تھی جس میں ان لوگوں کے لیے ایک سبق ہے جو اپنی ان کی خاطر اپنی اولاد کی خوشیوں کو نظر انداز کر کے اپنی ناک اونچی رکھنے میں فخر محسوس کرتے ہیں لیکن اس سنوری میں اس بزرگ کو کیا ملایہ تو کوئی اس سے جا کر پوچھے کہ اس نے اپنی ناک کتنے سے تو بچائی لیکن اپنی ہی بیوی کو قربان کر دیا خیر ہم سب تو پھر بھی اس بزرگ کے لیے دعا ہی کریں گے کہ اللہ تعالیٰ ان کی زندگی کو آرام اور سکون دے۔ آمین۔ خیر باقی سب رائٹروں نے اچھا لکھا تھا کچھ دوستوں کو شکوہ شکایت بھی تھی اور یہ تو زندگی کے ساتھ ساتھ ہی کسی نہ کسی سے تو ہوتی ہی رہتی ہے اور آخر میں میں کچھ دوستوں کو میری شاعری اور ماں کی یاد میں کالم بہت پسند آئے ان میں سے سرفراز انجم۔ اور وقاص انجم۔ ان کا بہت بہت شکر یہ اور آخر میں سب کو صحتوں بھر اسلام اور اپنا بہت خیال رکھیے گا۔

عامر رضا میرا شریف سے لکھتے ہیں اسلام علیکم۔ ریاض بھائی اور جواب عرض کے تمام قارئین کو میرا سلام ریاض بھائی میں نے فروری کو جواب عرض اس کی سب تحریروں اچھی تھیں خاص کر انتظار حسین سانی فلک زاہد۔۔۔ محمد ابو ہریرہ۔۔۔ آصف جاوید زاہد۔۔۔ یہی تحریروں بہت اچھی لگی اس کے علاوہ شاعری میں۔۔۔ فرض ناز تانیلی۔۔۔ فضیلہ ایوب۔ کی شاعری بہت اچھی لگی تھی ریاض بھائی میں اس دفعہ کچھ غزلیں اور کچھ شاعری بھیج رہا ہوں امید ہے کہ آپ ضرور شائع کریں گے اور مجھے شکر یہ کاموں دیں گے۔

محمد ندیم عباس میوالی پتوکی سے لکھتے ہیں۔ اسلام علیکم۔ موسم بہار کی آمد آمد ہے درخت اپنی بہار دیکھا رہے ہیں ویسے بھی ہمارا شہر پتوکی تو موسم بہار کے علاوہ بھی خوبصورت پھولوں اور مختلف انواع کے پودوں

کی بدولت ہر وقت ہی بہار کا نظارہ پیش کرتا رہتا ہے اور موسم بہار تو سونے پر سہاگہ والی بات ہے انہیں پھولوں میں ایک مہکتا ہوا پھول۔۔۔ ہماری آبی کشور کرن ہیں اب یہ معلوم نہیں کہ وہ کس جگہ کو اپنی خوشبو سے معطر کر رہی ہیں بحر حال تھوڑی بہت تو خوشبو ہوا کے جھونکے سے اور جواب عرض کی میری بات سے ہم تک پہنچ ہی جاتی ہے آپ کی جان بتا دیں کہ کس جگہ پھول کھلا ہوا ہے میں وعدہ کرتا ہوں کہ بن بلائے بھی آپ کے ہاتھوں کا بنا ہوا کھانا کھانے نہیں آؤں گا۔۔۔ لاوارث سنواری بہت خوبصورت انداز میں اپنی منزل کی طرف سفر کر رہی ہے۔۔۔ پتوکی والو ایک رائٹر یا سرودی دیپالپور سے ہے اس نے مجھے میری سنواری خونی تحرا پر مبارکباد دی دیتے ہوئے میری حوصلہ افزائی کی ہے اور ساتھ میں شکوہ بھی کیا کہ پتوکی کے کے قارئین۔۔۔ آپ کی جان۔۔۔ کے علاوہ بہت بے ذوق لوگ ہیں بالخصوص قربان نام لیا تھا وہ کہتے ہیں کہ میں نے دوستی کی خواہش ظاہر کی مگر سب نے ہوں ہاں کر کے رابطہ ختم کر دیا کوئی قدر نہیں کی کیا یہ بات سچ ہے قربان۔۔۔ شاید اقبال۔۔۔ حافظ طالب حسین میں آپ لوگوں سے مخاطب ہوں یا سرودی دے کر کوئی بات نہیں میں آپ کی دوستی قبول کرتا ہوں ابھی میری وجہ سے آپ کو شکایت نہیں ہوگی اور اللہ تعالیٰ آپ کو اعلیٰ نمبروں سے کامیاب کرے آپ دعوت کا انتظام کرنے کا سوچیں۔۔۔ باقی شمارے پڑھنا نہیں کیوں کہ ایگزٹرم سر پر کھڑے ہیں۔۔۔ ندامت کے آنسو عنوان سے ایک کہانی آپ لوگوں کے مندر کر رہا ہوں بہت جلد۔۔۔ بھائی سلیم منیو مجھے یا سرودی کی زبانی آپ کے ساتھ آنے والا معاملہ معلوم ہوا پلیز اگر ہو سکے تو مجھ سے ایک بار رابطہ ضرور کرنا اللہ تعالیٰ آپ کی مشکل کو جلد از جلد دور فرمائے آمین مصباح کریم اینڈ انعام شہزادی جلد از جلد جواب عرض کی محفل میں حاضری دیں۔ والسلام۔

یا سر ملک مسکان چند انک سے لکھتے ہیں۔ اسلام علیکم تمام شاف جواب عرض اور قارئین کو سلام انکل ریاض جی کو یا سر ملک مسکان کا دعاؤں بھر اسلام مارچ کا انمول تحفہ ملا پڑھ کر دل خوش ہو گیا تمام تحریریں عمدہ ہیں مذاہب محبت معاویہ غریب و غنا اگر نہ ہوتے منامیں باجی چار کا سراپ فلک زاہد۔۔۔ وہ کیا بات ہے ایک عمدہ سنواری لکھنے پر بہت بہت مبارک ہو۔۔۔ آپ کی کشور کرن جی کی ہیں آپ آپ نے تو جواب عرض کو چار چاند لگا دیئے ہیں لاوارث کہانی ایک عمدہ تحریر بھی مبارک ہو اللہ آپ کو بلی عمر دے اور ہمیشہ خوش رکھے اور آپ ہمیشہ جواب عرض میں ہنسی رہو۔۔۔ مجید احمد جانی۔۔۔ حسین کاظمی۔۔۔ رضوان آکاش۔۔۔ انتظار حسین ساقی۔۔۔ ارشاد گل۔۔۔ شامہ رئیس۔۔۔ زنا کت علی ایک عمدہ تحریر لکھنے پر مبارک باد ہو اب آتے ہیں غزلوں کی طرف تو۔۔۔ آپ کی کشور کرن جی۔۔۔ حر رمضان۔۔۔ ماریہ عباس۔۔۔ حسین رضا۔۔۔ کی بہت اچھی غزلیں لکھیں پر یا انک جی آپ تو باکل ہی غائب ہو گئی ہیں آپ کی کوئی تحریر لکھو آپ کی کمی محسوس ہوتی ہے اللہ آپ کو خوش رکھے اور۔۔۔ حماد ظفر بادی جی آپ بھی بالکل غائب ہیں کوئی تحریر بھیجنا آپ دونوں کو میرا دعاؤں بھر اسلام آخر یہ انکل جی مجھے نہیں پتہ تھا کہانی کے ساتھ آئی ذی کی کاٹی بھیجی ہوئی ہے میری اپنی تو تمہیں ہے ابو کی پاکسی بڑے کی بھیج دوں گا اپریل میں میری سنواری کو ضرور جگہ دینا د سنواریاں آپ کے پاس ہیں تیسری بھیج رہا ہوں اور غزلیں بھیج رہا ہوں غزلیں و اڑی شائع کر کے حوصلہ افزا کریں اور جواب عرض عروج پر ہے میری دعا ہے کہ اللہ پاک اسے دن دینی رات چوٹی ترقی عطا فرمائے جواب عرض کے تمام قارئین رائٹر ز شاف ہنستے مسکراتے رہیں دعاؤں میں یاد رکھنا اللہ حافظ۔

کرن سلیم۔ منڈی عثمان والا سے لکھتی ہیں اسلام علیکم۔ میں پانچ سال سے جواب عرض پڑھ رہی ہوں ہر ماہ جواب عرض خریدتی ہوں پر آج تک جواب عرض میں کچھ لکھا نہیں تھا میں جواب عرض سے بہت پیار

لری ہوں ہمارے گاؤں کی تیس لڑکیاں مجھ سے جواب عرض لے کر پڑھتی ہیں میں منگوائی اکیلی ہوں سب سے پہلے خود پڑھتی ہوں بعد میں اپنی دوستوں کو پڑھتی ہوں پھر آہستہ آہستہ سب لڑکیاں مجھ سے جواب عرض لے کر پڑھتی ہیں میں جواب عرض سے بہت پیار کرتی ہوں میری دوستوں نے میرا نام ہی جواب عرض رکھا ہوا ہے میرا آپنی شہر کرن پتو کی کو سلام آپنی میں آپ کی بہت بڑی فین ہوں آپنی آپ بہت اچھی ہیں حد سے بھی زیادہ زندگی میں یہ سب سے بڑی خواہش ہے کہ میں ایک دفعہ آپنی آپ کو دیکھوں بس ایک دفعہ آپ کو دیکھنا چاہتی ہوں بالئہ میری اس خواہش کو پورا کر دے آمین آخر میں میرا محمد سلیم منیو کو سلام میرا بد نصیب کا جواب عرض میں یہ خط شائع ہو جائے میرے لیے اتنا بھی کافی ہے۔

سویرا ملک خان ہتھی ہیں اسلام علیکم محترم ریاض احمد صاحب کیسے ہیں آپ امید ہے کہ خیریت سے ہوں گے میری طرف سے جواب عرض کی پوری نیم اور اس کے ساتھیوں کو دل کی گہرائیوں سے سلام قبول ہو بھائی میں پہلی بار جواب عرض میں لکھ کر رہی ہیں امید ہے کہ آپ جلد دے کر شکر یہ کا موقع دیں گے بھائی صاحب مجھے لکھنے کا بہت شوق ہے اور میں نے تین سٹوریاں بھی لکھی ہیں جس کو پڑھائیں رجسٹر کر دی ہیں اب چوتھی سنوری پڑھے بغیر ہی بھیج رہی ہوں امید ہے کہ آپ میری حوصلہ افزائی کریں گے کیونکہ حوصلہ افزائی سے ہی رائٹر لکھ سکتا ہے مگر میں چند جملے یہاں ضرور لکھوں گی جنہوں نے مجھے لکھنے پر مجبور کر دیا ہے جو لوگ ابھی سوچ رہے ہیں کہ پلیمز قلم اٹھا میں اور جلدی سے جلدی دھکی مگر میں شامل ہو جائیں ایک بار کوشش کریں کوشش کرنے سے خدا مل جاتا ہے امید ہے کہ سننے لکھنے والوں کو نظر انداز نہیں کیا جائے گا ان منکوں نے میرا حوصلہ بڑھایا کیونکہ میں سوچنے والوں میں شامل تھی جس نے یہ جملے لکھے ہیں اللہ تعالیٰ اسے مزید لکھنے کی توفیق دے اور میری طرف سے اس کا بہت بہت شکریہ اور جواب عرض کی جتنی بھی تعریف کروں کم ہے۔۔۔۔۔ آپنی شہر کرن کی میں بہت بڑی فین ہوں۔ باقی شا اجالا کی سنوری بربادیت کی داستان کی جتنی بھی تعریف کروں کم ہے باقی تمام سٹوریاں۔۔۔۔۔ پیار کا سراب۔۔۔۔۔ ریشم۔۔۔۔۔ غلطی ہو گئی۔۔۔۔۔ میرے سپنوں کا راجہ۔۔۔۔۔ بے وفائی۔۔۔۔۔ تقدیر کے کھیل۔۔۔۔۔ عورت کی شان۔۔۔۔۔ زندگی کی آجھان لیتی ہے۔۔۔۔۔ عذاب محبت۔۔۔۔۔ کاش تو جینی نہ ہوتی۔۔۔۔۔ کا طرف عشق۔۔۔۔۔ بہت بہتریں سٹوریاں تھی اور آخر میں جواب عرض کے لیے دعا ہے مزید ترقی کرے آمین اللہ حافظ۔

محمد سلیم منیو کو کھانا کلاں سے لکھتے ہیں اسلام علیکم۔ فروری کا شمار ملا آپ نے اس ناچیز کو یاد کیا آپ کا بہت شکریہ جناب ریاض احمد صاحب سے میں نے جواب عرض کی دنیا میں قدم رکھا ہے میں بہت خوش رہتا ہوں مجھے جواب عرض سے بہت پیار ہے۔ جب تک میں صبح صبح جواب عرض کو دیکھ نہ لوں تو چین ہی نہیں آتا میری اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ تاقیامت تک جواب عرض کو میرے ساتھ رکھے آمین۔ اور میں ان تمام قارئین جواب عرض کا بے حد مشکور ہوں جو مجھے اپنی دعاؤں میں یاد رکھتے ہیں اگر میں ان دوستوں کا نام لوں تو پھر کافی وقت ضائع ہو جائے گا میں نہیں چاہتا کہ جواب عرض کا قیمتی بہت ہی قیمتی ورق ضائع ہو اور پوری نیم کو میری طرف سے سلام قبول ہو اللہ پاک جواب عرض کو دن رات چوکی ترقی دے آمین۔

وقاص انجم۔ جڑا نوالہ فیصل آباد سے لکھتے ہیں۔ محترم پیارے ریاض احمد صاحب اسلام علیکم کیسے ہیں آپ میں امید کرتا ہوں کہ خیریت سے ہوں گے میری طرف سے جواب عرض کی پوری نیم کو سلام اس کے ساتھ جڑے تمام مہبران کو محبتوں بھرا سلام قبول ہو مارچ کا شمار ملا اس بار میں نے سائہ سوال سے خریدنا جس

میں اپنی سنوری دیکھ کر بہت خوش ہوا ریاض بھائی میں آپ کا تہ دل سے مشکور ہوں کہ آپ نے اس بندہ ناچیز کو بھی جواب عرض میں لکھنے کا موقع دیا ریاض بھائی آپ کا بہت شکریہ اور مہربانی نوازش آپ جو آپ نے میری بھی سنوری کو چار چاند لگا کر شائع کر دیا آپ کے پاس میری ایک اور سنوری اور پڑی ہوئی ہے آپ پلیز اس کو بھی شمارے میں جگہ دے کر مجھے ایک بار پھر شکریہ کا موقع دیں جن دوستوں نے میری کہانی کو پسند کیا ان کا نام ضرور لکھوں گا ان سب سے پہلے شاہد رفیق --- ساجد علی --- ماہ نور --- توقیر --- نوید --- نور جگنو --- عرفان ملک --- عارف شہزاد --- اور میرے پیارے بھائی --- عمران سرور اور ساہووال سے وقار یونس --- عائشہ --- کائنات ادیس --- بلال رحیمی --- اور شاہ زیب --- رونی جزا نوالہ --- آمنہ لاہور --- صوبہ --- اور بہت ہی پیارے دوست بھائی --- یاسر وکی میں ان سب کا شکر گزار ہوں کہ ان سب نے میری حوصلہ افزائی کی اور ان کا بھی جن کا میں نام نہیں لکھ سکا اور مجھے اپنے دعاؤں میں یاد رکھا اب آتا ہوں مارچ کے شمارے کی طرف تو پہلے اسلامی صفحہ پڑھا بہت اچھا لگا اور اس کے بعد شہزادہ عالمگیر کا خواب پورا ہو رہا ہے اور ہم سب سے جتنا بھی ہوسکا گا ہم اس میں شامل ہوں گے سب سے پہلی کہانی --- لاوارث آپنی کشور کرن بہت اچھی تحریر تھی جیسے پڑھ کر آنکھیں نم ہو گئی اس کے بعد --- پیار کا سراپ فلک زندہ --- محبت زندہ آج بھی ہے مجید احمد جانی --- دوستی اور محبت حسین کٹمی --- انمول محبت ارشاد گل کی --- اور محبت اک پھول ہے بشارت علی --- اور پردہ کی محبت پریس مظفر شاہ --- اور کہاں ہیں اپنے حسنین شاہ کر --- انوکھے رنگ محبت کے انتظار حسنین ساقی --- ماں مجھے سلام حسن رضا --- اور غریب تو بہت پیاری اور آئینہ رو برو میں --- آپنی کشور کرن کا لیٹر بہت اچھا لگا اس کا پورا تو پورے کا پورا ارشاد اعریف کے قابل تھا ریاض بھائی ایک بار پھر میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے میری سنوری شائع کر کے میری حوصلہ افزائی کی اس کے ساتھ ہی میں آپ سے اجازت چاہتا ہوں اور جواب عرض کے لیے دعا گو ہوں کہ یہ دن دینی رات چوٹی ترقی کرے آمین ---

مقصود احمد بلوچ --- میاں چنوں سے لکھتے ہیں اسلام علیکم --- فروری کا شمارہ ملا پڑھ کر بہت خوشی ہوئی کیا بات تھی ناٹیکل کی کہانیاں بہت ہی اچھی تھیں سب کہانیاں اپنی مثال آپ تھی میں مشکور ہوں جنہوں نے پیار میں دھوکہ سنوری کو پسند کیا وقاص انجم --- ملک علی رضا --- راشد لطیف --- شاہد رفیق ان سب کو میرا سلام دعاؤں کا طلبگار ---

راشد لطیف صبرے والا سے لکھتے ہیں اسلام علیکم مارچ کا شمارہ ملا بہت ہی اچھا تھا سب کی کہانیاں اچھی تھیں ایک سے بڑھ کر ایک تھی ماہ فروری میں کاش تو یہی نہ ہوتی بہت اچھی کہانی تھی بہت دکھ ہوا شاہد رفیق سہو کے ماموں اس دنیا میں نہیں رہے اللہ ان کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے آمین اور جو میری سنوریوں کو پسند کرتے ہیں ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں ---

شاہد رفیق سہو کبیر والا سے لکھتے ہیں اسلام علیکم ریاض بھائی امید کرتا ہوں کہ آپ سب خیریت سے ہوں گے اور اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہوں کہ آپ سلامت رہیں ماہ مارچ کا شمارہ ملا بہت ہی اچھا تھا میرے پیارے ماموں کا انتقال ہو گیا تھا جن دوستوں نے اظہارِ افسوس کیا میرے دھوں میں شریک ہو کر مجھے حوصلہ دیا میرے دکھوں میں ساتھ رہے آپ کی محبت کا شکریہ ادا کرتا ہوں جناب محترم اللہ دینہ خلص --- جناب راشد لطیف --- عائشہ سحر --- ثنا اجالا --- گُنایا چوہدری --- ثار رومی --- سہنا کراچی --- جن دوستوں نے فل خوانی میں شرکت کی متیق احمد

-- حافظ عرفان -- اور بھائی راشد لطیف -- ان کا میں دل سے شکر گزار ہوں انہوں نے شرکت کی جن دوستوں کے میں نام نہیں لکھ سکا ان کا بھی بہت شکر گزار ہوں میرے دکھوں میں شرکت کر کے حوصلہ دیا تمام دوستوں سے اپیل ہے کہ میرے ماموں کی مغفرت کے لیے دعا کریں سدا خوش رہیں۔۔۔۔۔

شاہد اقبال چٹولی سے لکھتے ہیں اسلام علیکم، امید ہے کہ سب قارئین خیریت سے ہوں گے اور جواب عرض کے ساتھ جڑ سے ممبران حضرات بھی اسی خوشی زندگی گزار رہے ہوں گے ماہ مارچ کا شمارہ ملا پڑھ کر بہت خوشی ہوئی اور موسم بہار آنے کا انتظام ہو بہا بہت اچھا موسم ہے ہم چٹولی والے بہت خوش ہیں اور پھر ان دوستوں کا تہ دل سے مشکور ہوں جنہوں نے میرا کالم کی یاد میں کو پسند کیا اور میری چھوٹی موٹی غزلیں اور کچھ جوک وغیرہ لکھتے رہتے ہیں میں مشکور ہوں اور ادا جواب عرض کا کہ وہ میری تحریروں کو ردی کی نوکری کی نظر نہیں کرتے اور مجھے پھر سے لکھنے کا موقع دیتے ہیں اور شکریہ کا موقع فراہم کرتے ہیں مارچ میں جس سنوری نے زیادہ متاثر کیا وہ لاوارث کہانی تھی میں جب بھی لکھتا ہوں تو مجھے اس بچے کے وہ سوکھے روئی کے ٹکڑے پانی میں بھلکوا کھانا سناٹے آجاتے ہیں اور میرا روئی کا ٹکڑا ملحق سے نیچے نہیں جاتا کیا ہم اتنے خوش نصیب ہیں کہ اتنے اتنے کھانے آگے رکھ کر بیٹھے ہوں اور پھر بھی خرتے کرنا ہم نہیں کھائیں گے ہم وہ نہیں کھائیں گے اب کھانا ٹھنڈا ہو گیا اسے گرم کیا تو ذائقہ بیچ ہو جائے گا اگر کسی نے بتی کھنا ہے تو اس بچے نوئی سے کھو جیسے کا طریقہ خود بخود ہی آجائے گا ایک حقیقت داستان کو پڑھو گے تو اس کے کہانی میں اترا کتب نظر آجائے گا مجھے تو اس دن سے ہی لکھنا ڈر بھی مزہ نہیں دیتا کوئی میری اس بات پر یقین کرے یا نہ کرے۔ سب کو میرا سلام ادا اور جواب عرض کی ترقی کے لیے دعا گو ہو۔ کہ اللہ تعالیٰ اس کو زیادہ سے زیادہ ترقی نصیب فرمائے آمین۔

سرفراز احمد دھیر کوٹ آزاد سیر سے لکھتے ہیں اسلام علیکم ماہنامہ جواب عرض ماہ فروری گلگت سے خیر عالمگیر ہسپتال ہر حال میں بننا چاہئے کیونکہ عالمگیر بھیا ہمارے قائد تھے اور اپنے قائد کے خوابوں کو پورا کرنا ہمارا فرض ہے مجھے امید ہے کہ میں جواب عرض کے تمام راسخز اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں گے۔ ماہ فروری میں سب سے پہلے اپنے عزیز ڈھونڈنا شروع کی تو آئینہ روبرو میں اپنی تحریر پڑھ کر دی خوشی ہوئی اس کے بعد کہانیوں میں قدم رکھا جیسے خوابوں کی راکھ عاشق حسین ساجد بھائی۔۔۔ کاش تو یہی نہ ہوتی عافیہ گوندل۔۔۔ دل خون کے آنسو روتا ہے انتظار بھیا۔۔۔ ماں کہاں ہے تو شاہد رفیق سہو۔۔۔ ملٹی ہوئی عانیہ نور بھرات۔۔۔ عذاب محبت معاویہ غیر۔۔۔ بچھتاوا عانیہ علی چکوال۔۔۔ بے وفائی زین نصیر لاہور۔۔۔ عم عاشقی تیرا شکر یہ ثنا اجالا۔۔۔ اور عورت کی شان چوہدری پرویز کی سنوری بہت پسند آئی تمام راسخز کو مبارکباد۔ بوس ناز بھیا آپ پھر غائب ہو گئے ہیں پلیز اپنی سنوری سرور بھیا کریں فرخ ناز انک۔ محمد آفتاب۔۔۔ آپی ستور کن چٹولی۔۔۔ سلمان بشیر بہاولنگر عافیہ گوندل۔۔۔ احسن علی لاہور۔۔۔ طاہر خان ناروال کی تحریریں بہت پسند آئیں میری ڈنگ کی ڈانری میں عرفان کی تحریر بہت پسند آئی اے آر ارحیلہ۔ مس صبا۔ اور سیدہ امامہ علی آپ کہاں گم ہو پلیز ہر ماہ جواب عرض میں حاضری کو یقینی بناؤ آپ کی تحریروں کا شدت سے انتظار رہے گا شاعری میں سب کی شاعری اچھی تھی براہ محبت کی داستان نور نول۔ کی سنوری پسند آئی اچھا لکھنے پر مبارکباد جواب عرض کی بزم میں ریاض احمد بھائی آپ سے ریکویسٹ ہے کہ کالم زیادہ سے زیادہ شائع کیا کریں پلیز کالم بہت کم آتے ہیں قارئین بہت جلد سنوری لے کر حاضر ہوں گا پہاڑ میں جب بیٹھ کر جواب عرض پڑھتا ہوں تو بہت مزہ آتا ہے دل کو سکون ملتا ہے۔ کیونکہ جواب عرض میرا دوست ہے اور بیا بھی جواب عرض کے تمام قارئین کو میرا سلام۔

لبنی سرور فیصل آباد کی شاعری

بارش

بارش کے ایک ایک قطرے میں
تیری یادیں ہیں
جیسے بارش آتی ہے
تیری یادوں کی بارش
بھی ساتھ ساتھ
میرے دامن کو بھگونے لگتی ہیں
ساون کے بادل
میرے دکھ کے ساتھی ہیں
میری آنکھوں کے ساتھ
یہ بھی برستے ہیں
میری آنکھیں جب برتی ہیں
لبنی سرور۔ فیصل آباد۔

روگ

یہ روگ مجھے مار دیتا ہے
تیری یاد کے اجڑے آنگن میں
جب میں تنہا ہوتی ہوں
میں اپنے آپ سے
چھپ چھپ کر رونی ہوں
تیری یاد
روگ ہے کہ زندگی ہے
لبنی سرور۔ فیصل آباد۔

وہ دن بھول نہیں سکتی
مجھے شاعری سے لگاؤ بہت ہے
میں خود بھی شاعرہ ہوں

مگر جب سے
اس شخص کو بڑھا ہے
خود کو بھول گئی ہوں
صرف اس کی شاعری
اس کی محبت یاد رہتی ہے
وہ دن بھول نہیں سکتی
جس دن وہ ملا تھا
لبنی سرور۔ فیصل آباد۔

دل کا آنگن

دل کا آنگن سونا تھا
مگر تیری دستک نے
میرے دل کے سارے
دروارے کھول دیے
اب میرے دل کا
آنگن تیرا ہے
جب جاہو لوٹ آؤ
لبنی سرور۔ فیصل آباد۔

میری دنیا میری منزل

میری جان تم سن لو
میری دنیا بھی تم ہو
میری منزل بھی تم ہو
میرے لفظوں میں
چاہت ہی چاہت ہے
میرے خوابوں میں صرف
اور صرف تیرے خواب ہیں

میرے خوابوں میں خیالوں میں
میری عاشقی میری دوستی
میری دلکشی میری آرزو
میرا جیون میری بہاریں
میرے ساون تم ہو
مجھے تم سب سے اچھے لگتے ہو
مجھے تم سے محبت ہے
چلو افرار کرتی ہوں
میں تیرا انتظار کرتی ہوں
میری منزل میری دنیا
تم ہو صرف تم ہو
لبنی سرور۔ فیصل آباد۔

آواز کا بندھن

مجھے کچھ معلوم نہیں ہے
میری محبت کا کھرم
وہ مجھے ہر وقت
یہی کہتا ہے
جاناں تمہاری آواز ہے
کہ جادو
تیری آواز میں وہ کشش ہے
کہ میرے کانوں میں
ہر وقت تیری آواز کا جادو
بولتا رہتا ہے
مجھے یہ معلوم نہیں ہو رہا کہ
وہ مجھ سے محبت کرتا ہے
کہ میری آواز سے
لبنی سرور۔ فیصل آباد۔

جواب عرض 239

کونین
جواب عرض

شعری پیغام اپنے پیاروں کے نام

جس کے لئے پیغام ہے، اس کا نام و مقام

نام

شہر

پیغام (شعری غزل میں)

نام

شہر

بھیجنے والے کا نام و مقام

یہ کوئین کاٹ کر اس پر غزل لکھ کر اس میں ارسال کر دیں

جواب عرض

نام

شہر

فون نمبر

میرا بہترین شعر

مکمل پتہ